U56380 2-12-09

Title - Shahi Naama Urdu

Creator - Mutarjuma Munshi Bisheshar Dayal.

Publisher - Matba Mustafai (Kanpur).

Date - 1270 H

Pages - ~~1708~~ 180

Subject - Tareekh - Iran - Manzoom.

بعون صانع سبحان و بکمال فضل خلاق زمین و زمان

شاہنامہ اردو

بمقام لکھنؤ در مطبع منشی نولکشور [illegible] مطبوع [illegible]

M.A.LIBRARY, A.M.U.
U56380
JUN 1972

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سر نامہ حمد خدائے کریم / کرے کردگار و غفور و رحیم
کبھی کے فریدوں کو وہ دستگاہ / کرے گاہ جمشید کو وہ تباہ
جن و دیو و انسان و حور و پری / سہ و مہر اور زہرہ و مشتری
کیا اوسنے پیدا یہ بالا و پست / زبردست دنیا میں و زیر دست
عجب اوسکی قدرت عجب شان ہے / عیان اوسپہ سب آشکار و نہان ہے
بھرے دم حباب اوسکا دریا میں ہاں / رکھے موج ذکر اوسکا ورد زباں
چمن میں کیا سرو کو سرفراز / بہار و خزاں سے ہوائی نیاز
خداوند کون و مکان ہے وہی / نگہدار خلق و جہاں ہے وہی
اگر وہ نہ دے قوت و زور شے / تو پھر کس سے کوئی کیا کر سکے
توانا ہے وہ آپ اور زور مند / قوی ہے خداوند [illegible] بلند
گدا اوسکے [illegible] فرمان پذیر / وہ سب کا ہے یاری دہ و دستگیر

بلندی دہ خسرواں ہے وہی / شہی بخش شاہنشہاں ہے وہی
کبھی نا توانوں کو بخشے وہ زور / سلیمان کو گاہے کرے شکل مور
کیے اوسنے قدرت سے پیدا تمام / [illegible] سو ہو پیدا تمام
بلند اوسنے چرخ بریں کو کیا / فراخ اوسنے کی یہ زمیں کو کیا
پرستار اوسکا رہے ہر کہ مدام / کریگا [illegible] خاص و عام
کیا اوسنے آراستہ باغ دہر / عنایت سے اوسکی ہر گل [illegible]
جہاں دار ہے پاک پروردگار / پرستار اوسکے ہیں سب [illegible]
دلیروں کو اوسنے کیا ہے دلیر / کیا [illegible] شیروں کو [illegible] شیر
گداکو وہ چاہے تو دے خسروی / ضعیفوں کو وہ [illegible] دے قوی
وہ بخشے جسے عزت و افتخار / تو [illegible] کسکی [illegible]
تو آخر ہی اوسکی ہی [illegible] / کہ شاہ و گدا اسکا ہے [illegible]

مناجات بدرگاہ حق سبحانہ تعالیٰ

تو درگاہ [illegible] اوسکی [illegible] / ستمدیدہ و [illegible] افلاک ہوں
میں افتادہ [illegible] خاک ہوں / [illegible] گذشتہ [illegible]
پریشاں ہوں بخت برگشتہ آہ / [illegible]
نگاہ [illegible] کرم یا خدا / [illegible]
دکھا [illegible] بہار گل آرزو / پلا مجھکو جام [illegible] آرزو
[illegible] / [illegible] ہوں [illegible]

تضرع کناں [illegible]
گنہگار [illegible]
توہی دادخواہ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

نہیں اور کچھ خواہش دل یہاں — ولیکن تمنا ہے یہ ہر زمان
کہ نعت [illegible]

[illegible] درگاہ سے اپنی رکھنا مراد — تو بر لا مراد اور کر مجھکو شاد
جہانگیر [illegible]

شبستان دل کو [illegible] — چراغ خرد سے منور تو کر
مجھے اپنے گنجینہ [illegible]

[illegible] طبع ہو نکتہ دان یا الٰہ — معانی شناسی کی ہو دستگاہ
مجھے بخش اپنے دستگاہ سخن — ثنا ہی [illegible]

[illegible] خامہ کو کر تو گوہر فشان — زبان کو مری کر فصیح البیان
الٰہی مری التجا ہو قبول — بحق محمد طفیل بتول

نعت سرور کائنات جناب رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام

پیام شناخت عنبر ہو کیوں کر بیان — ثنا ہی محمد ہے ورد زبان
وہ ختم رسل سرور نامور — فلک جسکے آگے جھکاتا ہے سر

سر سروران ہے وہ عالیجناب — سپہر نبوت کا ہے آفتاب
جہان جسکے دین سے ہے روشن تمام — مہ انور اوسکا ہے داغی غلام

سر سروران احمد مجتبیٰ — رسول خدا سید انبیا
خردمند دانشور بے نظیر — لسان سے وہ مہر روشن ضمیر

سحاب سخا و محیط کرم — ہمہ جود و خوش خلق و عالی ہمم
وہ مہر جہانتاب اوج جلال — وہ سرو سرافراز باغ کمال

فروغ جہان نور ایمان و دین — وہ شمع شبستان عین الیقین
شفیع گناہان بروز جزا — کشایندہ عقدۂ مدعا

فرازندہ رایت سروری — درخشندہ خورشید پیغمبری
وہ ہے خاص خاصان پروردگار — کہ جسنے کیا دین کو استوار

قدم اوسنے معراج پر جب رکھا — تو پایہ بڑھا اوس معراج کا
پیمبر ہیں سبکے نصیب — ہوا جلوہ گر وان خدا کا حبیب

میسر ہوا جبکہ قرب حضور — نظر اوسکو آیا وہ تابندہ نور
تجلی کہیں جسکو اہل یقین — سنو ہے جس سے زبان و زمین

پہنچا اوسے پایگاہ رفیع — ہوئے جسکے شاہان عالم مطیع
گرامی اشرف ہے انسان میں — غرض اوسکی لولاک ہے شان میں

کرون اوسکے اصحاب کا اب بیان — کہ ہیں جسکے عزت و فخر شان
ابو بکر و عثمان والا گہر — عمر اور علی رض وہ شہ نامور

[illegible] — نہ طاقت قلم میں نہ تاب سخن
کر نہیں سخن کو بس اب مختصر — یہی عرض میری کہ شام و سحر

نہیں اور یاور ہو یا مصطفیٰ — مرے دل کے بر لاؤ تم مدعا
گنہگار ہوں نہیں پر حساب — مری لیجیو تم شفاعت شتاب

پہنچی تمہارا ہے کمتر غلام — کرم اوسپہ اپنا کرو صبح و شام

لکھے اب ثنا صاحب ہیچ شاہ جہان — شہنشاہ جمجاہ صاحبقران

در تعریف ابو النصر محمد معین الدین محمد اکبر شاہ بادشاہ غازی

جہاندار اکبر شہ بے نظیر — خداوند تاج و کلاہ و سریر
فروزندہ خورشید برج شہی — گرامی درج شاہنشہی

ہمایون خصائل شہ نامور — خجستہ شمائل فرشتہ سیر
جہانبان دین پرور و حق پژوہ — حقائق شناس شاہ والا شکوہ

محبت رکھے ہے وہ درویش سے — مروت ہے اوسکو [illegible]
شناور ہے دریاے عرفان کا — دل اوسکا ہے مثل گہر پر صفا

حقیقت کرون نظم کی کیا بیان — نہیں اوسکے ہمسنگ کوہ گران
فزون شفقت و خلق و ہمت بلند — مروت میں یکتا [illegible]

خدیو زمان شاہ عالی وقار — شہ دادگر [illegible]
جہان پر [illegible] بخشش جہان — سر سرفرازان [illegible]

در دولت شاہ عالم پناہ — فقیر و غنی کا ہے امید گاہ
[illegible] کام یان [illegible] — یہاں آ کے [illegible]

[illegible] — [illegible]
[illegible] — حضور اوسکے [illegible]

[illegible] سلطان والا [illegible] — [illegible]
اگرچہ [illegible] — [illegible]

جہان [illegible] — [illegible]
[illegible] — [illegible] پایا وقار

بہت طرف شہنشاہ عالیجناب
شہنشہ کے اوصاف ہین بیشمار
منشی کی ہے آرزو ہر زمان
رہے اوسکی شمشیر کشورستان
عزیزان معنی شناس ایک دن
بہم محفل آراستہ ہنگام شب
تواریخ کا بھی جو ذکر تھا
وے ہر ایک کو میسر نہین
لکھا نثر مین نسخہ مختصر
یہ سنکر برادر مرے مہربان
یہ بولے کہ اے منشی اس نامے کو
وہ سلطان کہ ہے تاج شاہنشہان
خدا نے جسے شاہ اکبر کیا
ہوا ہین دل و جان سے مصروف کار
معانی شناسان فرخ نہاد
کرو التماس یہ نامہ دلپسند
مرتب یہ شہنامہ جب ہو چکا

[illegible] نا ذکر اوسکی سیف لکھی
[illegible] کا رکا
[illegible] جہان مین جاکر بہیان
فقط دوستان ہی نہین کیا بیان
نہین تاب کلک و زبان بینا
یہی ہے دعا اوسکی ورد زبان
تہ خاک دونون ہو سر دشمنان

کواکب ہین سب اس سخن کے گواہ
جو بیان مشتری گرم صحبت ہوئی
زحل نے اطاعت جو کی اختیار
جو دشمن بھی ہون آنکر عذر خواہ
کرے جو بیان وصف شاہ زمن
کہ یارب شہنشاہ شاہان ہے
خداوند اکبر [illegible]

سبب تالیف کتاب

مہیا تھے سامان عیش و طرب
تو پھر کسی نے بیان اون کیا
یہ تاریخ فرخ نہین ہر کہین
کہ احوال معلوم ہو سب
سخن فہم و دانشور و نکتہ دان
تمام اب [illegible] کی زبان مین کیا
وہ خاقان کہ ہے خسرو خسروان
خداوند اورنگ و افسر کیا
لکھی نظم یہ دلکش و آبدار
سخن آشنایان با جود و داد
بہت خوب ہے بلکہ ہے بے نظیر
کیا فکر تب سال تاریخ کا

وہ مجلس تھی رشک بہار چمن
کہ ہے شاہنامہ تماشا کتاب
تو کل کہ مرد سخن سنج تھا
یہ شمشیر خانی وہ موسوم ہے
کہ شہر آور انکا جہان مین نام
کرو نظم ترتیب با آب و تاب
بہ ایوان شہنشاہ عالی جناب
سنا یہ سخن جب با صد طرب
سخن فکر اشعار شام و سحر
ہوئے سنکے اس نظم کے [illegible]
بجا ہے جو ہون اپنے گوہر نثار
تو پھر ہاتف غیب نے یہ کہا

کہ جسکی اوسکا ہے رخشندہ ماہ
تو اوسکو میسر سعادت ہوئی
تو پایا فلک پر بڑا اعتبار
کرے اونپہ جہان شہ دین پناہ
دعا پر ہے نا چار ختم سخن
ترا لطف دائم نگہبان رہے
ہمیشہ جہان مین ہو با تاج و تخت
کہ تھا مثل نور و بہجت فزا
ہر اک جا پہ تھا ذکر شعر و سخن
عجب نظم دلکش ہے آب و تاب
کیا ترجمہ اوسنے شہنامہ کا
تمام اوسمین احوال مرقوم ہے
بخلق پسندیدہ مشہور عام
بنام شہنشاہ گردون جناب
جہان دار بخشندہ لعل و زر
وہین یہ کہ شمشیر خانی طلب
نہ تھی جھکو نہار [illegible]
رہ [illegible] سے یہ بولے تمام
کہ ہے یہ بنام شہ نامدار
کہا قصہ خسروان [illegible]

نخستین ذکر سلطنت کیومرث و جنگ با لشکر دیوسار

سخنگوی روشن دل و ہوشمند
سا [illegible] مین تھا وہ مسکن گزین
کیومرث کا دشمن اک دیو تھا
بہت عرض [illegible] کہ جو حکم [illegible]
کیا اوسکو [illegible]
[illegible]
[illegible]

یہ کہتا ہے [illegible] بلند
سمجھ [illegible] پوشاک تھی [illegible]
[illegible] تھا خاک
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

ہوا سب سے پہلے جو کوئی کشور کشا
سیامک تھا اوس شاہ کا [illegible]
غرض بچہ اوس [illegible]
[illegible]
[illegible]
کیومرث [illegible] کیا
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

سیامک ہوا ازبس کہ مین ہلاک
حضور کیومرث آئے دوان
سنی لیکن آ کے اک آواز غیب
ذرا رک کہ تو دل کو قرین خوشی
زمین دیو ناپاک سے پاک کر
لیا اپنی آراستہ فوج کو
دلیرو ہنرمند و اہل تمیز
درندا و چرندا و ہر جانور
پرند چارہ لشکر تو وہ دیو بھی
نہ اگرم بازار رزم و ستیز
ہوئے دیو عاجز وہ دو دام سے
کیومرث کے ہاتھ سے دیو یا
کیومرث کے قتل شاہ ہوا
بفرخندہ فالی ہوا بعد اتان
ہوا جبکہ ہوشنگ فیروز بخت
جہان دار اور اسکی آباد تھا
جیسا آیا ہی لیو ہ پوشش اطلہ
کہ آتش سے جو بہا لے تمام
سو شہر لایا وہی آب جو
نشان آدمی سے تمام
جہان میں آہنگری کا ہنر
ہوئی عمر اسکی آخر ہوئی بعد ازان
وہ طہمورث شاہ جمشید
[illegible]

ہلا ہوا اور سیامک قرین وخاک
ہوا شاہ غمگین و گریہ کنان
ہوا شاہ کو یون جہان
کہ اب بیٹھے جا دیو دون
[illegible]
کیومرث کا جان
[illegible]
ہوا آگ شعلہ مقابل بھی
[illegible]
تھا زندگی کے
[illegible]
تمامی سے آنکی حالی ہوئی

احوال سلطنت ہوشنگ

ارجمند فرخی مالک تاج و تخت
تھا نام فرخ کا اک شعلہ تھا
[illegible]
ہوا ہے تعلق آتش پرستی تمام
[illegible]

احوال سلطنت

[illegible]

سیامک ہوا ہوشنگ
سیامک کے کمال
لیں اب ہے
کیومرث
سیامک
[illegible]

[illegible] لشکر ہوے
[illegible] سگینہ
پھر اندر گئے جو ہو تھا سب
اگر تجھکو جان بخشی اے تاجور
شہنشہ کو لکھنا سکھایا وہین
پسر تھا جو جمشید طہمورث کا
جہاندار جمشید عالی وقار
دلیر و قوی زور آفاق گیر
بیان کرتے ہیں اسکا جاہ و حشم
ہیں پارچہ بافی و کشتکار
ہوا عہد میں اسکے پیدا سب
کیا شہ نے مردم کو مسکن گزین
لباس اس مکان میں فراغت کرو
سکھایا بیان مردمان کو تمام

وردن جدا کن جہان سے ہو
فی عدم کی وہین اسکو راہ
کیا حکم تب شاہ نے یون شتاب
تو سکھلا دین ہم ایک طرفہ ہنر
وہ حرف لکھنا پڑھنا بتایا وہین

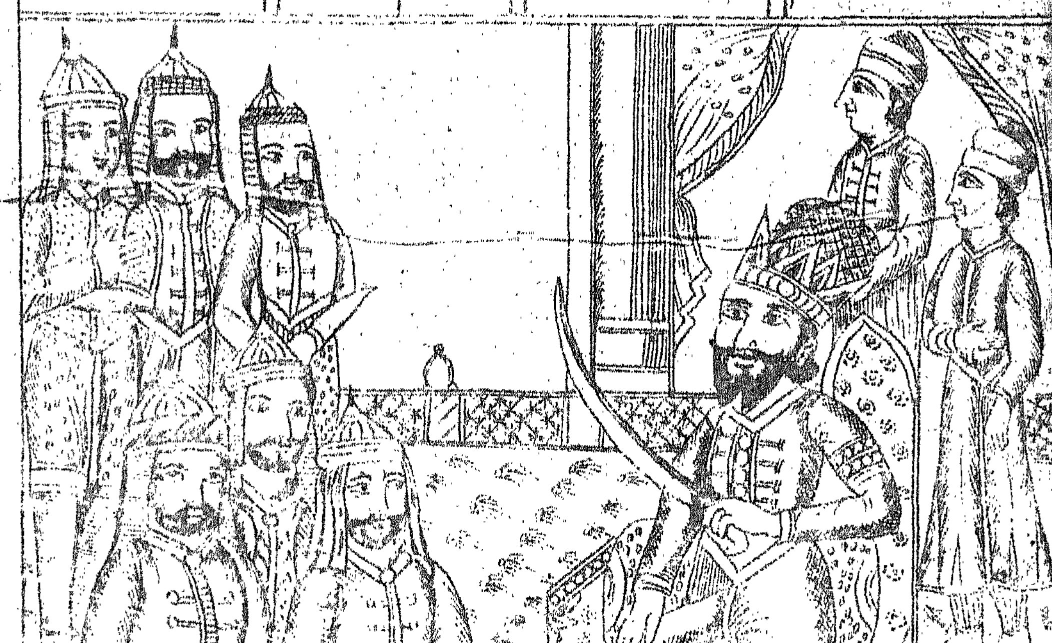
وہ طہمورث شاہ کے جب مقابل ہوا
ہے زندہ میدان میں [illegible]
اگر قتل دیو ونکو کیجئے اب
پذیرا کیا شہ نے یہ التماس
شہنشہ نے بحال کی جاں وہی

بیان احوال سلطنت جمشید

خرد مند دانشور و ہوشیار
ہر اک شاہ تھا اسکا فرمان بر
سدا خلق پر اوسکا لطف و کرم
کیا شاہ جمشید نے آشکار
ہوے اس جہان میں ہویدا نئے
ہوا ہر کوئی ہر مکان میں مکین
نہ بے شغل و بیکار ہرگز رہو
کہ کرنے لگیں سب تجارت کا کام

خداوند اورنگ شاہنشہی
شجاعت بہت خوب ہمت بلند
ہنرمند و آگہ دل و دور بین
خز و خز و دیبا و ریشم کتان
زر ہفت کے تار میں تھی جہان
ستر ادا ہر ہر شخص کے ہر مکان
یہ دیو ونکو ارشاد فرمان کیا
ہوا جبکہ حکم شہ نامدار

اور اوس کا شہنشاہ قائل ہوا
زمین میں چھپا کر لیگیا وہ خدیو
لگے کہنے دیوان خونخوار تب
وہ لائے دوات و قلم شہ کے پاس
ہے اُسکے حکوم دیو و پری
ہوا بعد اُسکے وہ فرمانروا
سپہدار اقلیم فرماندہی
امرا قبال و دولت سے تھا جمشید
فراست سے ہر چیز کا رہنمون
زرہ جوشن و تیغ و برگستوان
سوار جسکے جس جا تھا آب روان
دیا اور کیا حکم یہ [illegible]
کریں طرز نقش مکانات کا
ہوئے دیو تب وہ ہیں مشغول کار



وہ حمام اور قصر دیوان و کاخ / بنائے گزین و بلند و فراخ
بہت دلکشا اور بہت استوار / سراپا لطافت سراپا بہار
اور اُس تخت پر بیٹھتا تھا مدام / رہے تھا سدا خرم و شادکام
غرض دیو و جن دوش پر رکھکے تخت / جہاں چاہتا وہ شہ نیکبخت
شہنشہ نے کشتی بھی طیار کی / محیط جہاں میں یہ پہلے نہ تھی
جب آیا یہ نوروز عشرت قرین / تب اک جشن ترتیب کرتا وہین
جن و انس و دیو و پری کو تمام / کہ بخشتا خسرو نیک نام
رہی خلق آسودہ و بے خطر / بہت خرم و شاد شام و سحر
نہ تھا کوئی رنجور اُس دور مین / کہ تھا مرگ بھی دور اُس دور مین
تو شہ سے ہوئی دور دانش و غور / ہوا شاہ کے دل مین پیدا غرور
تو آیا یہ تب دل مین جمشید کے / کہ ہمسر ہین ماہ و خورشید کے
اکابر جو تھے اُنکو کرکے طلب / یہ جمشید لایا زبان پر کہ اب
خداوند اورنگ و افسر ہون مین / جہاندار و بخشندۂ زر ہون مین
خور و خواب و آرام اہل جہان / یہ جمعیت خاطر مردمان
جہان مین ہوا مجھسے پیدا ہنر / نہین کوئی مجھسا شہ نامور
کہ بس مین ہی بخشندہ و دادگر / نہین اور مجھسا کوئی تاجور
ہوا رخصت اب اُس سے اقبال و بخت / نصیبون سے اُسکے گیا تاج و تخت
وہ فرمانبران شہ نامدار / کنارے لگے کرکے بے اختیار
شہنشہ کے دل مین یہ آیا ہراس / وہین اوڑ گئے اُسکے ہوش و حواس
لگی دولت اُس سے منھ پھیرنے / لگی اُسکو بیدولتی گھیرنے
گرفتار تھیرا اسلیے ہوا / جدا شاہ سے تخت شاہی ہوا

بنائے گچ و خشت اور سنگ سے / طرحدار و دلچسپ ہر رنگ سے
پھر اک تخت شہ نے مرتب کیا / بیاقوت و گوہر غریب کیا
کبھی حکم کرتا وہ یون دیو کو / بر اوج ہوا تخت کو لے چلو
پہونچتا وہان ایکدم مین شوق / نہ تھا دل مین اندیشۂ تحت و فوق
سر سال کا ہے جو نوروز نام / سو اُسکا ہے موجد شہ ذوالکرام
مہیا می و نغمہ ہوتا وہان / غرض عیش کرتا وہ شاہ جہان
بعیش و طرب ہفتصد سال تک / رہا حکمران شاہ زیر فلک
نہ بے شغل کوئی نہ بیکار تھا / کوئی دردمند اور نہ بیمار تھا
جو گذرے برس سات سو اس طرح / کیا ہے بیان مین نے یان جس طرح
یکایک جو اپنی طرف کی نظر / کہ جاہ و حشم ہے مرا اس قدر
بجاہ و حشم زیر چرخ برین / برابر کوئی اپنے دیکھا نہین
بتاؤ کہ دنیا مین ہے کوئی شاہ / کہ جسکا برابر مرے ہو وہ جاہ
جہان کو کیا مین نے آراستہ / جہان سے ہوا سبز برخاستہ
نشاط و خوشی نغمہ و جام می / مرے ہی سبب سے ہے ہر ایک شے
سنا جبکہ جمشید سے یہ سخن / لگے کہنے دانشوران زمن
وہ لے دل مین سمجھے یہ یزدان شناس / کہ جمشید حق سے ہوا ناسپاس
کوئی دنکو دیکھے ہے یہ روز بد / ہوئی فر و فرماندہی اُسکی رد
خفا ہوکے شہ سے وہ یکبار سب / غرض اوٹھ گئے وان سے سردار سب
یقین ہوگیا یہ کہ یزدان پاک / مقرر ہوا مجھسے اب خشمناک
جہاندار جمشید انجام کار / ہوا بس تبہ اور پریشان و خوار
ملا الغرض ضحاک مین بخت جم / ہوا جاے ضحاک پھر تخت جم
کہون آگے ضحاک کی داستان / کرون اُسکی اب سلطنت کا بیان

احوال سلطنت ضحاک تازی

سپہدار مرداس تازی بنام / شہ کامران خسرو ذوالکرام
ہزارون بز و اشتر و گاو و میش / رکھے تھا سپہدار فرخندہ کیش
پسر ایک تھا اُسکا ضحاک نام / جوان و دلیر و بلند احتشام
حضور اُسکے ابلیس ناراست کو / ہوا حاضر اک رات بشکل نکو
ملے تھا فریب اُسمین یکسر بھرا / غرض ہیچ سخن کوئی خالی نہ تھا
لگا کہنے ابلیس سے اور بھی / بیان کر لطیفہ بلطف و خوشی
ولیکن مین کہتا ہون اس شرط سے / کہ کر عہد اور قول دے تو مجھے

کہ تھا تازیان مین وہ فرمانروا / رعیت نوازی مین مشغول تھا
شب و روز اون چارپایونکا شیر / غریبونکو دیتا شہ بے نظیر
رکھے اسپ تازی تھا وہ دس ہزار / بڑا جاہ تھا اور بڑا اقتدار
گزارش کیے نقلین کہین آنکہ / کہ دلچسپ و نغز تھین سربسر
معرا تھا ضحاک جو عقل سے / ہوا خرم و شاد اس نقل سے
وہ بولا کہ اے شاہ فرخ نہاد / سخن جو ترے ایسے ہین مجھکو یاد
کہ جو کچھ کہون مین کرے تو وہی / کسی سے نہ یہ راز کھولے کبھی

قسم کھا کے ضحاک نے بس شتاب
ہوا جبکہ آپس مین عہد استوار
کر تو ہی جوان اور ترا باپ پیر
یہ گفتار تو نا پسندیدہ ہے
کہی شاہزادے نے یہ بات جب
سخن سے تیری گردن پہ سوگند ہے
یہ پوچھا کہ کس طرح کیجے ہلاک
کہ شوہان ایک آتش کدہ کی راہ مین
وہ شہ اُس مکان مین سحر کو طرب
کیا اُسکو خس پوش پھر سر بسر
گرا ٹوٹ اُسکے سر و دست و پا
پھر ابلیس بد ذات نے یون کہا
مری دانش و عقل و تدبیر پہ
سراسر جہان کی تجھے خوبیان
نوازش بہت اپنے مصروف کی
خورش خانہ خسرو نامور
وہ طیار کر پیش فرمان روا
ہوا تاکہ اُسکو بہت شاد کام
گرامی قدر دان شاہ فرخ سیر
بصد لطف کبک و تذرو سپید
ہوئی وہ عنایت کہا یون کہ اب
مری آرزو ہی کہ شاہ بیگاہ
بہ آوسے مرا مدعا کیا عجب
نوازش سے تجھکو کرون ارجمند
ہو تنفق آئی شہ نے یہ ہنر کیے
بکردار بدکر کے وہ آن آشکار
کیا نیارہ دانشوری سے طلب
بصورت نہین ابلیس پیدا ہوا
ہوا اور لکھا جو تیسیون مین تھا

دیا اُسکو گفتار کا یہ جواب
یہ ابلیس بولا کہ اے نامدار
یہ تجھکو ہی زیبندہ تاج و سریر
نہ میران و دانش مین پیچیدہ ہی
یہ بولا وہ ابلیس ناپاک تب
[illegible]
تیا کوئی تدبیر پہ شاہ پاک
کر دون کندہ تیار و کر چاہ مین
[illegible]
شہ نامور کو نہ تھی کچھ خبر
ہوا تقیہ بستی ستم مین بلا
کر صد شکر اُسے شاہ کشور کشا
[illegible]
میسر ہوئی آکے بادشاہ جہان
کلید خورش خانہ پھر اُسکو دی
ملا جبکہ اُسکو لو شام و سحر
کبھی مرغ لاتا کبھی چار پا
[illegible] طعام
خورش [illegible] کل [illegible]
[illegible] اُمید
[illegible] تجھے [illegible] کر تو طلب
کہ دل [illegible] ایک بوسہ [illegible] شاہ
[illegible] کامیابی ہو یا [illegible]
کہ ہو نام تیرا جہان مین بلند
تو شاہان نے اُسپہ تو بوسے لیے
نظر سے وہ غائب ہوا نابکار
لگا کرنے تدبیر [illegible]
بشکل طبیبان ہو پیدا ہوا
[illegible] نہ ہوئی یہ ہرگز بلا

یہ تذکور کیا جو ترے راز کو
جو مہر تاص نازکی ہو تیرا پدر
یہ سنکر ہوا دل کو اک اسکو درد
[illegible] دین و دانش سے جو دور تھے
مگر اس کام سے تو کرے درگذر
نہ خون پدر اسکو منظور تھا
لگا کہنے پھر وہ کہ اے نامدار
مکان ایک بیرون دولتسرا
شتکار ناپاک سے ایک چاہ
کیا جب اور وہ کوتوالیس نے [illegible]
وہ ضحاک بیرحم و بیداد گر
ہوا میری تدبیر سے اب تو شاہ
تو ہو بادشہ ہفت اقلیم کا
یہ سنکر ہوا شاد ضحاک شاہ
تھی اک اور رتبہ میوہ و نان
پکانے لگا نغز و خوشتر طعام
پکا ایک دن بیضہ مرغ و نان
تو ہوئی طرح پسند شہ کی آرزو
غرض [illegible] شاد
وہ ضحاک نے جبکہ کھایا طعام
کیا عرض ابلیس نے پھر شتاب
یہ رتبہ نہین گرچہ میرا لوسے
یہ ضحاک بولا کہ اے نیک خو
یہ کہکر دیے کھول کتف اپنے ابلیس
دیے جبکہ بوسے سر کتف شاہ
جہاندار ضحاک حیران ہوا
پر اس درد کا کچھ نپایا علاج
وہ آکر حضور شہ نامدار
تری زندگی اب تو دشوار ہے

کر وان تھا ہر اسے مرد فرخندہ خو
تو اُسکو شتابی کہین قتل کر
لگا کہنے اس سے کہ اے نیکمرد
وہ بیداد کب مجھکو منظور ہو
پھر سے عہد نے اپنے اقرار [illegible]
ولیکن وہ ناچار و مجبور تھا
یہ کچھ کام مشکل نہین ہی یار
شہ نامور نے کیا تھا جب
کیا کندہ وہ وہین سر راہ شاہ
گرا شاہ از [illegible] چاہ مین
سر تخت بیٹھا بجائے پدر
مبارک تجھے تخت و تاج و کلاہ
خداوند ہو تخت و دیہیم کا
تعلق لگا کرنے شام و پگاہ
تھی ان دنون بہار اہل جہان
خریدار خورش ذائقہ ہر طعام
خورش کو وہ لایا تو شاہ جہان
یہ سنکر کیا عرض اُسنے وہین
حضور جہاندار فرخ نہاد
نہایت ہوا خرم و شاد کام
کہ اے شاہ ضحاک عالیجناب
مگر شہ کے الطاف و عنایات سے
ترے دل کی بر لاؤن یہ آرزو
یہی دل مین ابلیس کی تھی ہوس
ہوئے دو وہین پیدا دو مار سیاہ
بہت اپنے دل مین پشیمان ہوا
کسیکو بھی اسکا نہ آیا علاج
لگا کہنے شہ سے کہ اے شہریار
خرد چارہ سازی سے ناچار ہے

ہوا سنکے ضحاک اندوہ گین
کسی طرح سے چارہ سازی تو کر
نہیں اس سے چارہ کوئی اور نغز
بتایا جو ابلیس نے یہ علاج

لگا کہنے فریاد و زاری میں
شتابی سے عاجز نوازی تو کر
کہا سانپونکو ہے آدمی کا تو مغز

یہ کہنے لگا پھر وہ بے نیاز
کیا شاہ نے جب بہت انکسار
تری جان کو پھر نہو یگی گزند

اگر اسکو ہر روز ملے چارہ ساز
تو بولا وہ پھر یون کہ اے تاجدار
ستم سے یہ پھر نہ ہو سقدر ردمند
لگا کہنے اے دائم خداوند تاج

آمدن سلطنت ایران بدست ضحاک

و آوارہ شدن جمشید و رسیدن نہاد در شہر زابلستان بلباس بیگر و شناختن اورا دختر والی زابلستان و عقد بستن با او

یہ ہر ملک و کشور میں پہونچی خبر
کہ جو دربار رسیدہ پہنچے پاس
بزرگان ایران کے جمشید سے
بیان کر کے احوال ایران تمام
یہ لشکر میں ہے شاہ پیکران
شکست اٹھا کے کھائی بہنگام جنگ
رہا کوئی بھی پھر نہ ہمراہ جم
کئے لوگ ضحاک نے پھر روانہ
کرون پھر سرا اسکا میں تن سے جدا
کہ لاوے اُسے جو گرفتار کر
تمدید جنگ تیغ شمشیر جم
ہر اک سے چھپا تا تھا وہ اپکو
غرض رفتہ رفتہ بصد رنج و غم
مہ و مہر سے حسن میں خوب تھی
وہ ابرو تھے یا تیغ بران تھے
وہ قامت کہون یا قیامت کہون
لبون سے جو کچھ کہے ہوا آشکار
سوا خوبی و حسن کے وہ صنم
جو دیکھتی آجاتی تھی کوئی جنگ
برس پندرہ کی تھی وہ دلستان
اوسی سال میں جو منوچہر شاہ
دلیر و ہنرمند صاحب جمال
ستم باپ کو اُسکے انکار تھا

یہ جیسے دیکھے اُور لئے ہیں ہو تیر و تار
جو ہوے منحرف تھے سو وہ آنکے
کیا عرض یون کا ہے شہ ذوالکرام
کیا شاہ نے ساتھ انکے جوان
گریزان ہوا شاہ جم بیدرنگ
کسی مت تنہا گیا شاہ جم
کہا یون شہ جم کو پاؤ جہان
زر و گوہر و لعل انعام دون
رضا مندی میں اس سے ہو بالتمام
شب و روز یا خاطر پر الم
نہ ہر گز چھپاتا تھا وہ آپکو
گیا زابلستان میں وہ شاہ جم
دلآرام و دلدار و محبوب تھی
وہ مژگان تھے بلکہ پیکان تھے
قیامت سے بالا وہ ہے کیا کہون
دم عیسوی سے نمونہ نہار
نہ مردون کے تھی وہ نہ تیغ بین کم
تو بے خوف و اندیشہ لبس بیدرنگ
خردمند دانشور و نکتہ دان
سو زابلستان لایا بشاہ
جہان میں تھی وہ دلربا بے مثال
کسیکو نہ دیتا وہ زنہار تھا

یہ ہیبت ہوئی شاہ کی دہر میں
ہوے پیش ضحاک حاضر سبھی
اگر فوج سرکار جاوے ادھر
وہ جمشید بھی آ مقابل ہوا
پھر اقبال اور بخت برہم ہوا
ہوا شاہ ضحاک ایران کا شاہ
اُسے قید کر کے یہان لاؤ تم
ہر اک طرف کے پھر طلبگار ہو
برابر تھے اسکا ہو سیر حضور
سو وادی و کوہ آوارہ تھا
پری وار ہم دم پوشیدہ تھا
سپہدار اورنگ زابل کا شاہ
وہ زلف دو تا اُسکی دام بلا
کئے سیکڑون اک نگہ سے ہلاک
کہون کیا گرفتار کیا کیا
وہ چشم اُسکی مخمور ہر دم مدام
ہنر پہلوانی کے تھے اوسکو یاد
پہنتی تھی پوشاک مردانہ وہ
جوان تھی و لیکن تھا جیسے پیر
تو تدبیر سے اُسکی بدخواہ پر
بہت اوسکے شاہان طلبگار تھے
یہ بس عہد واثق تھا باہم کر

کہ ضحاک شاہنشہ تاجور
گذر نے لگے لوگ ہر شہر میں
کمر چست باندھی چلے بند گی
تو ہاتھ آئیگے وہ ملک بھی سو دم
دے لئے کام دل کچھ نہ حاصل ہوا
تو جم اور تبہ لشکر جم ہوا
ہوا او نصیب اوسکے تاج و کلاہ
تفحص کنان ہر طرف جاؤ تم
گیا وہ وہین حکم سے شہ نا بجد
غم و فکر دنیا رہے دل سے دور
نہایت غریب اور بیچارہ تھا
کہ آفت رسیدہ و غم دیدہ تھا
ستم کے ایک تھا دختر زشک ماہ
گرفتار جنکا نہو وے یہ ہا
ہزارون ملا کے تہ خون و خاک
کہ ہر گام پر فتنہ برپا کیا
ہوئی جس سے ترکون کی ترکی تمام
وہ تھی پہلوانی میں بھی اوستاد
پئی رزم جاتی دلیرانہ وہ
شعور و فراست میں تھی بے نظیر
شہ زابلستان نے پائی ظفر
یہ نقد دل و جان خریدار تھے
کہ وہ راہ پیکر جیسے دیکھے

تکے وصل کی لالچی ہین ہوس
سوا اوس نے اپنے اکیلی دخت کو
کہ ہو وے تو بخشو اسے شاہ جم
کہا تھا یہ دایہ نے جا کر شتاب
پری زادہ جو تونے سنایا مجھے
وہ جم اتفاقاً وہان ہو گیا
یہ بھی آرزو وہی دل شاہ جم
لئے جا رہین تئے بچانے دیا
تلے اک شجر کے گیا بیٹھ جب
پڑی اوسکی جمشید پر جب نظر
یہ پوچھا کہ تو کون ہے اے جوان
کہو ان کیا کر رکھتا تھا تو عظیم
سنتے خوار ہوش بادہ تاب ہے
کہ بیجا نظر شہزادہ کو سرور
کہا یہ کہ اے بانو اے مہربان
لیے سنا او ہرگز نہیں کچھ ہوس
کہ اوسنے تو بس صرف چاہی شراب
یہ کہکر اوٹھی بس وہ سرو روان
پہ سمجھی ہین وہ بت دلستان
اثر کر گیا عشق جمشید کا
تو سمجھا ہے اب کیون نہ بیر شجر
بس اب دیکھکر اس پرستار کو
کیا جب طلب اوسنے جمشید کو
کیا جم لیے جانے ہین آخر خدا
سے کھے جان ہے ہے گرامی مجھے
غرض شوق سے جو یہان آ شتاب
اور اب اوسکو دیکھا تو شیدا ہوا
شہ جم کے رکھ ہاتھ مین اپنا ہاتھ
کنیزان نکل چہرہ آئین وہان

خوشی سے وہ ہم بستر اسکا ہے بس
کہا تھا کہ اے خوبصورت فرزانہ خو
اور اس سے ہو اک طفل فرخ شیم
حضور شہنشاہ عالیجناب
تو راز نہان سب جتایا مجھے
سر راہ اک باغ تھا شاہ کا
کہ اس باغ مین بیٹھکے اب کوئی دم
وہ ناچار مجبور شاہ ہو گیا
کہ ہو وہ دور دل سے غبار الم
تو حیران ہوئی اوس پری دیکھکر
عیان کر یہ مجھسے تو راز نہان
بہت حشمت و جاہ و شوکت عظیم
کہ دل رنج سے سخت بیتاب ہے
ذرا اسکے ہوے کلفت جگر لیجئے دور
در باغ پر ہی اک آیا جوان
طلب ہے رساغر کی رکھتا ہے بس
ولے اسکے پہونچا و نگی مین شتاب
پرستار کے ساتھ آئی وہان
کہا یہ انہون نے ہے یہ جوان
گرفتار الفت ہوئی دلربا
تو سمجھا ہے کیون اپنے اب دیکھکر
تجھے یاد ہی آئی لے ہیچ غم
تو سمجھا یہ جمشید فرخندہ خو
ولیکن وہ بولی خدا کچھ نہ کر
بہت پاس خاطر ہے میرا اور سے
کہ شاہد بھی ہے اور سرو دو شیزا
اثر عشق کا دل مین پیدا ہوا
خرامان ہین باغ کی جانب سے تھ
ہو مگر جم جمکے کے مسجد کنان

زن عاقل اک دایہ تھی خوش کی
تے یہ مین نے بیٹکی جو طالع تو ہان
یہ سنکر ہوئی مسرت فزا
پری شکل وہ نیک فرزانہ دلفروز
غرض اس سبب سے وہ شاہ زن
اور اس باغ مین تھی وہ دلدار ہی
ذرا جی کو وان اپنے بہلانے
ہوا خوش جو آئی تو سر ون باغ
کسی کام کے واسطے ناگہان
عیان جم کی صورت سے تھی سرورکی
دیا اوسکو جمشید نے یہ جواب
پر اب گرد و بخت برگشتہ ہون
خداوند سے باغ کے لا شتاب
پرستار نے جب سنا یہ سخن
اگرچہ وہ وقت رسیدہ ہے پر
پرستار سے سنکے وصف جوان
تھی لعل او رشاہد دلنواز
در باغ پر جب ہوئی جلوہ گر
ہوا زرد رخ سے رخ لالہ رنگ
لگی پوچھنے کیون کراہی خستہ حال
مگر اس کنیزک پہ مائل ہوا
اگر تجھکو ہے آرزوی شراب
جو جاؤ نہیں پیش بت دلستان
پدر ہے مرا شاہ زابلستان
سنے مجھ سے ہے یہ پروانگی
سنا تھا یہ جمشید نے پیشتر
گیا باغ مین شاہ جم پھر وہین
گئی سیر کرتی وہ اک حوض پر
بحکم پری وہ بشک و گلاب

کہ انجم شناس و خردمند تھی
ہوا یون عیان تھی پس از زمان
بہت شاد جمین تھی وہ مہ لقا
کہا قابلہ سے کہ اے نیکروز
نہ سمجھا تھا خواہش کی لکھا سخن
جو تو نے کہا جم کی طلبگار تھی
صبا کی طرح سیر کر آ کے
وہ ٹھہرا ذرا باد لے باغ باغ
کنیز اس پری کی آئی وہان
درختہ وہ تھی شوکت شہری
کیا چرخ نے میرا خانہ خراب
خراب و پریشان و گشتہ ہون
ابھی جا کے وہ تین جام شراب
گئی باغ مین پیش رشک چمن
رخ خوب اسکا ہے رشک قمر
لگی کہنے وہ دختر دلستان
سہی وہ ورق چنگ عشرت کا ساز
تو صورت کو جمشید کی دیکھکر
طرح غنچے کے ہے یہ جی ہے تنگ
گرفتار تشویش رنج و ملال
اسیر محبت ترا دل ہوا
تو اس باغ مین آج ان اشتیاق
صبا دابلا کوئی آوے یہان
مین اسکی ہون اک دختر دلستان
سے جی چاہون اوسکو کروئی مین کلاب
کہ اک دخت ہے رشک شمس و قمر
ہوئی شاد و خرم بت نازنین
ہوئی فرش شاہانہ جلوہ گر
شہ جم کے چھر پاؤن وہ نکلی شتاب

کیا شیشہ و جام پھر وان طلب
ہو حکم اُس پریچہرہ نے یون کیا
بہ رسم شہان جو ہوا بادہ کش
کہا پھر یہ جمشید سے اِک جوان
لگی کہنے پھر یون وہ رشک قمر
دیا شاہ جمشید نے یہ جواب
عجب چیز ہے بادہ اے نازنین
کرے دم مین یہ زرد لونکو دلیر
خورشش کے غرے کو بادہ کر
زبس مجھکو بھی راہ کی ماندگی
کہ جمشید شاہ جہان ہی یہی
یکایک یہ خاطر مین آیا کہ اب
تو سلطنت مین گلشن کی دیوار سے
کہو کی شوق سے جیسے بیدار و غم
جو یون بیٹھے دیکھے کبوتر بہم
تو فرمائی انہین سے اس دم
کہ زرین پیشدستی کرے وقت کار
ولی پھر بھی تھا حرص سے لیا کرے
دلیری و تیر بے زور دردہ نشر
یہ سنکر پریرو ہوئی شرمگین
کمان ہاتھ سے آگے جم کے رکھی
تو پھر دل سے چاہا اُس ٹکڑی لین
پر یہ وہ بھی اس رفر کو پا گئی
کمان سے ہوا تیر جس دم رہا
وہ پرزور تھی نازنین کی کمان
لگی جی مین کہنے کہ کیا احتیاج
غرض قوت و زور جم دیکھ کے
نصیب زین جم کے پیا مہ شتاب
کبوتر جو بیٹھا ہی پھر اُن کے

ہوا دور عیش و نشاط و طرب
تو پھر جام ساقی نے جم کو دیا
یہ کہنے لگی جی مین وہ حور وش
رہ و رسم سے اب تو آیا یہان
مجھے خواہش بادہ ہے از بس عقب
کہ ہے پیشتر مجھکو میل شراب
کہ دل سے کرے دور کلفت یہین
پیسے سے جو کوئی لے کا شہید
غم دل کو بس دور بادہ کرے
تمنا ہوئی بادۂ ناب کی
جہاندار شاہ شہان ہے یہی
شبیہ شہ جم کرون مین طلب
پڑی اوس پریچہرہ کی جو نظر
ملاوے لب یار سے لب بہم
تو کچھ شرم سی آ گئی پیش جم
کرون صید اسکو مین اک تیر سے
نکر پیشدستی تو اب زینہار
کرے گر ہی گر تو یہ چالاک سے
سکھے مرد ہے زن سے ہان پیشتر
عرق آ گیا چہرے پر بس یہین
کیا عذر بھی اور بیت عاجزی
بہ شوق ہم بستر اپنا کرون
یہ بات اُسکے بھی تھی دھیان مین ابھی
گری بادہ بسمل ہو نزا اوڑ گیا
کہ زابل مین جسقدر پہلوان
شبیہ شہ جم کی دیکھو منین آج
ہوئی آفرین خوا رشک قمر
پریچہرہ نے ایک جام شراب
نشانہ کرون تیر کا گرا دست سے

کہا نازنین نے کہ اب بیدرنگ
کیے نوش جم نے پیالے چار
کہ ہے یہ جوان ہمگان بادشاہ
تمہارے واسطے ہو کے حاضر طعام
کہ جز بادہ تو کچھ نہین چاہیے اور
کبھی گر نہ پاؤن تو بیتاب ہون
دل تیرہ کو روشنائی دے
جو ہو پیر تو قوت بھی بادہ بخش
کہے رنج سب ماندگیہای تن
کیا جب فصاحت سے جم نے سخن
لگی کہنے پھر مین یون گلستان
کسی سے کہا یون کہ جاؤ شبیہ
تو دیکھا کہ بیٹھے کبوتر ہین جو
وہ دو یون تھے سرگرم راز و نیاز
طلب کرکے پھر وہین تیر و کمان
شہ جم یہ بولا کہ اے نازنین
اگر لاکھ زن ہو شجاع و دلیر
کہ زن زن ہے آخر کو اور مرد مرد
بھلا مرد سے کرے یہ تیر و کمان
دل دل مین افزون محبت ہوئی
کہا پھر یہ جم نے کہ اے نیک خو
مراد اس سخن سے تھی وہ رشک ماہ
پیا جام پھر جم نے اور بیدرنگ
پھر اک دم مین بیٹھا وہ نزدیک
کوئی کھینچ سکتا تھا اُسکو نہین
ہوا بس یقین یون کہ جمشید ہے
طلبگار جم کی ہوئی دل مین یہ
شہ جم سے پھر آپ لیکر کمان
تو حسن مرد غیرت پہ مائل ہو دل

پلاؤ اُسے بادہ لالہ رنگ
ہوا دور اندیشہ دل سے تمام
کیا چرخ نے لیکن اسکو تباہ
وہ بولا کہ تم اور یہ وہ مجھکو جام
نظر آئے مجھکو عجب تیرے طور
مین پیے بھر کے بادۂ ناب ہون
جسے کو فقط ہو مے میانی ہر جے
تو ہو وے جوان پیکے اے حور وش
لگے غم سے خوشتر بہار چمن
کمان لیگئی پس وہ رشک چمن
کہ کہدیکر یقین ہو مرا یہ گمان
مرے باپ سے جم کی لاؤ شبیہ
ملا کر بہم اپنی منقار کو
ادھر سے نیاز اور ادھر سے تھا ناز
لگی کہنے جمشید سے یون کہ ہان
جہان مرد ہوون وان یہ لازم نہین
تو ہی اپنے نزدیک ہو مثل شیر
شعور زنان پیش مردان ہے گرد
پھر دیکھ پھر تو اسے دلستان
زیادہ شہ جم کی الفت ہوئی
کرون گر ہدف تیر کا مادہ کو
کہ ہو وے ہم آغوش جمشید شاہ
کمان کھینچ کر ایک مارا خدنگ
کہ پہنچا سوا تھا جہان پیشتر
ولی جم نے کھینچا تو وہ نازنین
تھا ابر پوشیدہ خورشید ہے
ہوئی وصل کی اسکے جیمین ہوس
یہ کہنے لگی وہ بت دلستان
ملاقات کا اسکی سائل ہو دل

مراد ہم آغوش ہو شوق سے
سمجھ یہ لیا شاہ جم بھی وہین
کہا اُسنے یہ ماجرا اک قلم
جو دیکھا تھا طالع مین تیرے سو اب
نکر دیر ہو وصل سے کامیاب
سنا اوسنے دایہ سے جبکہ سخن
یہ دایہ سے بولی جو تو نے کہا
جو صورت ہے جم کے مقابل ہوئی
تو اورنگ و دیہیم کو یاد کر
پری رو نے دیکھا جو یہ حال جم
یہ صحبت ہو دلچسپ بزم طرب
یہ کہنے لگا جم کہ اے گلعذار
سوے پریان کی جو مین نے نگاہ
لگا رونے جون ابر بے اختیار
کیا شاہ جمشید کو یون تباہ
دو مار سیہ کی ہین کتف پر
کہ اب ہو وہ برگشتہ اختر کہان
نہین ہو اسیر بلا سے بند رنگ
نہ ہو آپ جم یہ شہ نا مجھو سمجھ
لما پھر یہ خلوت مین تھی ہو جم
شہ جم یہ بولا کہ اے دستان
ملق بہت ناز نین نے کیا
ریگا تو انکار گر لاکھ سے پر
ماند تو کرتا ہی اب بار بار
یے وصل کا مجھکو مژدہ دیا
رہی ہی تمنا سے دیدار تھی
آرام جان ہی یہ کچھ مجھکو تاب
رض آخر کار لایا ادھر
ت شاہ تیرہ سے خواستگار

کرون اُسکو ہمخواب مین دو یقین
کہ میری طلبگار ہو نازنین
نگہ کی وہین دایہ نے سوے جم
ہوا آشکارا بالطاف رب
خوشی سے ہو ہمبستر اُسکی شتاب
ہوئی اور دیوانہ وہ سیمتن
زرہ دی کرم راست لاؤ خدا
تو لیس باعث زرشت ال ہوئی
دل پر الم سے کہا نالہ سے
تو پوچھا کہ کیون تونے کی چشم نم
یہ اسوقت گریے کا کیا ہی سبب
جو دنیا مین ہین عاقل و ہوشیار
تو دیکھی شبیہ جم از رشک ماہ
رہا کچھ نہ دل مین شکیب و قرار
لیا چھین یکدست تاج و کلاہ
وہ صورت مین ہین دلو ہی جم
بجز نام اُسکا نہین کچھ نشان
ہوا یا کہین لقمۂ شیر و گرگ
ولیکن چھپاتا ہی یہ آپ کو
نہ پوشیدہ رکھ ہمسے جانین ہین ہم
سراپا غلط ہی یہ تیرا گمان
ولیکن یہ انکار کرتا رہا
کرونگی نہ تجھسے مین اب درگذر
نہین جائیگا بیش کچھ زینہار
اور اُس سے ہر بار مجھکو قرار کیا
دل و جان سے تیری طلبگار تھی
نہ دل مین شکیب اور نہ آنکھون مین خواب
مرا عقد یہ دل تجھسے کھینچ کر
نہ اقبال مین نے کیا زینہار

یہ اُس گفتگو سے تھی اپنی مراد
سو ہم گفتگو وان شہ نے شنی تھی
لیا جم کو پہچان اور یون کہا
طلبگار تھی جسکی سو تو وہی
وہ دختر کہ تھی عاشق روے یار
اور اپنے ہوئی دل مین خوش تر
بچھا اُس نے وان فرش آئی شبیہ
شہ جم کو دایہ نے دکھلائی شبیہ
لگا کھینچنے نالہ پھر شہریار
نگہ کر کے اُسپہ تو ہو پریشان
گیا کس طرف تاج تیرا اے شاہ
ستمدیدگان نے وہ احوال
مجھے یاد آیا وہ جاہ و حشم
کیا جور چرخ ستمگر نے ہائے
جہان کا کیا شاہ ضحاک کو
نہین ہے خبر شاہ جمشید کی
خدا جانے جیتا ہی یا مر گیا
یہ قصہ بیان جبکہ جم نے کیے
کنیزونکو بھیجا کیا وان سے
کہا مین نہین جم نہ ڈالی نظر
مجھے جم جو سمجھی تو اچھا نہ تھا
بہت کرکے بیتاب اور انکسار
کہ تجھکو لیا مین نے پہچان اب
یہ دایہ جو بیٹھی ہوئی ہی یہان
کہ تجھسے خدا وسے مجھے اک یقین
تری شیفتہ ایک مدت سے ہے
خدا سے یہ خواہش تھی اسے آنا
غنیمت سمجھ تو مری وصل کو
کہ تجھپر دل زار دیوانہ تھا

کہ پوشیدہ شمشیر جم شاہ
کہ دایہ بھی آئی وہی اُس دخت کی
کہا اُسنے دختر مہوش دلربا
شہ جم سے تا مجھو سنے یہی
اُسکے تھی تمنا سے بوس و کنار
کہ معشوق مطلب ہوا جلوہ گر
وہ دایہ کو اُسنے دکھائی شبیہ
اور اُسنے وہ دایہ جو دیکھی شبیہ
ہوئی زار بھی نرگس اشکبار
ہوا کہنے یان تو نالہ کنان
مگر ہمسے کچھ تونے پایا ملال
غم خود وہ وسنے نالہ کرتے ہین سر
بند تھی وہ اورنگ وتاج و علم
کیا الغرض سے مطلب تیرا ہو
دیا تاج و تخت ایک تازیک کو
نہین حال سے اسکے کچھ آگہی
ہوا اوسکا احوال کیا کیا گیا
تب اُس دخت دایہ نے یون کہا
یہی تا یہ اور وہ بت سنگدل
کہ تھی ہو گیا پیکر پریان
مگر لوئی مشکل ہوتا نشین
وہ بولی کہ اے خسرو نامدار
تو مست جان تک شہ کا ایمان ہی
تیرے دام ہجر اخترسے ملان
یہ سنکر تیری روز و شام و سحر
گرفتار غم ایک مدت سے ہون
کسی طرح تیری ملاقات ہو
کہ تجھسے ہوئی آپ مین کام جو
تیرے عشق مین سب سے بیگانہ تھا

تو مجھ سے وہ آرام و دلدار سے ۔ پری چہرہ و ماہ رخسار سے
نہ وہ شوق سے گرم آغوش اب ۔ تو صد حیف ہے اور بڑا ہے غضب

جدائی کے ہون درد سے بے قرار ۔ خدا کے لیے مجھسے ہو ہمکنار
نہیں تو کرونگی اپنے سینہ کو چاک ۔ کرون آپکو ایک دم مین ہلاک

یہ کہکر لگی رونے بے اختیار ۔ زبان پر یہ لائی کہ اے نامدار
مقرر ہے تو جم مجھے ہے یقین ۔ تو اقرار کرتا بھلا کیون نہیں

یہان تجھ سے چھپ کے کرون بلکہ جان ۔ تو کر مجھسے راز نہفتہ عیان
جو کچھ راستی ہے تو وہ بات تو ۔ یہ بیٹھے کیون ہے پوشیدہ [illegible]

کیا دشت نے جب بہت انکسار ۔ یہ کہنے لگا تب شہ نامدار
مجھے راستی سے نہ کیون ہو خدر ۔ کہ یہ کہتا ہون دشمن سے مین [illegible]

خدا کی مرا ایک سا تو بخت ہے ۔ مرا دشمن جان وہ کمبخت ہے
خبر اسکو ہو پہنچے مبادا کہین ۔ اور آجاوین لوگ [illegible]

[illegible] مجھے اندیشہ ہے ۔ کرون کا نہ ہرگز وفا پیشہ ہے
نہیں ہے پسندیدہ عاقلان ۔ کر زن [illegible] عیان کیجیے راز نہان

یہ سنکر لگی کہنے وہ گلعذار ۔ کہ ہرگز نہیں ہیں وفا [illegible] نہاد
قسم ہے مجھے اب تری جان کی ۔ قسم ہے مجھے اپنے ایمان کی

کہ بدخواہ تیری نہوون نہ نہان ۔ دل و جان سے ہوئی [illegible] تیری [illegible]
نہ کر خوف و اندیشہ اے نامور ۔ سمجھ لکن مکان کو نہ جاے [illegible]

یہ جب سب بیان آئے تحول قسم ۔ ہوا میں [illegible] شاہ جم
کہا قصہ سب جم نے اپنا تمام ۔ گیا ظاہر آ کے پری وش کے نام

پہ پھر [illegible] ہاتھ مین جم کا ہاتھ ۔ طرف قصر کے لیگئی [illegible]
گیا جا کے آراستہ تخت زر ۔ ہوئی ساتھ جمشید کے جلوہ گر

[illegible] ۔ اندر کی جو رسم [illegible]
[illegible] ۔ ہوا ساتھ گلرو کے پیوند جم

[illegible] ۔ ہوئی شہ کی شکوہ وہ شکر [illegible]
[illegible] ۔ ہوا اتصال مہ و آفتاب

[illegible] ۔ عجب رنگ کی [illegible]
[illegible] رنگ مراد ۔ نشانے یہ بیٹھا خدنگ مراد

وہ باہم لگے عیش کرنے مدام ۔ [illegible] عیش کے [illegible] پینے جام
کئی روز گذرے کہ وہ سیمبر ۔ بہت کم لگی ہونے پیش پدر

تو کرنے لگا اسکی وہ [illegible] ۔ [illegible] خبر دی کہ وہ ماہرو
ہوئی اک جوان گرفتار [illegible] ۔ رہی [illegible] آغوش وہ روز و شب

[illegible] ہے سرو وہ ہوا مشکین ۔ اور آئی وہ جب [illegible] نازنین
[illegible] ۔ لگا کہنے اس سے کہ اے شمع چشم

ہوئی اس قدر یا بیباک تو ۔ اڑانے لگی سر پہ خاک تو
کیا چاک اب شرم کا پیرہن ۔ لیا جامہ [illegible] کی بہن

کیا راز کو تو نے ہمسے نہان ۔ و لے رنگ سے [illegible]
وہ بھی حاملہ [illegible] دونوں [illegible] ۔ ہوا زرد [illegible] رشک چمن

کیا عرض آتے کر سن اے پدر ۔ دیا حکم تم نے یہ پیشتر
کہا ہے جسے اس [illegible] ۔ ہوا حمل مین [illegible]

وہ لے شیشہ سنگ توڑا نہین ۔ رہ نیک سے منہ کو موڑا نہین
رکھا [illegible] ناموس یکسر نگاہ ۔ کہا حقیقت وہ شاہ عالم پناہ

جہان مین کوئی اسکا ہمسر نہین ۔ کوئی جاہ مین اس سے بڑھ نہین
یہ دایہ نے بھی عرض [illegible] کیا ۔ شہا تنہ جو تجھکو مژدہ دیا

بفیض خدا اسنے پایا ظہور ۔ ہوا جلوہ گر جہر مقصد کا نور
شہ جم یہان آگیا ناگہان ۔ ہوئی حاملہ اس سے یہ دلستان

سنی دایہ اسنے یہ بات جب ۔ شہ زابلستان ہوا شاد تب
یہ بولا کہ خوش تو نے مژدہ دیا ۔ مرے دل کو مسرور و شادان کیا

یہ ہے یاوری بخت کی سر بسر ۔ ہوا جو گذر شاہ جم کا ادھر
مقرر اوسے باندھکر صبحگاہ ۔ روانہ کرون [illegible] ضحاک شاہ

کہ ہے تجھسے خوشنود وہ شہریار ۔ فزون ہو مراغ و جاہ و وقار
مجھے لطف ہے اور اقلیم ہے ۔ در و لعل بخشی زر و سیم دے

یہ سنکر وہ دلدار رونے لگی ۔ وہ بے صبر و بیتاب ہونے لگی
یہ بولی کہ اے خسرو نامجو ۔ تو جور و تعدی کے درپے نہ ہو

روا رکھ نہ خونریزی شاہ جم ۔ مری جان بر تو نہ کر یہ ستم
جو لے اپنے کشور مین اگر پناہ ۔ دغا ساتھ [illegible] ہے پیدا مراد

کہ ٹھہنا [illegible] ۔ شنے اپنی گردن پہ نا حق وبال
سدا تخت و دیہیم رہتا نہین ۔ ہمیشہ زر و سیم رہتا نہین

نہ اپنا بھی ملک و زر و سیم کو
گزندہ شہان ملک تو پہنچ
یہ کہکر وہ رونے لگی زار زار
یہ بولا کہ اے دخت والا تمیز
اذیت نہ جم پر رکھونگا روا
کہ جب تک کہ میری طرف سے شتاب
ہوئی شاد وہ دختر دلستان
فروزاں ہوا جبکہ نور سحر
کہا یوں کہ اے شاہ عالی تبار
نہ ہونا کچھ اندیشے کو دل میں راہ
یہی قصد تھا پانسے تل جائیے

بجز خاک لعل و زر و سیم کو
نہ بدنام ہوا سے شہ ارجمند
فغاں میں لگی کرنے بے اختیار
مجھے تیری خاطر بہت ہے عزیز
نہ پہنچے گزند اسکو پہنچاؤنگا
کہا اسنے یہ بادشاہ فریادرس
گئی پیش جمشید وہ پیچ و تاب
ہوا مہر رخشندہ جب جلوہ گر
شنو پہ بدگمان مجھسے اب زینہار
کہ خدمت میں حاضر ہوں شام و پگاہ

نہ بیچارے پہ جور و بیداد کر
تو جمشید کو مجھسے مت کر جدا
ہوئی بسکہ گریہ کناں نازنین
تو خاطر کو رکھ جمع شام و سحر
آسے بلکہ دون ملک و مال و سپاہ
سحر میں بھی آؤنگا تیرے حضور
سنا تھا جو کچھ باپ سے سو کہا
گیا پیش جم شاہ زابلستان
یقین جان تو جبتلک زندہ ہوں
دلاسا وہ دیتا تھا شام و سحر

تھا وہ بدجان آفریں سے بھی ڈر
وگرنہ مرے تن سے کر سر جدا
تو رحم آگیا باپ کو بس وہیں
کہ اس کام سے بیٹی کی درگذر
زیادہ کروں عزو توقیر و جاہ
تم دغا کو رکھو تو اپنا سر دور
دل شاہ کو مطمئن کر دیا
جھکا کر سر اپنا پھر آیا وہاں
یہ دختر کنیز اور میں بندہ ہوں
سنا یہی میں جمشید کے تھا حکم
سلیے جبکہ قابو نکل جائیے

گریختن جمشید از زابلستان بطرف ہندوستان و گرفتار آمدن از راہ بدست مردمان ضحاک و کشتہ شدن او

بہت دن رہا شہر زابل میں جم
سبب تھا کہ جمشید اندیشہ مند
کہ پہنچے کہیں کر بحال تباہ
ہوا بیم بسیار اس بات سے
[illegible] سا [illegible] ہوا
وہاں اسکے تھا اک جی [illegible]
[illegible] آوارہ [illegible]
کہا [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

ولے دل کو تھا آرام کم
[illegible]
[illegible] شاہ
گریزاں ہوا شاہ جم [illegible]
بیابان [illegible]
[illegible]
[illegible] تو نے [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

وہ دلدار تھی رات دن اسکے پاس
[illegible] شہ [illegible]
[illegible]
[illegible] کیا
[illegible] سے
[illegible] گیا [illegible]
[illegible] فلک
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] حال جمشید کا
[illegible] لا یعنی ضحاک شاہ
[illegible] تھی

وہ تسپر بھی رہتا تھا ہمراہ دام
یہ چاہیں میں یارب کہ وزیر و امیر
کریگا تبہ ملک کو سر بسر
ولیکن وہاں بھی بہت کم رہا
گیا بیٹھ سایہ میں اک نخل کے
بھلا یہ بھی ظالم کوئی طرح سے
کرا سے چرخ بیداد [illegible] تلک
کہ سرگشتہ پھرتا ہے شاہ جم
ہوا سے [illegible] گیا [illegible]
سو وہ آگئی اسکے [illegible]
کہیں اتفاقا جو گذرا [illegible]
کہا [illegible] ضحاک [illegible]
[illegible] کی شادی [illegible]
کہ [illegible]
کہ یہاں [illegible] تباہ
[illegible]



الم سے تمام اسکا چہرہ تھا زرد
خوشی سے وہ ضحاک بیداد گر
پدر اب اس طرح کیون ہوا خوار تو
کہان بادشاہی و تاج و علم
جواب اسکو جمشید نے یہ دیا
[illegible] ہوا اسقدر
[illegible] مجھکو خوار اس طرح
[illegible]
گرفتار [illegible]
جو ضحاک نے پھر کسی کو [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

گرفتار خواری تھا وہ بیکس دُر
ہوا خندہ زن حال پر دیکھکر
خرابی مین کیون ہو گرفتار تو
کہان لشکر و فوج و جاہ و حشم
کہ جیسے نصیبا چھپیدن [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
کہ اس قدر [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

او تھا نا انتقام سر [illegible]
لگا کہنے ظالم جمشید سے
ہوا کیسا تجھکے گرفتہ بخت
کہان تاج کہان گیر و دار
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

اور آنکھو نسے تھے اوسکے آنسو روان
[illegible]
کہان ہے ترا اب وہ دیہیم و تخت
کہان وہ ترے رسم و آئین کار
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
ہوا قتل جمشید شاہ [illegible]
[illegible]

اُسے کام تھا ... اشکباری سے ساتھ
سدا اشتغل تھا آہ و زاری کے ساتھ
تھی آشنا وہ خور و خواب سے
وہ بیگانہ تھی صبر اور تاب سے

وہ تھا یا بہت اُسنے بیداد و قہر
پھر آخر کو وہ مرگئی کھا کے زہر
وہ ہمشیر تھین شاہ جم کی کہین
اُنھین لوگ لائے پکڑ کر وہین

سنے خلق تھی ایک کو شہرناز
اور اُس دوسری کا تھا نام ارنواز
اُنھین شاہ ضحاک نے کرکے طلب
رکھا اپنے گھر مین بلطف و طرب

خواب دیدن ضحاک و ترسیدن ازان خواب ہولناک

وہ ضحاک تازی پس از قتل جم
جہان مین لگا کرنے جور و ستم
گئے قتل اور گاہ غارتگری
ہوئی تازہ رسم ستم پروری

دو مرد جوان کو وہ بیخوف و باک
طلب کرکے ہر روز کرتا ہلاک
وہ بیچارے غریب و ریا ...
رہا جو جہان پر اُنکی رکھتا گزند

غرض مغز کو اُنکے لیکر تمام
کھلاتا وہ سانپونکو ہر صبح و شام
لگا کرنے بیداد وہ بیحساب
پھر اُسنے کہین دیکھا ایک خواب

یہ دیکھا کہ پیدا ہوے تین گرد
اور اُنمین سے دو تھین کلان ...
کیا حملہ تینون نے ضحاک پر
ہوا جس سے ... وہ بیدادگر

وہ گرد دلاور کہ تھا نوجوان
سو اُسنے وہین ایک گرز گران
بہ مارا سر شاہ ضحاک پر
تو یکسر پریشان ہوا ...

ستمگر کے ہاتھونکو باندھا شتاب
رسن ڈال گردن مین کھینچی شتاب
اُسے لیگیا کھینچ بالائی کوہ
کیا سخت اُسکو زبون و ستوہ

ہوا دیکھکر خواب وہ ہولناک
ہوا دل کو اندیشہ و خوف و باک
کیا خواب مین اسقدر اُسنے ...
کہ لرزان ہوا سر بسر وہ مکان

جھپے وہین بیدار اہل حرم
دل اُسکا ہوا ہول سے پر الم
لگے پوچھنے شاہ سے کیا ہوا
یہ فریاد کیا تُسنے برپا ہوا

فغان خواب مین کیون کیا اسقدر
لگا کانپنے جیسے دیوار و در
یہ ضحاک بولا چھپا یہ داستان
... پریشان ہو جان

مری زندگانی سے ہونا امید
نشاط جوانی سے ہونا امید
کہا ارنواز نے ... خواب
پھر اگر ہو ... صبح تب

تو اختر شناس سے جو حاضر ہوں یہان
کرین اُسکی تعبیر یکسر بیان
جو بابان ہوا چرخ پر آفتاب
تو حاضر ہوے مو بدان ... شتاب

کہی داستان خواب کی یکقلم
لگے ہوش اور ہوگیا بند دم
یہ ... دانشور ... کیا
ہوا تخت پر گشتہ ضحاک کا

نہ ڈال اُسکی ... کا ... قریب
... اُسکے بیداد ... نصیب
... جان ...
نہ رہا اُسکے بجا ہوش سے

یہ اندیشہ تھا گر کہین سست آپ
... تعبیر ...
اکیلی جان ...
نہ کہتے تھے کچھ اسلیے ہوشمند

دیا تین دن تک نہ ہرگز جواب
بیان کی نہ ... تعبیر خواب
پھر روز چہارم ہوا شہ خفا
تو ناچار یون مو بدان نے کہا

لگا ... شاہ اقبال ... ہوا
تو سمجھے اب تخت شاہی ہوا
ہوئی ختم آخر ... اقبال
ہوا تو گرفتار رنج و ملال

فریدون کوئی شخص ہوئیگا شاہ
لیے شوکت و حشمت و عز و جاہ
وہ ... نسل کیان ہوئیگا
وہ فرمانروا سے جہان ہوئیگا

کہین ... پایہ ایک
سو پائیگی اُسکو ... نیک
ہوا لیکن اب تک وہ پیدا نہین
کچھ آثار اُسکا ہویدا نہین

کہا شہ ... خواب مین ... ہان
سے سر پہ مارا ہے گرز گران
لگے کہنے یون عاقل و ہوشیار
فریدون بھی ہوگا وہ ... شہریار

وہ ... اک گرزہ گاو ...
کریگا تجھے آکے پامال ...
یہ پوچھا پھر اُسنے کہ ظاہر کرو
فریدون مرا کیون بد اندیش ہو

... شاہ ضحاک ...
کریگا پدر کو تو اسکے ہلاک
غرض تجھسے چاہیگا خون پدر
کریگا تجھے قتل وہ آن کر

... تعبیر خواب
ہوا اندر ... سے وہ ... تاب
نہ تک ہوش قائم ہے شاہ کے
زمین پر گرا بس وہین تخت سے

...
... تخت ... رکھا
... خواب سے رہنے لگا
شب و روز بیتاب رہنے لگا

...
... دشمن ...
کیے لوگ چارون طرف کو روان
کرین جستجو تا بگرد جہان

کوئی آگے دیتی مشکل جہان
یہ سنکر فریدون فرخ نہاد
ترقی پہ اقبال تھا شاہ کا
لگے کہنے جا ہم کہ ہے یہ غضب
کہا ایک نے ہے یہ مشکل کمال
کرینگے ہلاک اُسکو تدبیر سے
گئے پس وہ دونون شقاوت نشان
یکایک یہ سنی اُسنے آواز سنگ
نہ غلطان ہوا پھر ذرا پیشتر
یہ بولے کہ ہمکو تعجب سے یہان
جہان آفرین نے رکھا اپنا نگاہ
دکھنہ پہ اُنکے کہا زینہار
بیابان اور کوہ کی راہ سے
گذر یان کشتی پھروا انکی طلب
نہ ہرگز ذرا دل مین آیا خطر
مکان وہ بنایا تھا ضحاک نے
طلسم ایک تھا وہ درون مکان
نمایان ہوئی وہ بلا سے عظیم
کیا گذر سے وہ یان انکو ہلاک
یہ کاوہ نے پوچھا کہ کسکا ہے تخت
بعہد فرخی نہ شہ نام ور
کہ ضحاک بیداد گر ہے کہان
اودھر لیگیا لشکر بیکران
رہی فوج تھوڑی سی باقی یہان
لیا مال و زر اور توڑا طلسم
گیا پھر شہنشاہ گیتی پناہ
تبان پہ کچھ نہ رہ وسیم
وہی خواہران جم نامور
کہ اک دیو پیکر کی صحبت مین تھے

یہ افسون تو پڑھتا وہان بیگمان
ہوا دل مین اپنے وہین تھا جو شاہ
ظہور اُسکے تھا دولت و جاہ کا
جو ہون اُسکے محکوم ہم روز و شب
ہلاک فریدون ہے اپنی محال
بہانے سے حیلے سے تزویر سے
اوکھاڑا وہین ایک سنگ گران
ہوا شاہ بیدار بس بیدرنگ
بد اندیش حیران رہے دیکھکر
ہلا کس طرح یان سے سنگ گران
بجا لائے شکر لطف آلہ
زیادہ کیا اُنکا جاہ و وقار
سپاہ و حشم شوکت و جاہ سے
ندی اور ہوا شہ وہان پر خیمہ
گئے پھر ذخار سے سب اوتر
کیا تھا بلند اُسکو پاک نے
بلا ہا سے دشوار تر تھین جہان
سیہ دیو اور اژدہا عظیم
پھر آگے گیا شاہ بیخوف و باک
لگا کہنے یون کاوہ نیکبخت
سر تخت زرین ہوا جلوہ گر
جو کچھ تجھکو معلوم ہے کر بیان
زرہ پوش ہر دان جنگی یلان
طلسم و حرم خانے کے پاسبان
گھٹو ڑا خزانہ نہ چھوڑا طلسم
ہوے شبستان ضحاک شاہ
ہوئین شادمان شاہ کو دیکھکر
لگین کہنے یون چشم کو کر کے تر
گرفتار ہم اک مصیبت مین تھے

کہ ہو جائے آسان وہ مشکل تمام
خوشی سے لگے اور کہتے ہوئے
تجھے بھائی دونون نے جو کینہ بس
فریدونکو بس قتل اب کیجئے
دیا دوسرے نے یہ اُسکو جواب
کہین ایکدن پا دل پُر صفا
سر کوہ سے اُسکو غلطان کیا
فسون کو کیا شہ نے ورد زبان
رہ بکر سے پتھر خروشان ہوئے
اگر کوہ سے ہائے گرتا کبھی
ولیکن فریدون نے سمجھا وہان
بصد فرخی پھر سے نیکو ہو
جہان دجلہ تھا شہر بغداد کا
گیا وہ وہین دریا مین گھوڑا دوان
وہان سے جہاندار گیتی ستان
بہت دور سے وہ نظر آگیے تھا
گیا اُس مکان مین وہ شاہ دلیر
فریدون نے افسون اُسی دم پڑھا
وہان ایک وہ رنگ آیا نظر
کہ یہ تخت ضحاک تازی کا ہے
پھر اک شخص وان شاہ کو ملگیا
یہ بولا سو مین رہ و زشت خو
درون طلسم اُسکا ہے مال و زر
ہوا سنکے خوش شاہ آفاق گیر
خدا کا ادا شکر نعمت کیا
ہوا قتل جو وان مقابل ہوا
یہ بولین کہ ہم سے تھے اسیر بلا
اٹھایا تھا جنے جو رنج و عذاب
اودھر اُس سیہ رو کے تھا ہم پہ پاس

بہن آوین شتابی سے برگشتہ کام
زیادہ فریدونکو ہمت ہوئی
حسد لیگئے یہ چشم دیکھکر
نہ تاخیر کو راہ یان دیجئے
نہین لازم اس کام مین اضطراب
تہ دامن کوہ سوتا وہ تھا
کہ تا ریزہ ریزہ ہو سر شاہ کا
ہوا بند وہ سنگ غلطان وہان
وہ سرگرم فریاد و افغان ہوئے
تو ضائع فریدون بھی ہوتا کبھی
کہ یہ کام اُنکا ہی تھا بیگمان
وہم صبح وان سے ہوا رہ نورد
فریدون کو کاوہ وہان لیگیا
روانہ ہوئی فوج بھی بعد ازان
ہوا آ کے بیت المقدس مین وان
محل ایک بھی اُو دیکھ شہ نامی تھا
دلیری کو جسکی نہ پہونچے تھا شیر
کہا جب ہوے دیو اور اژدہا
مکلل بیاقوت و لعل و گہر
ہے لائق فریدون تازی کا یہ
اور اُس شخص سے شاہ یون کہا
فریدون نے کی کر لیے گیا جستجو
رکھا ہے یہان گنج و لعل و گہر
تصرف مین لایا وہ زرین سریر
کہ جسنے خدا وند دولت کیا
فریدون شبستان مین داخل ہوا
کیا آن کے تو نے ہمکو رہا
کہین کیا دو رہے شاہ عالیجناب
اودھر اژدہا سیہ کا سر اُسکی

ہوا ہے یہ بارے خدا مہربان | کہ بھیجا بجا وہ دشمن مجھکو یان
پھرے دن ہوا پھر مددگار بخت | کہ آیا تو اے وارث تاج و تخت

یہی اپنے دل کی ہے اب آرزو | کہ جبتک جہان ہے جہان میں ہے تو
یہ پوچھا فریدون نے اے دلربا | سو سنبہد ضحاک اب کیون گیا

وہ بولی کہ تجھسے تھا اسکو خطر | تجسس کو تیرے گیا ہے ادہر
کہ شاید کہین ہاتھ آجائے تو | سوا اسکے یہ ہے اسے آرزو

کہ ہندوستان کو مسخر کرے | دل غمزدہ کو وہ خوشتر کرے
بھلا تم سے پوچھا ہے اک سحرکار | فسون ساز و جادوگر و ہوشیار

تجھے جسکے جادو سے پہنچے گزند | وہ بیخوف ہو زیر چرخ بلند
سبھی جانتا ہے یہ عالم تمام | دعا ہے یہ ہر ایک کی صبح و شام

کہ بدخواہ تیرا سدا خوار ہے | تو دائم جہان میں جہاندار ہے
ہمیشہ ترے اقبال و دولت قرین | نگہبان ہو تیرا جہان آفرین

نشستن فریدون بر تخت کیان و گرفتار ساختن ضحاک را و تسخیر کردن ملک

ہوا جبکہ ضحاک کا تختگاہ | نصیب شہنشاہ گیتی پناہ
سراپا گلستان ہوا وہ مکان | ہوا تازہ یکدست باغ جہان

ہوا ہمسر عرش و افلاک تخت | کہ بیٹھا جہاندار فیروز بخت
شبستان ہوا غیرت صد چمن | ہوئی رشک باغ ارم انجمن

ہوئین کامران وہ پری پیکران | بہم پرہی خسرو کامران
کیا شاہ نے ملک تسخیر جب | ہوا کامیاب نشاط و طرب

ہوا رونق افزا ہی تخت کیان | فروزندہ خورشید بخت کیان
جو تھا کندرو نامی اک پہلوان | طلسم و زر و مال کا پاسبان

گیا پاس ضحاک کے بھاگ کر | وہان جاکے اسنے کہی یہ خبر
کہ شاہان شہ گرد گردن بلند | جوان و دلیر و قوی ارجمند

کسی طرف سے لاکے فوج گران | سو شہر بغداد آئی دوران
بزرگ اور ہے وہ دل آگاہ تر | دلاور ہے نیرو ہے گرد ہنر

نمایان ہے جیسے فلک سان | خداوند دولت ہے وہ نوجوان
وہ سرکردہ ہے لشکر و فوج کا | سپہدار و ممتاز و فرمانروا

رکھے ہے وہ پاس اپنے گرز گران | بھرا ہے دستے جنگجو پہلوان
بجاہ و حشم او سے وان آنکہ | وہ توڑا طلسم اور لیا مال و زر

ستم دیو گردان جنگ آزما | بجوان کے انہیں قتل سبکو کیا
کیا زیر پا اپنے تیرا تخت | ہوا بیگمان تیرا برگشتہ بخت

ہوا ہے تری داخل شبستان میں | تصرف کیا تیرے ایوان میں
ستمگار سمجھا یہ سنکر خبر | کہ پہنچا فریدون یہان آنکر

بھلا سنکے پنہان کیا راز کو | کہ تا کوئی لشکر میں بیدل نہو
کہا یون کہ مہمان کوئی ہوگا | جو بیخوف اسنے سوے شبستان گیا

نہین جسکے اندیشہ کچھ زینہار | رہا چاہیے شاد و لیل و نہار
یہ گفتار سن اور کھایا پیچ و تاب | دیا کندرو نے یہ اسکو جواب

کہ اب سوچ کچھ تو شہا چاہیے | اسے کیونکہ مہمان کہا چاہیے
سنے جو کوئی گرزۂ گاو سر | شبستان میں شوخی کرے اسقدر

وہ مہمان کوئی آفت دہر ہے | ترا یہ غضب ہے بڑا قہر ہے
کریون خواہران جہاندار جم | رہین بیجا نہ اس سے بہم

ادہر ہمکنار اس سے ہو شہرناز | اودہر اسکے پہلو مین ہو ارنواز
بھرا شہر مین اسکا لشکر تمام | بھیجے آدمی اسکے جاکر تمام

یہ قصہ سنا جبکہ ضحاک نے | تو کی خواہش مرگ ناپاک نے
ہوا کندرو پر بہت خشمگین | لگا کہنے یون اوس سے ازروے کین

تری بات کا کچھ نہین اعتبار | ذرا بھی نہین راستی زینہار
ترا خوف سے دل پریشان ہوا | تو مارے خطر کے گریزان ہوا

نہ اب ناظم شہر تجھکو کرون | نہ خدمت سے تیرے کوئی زنہار دون
اوسے کندرو نے یہ پاسخ دیا | کہ مجھکو ہے اب یہ گمان خسروا

تو ہرگز نہو بہرہ ور بخت سے | نہو کامران افسر و تخت سے
بھلا شہریاری نہو جب تجھے | کرے ناظم شہر کیونکر مجھے

ذرا کام کا اپنے ہو چارہ گر | نہ بگڑے ترا کام وہ کام کر
سنی جبکہ گفتار رہا بیہوش | تو آیا ستمگار کے دل میں جوش

کیا حکم ضحاک نے پھر وہین | کہ گردن رکھے اب سپہ پر زین
غرض کرکے طیار لشکر تمام | روانہ ہوا آن وہ تیز گام

فریدون شہ نامور تھا جہان
کہ اُسکے ستم سے وہ پرغم تھے سب
دلیران مردان و برنا و پیر
وہ لشکر جو یون ہوگیا بر خلاف
کیا مشورہ دل مین پھر یہ وہان
ہوئی رات جس دم تو وہ چھپا
کمند ایک لیکر گیا پھر وہان
ہوئی شعلہ خیز آتش رشک تب
بلندی سے بد خواہ آیا فرود
وہ گرز اُسکے سر پر جو مارا شتاب
ملا ئیگے اسکو تہ خون و خاک
لیے قید کر کوہ کے درمیان
کہین کوہ تھا اک دنباوند نام
ابنائی اسے سال گذرے ہزار
کہ نام انکو کی رہیگے یادگار
ہوا جبکہ ضحاک پر فتحیاب
شتابی سے حاضر ہوئے آن کر
کیا شاہ نے اونپہ لطف و کرم
نوازشگری شہ نے کی بے شمار
نکوئی جو کی شہ نے پر یہ فلک
ہمیشہ کرے جو کوئی کام نیک

وہان شاہ ضحاک آیا دوان
ملا یکار عہد فریدون تھے سب
کہ تھے پہلوانی مین وہ بینظیر
تو بیداد گر دل مین سمجھا یہ شتاب
کہ تنہا مسلح ہوں اب بہتر یہین
ہوا غرق آہن مین سر تا بپا
چڑھا جا سے بام کاخ برین
دل اُسکا ہوا آگ کین و غضب
فریدون نے اُسکو جو دیکھا تو دوڑ
تو ضحاک کو پھر رہی کچھ نہ تاب
زمین تا کمر پا گئے ہو رہا پاک
کہ ہمہ گیا تھا وہ بار گران
دہان مار تھا اژدہا تمام
ہوا ابد اُسکے گرفتار و خوار
ہمیشہ انکو نام سے برقرار
سعادت ہوئی شاہ کے ہمرکاب
حضور شہ عادل و داد گر
فزون تر کیا اُسکا جاہ و حشم
کیا عدل اور داد لیل و نہار
تو نام انکو کی بھی ہوا ابتلک
از بسکہ ہوا آغاز و انجام نیک

وہ لے فوج پیدل تھی ضحاک سے
سنا فوج نے جو فریدون کا نام
فریدون سے آکر ہوئے سب رفیق
کہ کرتا نہین خیر خواہی کوئی
سو خوابگاہ فریدون چلون
یہ اُس دم تھی صورت نابکار
جو دیکھا تو ایوان مین سر فراز
شتابی سے ایوان مین آئی کمند
اُٹھا لیکے وہ گرز گاؤ سر
فریدون نے پھر یہ ارادہ کیا
صدا از غیب سے لیکن آئی تبھی
فریدون نے جس دم سنی یہ صدا
کیا بند لیجا کے ضحاک کو
یہ دنیا کہ ہر شب ہوئے شتاب
فریدون نے تھین صفت سے
تو سب نامداران و گردان شہر
کیا سب نے یون ہم ہین فرمان پذیر
سر تخت ایران و توران و چین
گشادہ کیا وان در گنج و زر
ہوئی کار فریدون کی بیگمان
سنو تم کہ آگے کرون مین بیان

نہ راضی تھا کوئی بھی ناپاک سے
دل انکا ہوا آخرش شاد کام
کہ تھا حق شناس و کریم و خلیق
نہین چاہتا ہے یہ شاہی کوئی
وہان جا کے بس قتل اسکو کرون
کہ کوئی نہ پہچانے بے ہوشیار
فریدون تھے ہر شوق مین گرم ناز
کہ وہ ان جا کے پہونچا شہ کو گزند
مقابل ہوا اسکے وہ آنکر
کہ اک ضرب اور اُسکے سر پر لگا
کہ باقی ہے اسکی ابھی زندگی
تو ضحاک کو قید وہ ہین کیا
رکھا سر نگون اُسکو ناپاک کو
ولیکن جہان مین ہر بہتر یہ بات
کیا بند انکو کی نہ کار دگر
کہ تھے دولت و مال سے شاد بہر
پرستندہ شاہ آفاق گیر
ہوا خواہ شاہنشہ دوربین
رعیت نوازی پہ باندھی کمر
فریدون بھی ہے تہ آسمان
فریدون نکی شفقت کی اب داستان

تقسیم کردن فریدون ملک بر سہ پسران و رشک بردن سلم و تور کشتہ شدن ایرج از دست آنہا

شہ ہفت اقلیم کے تھے سہ پور
ہوئے جب جوان بادشہزادگان
تو انکو وہان کدخدا کیجیے
یہ بولا کہ گرد جہان پھر کے تو
بہت ملک مین گشت اُسنے کیا
دیکھے تین دختر سے شاہ یمن

کہ تھا انکا نام ایرج و سلم و تور
ہوئی یون تمنا شاہ جہان
نہ تاخیر کو راہ تک دیجیے
جو ہے مدعا اسکی کر جستجو
چلے جبکہ شہر یمن مین گیا
پریچہرہ و خوش و سیمتن

ملکزادہ ایرج سے خرد تھا
سہ دختر جہان ایک سے ایک ہون
کوئی خرد نا تھا صندل نام
اُسے جبکہ فرمان شاہی ہوا
تو بولو کو سے وان جو ہوا عیان
سپہدار کار وان تھا مہر و نام

خردمند و دانشور و خوش لقا
فزون حسن مین ماہ انور سے ہونا
طلب کرکے اسکو شہ ذو الکرام
تو رخصت ہوا وہ اسے وہان سے ہوا
کہ ہے تمنا ہے شان جہان
گیا وان رسول مبارک پیام

فریدون کا پیغام یکسر کہا
بصد حشمت و شوکت و فر و شان
پھر ملعون کو کیا گند خند
فریدون کے دل میں یہ آیا خیال
دیا سلم کو روم و خاور وہ ہیں
سو روم و خاور گئے سلم و تور
یکایک دل سلم بیدل ہوا
سو تور لکھ کے نامہ شتاب
ذرا سوچ اب آپ خداوند تور
کیا ملک ایران کو ایرج کو شاہ
بیان کا ہی حاصل بھی ایران کم
جو نامہ پڑھا تور نے سر بسر
بھر نیک بد تیر سے شامل ہوئیں
اگر اس نامہ پر کو لبسوے پدر
ہمیں تخت ایران سزاوار ہے
بھیجا یا رسول خردمند یاں
کہ دونوں برادر لیے از درود
نہیں خوب یہ رسم و آئین راہ
ستم ہے جو کمتر کرے مہتری
یہ ہے حق ہمیں ایرج کے خوش نکو
شتابی سے ہوں اسکو ایران روان
دو بان سے روانہ ہوا پیامبر
فرستندگان کی طرف سے دیا
کیا عرض پھر یوں کہ پیغامبر
اگر میری تقصیر ہو وے معاف
تو کہہ بے خطر ہو کے یکسر پیام
پیام درشت اور سخنہا سخت
کیا بیٹے نے یکدست تقسیم ملک
جو مجھ سے نہیں تو خدا سے ڈرو

وہ اقبال شاہ میں نے کیے
کیا شاہزادوں کو بخشے روان
بہت مال اور گنج انکو دیا
کہ اب میں ہوا پیر دیرینہ سال
ملا تور کو ملک توران و چین
رہا ایرج ایران میں با شکوہ
سو کیوں ایرج وہ مائل ہوا
رسول ایک بھیجا کہ لاوے جواب
کہ ہرگز نہیں باپ کو کچھ شعور
کہ ہے جائے آسایش و تختگاہ
غنیموں سے ہے رزم و کین میں مدام
ہوا دل میں اپنے غضبناک تر
یقیں جانیو تو کہ یکدل ہوں میں
روانہ کرو اب تو ہے خوب تر
یہ ایرج کو لائق نہ زنہار ہے
کیا سلم نے تب یہ آتش بیان
کہا یوں کہ اب زیر چرخ کبود
کہ ایرج کو دے تخت و تاج کیان
غضب ہے کہ کمتر کو ہو برتری
کہ ایران کے اب سب پردار ہو
قیامت کریں ایک پل وہاں
جو آیا حضور رسول نامہ بر
درود اس نے اور شہ زرہ صفا
کہ زبان زبان ہے بس بے خطر
تو پھر میں گذارش کروں جی بیان
بیان شوق سے کر حقیقت تمام
کہے سب حضور خداوند تخت
کیا تیغ نے تیکو یعنی تسلیم ملک
نہ زنہار باہم خرابی کرو

فریدون نے جس دم سنی یہ نوید
گئے جب وہ سوے دیار میں
پہنچے وہاں پہ سو ایران خان
کرو ملک تقسیم ہر ایک کو
دیے ملک زر نیز ایران تمام
وہ کرنے لگے بادشاہی وہاں
قناعت نہ کی خاور و روم پر
لکھا تھا یہ مضمون کہ بہتر ہیں ہم
دیا اسکو اورنگ و دیہیم و زر
ہمیں اور تجھے ملک ایسا دیا
یہ تقسیم ہے ہمکو بس ناگوار
لکھا پھر وہیں سلم کو یہ جواب
تمہارے ساتھ ہیں ہم دل سے شتاب
یہ پیغام بھیجا کہ اے بادشاہ
رہ راستی پہ وہ آجائے گر
کہ جس سے فریدون روانہ ہو
ہے افسر پہ عقل کو تیری کیا
یہ کرنا روا ہے کہ بہتر ہیں ہم
کوئی گوشہ ملک کافی ہے بس
وگرنہ سوا اس کے جو پائے کین
پھر ایران ایرج سے ہوں خراب
ادب سے ہوا وہ میں پھر کدان
لگا پوچھنے یوں کہ دونوں ہیں شاد
یہ بولا کہ تمہارا گنہگار ہے
یہ کہنے لگا شاہ عالم پناہ
کہا بیکہ یہ شاہ آزاد نے
فریدون یہ سنکر ہوا تند و گرم
بدی کچھ نہیں بیٹے کی زنہار
مجھے اب نہ شاہی تاج و سریر

ہوا خوش کہ دل کی بر آئی امید
ہوا شاد تب شہریار زمن
ملکزادگان اور وہ مہ وشان
کہ باہم برادر رہیں نہ کینہ جو
مقرر کیا شہ نے ایرج کے نام
سپردے تخت و دیہیم سے کامران
نہ آیا پسند اسکو بخشش پدر
نہ زنہار ایرج سے کمتر ہیں ہم
کہ مجھ سے بھی اور تجھ سے ہے خرد تر
جہاں جنگ و کینہ ہے صبح و مسا
تری مصلحت کیا ہے اے شہریار
کہ اے بادشاہ ثریا جناب
پے قتل ایرج کمربستہ ہوں
بزرگی و خردی پہ کیجے نگاہ
تو بہتر ہے پھر ورنہ تیغ و سپہ
یہ پیغام بھیجا جہاندار کو
کیا دور کیوں دل سے ترس خدا
سزاوار اورنگ و افسر ہیں ہم
عبث ہے اسے اور باقی ہوں
دلیران رومی و ترکان چین
خبر شہر کا ہے دیجے اسکا جواب
رکھا سر کو اپنے سر آستان
وہ بولا کہ ہاں تمکو کرتے ہیں یاد
کہ لایا پیام ایک دشوار سے
پیام آوران ہیں سدا بیگناہ
تو کھولی زبان پھر فرستادہ نے
یہ بولا کہ آتی نہیں انکو شرم
فریدون کیا فخر و جاہ و وقار
نہیں کچھ کرو دیکھو سوا ہیں یہ پیر

وہ اگوش دل سے سنو میری پند
شہ نامور سے یہ سنکر جواب
کیا پھر یہ راز نہفتہ عیان
ارادہ کیا از رہ سرکشی
اگر میں بھی تیرا مددگار ہون
وہ ہیں کینہ جو زیر چرخ کہن
جہاندار نے پھر کیا یون بیان
تو ہی خردار ہے نہیں تجھمین تاب
نہ دیکھا ابھی تو نے جنگ آوران
پسندیدہ عقل و رائے نکو
کہ تا جان تیرے نہ پہونچے گزند
سنی گوش جان سے فریدون کی پند
جو دنیا و دولت نہیں پایدار
تو گذرا ہمین استاج داور تاک سے
کہ ہیں خود ہوا اور وہ ہیں بزرگ
مجھے دہر میں کچھ نہیں جب جاہ
یقین ہے کہ پھر مجھسے الفت کرین
برادر ہین تیرے سر خشم و کین
چلے میں بھی اک نامہ انکو لکھون
مجھے پھر بجز ہی وہ رخصت کرین
یہ کہکر فریدون نے نامہ لکھا
سر تخت شاہی سے آیا فرود
تمھین بھی ہے لازم کہ شفقت کرو
سر نامہ جب شاہ نے مہر کی

کہ قائم نہیں دور چرخ بلند
فرستادہ رخصت ہوا پھر شتاب
کہ ہر خاش پہ ہین دو گردنکشان
کہ تجھپر کرین آکے لشکر کشی
معاون ترا وقت پیکار ہون
تو کیا حکم دیتا ہے ای جان من
کہا اے نور چشم سعادت نشان
ہوا تیسے نبرد آزما ہو شتاب
فراہم کیا لشکر بیکران
یہی ہے کہ تو صلح جو گر نہ ہو
تو ایمن رہے زیر چرخ بلند
لگا کہنے یون ایرج ارجمند
تو غم کھا رہا کیون مردم ہوشیار
بہم صلح بہتر ہے اب جنگ سے
بجاہ و حشم بھی ہین مجھسے سترگ
نہین کچھ تمنا سے تاج و کلاہ
بزرگانہ مجھپر وہ شفقت کرین
تو ہے صلح جو اور محبت گزین
رہے تم ہمیشہ دل اپنا کرین
محبت کرین اور الفت کرین
رقم اسمین یعنی یہ مضمون کیا
کلاہ کیانی سر سے لایا فرود
سر کین سے گذر و محبت کرو
تو ایرج نے تو سانگی پھر راہ لی

رہے ہو راضی اب میری تسلیم پر
فریدون نے ایرج کو کر کے طلب
کیا سلم اور تور نے اتفاق
کہ قتل یہ تیرے باندھی ہے لب
تو دیرسے بھی ہو وین مقابل وہین
یہ پولا وہ بیٹا ایرج نام جو
ترسے ہے میرا وہ دو کون راہ دیکھا
عجب ہے یہ حالت کہ بس میں ان پر
یہاں تک تو انکے نہیں تاب جنگ
عجب طرح شاہی اب در گذر
نہ آرام جان ایرج تیرہ رہا
کہ فرزند تمہارا ہے شاہ فرخندہ بخت
یہ کیا آگہہ پھر ادنہ ننگ ہے
حضور انکے جا کے ہین اب سپاہ
کرون عرض یون ہو کمین فرمان پذیر
مرے ساتھ کسواسطے خشم و کین
فریدون نے ایرج سے پھر یون کہا
بہت خوب جانا ہے تیرا ادھر
کہ بس پڑھکے اونکا دل کینہ ور
ترا مجھکو دیدار حاصل ہو پھر
کہ تم ہو بزرگ ایجوانان گرد
کمر اپنی باندھی ہے بندگی
کیا رہ وہان جب کہ جائیں گذر
لیے اسقدر ساتھ برنا و پیر

پے کینہ خواہی نہ باندھو کمر
کہا بھائیون کا وہ پیغام سب
رکھیں ہین سنکر ساتھ دونون اتفاق
ترا بھیں میں ملک یہ ہو ہوس
وہ گردنکشان کھینچکر تیغ کین
وہ لاؤن عمل میں جو ارشاد ہو
مجھے تھے اب کینہ جو شل گرگ
کیا ترک شاہی ہوا گوشہ گیر
نہ فوج اسقدر ہے نہ اسباب جنگ
ترے دل میں کچھ خواہش تاج و نگین
اٹھا آخر اس شمع کا سر ہوا
نہین کچھ مجھے الفت تاج و تخت
لیے تاج شاہی اگر جنگ ہے
تو وہ دسترس کو دل میں دون راہ
مبارک تمھین ہووے تاج و سریر
کہ ہون بندہ خسرو روم و چین
کرا سے پور صد آفرین مرحبا
کہ دونون وہ کیا ہین اب اپسر
سر مہر آیا سے پھر نہ ہو تو
قرین مسرت مرا دل ہو پھر
اور ایرج تمہارا برادر ہے خرد
پیدا آیا برائے پرستش کی
تو پھر اسکو رخصت کرو تم ادھر
کہ تجھے واسطے راہ کے تا گزیر

داستان بیان ایرج نزد سلم و تور سے فوج بہ اعذار و انکسار مع نامہ پدر خود و قتل نمودن آنہا ایرج را از رہ کین و سر او را نزد فریدون فرستادن و ماتم نمودن فریدون

شہ روم و توران وچین سلم و تور	کہ تھا جنکا جاہ و حشم پر غرور	وہ کہتے تھے ایران کی خبر عام	وہ طیار کرتے تھے اسباب رزم

وہ توران مین آکر فراہم ہوئے
فریدون نے نامہ بھی ہر اک لکھا
کلاہ اور ایرج تھا فرخندہ خو
کہ بھیجا کشتہ وہ نامدار
کہا تو نے کام اچھا ہوا
ہوا قتل ایرج کا اب ناگزیر
گیا وہ کہ جس دن جو آئے حضور
ہمارا ادب کچھ نہ کرتا نگاہ
یہ باتین جو سنتی ہین اسنے کہین
مجھے چاہیے اب نہ تاج و کلاہ
یہ کہتا تھا پھر اور گفتار نرم
سر کرسی زر وہ بیٹھا جو تھا
پھر اسکے رکھا دست پر پانو دیکھ
بکہ قتل مجھکو خدا سے تو ڈر
نہ رکھ ہاتھ سے خون برادر روا
کیا پھر ایرج نے ہر چند بیہ سہا
سر نامور تن سے کر کے جدا
تو رکھ ایسکے اب سر پہ تاج بھی
کیا تنے مین نالہ کنان عروبان
فریدون اسے دیکھ گریان ہوا
وہین توڑ ڈالے وہ کوس علم
آنکھا شور سے نالان گلشن تمام
ہوا کشتہ یون ایرج نازنین
کہ ہو تخم ایرج سے اسے نامور

پر خون ایرج وہ باہم ہوئے
پسنگ وہ دونون سے کچھ خفا
خرد مند و خوش منظر و خوبرو
سپہ تھا نہ جانبر نہ ہو زینہار
کہ ایرج سے دل اپنا اشکر ہوا
جگر کے وہ ہمراہ بیشتر تاج و سپہ
تو بولا یہ ایرج سے کمبخت تور
ہوا ملک ایران کا تو بادشاہ
ترا بیچ کسے پاس ہے ویا مجھ کو ہین
نہ گنج و نہ کشور نہ فوج و سپاہ
سے لے سیم ہوتا تھا وہ تند خو
وہان سے وہ یکبارگی بس کہ اٹھا
لگا لذر برادر بس آیا پسند
ہم سے ہاتھ سے پاس فہرم بار
مری جان پہ ستم کہ خنجر اٹھا
نہ آیا سر رحم بیداد گر
حضور فریدون روانہ کیا
بٹھا اسکو بالاے تخت شہی
لیے اسکا تابوت بے جو رہا نہ
وہ خود ہو سر خاک غلطان ہوا
فغان اور زاری تھا وان سب ہم
جلا کے گل و سرو و سوسن تمام
کہ سر ہی کہین اور تن ہی کہین
پلی رزم وہ کہین جیتے بازو کمر

پھر انکو پہونچی یہ بیٹھے تھے جس آن
خوشی سے جہان انکی تھی باغ باغ
مگر اب جو برپا ہوا یہ فساد
سپہ فوج پھر سلم نے کی نگاہ
ہمین قصد تھا ملک ایران کا
بھری آہ اس بات سے تور نے
کہا سے پیا دست بھر کہ بہتر ہو تور
شب و روز یاران ہم تو نے بھیج
کیا سے بادشاہ جہانگیر گرد
ہمین بھیجا لازم ہی آتشا عتاب
نہ گفتار ایرج کی بھائی کی اور سنے
وہ کرسی زر اندر سے خشم و کین
بہت کرکے جب تازی نے اسکا
یقین جان یہ تو کہ انجام کار
نہین کچھ مجھے خواہش سروری
وہین کھینچکر خنجر آب گون
لکھا یون کہ تو نے جو بھیجے پسر
فریدون یہ بھیجے تھا او رنگ بار
وہ تابوت کھولا تو آیا نظر
گرا بیہوش آیا فریدون کو جیب
بنایا تھا ایرج نے اک گلستان
یہ کہتا تھا گریہ کنان شہریار
ہوا سو ہوا لیکن اے کردگار
کہ ناشاد کردن دو وہ تخم کا بیاج

کہ بر فوج آتا ہے ایرج یہان
اسے لیکے وان وہ با عز و جاہ
تو اس نے لیے پھر اسباب پیش ہو
بنایا طرف اپنے سیل سپاہ
کہ لے اب ہر اندیشہ توران کا
رکھا حزن رہا اسکا مغرور تھے
نہ ہرگز سزاوار افسر سے تو
رہے تو وہان شاہ با تاج و گنج
بزرگ آپ ہین ہر طرح مین ہو گنج
کہ ہون ہین کر شاہ و عالیجناب
نہ الفت بھائی یہ آئی اسے
اٹھا سر سے ایرج کے ماری وہ زین
لگا کہنے ایرج کہ اے نامدار
تجھے رنج پہونچائیگا کردگار
کہ دن رات دن سخت جا کری
کیا اسنے ایرج کو بس غرق خون
دیا تاج و زر جو ایسکا ہو سر
جو آیا سے کہین ایرج نامدار
وہ پیچیدہ تھا پرنیان مین جو سر
وہ لیجا کہ ہو وین سیہ پوش سب
سر اسکا کیا دفن لیکر وہان
کر افسوس اے گردش روزگار
ترے فضل سے ہون امیدوار
سنو اب منوچہر کی داستان

تولد شدن دختر از بطن ہمشیر ایرج و کتخدا شدن او با پشنگ کہ اودہم از نسل فریدون بود و تولد شدن منوچہر و کینہ خواستن او

شبستان میں ایرج کے شاہ جہان
بیٹھے دیا شاہ کو یہ نوید
خدا دے اُسے ایک فرخ پسر
وہ تھی حسن میں ایک ماہِ تمام
جوان ہو اور پیشنگ ایک تھا
ہوئی حاملہ جیسے وہ رشک قمر
بہت شاہ کو شادمانی ہوئی
کہ جب تک فلک پر مہ و مہر ہو
ہوا جب جوان وہ منوچہر تب
کہا یون نظر کرکے سوے سپاہ
در گنج شاہی کشادہ کیا
منوچہر سے مردان سپاہ
جو پہونچی خبر سلم اور تور کو
فریدون نے رکھا ہے اب عزم رزم
کیا مشورہ یون کہ گنج و گہر
عوض خون ایرج کے بھیجین ہم
حضور فریدون وہ بھیجا بہم
ہے جاودان عالم افروز تو
زر و نعل اور گوہر شاہوار
وہ پیلان ہمراہ اسپ و زرہ
کیا ہمکو گمراہ شیطان نے آہ
اگرچہ ہمین ہو سزا یا غلط
تمنا یہ ہے اپنی شام و سحر
رکھین اُسکے نارک پہ ہم زر
بلایا منوچہر کو تب وہین
نظر کرکے گنج سپہ یکاہ کن
دیا اسکو پیغام کا یہ جواب
مگر تم نے اب بیگناہ و خطا
وہ سام نریمان و قارن دلیر

گیا ایکدن تو یہ بدخواہ جان
کہ ہو حاملہ ایک ماہ آفرید
کرے بدسگالان کا خون پدید
فریدون نے رکھا منوچہر نام
اُسے ساتھ اُسکے کیا کتخدا
تو اُس سے تولد ہوا اک پسر
نہ تو اُس سے زندگانی ہوئی
الٰہی جہان مین منوچہر ہو
ہنر پہلوانی کے سکھا سب
تمہارا منوچہر ہے بادشاہ
سپہ کو زر و سیم و گوہر دیا
گزارش یہ کرتے تھے شام و پگاہ
منوچہر ہے مرد پیکار جو
کہ بھیجے اُسے اس طرف بہر رزم
روان کیجیے اب لیکے پدر
لئے کوہ ہر گنج و تاج و علم
جو پہونچا تو رکھکر سر خاک پر
ہمیشہ کرے جشن نوروز تو
سر پر زر و تاج گوہر نگار
حضور جہاندار گذران کر
جو سرزد ہوا ہمسے ایسا گناہ
عوض لے تو خطا بخش ہے سزا
سو خاور آوے منوچہر گر
کرین پیشکش اُسکے گنج و گہر
بٹھایا سر کرسی گوہر مین
سمجھنے تیرے بدخواہ کیشہ یون
کہا ہر دو ناپاک ہو گشتہ تاب
کیا قصد خون منوچہر کا
وہ کاوہ کہ ہو جنگجو مثل شیر

کہ ہر گوئی یان ماہر و باردار
بہت لشکر بہت خوش ہوا شہریار
آفرین سپہ کے نو بیٹھے وہان
کیا پیر و ہوش و زینت کے ساتھ
فریدون کی تھا نسل سے وہ جوان
ملکزادہ ایرج کی ہمشکل تھا
وہ لایا بجا شکر پروردگار
سنتے ہے اُسکا اقبال دایم بلند
سکھائے سب آئین و رسم ملکی
منوچہر کی تم اطاعت کرو
تھا ہم ہوا لشکر سپہ شمار
کہ عزم عدو سوزی اب کیجیے
قوی بازو و پہلوان و دلیر
یہ سنکر بہت لال خون کا ہے پس
منوچہر کو بھی طلب کیجیے یہان
غرض بانذر و گنج بھیجا رسول
دعا و ثنا کی شہنشاہ کی
وہ تحفے جو لایا تھا پھر سب
وہ دیبا سے رومی خز و حریر
کہا سلم اور تور کا یہ پیام
خجالت زدہ ہم ہین تقصیر سے
ہماری یہ تقصیر ہو سب معاف
تو ہو تخت شاہی پہ جلوہ کنان
فریدون نے دیکھا جو تحفہ تمام
کہا یون کہ اسکے ہو پوشیدہ نہان
پھر آیا وہ شہ سوے پیغام بر
ہوسے کر منوچہر پر مہربان
منوچہر رکھ سر پہ خود و کلاہ
وہ گرشاسپ پور شیر و یہ پیل

شتابی سے تجہیز کر وہ شکار
کہا یون کہ اب ہوون بیسہ
نہ پیدا ہوئی دختر و ستان
رکھا پھر بنا اسکو ہونٹ کے ساتھ
جہز سنہ وہ شہر پیدا ہوئی
منوچہر نام اُسکا تب رکھا
دعا مانگتا تھا یہ پیل بہار
نہ پہونچے ذرا چشم بد سے گزند
پھر اُسکے رکھا سر پہ تاج ہمی
دل و جان سے تم اُسکی خدمت کرو
دلیران جنگی و مردان کار
شتابی سے ایرج کا خون لیجیے
حضور اُسکے روباہ ہو کم جو شیر
پریشان ہیچ اُسکے ہوش و حواس
یہ کہیے کہ اے بادشاہ جہان
کہ شاید فریدون کرے یہ قبول
کہ اے مہر تابندہ سروری
سے لے شہ کے آگے زر و ظروف
وہ زرین جو تھا سب شاہ و جلیل
کہ بندے ہین ہم آشنہ نیکنام
و لیکن ہین ناچار تقدیر سے
کر و کینہ سے اپنے سینے کو صاف
ہم اُسکی کرین چاکری جاودان
سنا اور یون سرکشون کا پیام
نہ سمجھے ہو سعید اور مبارک یہ فال
ہوا خندہ زن اور کی گفتار پہ
ہوئی ایرج نامور ہے کہان
سو خاور آئیگا لیکر سپاہ
کرین پہلوانی مین جسکے بدل

یہ مردان جنگ آور پہلوان
یہاں خط بھی نہ رہنیں نہ نہار
کیا غدر پھر نابکاروں نے اب
گیا اس جہاں سے وہ ایرج اگر
دلیر و قوی جون ہژبر دمان
یہ پیغامبر نے جواب پیام
غرض تیز رو مثل باد صبا
کہا پھر کہ بیٹے منوچہر کو
اور اسکے جو لشکر میں ہیں پہلوان
وہ دونوں جفا کار بیدادگر
یہ بولے تھے چرخ فیروزہ رنگ
یہی مصلحت ہے کہ لیکر سپاہ

منوچہر کے ساتھ پہونچیگے وان
نہیں چاہیئے گوہر شاہوار
نہیں ہے بجا یعنی بیجا ہے سب
تو پیدا ہوا اور اک نامور
نبرد آزما مثل شیر ژیان
سنا جب تو بیہوش و ترگئے بس تمام
جہاں سلم اور تور تھے وان گیا
جو دیکھا تو ہے مرد پیکار جو
قوی زور میں مثل پیل دمان
ہوئے شک میں پانچ بہت پر خطر
کہ ہم گر نہ پہلے کریں قصد جنگ
چلیں ہم بسوے منوچہر شاد

مجھے زر سے دیتے ہو جو ہم کیا فریب
تو سب پھیر لیجا سکے اے رسول
ستم سا تھا ایرج کے جو کچھ کیا
گر ایرج نہیں تو منوچہر ہے
کمر چست باندھی ہے پے کارزار
ذرا ایک دم پھر نہ ٹھہرا وہاں
وہ پانچ جو تھا اسکا جو زینہار
جوانمرد و شیر افگن و پیلتن
نبرد آزما ہر جوان مرد ہے
پھر آراستہ ایک کی انجمن
مبادا منوچہر ہو کے دلیر
کریں چلکے ایرانیں ہم اس سے جنگ

یہ مکاری ہے سب تمہارا فریب
کہ ہرگز ہمیں کچھ نہیں ہے قبول
سوا اسکا کیا فوات دیگا خدا
فروزندہ مثل مہ و مہر ہے
بچہ شیر ہے وہ ایرج کا خون بہا
سہا لیکن ہیں سنکے خاموش روان
کیا سلم اور تور سے آشکار
یل نوجوان گرد شمشیر زن
طلبگار پیکار ہونا وہ ہے
جو کینہ خواہی ہو رائے زن
شتابی ادھر آئیے مانند شیر
نہیں ٹھہرنا سپاہ میں کچھ درنگ

جنگ منوچہر با سلم و تور و فتح یافتن منوچہر و نشستن بر تخت و وفات فریدون



کیا سلم اور تور نے جب یہ عزم
سواران ترکی و ترکان چین
فریدونکو پہونچی یہ جس دم خبر
صبوری کرو تم نہ باندھو کمر
منوچہر نے یون گزارش کیا
کیا اس طرف شاہ نے پہلوان
سپہ سر بسر گرز و تیغ و سنان
صف جنگ آراستہ جب ہوئی
سو راست گرد دلاور قباد
بجائے تھین تھی قائم سپاہ
گیا بڑھکے آگے دلاور قباد
کہا سے پے پدر خبر دکھہ تور نے تجھے
دیا تور کو اُسنے پھر یہ جواب
تمھاری وہ محفل مین لایا پناہ
یہ سنکر نہ پاسخ کچھ اُسنے دیا
سنا تھا جو کچھ تور سے سب کہا
کرون قتل مین سلم اور تور کو
رکھین جنگ کو آج موقوف ہم
ہوا خیمہ زن دست مین وقت شب
سواران جنگی و مردان کار
ہوا گرم بازار کین و ستیز
تن و جان کا کچھ نہین تھا دریغ
ولیکن تبا ہید لطف اکبر
لگے کہنے باہم وہ دونون لئیم
منوچہر پر آج شبخون کرین
شبیخون کا رستے ہین وہ عزم بزم
غرض سوچ کر دونون کو کرکے سپاہ
گئی آدھی سے رات جس دم گذر
لیے سلم شبخون وہ آیا جدھر

اُدھر چلکر منوچہر سے کہیے نہ رزم
نبرد آزما یا وہ گوران زمین
کر نگاہ و رستے اب لشکر یاد ہم
کہ تا آوین اب اور بھی بیشتر
کہ اب اے جہاندار کشور کشا
منوچہر کو با سپاہ گران
نہ پیدا اسے سر نے فرا خکجا ان
رہ صلح مسدود جب سب ہوئی
سو چپ چپ گئے تھا سپہ فرخ نہاد
منوچہر تھا رونق قلب گاہ
وہین دونون آ کے وہ ان شیل باد
بھلا کام کیا گرز و شمشیر سے
کہ پہونچا کون پیغام تیرا شتاب
کیا غرق خون تمنے ایرج کو آہ
خجل ہو کے میدان سے پھر گیا
منوچہر سنکے یہ باتین ہنسا
کرون غرق خون ہر دو مقدور کو
کرین حشر برپا یہان صبحدم
بسر کی وہ شب با نشاط و طرب
سجے آ کے صف زن یمین و یسار
ہوئی ایک برپا وہان رستخیز
وہان کام سبکو تھا با گرز و تیغ
منوچہر کی غالب آئی سپاہ
کہ غالب رہی آج فوج غنیم
تبہ اسکو ہم زیر گردون کرین
کیا چاہتے ہین وہ غفلت مین ہم
آئینگاہ مین آپ بیٹھا وہ شاہ
جہان تیرہ جس ہو گیا سر بسر
خبردار پائی سپہ سر بسر

فراہم کیا لشکر بے شمار
روان سوے اقلیم ایران ہوئے
بلانا مدار و ان سیخ تب یون کہا
خبر پھر یہ پہونچی کہ اب سلم و تور
نہین مجھکو زنہار تاب درنگ
زرہ پوش مردان شمشیر زن
یہان فوج کا کیجیے کیا شمار
وہ آگے ہوا کاویانی درفش
وہ سام و نریمان وہ قارن دلیر
اُدھر سے تھے وہ دونون گرگ نکشان
قباد دلاور سے کہنے لگا
ہوئی رخصت ایرج تیری نژاد
کیا تور اور سلم نے پھر یہ کام
یقین جانیو تم کہ زیر فلک
وہین رزمگہ سے پھر آیا قباد
یہ کہنے لگا پھر کہ ہنگام جنگ
جواب پھر گیا تور میدان سے
پھرا رزمگہ سے منوچہر شاد
سحر جب ہوئی تب منوچہر شاہ
وہ دونون ستمگار بھی لے سپاہ
ہوا اُنکا سر اور گرز گران
ہوئے کشتہ جنگ آوران بیشمار
ہوئے تور اور سلم بس ہوشیار
سپاہ اُسکی غالب ہوئی کل اور بھی
منوچہر کو بھی یہ پہونچی خبر
وہین کر کے قارن کو تشنہ طلب
سواران جنگ آزما بھی ہمراہ
رہا ہوشیار اور نحوست شعار
نہ جا بار چلا کہ پھر جائیے

یلان تنومند جنگی سوار
پے کینہ خواہی شتابان ہوئے
کہ اے شیر مردان جنگ آزما
قریب آ گئے بس نہین کچھ بھی دور
اجازت مجھے دیجیے بہر جنگ
جوانان جنگ آور و صف شکن
سواران جنگی تھے شش صد ہزار
کہ تھا ایک علم سرخ و زرد و بنفش
کہ تھے کینہ خواہی مین مانند شیر
سپے رزم لائے سپاہ گران
منوچہر سے جاکے کہہ تو ذرا
تو زنہار اس بات سے ہو نہ شاد
کہ وہ دونونکو نفرین کرین خاص و عام
رہی تجپہ لعنت قیامت تلک
حضور منوچہر فرخ نہاد
عیان ہو نژاد و گہر بد رنگ
امان اُسنے پائی ذرا جان سے
گیا بس وہین سوے آرامگاہ
دلیرانہ آیا سوے رزمگاہ
تھے آگے میدان مین کینہ خواہ
دلیرونکا پہلو و نوک سنان
زمین خون سے گلگون ہوئی لالہ زار
کہ آیا نظر اونکو اپنا گزند
سو اُسوا سطے مصلحت یہ ہوئی
کہ وہ بد نہادان بیدادگر
کہا ہو خبردار لشکر سے اب
لیے ساتھ اپنے سپہ کارزار
سواران جنگی لیے سو ہزار
طرف اپنے لشکر کے اب آ گئے

ولیکن نہ زنہار پایا گذار / ہوا اگرچہ ہنگامہ کارزار
یہ پہونچی خبر جب منوچہر کو / کمینگاہ سے تب شہ نامجو
جہان تھا زبس کشتی تھا رزم ساز / دلیرانہ پہونچا سب نیزہ باز
اٹھایا وہین اسکو بس بیچ سے / لگاتا زمین پہ پہر کین سے
ہوا شاہ جب تور پہ پیچ و تاب / سو سلم آیا اودھر شتاب
گیا بھاگ کر درمیان حصار / ہوا جا کے محصور وہ نابکار
نگہبان ڈر کا کوئی گرد تھا / دلیر و جوانمرد و جنگ آزما
پہ اک تیر مارا بہت زور سے / گھر پر منوچہر کے آن کے
ولیکن نہ زنہار کاری پڑی / ہوا شہ غضبناک پھر اس گھڑی
تن اسکا کیا تیغ سے چاک چاک / سپہدار کا کو ہوا یون ہلاک
ہوئی تیرہ ان فوج گرد حصار / نہ تھا قلعے مین پنچھیا کا گذار
منوچہر نے اسکو بھیجا پیام / کہ بس تیری ترکی ہوئی اب تمام
اگر شیر دل ہو تو اے پہلوان / تو ہمت جان کر اپنی جان سکان
یہ سنکر اسے غیرت آئی وہین / وہ غیرت سے سر زیر لائی وہان
منوچہر شاہ ولایت ستان / مقابل ہوا لیکے تیغ و سنان
شہ رزم دیدہ و رہ گشتہ جیب / ہوا لشکر انکا پراگندہ سب
کیا عرض مت کھینچے تیغ کین / شہنشہ پہ آئے شاہ رو زمین
وزیر خردمند رخصت ہوا / کہ مشمول الطاف و عنایت ہوا
شہنشہ نے سب پر لطف و خوشی / عنایات شاہانہ معروف کی
ظفر جب ہوئی شاہ کی ہمعنان / ہوا تب عنان تاب شاہ جہان
پیادہ ہوا ان منوچہر بھی / کیا پھر قدمبوس با صد خوشی
بٹھایا منوچہر کو تخت پر / رکھا اسکے تارک پہ پھر تاج زر
جہان تھی ہوئین رفتنی آج کل / کہ آتا ہی ہر دم پیام اجل
پھر آخر فریدون جہان سے گیا / وہ سرو سہی گلستان سے گیا
ہوا پھر بفضل خدائے کریم / منوچہر بھی بادشاہ عظیم
کئی سام کو اپنا مختار کام / کہ تھا کاردان وہ دل نامدار
یہ کہتے تھے ہر شام و ہر بامداد / کہ ہم اے جہاندار فرخ نہاد
جہان مین تو فرمان روا ہو سدا / یہی آرزو ہے یہی ہے دعا

ہوئی وقت شب تیغ رانی وہان / ہوا غرق خون پھر ہزارون جوان
شتابی سے پہونچا سوے رزمگاہ / کئے قتل اکثر بہت کینہ خواہ
ہوا اک تیر مارا لیس پشت تور پر / تو قالب سے اسکے ہوئی جان دور
جدا تیغ سے کر کے سر تور کا / حضور فریدون روانہ کیا
نہ پائی وہ لے سلم نے تاب جنگ / گریزان وہان سے ہوا بید رنگ
منوچہر بھی سوے حصن متین / گیا لیکے فوج اور گھیرا وہین
سو نرم و پرخاش مائل ہوا / منوچہر سے وہ مقابل ہوا
منوچہر نے کھینچ کر وہین تیغ / لگائی سر خصم پر بیدریغ
کمر بند اسکا پکڑ کین سے / سر خاک ٹپکا اسے زین سے
لگا کہنے پھر شاہ فیروز جنگ / کرو قلعہ کو گھیر کر خوب تنگ
رہا سلم مدت تلک قلعہ بند / ہوا تنگ زیر سپہر بلند
ملا دونگا تجھکو تو خون خاک / نیا مردی آخر تو ہوگا ہلاک
مقابل مگر آ کے اب ہو شتاب / خدا جسکو چاہے کرے فتحیاب
نکل قلعے سے سلم جنگی سوار / دلیرانہ آیا پئے کارزار
کیا زخم شمشیر اسپر رہا / کہ تن سے ہوا سلم کا سر جدا
سپہدار خاور کا تھا اک وزیر / وہ آیا حضور شہ بے نظیر
سر رحم آیا وہین شہریار / کیا اسنے پیمان و عہد استوار
غرض سلم اور تور کی فوج کو / وہ لایا حضور شہ نامجو
جو تھا منصب اسکا وہ قائم رکھا / زیادہ کیا بلکہ کچھ مرتبا
جو نزدیک پہونچا وہ کشور کشا / فریدون پیادہ گیا پیشوا
جب آیا وہ ایوان شاہی مین تب / فریدون نے با صد نشاط و طرب
کہا پھر یہ سام و نریمان سے / کیا اپنے نبیرے کو سونپا انہے
بہت پند کی پھر منوچہر کو / دعا دی کہ قائم جہان مین تو ہو
فریدون جہاندار اب ہے کہان / بھلے نام نیکی رہے جاودان
بیان فریدون کیا عدل و داد / رکھا لطف و احسان سے سبکو شاد
سپاہ امیران و فرزانگان / ہوئے سب ثنا خوان شاہ جہان
ترستے جان و دل سے ہین خدمتگذار / کرین جاکری تیری لیل و نہار
لکھون زال و رستم کی اب داستان / کہ اسکا ہے بیٹا پسر بھی ہو جوان

داستان تولد شدن پسر بخانۂ سام و پرورش شدن بسیمرغ و نام نہادن زال و باز آمدن در سیستان

شبستان مین سام کے اک پسر
ہوئے کتنے اگلی تجھکو اسے نامور
وہین سام نے آکے دیکھا اُسے
یہ کہتے تھے وان مرد و ان خاص و عام
یہ سنکر ہوا سام پل سے غمگین
مکان وان جو تھا ایک سیمرغ کا
ہوا مہربان رحم آیا اُسے
تو سیمرغ کو صرف الفت ہوئی
کوئی کال وان اتفاقاً اور
بیان شام کو خواب آیا نظر
ہوا جبکہ بیدار وہ پہلوان
خوشی سے پھرا اسکی خبر کے لیے
کہا ارکسان نے یہ کہ اسے پر شعور
سپید اُسکے مو ہین اگر سر بسر
نظر مین ترے گوہر فرزند خوار
ہوا صبح دم سام کر سے روان
الٰہی مرے سال پہ رحم کر
نظر کی جو سیمرغ نے ناگہان

تو دل ہوا گل برخ و سیمبر
خدا نے دیا بچہ اک طرفہ تر
ہوا خوف و اندیشہ پیدا اُسے
کہ یہ طفل ہرگز نہین پور سام
اُٹھا لیگیا زال کو بس وہین
یکایک وہ سیمرغ اودھر کو گیا
او تھا آشیانہ نہین لایا اُسے
کہ بچونکو بھی اک محبت ہوئی
جو گذرا تو شادان ہوا دیکھکر
یہ کہتا ہر کوئی کہ اسے نامور
تو پھر دلمین اسنے پلو شادمان
روان سوئے البرز مردم گیے
کیا تجھنے خوف خدا دل سے دور
تو کیا عیب ہے اک نظر اسپہ کر
عزیز ہے وہ پیش پروردگار
ہو کوہ البرز آیا وہ وان
کہ پہنچا وہین جلد اپنا پسر
تو دیکھا کہ ہے سام گریہ کنان

سنیگا اُسکے انداموں پہ موتمام
کہ ہے منہ چھپا کر سپید لالہ رو
رکھا اُسکا مان باپ نے نام زال
پرندا دیا دیو سمجھ یا پلنگ
سو کوہ البرز ڈالا اُسے
جو دیکھا تو اک کودک شیرخوار
طرح اپنے بچونکے باصد خوشی
وہ سہتے تھے باہم شب و روز شاد
وہ سیمرغ سے زال کو لیگیا
ترا پور زندہ ہے اور شاد ہے
ہوئی تازہ تر الفت و مہر پور
پھر اک خواب دیکھا بروز دگر
یہ دیکھا دور آنکھون نے فرزند کو
کہ تیرا ابھی ابیض سر و ریش ہے
خوش و شان ہوا دیکھکر یہ خواب
خدا سے وہان اسنے کی التجا
پذیرا ہوئی اُسکی یکسر دعا
وہ سیمرغ آیا وہین پیش سام

گئی دایہ یہ دیکھکر پیش سام
ہوئے شکل خار اُسکے یکسر بہم
تعجب تھا صورت پہ اُسکی کمال
خلعت ہزار انسانکی لے پہلو رنگ
شبستان سے اپنی نکالا اُسے
پڑا ہے سر خاک وہ تشنہ و زار
لگا پرورش کرنے وہ زال کی
ہوا تو جوان پھر وہ فرخ نہاد
محبت سے ساتھ اپنے اُسکو رکھا
جہان مین مجوبی وہ آباد ہے
کہ ہے پور دلبند آنکھونکا نور
نظر آئے دو مرد فرخ سیر
لیا خوار یون پور دلبند کو
تو ناحق پسر کا بد اندیش ہے
نہ دل مین رہی کچھ صبوری نہ تاب
بہت زاری وگریہ کرکے کہا
ہوا حال پر اُسکے لطف خدا
سنا قصۂ خواب اُسنے تمام



یہ سیمرغ نے سام سے پھر کہا
کہ دایہ یہ ہو تمہیں فرزند کا
کیا زال کو کاروان سے طلب
عطا کی اُسے باصد طرب
کہا یون کہ لیجے یہ اپنا پسر
یہ ہے لائق تاج و اورنگ زر
ملے اپنے سیمرغ نے چند پر
کہا زال سے یون کہ اے نامور
شتابی سے پہونچونگی وان آنکر
تری مشکل آسان کرون سربسر
مجھے یاد رکھنا تو لیل و نہار
فراموش مت کیجیو زینہار
غرض زال کا بس پرورندہ ہے تو
ترا اگرچہ علم سے نام نکو
لگا کہنے پھر سام فرخ سیر
کہ شرمندہ ہون تجھسے میں اسقدر
کرون تیری تعلیم صبح و مسا
تلافی مری تا کہ ہو جرم کا
یہ تو فر سے ارشاد شہ نے کیا
کرے اُو ہمین جا کے تو پیشوا
حضور منوچہر پھر زال کو
گیا لیکے سام دلیر نامجو
طلب کر لیے انجم شناسون کو
کیا حکم پھر یون کہ اے بخردان
سو گردش انجم و آسمان
نظر کر کے بولے یہ دانشوران
دلیر و شجاع و قوی پہلوان
یہ ہوگا سرافراز گردنکشان
کرم سے عنایت کیا زال کو
جہان مین تھا خرد یا زال کو
اُسے حاکم شہر کابل کیا
سپہدار اقلیم کابل کیا
جب کابل مین پہونچا یل نامور
تو پھر بہر تسلیم گرز و سپر
کیا سام نے ہر طرف سے طلب
ہوئے آ اکٹھے جب فراہم وہ سب
کریں تربیت زال کو روز و شب
ہنر پہلوانی کے سکھلاؤ سب
ہر اک فن مین تم اسکو کامل کرو
ہنرمند و ہشیار و قابل کرو
نصیحت نزاکت سے پھر زال کو
کیا سب پہ دانا و فرخندہ خو
یہ کہکر وہ سام نبرد آزما
سوئے کشور گرگساران گیا
ریاست ... اسکی بخوبی کی
بہت خلق نے پائی آسودگی
سپہدار کابل جو مہراب تھا
سو تھی اُسکی اک دختر مہ لقا
اور اس بوستان کا تھا رودابہ نام
سہی سرو پیکر و لالہ فام
کہ مہراب نے پھر بلطف تمام
کیا زال سے وصلت کو کتخدا
مدد کا جیسے تھا وہ ... اُسکا ہم
کہ بچہ کلان تھا درون شکم
ہوا آکے حاضر وہ سیمرغ وان
کیا زال نے ماجرا سب بیان
کر ... ... غالب تھی
بنہ پر وہ مالت یل اور دیو بھی

بہت عاجزی سام نے اس سے کی
گیا پاس وہ کاروان کے تبھی
پھر اڑا وان سے سیمرغ لے زال کو
لے آیا حضور یل نامجو
ہوا پھر یل سام خرم وہین
لگا کرنے سیمرغ کو آفرین
جو مشکل کوئی پیش آئے تجھے
تو پر تو جلایا دیکھو سے مجھے
پھر مری ہو مری دل مین الفت تری
زیادہ ہے مجھکو محبت تری
یہ سنکر کیا زال نے یون بیان
ترا بندہ ہون آشنا جاودان
روانہ ہوا وان سے پھر زال و سام
بہت دل مین ہے تجھسے وہ شادکام
خدا سے کیا عہد اب استوار
کہ مجھکو رکھو ... یادگار
لگے جب کہ پھر شہر کے متصل
ہوا خوش منوچہر کا شگفتہ دل
وہ شہزادہ تب لیگیا آن کر
گئے شہر مین دونے بصد کر و فر
کیا حاصل اسنے زمین بوس شاہ
شہنشہ نے بخشا عمود و کلاہ
ذرا طالع زال دیکھو تو اب
حقیقت گزارش کرو ملکے سب
کہ ہو طالع زال شاہا بلند
جہان مین یہ ہوگا بڑا ارجمند
شہنشاہ اسپان تازی و زر
سلاح و زر و خلعت پر گہر
کیا سام پر لطف پھر بیشمار
زیادہ کیا اور بھی اقتدار
حضور جہاندار سے سام زال
رخصت ہوکے ہوکے شادان بکمال
سپہر وران جہاندیدہ کو
فراست شناسان سنجیدہ کو
یہ کہنے لگا وہ یل نامور
کرا سے اوستادان صاحب ہنر
جتاؤ اسے داب شاہی تمام
کرو تربیت اسکو ہر صبح و شام
بفرمان شاہ جہان بہر رزم
سوئے گرگساران مراہب عزم
تجھے بیٹے سونپا یہ زابلستان
کو داد و دہش خوب کر یا بیان
ہوا حکمران ملک کابل کا زال
رکھا خلق کو شاد و خرم کمال
ہوئی پھر اُسے آرزوئے عروس
ہوئی میل خاطر بسوئے عروس
وہ ضحاک کی نسل سے تھا مگر
خردمند و دانشور و نامور
ہوا زال بس دم بعیش و خوشی
طلبگار دختر کا مہراب کی
غرض حاملہ رشک گلشن ہوئی
گرفتار غم وقت زادن ہوئی
ہوا زال کو پھر بہت اضطراب
جلایا وہ سیمرغ کا پر شتاب
ولیکن لگا سے سرور انجمن
شکم مین ہے اک بچہ پیلتن
نہ ہو جیوگے پہلو سے زن ...
شکم کیسے نہ نکلے گا یہ شتابی ...

۱۱

یہ سنکر دیا زال نے یہ جواب
بیابان کی لی اوسنے پھر وہین راہ
پھر اوس سے جا کے کہا اوسکا جواب
غرض زال نے پھر بلا کر شراب
وہ پیدا ہوا بچہ پیلتن
مبادا کہ رودابہ پائے عذاب
وہ کودک تھا مثل بہشتی گل سام
سو پیکر رستم شیر خوار
تھا وقت بہت زال نے بید ازان
یہ سنکر وہ سرور شاد ان ہوا
وہ رستم کہ تھا کودکے دلپذیر
طعام اوسکو آنے لگا دس پسند
سہ سالہ ہوا جبکہ وہ شیر خوار
کہ اس طرح کودک یہ تھا زورمند
سو گرگساران و مازندران
یکایک دل سام آیا ادھر

کہ تدبیر فرمائیے کچھ شتاب
دیا اوس نے وہ سیمرغ لایا گیاہ
کہ بچہ نکل آئے بے خوف و باک
کیا سست رودابہ کو اوس شتاب
جسے دیکھ حیران رہے مرد و زن
کیا بطن شق زال نے اوسکو تب
رکھا رستم اختر شناسون نے نام
نگہ کرکے بولا وہ سام سوار
خوشی سے کئے سوکابل روان
برنگ گل تازہ خندان ہوا
اوسے ہفت دایہ کا ملتا تھا شیر
تو پھر پانچ آنے لگیں اوسکو سفند
سخن گو ہوا اسب پر وہ سوار
نہ دیکھا کہیں زیر چرخ بلند
نہ فرمان فرمانروائے جہان
کہ دیکھے رخ رستم نامور

وہ تدبیر جس سے ہو خوشنود جان
کہا زال سے پھر کہ اے نیک تر
لگا اوسکے پھر زخم پر یہ گیاہ
کیا چاک پہلوی زن اسطرح
بہن ایک دایہ کی نام شہین
لگائی جو راحت پہ پھر وہ گیاہ
شبیہ پسر زال نے کھینچ کر
بعینہ مری شکل ہے یہ پسر
یہ پہونچی خبر جبکہ مہراب کو
بجا لاکے شکر خدائے کریم
کبھی تھی باقی جو کچھ ارتھا
وہ کہتا جاتے تھا گوشت دو سگا
لیا ہاتھ میں اپنے گرز پدر
یہ کہتے تھے رستم بفضل خدا
سہ رزم تھا سام جنگی شعار
محبت نے کھینچا تو وہ پہلوان

رہے جان کی خیر اے مہربان
پلایا وہ زن کو تو بیہوش کر
کہ ہو تندرستی بفضل اله
بتایا تھا سیمرغ نے جس طرح
رواں اشک کرنے لگے پھر وہاں
ہوئی تندرست اوس سے وہ شاہ ماہ
شتابی سے بھیجی حضور پدر
بجا ہے جو کہئے اسے شیر نر
کہ پیدا ہوا رستم نام جو
لگا دینے ہر اک کو دینار و سیم
تو شیر اوسکو دیتے تھے دو گاو
تعجب میں تھے مرد خاص و عام
رہے لوگ حیران اوسے دیکھکر
تنومند تر سام سے ہو دیگا
لڑائی تھی دیوون سے لیل و نہار
روانہ ہوا سوئے زابلستان



روان ہو کے کابل سے محراب بھی
قریب آ کے پونہچا وہاں سام جب
اور اک سر پہ رستم کے تھا تاج زر
فرود آ گئے گھوڑوں سے محراب و زال
کہا ہی او پر تکلیف مت کھینچ تو
ہوا سام پھر تخت پر جلوہ گر
بصد لطف سام یل پیلتن
کہا ہی پہلوان جہان شاد رہ
نہیں چاہتا خواب و آرام کچھ
خدنگ و سنان گرز و شمشیر یون
کیا ایک ترتیب جشن طرب
نہیں زال اور سام سے کچھ خطر
وہاں پھر کرے کون لشکر کشی
وہ اس یادہ گوئی سے تھا شاد کام
او دہر کا لیا قصہ پھر سام نے
یہ کہا کہ ای نیک بین سام فرخ سیر
منوچہر شاہ جہانگیر کا
لگا پوچھنے وہ کہ کیا ہی فغان
بہت خلق کو اوس سے پہونچا گزند
لیا ہاتھ میں گرز سام دلیر
شب تیرہ سے اور ہاتھی چھپا
کہ فی الفور بیچارہ وہان مرا
گیا سو ہی پیل دونده دلیر
کیا کام آخر جب اوس فیل کا
سپاس خداوند جان آفرین
کہا دل میں اپنے نہیں کچھ عجب
کسی طرف ہی اک کوہ سپند
کہ ہیں ایک سنگ گران قلعہ سی
یہ رستم سے قصہ بیان کرکے سب

سو زابل آیا بلطف و خوشی
گئے پیشوا زال و محراب تب
ہوا سام خوش دور سے دیکھ کر
یہ چاہے تھا پھر رستم خردسال
تفاخر ترا ہے مری آرزو
سو پاس بیٹھا وہ زال آنکر
ہوا ساتھ رستم کے گرم سخن
جہاں جب تلک ہی تو آباد رہ
نہ عیش و طرب سے رکھوں کام کچھ
تن بد سگالان کرون غرق خون
ہوی بادہ کش بزم عشرت میں سب
نہ شاہ جہانگیر کا سب کو ڈر
رہے پھر کسے طاقت سرکشی
تبسم کنان اپنے تھی زال و سام
تو رخصت ادھر چاہی آرام کی
روانہ ہوا پھر سوی باختر
وہاں مست پیل سفید ایک تھا
کیا مرد بان نے یہ اوس دم بیان
دوان ہر طرف ہی وہ پیل بلند
چلا سو سے بازار مانند شیر
تو ایوان سے اوس وقت باہر نکلا
گریزندہ پھر وان سے ہر اک ہوا
ہوا جاکے نعرہ زنان مثل شیر
تو پھر پیلتن سوی ایوان گیا
وہ لایا بجا او خوشی کی وہین
جو خون نریمان یہ کیجا اب
اور اوس کوہ پر سے جہا بلند
نریمان کے سر پر گرا آ کے
کہا زال نے یون کہ ای پور اب

وہ پہونچا و لے سام سی پیشتر
بہت خوب تھا ایک پیل بلند
گئے جبکہ وہ سامنے سام کے
اوتر پیل سے وہ پیادہ شتاب
یہ کہہ کے دعا دی کہ پروردگار
طرف جب کے محراب فرخندہ خو
ثنا خوان وہ رستم ہوا سام کا
دعا دیکے پھر یون گزارش کیا
مجھے چاہیے اسپ و زرہ و خود
یہ گفتار سن سام شادان ہوا
ہوا اللہ ہی کا جب کرم ظہور
جہان میں ہوا رستم پہلوان
کرون تازہ آئین ضحاک اب
یہ آئی خبر سام کو بعد ازان
کہا رستم و زال کو پھر وہین
گئے زال و رستم سو سیستان
اوٹھا ناگہان رات کو ایک روز
کہ پیل سفید شہ نامور
پھری اس خبر سے جو رستم کو گوش
وہ لے جا کے یون کیا در کو بند
نہ مانا اور اک مشت سے توڑ کے
غرض توڑ کر در وہیں قفل بند
جو مارا سر پیل پر ایک گرز گران
یہ سنکر خبر زال حیران ہوا
طلب رستم نامور کو کیا
نریمان کا جس طرح ہی ماجرا
بحکم فریدون فرخندہ خو
پراگندہ وہ وہین ہوا لشکری
شتابندہ ہو سوی کوہ بلند

ہوا شاد رستم کو وہ دیکھ کر
سوار اوسپہ تھا رستم ارجمند
تو پھر وہ وہین تعظیم کے واسطے
یہ بولا وہین سام عالیجناب
رکھے تجھکو دائم بجاہ و وقار
وہ رستم بھی بیٹھا وہان روبرو
تہمتن نے دی اوسکو پھر یہ دعا
کہ ہون بندہ کمترین سام کا
نہیں میں طلبگار ساز و نبرد
رخ اوسکا بسان گلستان ہوا
تو بولا وہ محراب سے نامور
بشمشیر خونریز و گرز گران
ملاؤن عدو کو تہ خاک اب
کہ پیدا ہو پھر روی دشمنان
کہ مت چھوڑنا تم رہ داد و دین
کہ تھا وہ حکومت کا اونکی نشان
یہ سنکر فغان رستم نیک روز
رہا ہو گیا بند کو توڑ کر
کیا پہلوانی نے بس وہین جوش
کہا یون کہ ای کردگار ارجمند
لگایا وہیں سر پہ دربان کے
شتابان ہوا رستم زورمند
گرا خاک پر بس وہ پیل دمان
وہ کے دل میں مسرور شادان ہوا
سر و دست و بازو پہ بوسہ دیا
بیان اوسکا کرتا ہون سنیے ذرا
نریمان نے گھیرا تھا اوس قلعہ کو
گئی جان قالب سے اوسکے نکل
نریمان کا خون لیکے ہوا ارجمند

یہ سنکر وہین رستم نامدار
روانہ ہوا جانب کوہسار
یہ پہونچی خبر سوی مازندران
کہ رستم ہوا جانب دژ روان

ہوا سام دلگیر و اندیشہ مند
مبادا کہ رستم کو پہونچے گزند
وہان جنگ اک اوسکو درپیش تھی
سو یکدست موقوف اوسنے رکھی

سپاہ گران لیکے وہ ہمرکاب
کمک کو پسر کی پہونچا شتاب
جوانان جنگ آور و شیر تن
ہوئے گرد اوس قلعے کے خیمہ زن

سہ سال اور اک ماہ تک اوس مقام
رکھا سام نے اوس بنا پر یہ کام
پھر اوسنے لئے ایک بارہ پہلوان
روانہ ہوا سوے مازندران

کیا اوسنے رستم کو رخصت اودھر
اور اوس سے کہا یون کہ ای نامور
اکیلا ہین کاروان کا لباس
اگر قلعے مین جا تو بے ہراس

تو چارہ گری کر سکے کچھ وہان
یہ سنکر لگا کہنے وہ پہلوان
کہ کیدہ کرون جا کے بیخ حصار
نہ چھوڑینگے ہم وان زندہ اک نابکار

کئی اونٹ ہمراہ بار نمک
کہ درکار تھے ذرہین بیشک
سجائے شتربان تھے پہلوان
ہر اک کر دکھا صورت ساربان

لیے باندھ بار نمک مین سلاح
کہ یہ بات تھی وان ذرہین صلاح
در دژ پہ پہونچا یل نامور
خداوند دژ کو یہ پہونچی خبر

کہ آتا ہے اب کاروان نمک
وہ بولا کہ لاؤ اوسے یان تلک
وہین آنکلے لیکے ہمروان
گیا قلعے مین جبکہ وہ کاروان

تو ہر گوشے سے آئی برنا و پیر
ہوا گرد انبوہ اوسکے کثیر
ہوئی رات جس دم کہ تاریکتر
تو پھر جنگ اوسنے باندھی کمر

عقب اوسکے سب پہلوان دلیر
خردمند مانند غران شیر
خبردار ہو قلعہ کی سب سپاہ
ہوئی آکے رزم آور و کینہ خواہ

مقابل ہوا کوتوال حصار
ہوئی گرم وان اونسے بس کارزار
بشمشیر و گرز و سنان و خدنگ
رہا صبح تک گرم بازار جنگ

ہوا کشتہ آخر جو سردار دژ
گریزان ہوئے سب نگہدار دژ
دلیرون نے تاراج دژ کو کیا
بہت مال و اسباب وان سے لیا

عجب طرفہ تر وانکی اجناس تھی
کہ دیکھی نہتی مردمان نے کبھی
گیا پھر وہان رستم نامدار
سو خانہ حکمران حصار

جو دیکھا کرے سنگ خارا کا گھر
اور اوسکی ہے دیوار بھی سربسر
سوا اوسکے اک گنبد زرنگار
بصد لطف و خوبی ہے رشک بہار

لگا کہنے یون دیکھکر پہلوان
کہ یہ کار انسان نہین بیگمان
لکھا نامہ رستم نے پھر زال کو
کہ اے نامدار یل نامجو

کیا فتح مینے یہ حصن حصین
کہ ہمسر نہین جسکا چرخ برین
جو ارشاد ہو سو بجا لاؤن مین
رہون اب یہان یا وہان آؤن مین

یہ نامہ پڑھا زال نے جب تمام
دل اوسکا ہوا خرم و شادکام
یہ پاسخ لکھا ای خردمند پور
رہے چشم بد تجھسے ہر لحظہ دور

کیا تو نے تسخیر حصن متین
ہزار آفرین صد ہزار آفرین
فقط دل کا یہ ہے نگارش کیا
روان نرگیان کو روشن کیا

لگا آگ اب قلعہ کو کر خراب
وہان سے تو پھر اسطرف آ شتاب
کہ دیدار کا ہے تری اشتیاق
جدائی ہے تیری بہت مجکو شاق

جو پہونچا یہ نامہ تو وہ پہلوان
روانہ ہوا جانب سیستان
گیا زال با صد طرب پیشوا
بصد شوق اوسکو بغل مین لیا

ہوا شاد رستم کو وہ دیکھکر
نثار اوسکے سر پر کیا سیم و زر
سو سام رستم نے نامہ لکھا
رقم مژدہ فتح و نصرت کیا

غرض سام نے جب کہ نامہ پڑھا
تو پھر شوق سے چشم و سر پر رکھا
اوسے اسقدر شادمانی ہوئی
کہ پھر تازہ گویا جوانی ہوئی

سنا کارنامہ یہ رستم کا جب
ہوئے اہل ایران قرین طرب
سو اول یہ ہر اک کا امیدوار
کہ سارے بداندیش سب ہو گئے خوار

بسوی منوچہر آتا ہون پھر
یہ باقی بھی قصہ سناتا ہون میں

داستان نشستن نوذر بتخت

منوچہر پدر خود و وصیت کردن منوچہر اورا

چو گذری بشاہی صد و بیست سال
تو اختر شناسان صاحب کمال
لگے کہنے شاہ منوچہر کو
کہ اے شاہ دانشور نامجو

قریب آئے اب تیری حالت کے دن
بسر ہو گئے بس خلافت کے دن
یہ سنکر جہاندار کشورکشا
طلب کرکے نوذر کو کہنے لگا

کہ مین ہون کمربستہ سوی عدم
مبارک تجھے تخت و تاج و علم

تو مت چھوڑیو رسم و آئین داد
رعیت کو رکھنا تو آباد و شاد

سو حق پرستی تو رہیو مدام
نہ غیر از رہ راستی رکھیو کام

جہان مین ہوئی تازہ اب داوری
ہوئی نام موسیٰ کے پیغمبری

وہ پیدا ہوا سوی خاور زمین
کیا خلق نے اختیار اوسکا دین

وہ ہے مرسل خاص یزدان پاک
کیا اوسنے فرعون کو اب ہلاک

تو مت ہوجیو اوس سے پرخاشجو
قبول اوسکے اب کیجیو دین کو

تجھے پیش ہے اک مہم عظیم
ترے اہل توران ہین سب رجیم

رہ کینہ خواہی سے پور پشنگ
کرے قصد تیری طرف بہر جنگ

تجھے ہاتھہ سے اوسکی ہووے گزند
تو عاجز ہو بس ریشہ بیخ بلند

بمقصد نبرد از رہ سرکشی
کرے جب بداندیش لشکرکشی

خبر کیجیو سام اور زال کو
کمک چاہیو اوس سے اے نامجو

یل نوجوان یعنی فرزند زال
نہین پہلوان کوئی جسکے مثال

وہ اس خاندان کا ہوا خواہ تھا
کرے یاوری آکے یل نامدار

منوچہر کرتا تھا جب یہ بیان
ملکزادہ نوذر تھا گریہ کنان

نکچھہ اون دنون شاہ بیمار تھا
نکچھہ درد تھا اور نہ آزار تھا

یکایک ہوا خسرو سرفراز
گرفتار بیماری جان گداز

نہ جانبر ہوا پھر شہ بے نظیر
جہان سے سفر کر گیا ناگزیر

جلوس نوذر بر تخت سلطنت ایران

منوچہر کے بعد با کروفر
سر تخت نوذر ہوا جلوہ گر

رکھا سر پہ دیہیم شاہنشہی
ہوا مسند آرای فرماندہی

ولیکن منوچہر کی رسم پر
نہ قائم رہا خسرو نامور

نہ داد و دہش کی نہ انصاف داد
ز غفلت ستمگر و ستم دل نہاد

ہوئی بند یکسر مروت کی راہ
ہوا بندہ سیم و زر بادشاہ

یکایک ہوا اوس سے بیزار سب
ہوئے منحرف بلکہ بیزار سب

لکھا بادشاہان اطراف کو
کہ آؤ ادھر اور یہ ملک لو

ستمگار نے جبکہ دیکھا یہ حال
ہوا اپنے دل مین ہراسان کمال

سو سام نامہ کیا اک روان
لکھا یہ کہ اے پہلوان جہان

تجھے وقت رحلت کے کرتا تھا یاد
منوچہر شاہ خجستہ نہاد

زبان پر تھا شہ کے یہی بار بار
کہ رکن خلافت ہے سام سوار

ہوئی سلطنت اندنون کچھہ خراب
یہان آپکو اب تو پہونچا شتاب

وگرنہ یہ پھر تخت شاہی نہین
بد اندیش ہوا اور ایران زمین

اودھر تو یہ نامہ لکھا اور اودھر
ستمدیدگان پہونچے وان بیشتر

کیے تجھے جو نوذر نے بیدادیان
کیے سام سے جاکے یکسر بیان

پہونچتے ہین نامہ گیا شاہ کا
تاسف بہت پہلوان نے کیا

روانہ ہو مازندران سے وہین
شتابان ہوا سوی ایران زمین

جو نزدیک پہونچا یل نیکنام
بزرگان ایران گئے پیش سام

گزارش کیا یہ کہ اے نامور
جہاندار نوذر سے بیداد گر

تو بیٹھ اب سر تخت فرماندہی
تو رکھو اپنے سر پہ کلاہ شہی

گرفتار کر شاہ نوذر کو اب
اطاعت کرین ملکے ہم تیری سب

یہ لایا زبان پر یل ارجمند
خدا کے یہ نزدیک کب ہے پسند

کہ نوذر نژاد کیان سے ہو یان
اوسے قید کر ہو نشین شاہ جہان

منوچہر کی دشت ہوئی اگر
سر تخت شاہنشہی جلوہ گر

کمر باندھتا ہین پے چاکری
شب و روز کرتا ہین فرمانبری

جو نوذر نے پیشہ لیا ظلم کا
تو ایسی نامداران سے اندیشہ کیا

اوسے باز لاؤنگا اس راہ سے
کرون تازہ پیمان شہنشاہ سے

نہو منحرف اوس سے تم زینہار
کرو چاکری اوسکی لیل و نہار

یہ کہکر گیا پیش شاہ جہان
جھکایا سر عجز جون بندگان

کیا شاہ سے سبکو گرویدہ پھر
رہا کوئی بھی وان نہ رنجیدہ پھر

سنو آگے احوال پور پشنگ
کہ نوذر سے آکے ہو گرم جنگ

جنگ افراسیاب پسر پشنگ با نوذر و فتح یافتن و نشستن بر تخت

پشنگ ایک مرد نبرد آزما
سپہدار اقلیم توران کا تھا

سرافراز تھا نسل سے تور کی
اوسے جنگ نوذر سے منظور تھی

پسر ایک تھا اوسکا افراسیاب
کہ ہیبت سے جسکی ہو خارا بھی آب

یل زورمند و دلیر و جوان
نہ تھا اوسکا ہمسر کوئی پہلوان

پشنگ و رستم کہنے لگا ایک روز
شتابان ہوتا خیرت کہ وا
ہوا ہے بل خاطر سے وہ رزم و کین
کرون جاکے سالار ایران جنگ
پھر افراسیاب اوس سے بولا وہان
اور اپنے یہ گردان لشکر تمام
یہ بولا پشنگ ای خردمند پور
یہ سنکر سپہدار افراسیاب
لئے شمشیر و گرز و سنان و خدنگ
سپہدار کو پھر یہ پہونچی خبر
خوشی سے وہ ہر روز بھی رہ نورد
گئے ساتھ نوذر کے مردان کار
کرونہین نبرد دلیر اندا اسب
تھا اک تازیان گرد افراسیاب
کرے آنکے جیسے اب کارزار
برادر سے اپنے یہ بولا وہین
کو وا اسپ کو سوے میدان گیا
قباد دلاور ہوا کشتہ جب
پھر انہوں دیکھا تو افراسیاب
ہوا خون سے روز زمین لالہ زار
ہوا جبکہ رخشندہ پھر آفتاب
ادھر لشکر آرا ے توران زمین
سر و سینہ تھا وقف پیکان تیغ
ادھر آ فوج توران ہوئی خیرہ و شست
ہوا آپ تب عازم کارزار
رکے ہی اگر غیرت افراسیاب
یہ سنکر وہ افراسیاب دلیر
بیان کیجیے کیا جو ہم حرب تھی
کہین سے سر نوذر کے دیکھیم زر

کہ ای نور خوش طالع و نیک روز
کہ لینا ہی خون سلم اور تور کا
یہ پاسخ دیا باپ کو پھر وہان
کرون ملک تسخیر سب بیدرنگ
کہ ہرچند نوذر دلاور نہین
نہین ہمسر قارن و آل سام
یہ گفتار سی عقل و دانش سے دور
روانہ ہوا سوے ایران شتاب
کمر ہست باندھے ہوے بہر جنگ
گیا سام نے اس جہان سے سفر
تھا دل مین اوسکے کچھ اندوہ و درد
سواران جنگی صد و چل ہزار
کرون غارت ایران کے لشکر کو
بڑھا فوج سے لیکے نیزہ شتاب
نہ تاخیر کو راہ دے زینہار
کہ ای پہلوان جا کے ہو گرم کین
ہوا تازیان سے نبرد آزما
وہ قارن دلیر و جوانمرد جب
کمک کو سپہ لیکے پہونچا شتاب
پھر آئین میان شب ہوئی آشکار
تو قارن پی جنگ افراسیاب
سپہ لیکے آیا پی رزم و کین
نہ جان کا تھا اپنی کسیکو دریغ
دل اہل ایران کو پہونچی شکست
پکارا یہ میدان مین تا حد آ
تو آکر مقابل ہوا پھر شتاب
ہوا آنکے رزم جو مثل شیر
سنان پر سنان ضرب پر ضرب تھی
گرا وقت پیکار تھا خاک پہ

روان سوے ایران ہوا لیکر سپاہ
جو قصہ سنا یہ تو افراسیاب
کہ شائستہ جنگ ہے شیران شیر
یہ سنکر ہوا خرم و شادمان
ولیکن منوچہر کے پہلوان
نہین خوب ہے اندنون عزم جنگ
یہی وقت ہے جا کے لے انتقام
جوانان شمشیر زن سے ہزار
خزروان سماسان و پہلوان
یہ سنکر ہوا شاد افراسیاب
ادھر سے بھی نوذر یہ سنکر شتاب
ملکزادہ نے نامہ سوے پشنگ
مقابل ہوئین جبکہ دونون سپاہ
ہوا آکے میدان مین رزم جو
پسر کاوہ کا قارن نامور
قباد اوس جوانمرد کا نام تھا
ولی خشت پولاد کی ایک ضرب
سوے تازیان لیکے آیا سپاہ
ہوا گرم بازار جنگ و نبرد
سواران جنگ آور و کینہ خواہ
گیا کر کے آہستہ فوج کو
ہوے گرم پیکار جنگ آوران
ہزارون ہوے کشتہ و خستہ وان
جہاندار نوذر نے دیکھا جب
کہ ہرگز نہین اسمین کچھ فائدا
جسے نصرت و فتح دے کردگار
ہوئے نیزے دونون طرف سے روان
ستیزہ کنان ہوگئی شام جب
غرض رزم موقوف کر ہر دو

تو نوذر سے اب جا کے ہو کینہ خواہ
گیا بھول آسایش و خورد و خواب
ہزاروں ہیں رزم و دلیران ہو نہین
ہوا نیند سے غم کے آزردہ
حضور اوسکے حاضر ہین کیسے جوان
یہی مصلحت ہی کہ بھیجے نیاب
شتابی سے کر کار نوذر تمام
جوانمرد و شائستہ کارزار
سپہ کے تھے سالار با فر و شان
کہ اب بخت بدخواہ آیا بخواب
ہوا عازم جنگ افراسیاب
لکھا یون کہ ای شاہ فیروز جنگ
تو باہم ہوے پہلوان کینہ خواہ
کہا یون کہ ہووے سے آزردہ
کہ سردار لشکر تھا باکر و فر
نہ ہرگز طلبگار آرام تھا
جو کھائی تو دی جان ہنگام حرب
ہوا ساتھ بدخواہ کے رزم خواہ
کسیکو کسیکا نتھا کچھ بھی درد
وہین پھر گئے سوے آرامگاہ
کہ کیسے تھے مردان پیکار جو
قیامت ہوئی ایک برپا وہان
زمین تنگ تھی مثل گلستان
کہ لشکر ہوا بیدل و نیم تاب
جو کشتہ ہوا حق یہ خلق خدا
کرے پادشاہی وہ لیل و نہار
ہوا کار زنجیر ہوے سنان
[illegible]
[illegible]

کیا تھا نہ بدخواہ نے کچھ خیال — ولیکن جہاندار تھا پر ملال
لازم کوئی شئی کی سرکار کا — دیا اسنے وہ وہ جو لایا دو تھا
ہوا شاہ دلگیر و اندوہ گین — سخن باپ کا یاد آیا حزین
کہا تھا تو پھر نے یہ کرہان — سمجھ فوج ایران پہونچی زیان
سران سپہ کو فراہم کیا — جہاندار نے پھر یہ اونسے کہا
کہ بدخواہ کی غالب آئی سپاہ — یہ سوچا کہ ہو کام اپنا تباہ
ظفر اپنے آتی نہیں کچھ نظر — کہ لشکر ہے اپنا زبون سربسر
اگر بھاگیے تو کدھر جائیے — حفاظت کی اب جا کہاں چاہیے
یقین ہے کہ پھر دشمنان شریر — مجھے یاں سے لیجائینگے کرکے اسیر
یہ بہتر ہے کشتہ ہوں سب افگنین — سمجھا کہ میں اب زندہ زندان میں
جدا ہو وے تن سے مرا سر اگر — تو قائم ہے نیک نام پدر
سران سپہ نے یہ سنکر کہا — کہ جز جنگ چارہ نہیں ہے شہا
ولے اپنے بیٹوں کو رخصت کرو — یہان سے سوے پارس انکو بھیجدو
کہ تھا حکم فریدون سے تاکید تھا — رہیں زندہ ای سرور انجمن
وہ فرزند جو طوس و گستہم تھے — اونھین لیکے آغوش میں پیار سے
گیا شاہ ذی سوی پارس روان — ہوئے دیدۂ تار گوہر فشان
یہ سالار توران کو بھیجا پیام — کہ لشکر بتنگ آگیا ہے تمام
لڑائی میں دو روز گذرے درنگ — کرو تیسرے روز پھر سے جنگ
رہی جنگ موقوف دو روز تک — رہا لشکر آسودہ زیر مغاک
مگر تیسرے روز وقت پگاہ — گیا سوی میدان پھر ایرانشاہ
سواران جنگی بہم بیشمار — ہوا جلوہ گر قلب میں شہریار
وہ شاپور و قارن سران سپاہ — پہر سو ستیزندہ و کینہ خواہ
ادھر تھا صف آرا وہ افراسیاب — کہ ترکان چین جنگی تھے ہمرکاب
لگا ایک سے ترک چین چیرہ دست — سپہدار ایران گھاٹی شکست
پڑا کشتہ شاپور میدان میں — پڑا تفرقہ فوج ایران میں
وہ قارن بھی وانسے گریزان ہوا — سوی بلکہ پارس شتابان ہو
فراہم نہ آئینہ لشکر رہا — نہ میدان میں قائم وہ نوذر رہا
غرض شاہ نوذر ہوا قلعہ بند — مخالف کی گھیرا حصار بلند
روان ہو کے فارس ہوا تا زیان — گرفتار ہون تا کہ شہزادگان
ہوا اسپرہ قارن نامدار — لگی ہونے باہم دہان کا زار
ہوا جبکہ آگاہ افراسیاب — تو فوج اونکی بھی کمک کو شتاب
ادھر کم ہوئی فوج گرد حصار — تو پہنچا طلایہ نوذر نامدار
سنگلکر ہوا سوئے وادی روان — [illegible] کینہ تھا آسمان
سپہدار توران یہ سنکر خبر — اتا قنب لو اوسکے گیا زود تر
ستیزندہ وہ بھی ہوا تا گذر — ہوا آخرکار نوذر اسیر
ہوا اسکے آگے گرفتار وان — ہزار و دو صد اور بھی پہلوان
بیک گردش چرخ [illegible] — نہ نوذر رہا [illegible] وہ کروفر
جہان میں ہیچ ہاکران [illegible] — پھر اقبال کا اوسکے آیا زوال
ہوا بعد ازان جنگ افراسیاب — سر فریدون عالی نسب
سپہدار کو پھر یہ پہونچی خبر — کہ غالب رہا قارن نامور
ہوا تا زیان کشتہ ہنگام تاب — گریزان ہوئی فوج سب بیدریغ
ہوا پر الم سنکے افراسیاب — بہت دل کو اوسکے ہوا اضطراب

فرستادن افراسیاب خزروان و شماساس را بسمت سیستان کشتن نوذر و اغریث را

سپہدار نے [illegible] کیا — کہ ملک اب لیا چاہیے زال کا
روانہ کیے پھر یہ کارزار — سواران جنگ آزما سی ہزار
خزروان شماساس [illegible] — گئے سنکے سالار فوج گران
سنی زال نے یہ جس دم خبر — کہ بدخواہ کا لشکر آیا ادھر
کمر کینہ خواہی یہ باندھی [illegible] — زرہ پوش ہوکر لیا گرز کین
روانہ ہوا سیستان سے شتاب — کہ تاخیر کی تھی نہ زنہار تاب
لکھا شاہ مہراب نے زال کو — کہ ہوں متفق تیر آرای [illegible]
ہوئی پہلوانان کا ملتان — رفیق سپہدار زابلستان
مقابل ہوئی جب سپاہ عدو — تو باہم سپاہ [illegible]
خزروان نے آکر عمود [illegible] — لگا ایک جو مارا سر زال پر
شکستہ ہوا [illegible] پہلوان — ولیکن [illegible] سر کو [illegible]
پکڑ گرز توڑا خزروان کا — زمین اوسکے خون سے ہوئی تر [illegible]

خروشان ہوگئے جب وقت جنگ
گریزان ہوئی اوسکی ساری سپاہ
ہوا پر غضب سنکے افراسیاب
کیا قصد یہ کر کے وہ کینہ جو
گیا پیشوا یہ خبر سنکے زال
وہ قارن تھا ہمراہ شہزادگان
جو نوذر کے پردہ کتھی مردمان
ہر اک کو سلاح و زر و گنج و مال
ولیکن یہی زال کو سوچ تھا
نہین ہین کیانی جو ہون بادشاہ
تو کرے بد اندیش کو پایمال
بلند اقتدار و معلے جناب
اوسے زال نے ایک نامہ لکھا
اگر آوے یانتک تو ای نامدار
بد اندیش ہے وہ جو افراسیاب
گیا ہی سے زابل کو وہ نامور
ملکزادے کے پاس اتنی سپاہ
برادر نوازی کی تھی آرزو
کرے یہ قناعت نکی تو نے بس
دیا پاسخ اوسنے کہا ای تاجور
جفا پیشہ تھا بسکہ وہ شہریار
غرض سیستان مین یہ پہونچی خبر
کیا نامدارونکو اوسنے طلب
ولے چاہیے شاہ والا گہر
نہین یہ سزاوار تاج شہی
کہ وہ وارث تخت ایران ہو
منوچہر کے ہاتھ سے وقت جنگ
خونریزی کی جانب گریزان ہوا
ملکزادہ زو اوس جوان کا نام

تو آیا سماں پھر بدرنگ
پراگندہ لشکر خراب و تباہ
کیا قتل نوذر کو اوسنے شتاب
کہ لاؤن پکڑ طوس و گستہم کو
کیا اوسنے اعزاز اونکا کمال
سوا اوسکے تھے اور بھی پہلوان
سو آنے لگے ہر طرف سے وہان
کیا زال نے دیکھ فرخندہ حال
لگے کہنے تاجور کیجیے ایران کا
کیان کو ہی زیبندہ تاج و کلاہ
ابھی ملک ایران سے دیجیے نکال
بڑا بھائی تھا جسکا افراسیاب
یہ مضمون فرخندہ مرقوم تھا
تو اقلیم ایران کا ہو شہریار
نکال اوسکو ایران سے شیر نر
یہ چاہے تھا سو عازم شہر
نتھی ساتھ اوسکے جو ہوزر تھوا
گیا بھیج بھائی کے رو برو
ہوئی تخت ایران کی تجکو ہوس
خدا کے لیے تو نہ بہتان کر
برادر نوازی نکی زینہار
ہوا گشتہ اغریرث نامور
کہا یون کہ کین کمر باندھ صواب
دلیر و جوانمرد دانش پژوہ
نہین لائق تخت فرماندہی
شہنشاہ با شوکت و شان ہو
ہوا کشتہ جب ظلم سے بیگناہ
دہان خوف سے خاک پنہان ہوا
سزاوار شاہی ہے وہ ذو الکرم

ولے حملہ آور ہوا زال جب
تعاقب کنان زال نے پھر وہین
ہوا پھر وہین ہو کے پارس روان
وہان سے وہ دونون گریزان ہوئے
بخوبی اونھین سیستان مین رکھا
ہوا اوسپہ شفقت کنان زال زر
فراہم ہوئی پھر فراوان سپاہ
رکھا نامداران کو تکریم سے
ابھی طوس و گستہم نامدار نیز
جو شاہ زبردست پیچھے بچے
جوان ایک تھا حاکم شہر زر
ملکزادہ اغریرث اوسکا تھا نام
کہ جسنے بہت کی فراہم سپاہ
تری چاکری اہل ایران کرین
رہ راست ہوا اغریرث کے اس نامہ کو
خبر سنکے اوٹھے مین افراسیاب
گیا لاجرم مشتعل افراسیاب
وا لیکن لگا کہنے افراسیاب
جو دشمن ہین اونسے موافق ہوا
مری تاب کیا جو کرون ہمسری
رکھا جور و بیداد ناحق روا
یہ سنکر ہوا زال اندوہگین
بدی ملک سے خصم کو کیجیے
شہنشاہ نوذر کے دونون پسر
ہوا اوسکے نسل فریدون کر
کیا زال نے جب بیان یہ سخن
ملکزادہ طہماسپ اوسکا پسر
غرض ہے یہ اسپر ایک ظلم کیا
سنا زال نے جبکہ یہ ماجرا

نہ ٹھہرا ہمارا سپہدار پھر تب
ہزارون کے بیچ قتل ترکان چین
گئی ساتھ اوسکے سپاہ گران
طرف سیستان کے شتابان ہوئے
رکھو جمع خاطر اونسے کہا
کیا لطف مصروف ہر ایک پہ
جوانان رزم آور و کینہ خواہ
کیا خرم و شاد تعظیم سے
نہین بادشاہی کے شایان ہین
سزاوار ہو جسکے تاج و علم
سزاوار اورنگ شاہان کی
ہوا گو خردمند خوش خلق شیرین کلام
ولیکن نہین ہے کوئی بادشاہ
ترے آگے کار نمایان کرین
سو زال اغریرث نام جو
سپاہ گران لیکے پہونچا شتاب
کہ پرخاش کی تھی نہ زنہار تاب
طرح شعلے کی کھا کے پیچ و تاب
مرا تو جہان مین منافق ہوا
نہین مجکو دعوی جیحون کی
کیا تنے بھائی کا سر جدا
زیادہ ہوا اور بھی دل یہ
ستایا اوس سے نوذر کا خون
نہین دانش عقل سے بہرہ ور
کوئی ہو تو مجکو کرو تم خبر
تو کہنے لگے موبدان کہن
فرامی ہوا پادل یہ خشک
[illegible]
تو یون تھا [illegible]

کرے آخر ہے سو زرد کو بیان
ہوا دور میں القصہ قارن ا...

داستان آمدن ملکزاده زو پسر طہماسپ ہمراه قارن طرف سیستان وجلوس بر تخت شاہی ایران

حضور ملک زاده پہونچا وه جب
دیا زال کا اوسکو پیغام تب

کہا یوں کہ چلیے سو سیستان
لیا ساتھ اورنگ شاہی وہاں

خوشی سے وہیں ساتھ قارن کے زو
طرف سیستان کی ہوا تیز رو

جب آیا خداوند تاج و سریر
ہوئے گرد سب اوسکے فرمان پذیر

ہوا جلوه گر تخت شاہی پہ زو
ہوئی اک جہان کو خوشی نو بنو

سو ملک پارس روان کی بنا
ہوا اوس ولایت میں پھر فضل شاه

گیا شاه پھر سوی افراسیاب
لڑائی کی لایا نہ ہرگز وه تاب

گیا بھاگ بدخواه توران میں
تصرف ہوا شہ کا ایران میں

گیا خوار ہوکر جو پور پشنگ
نہ غیرت ہوئی کچھ حضور پشنگ

پشنگ اوس سے بولا کہ اے بکار
نہ آئی تجھے شرم کچھ زینہار

ترا بھائی اغریرث نامور
ترے پاس حاضر ہوا آنکر

کیا تو نے اے وائے اوسکو ہلاک
خدا کا نہ ہرگز کیا خوف و باک

روا تو نے رکھا برادر کا خون
کیا فوج ایران نے تجکو زبون

نہیں کام تیرا مرے روبرو
مرے سامنے سے ہو اب دور تو

رہی پھر نہ کچھ قدر افراسیاب
ہوا ناگوار اوسکو آرام و خواب

جہاندار زو خسرو دین پناه
ہوا جبکہ ایران کا بادشاه

کیا اوسنے ہر روز و شب عدل و داد
جہان کو رکھا خوب آباد و شاد

دل زال زر اور سب پہلوان
شب و روز تھے شاه کی مدح خوان

جہاں میں باقبال و جاه و جلال
رہا شاه فرمانروا پنج سال

پھر آخر کو پہونچا پیام اجل
گئی جان تا لب سے اوسکے نکل

داستان نشستن گرشاسپ شاه بر تخت وباز آمدن افراسیاب از تسخیر ایران

ہوا باپ کے بعد گرشاسپ شاه
خداوند اورنگ و تاج و کلاه

ولے تھا پریزده زای زال
کہ تھا بادشاه جہان خردسال

پشنگ دلاور کو پہونچی خبر
کہ اک طفل ایران کا ہے تاجور

پشنگ اپنے دل میں لگا کہنے تب
کہ تسخیر ایران آسان ہے اب

بصد لطف تقصیر افراسیاب
معاف اوسنے کرکے کیا [illegible]

کہ لشکر کشی سوی ایران تو کر
لیے کینہ خواہی تو باندھ اب کمر

سپاه گران لیکے پور پشنگ
ہوا سوی ایران روان بیدرنگ

بزرگان ایران یہ سنکر خبر
لگے زال سے کہنے ای نامور

پھر آیا سپہ لیکے افراسیاب
کیا چاہیے اب تدارک شتاب

وه بولا کہ میں تو ہوا سالخورد
ستیزه سے کار جوانان گرد

مگر دیکھ رستم کو اب سر گروه
اودھر بھیجتا ہوں میں صد شکوه

یہ سنکر ہوئے شاد سب نامجو
کیا سنکے اقبال اسباب کو

لگا کہنے رستم سے تب زال زر
کہ حیران ہوں میں کیا کروں تجکو پسر

ہوا ایک درپیش دشوار کار
کہ جس سے گریزان ... قرار

تو کار آزموده نہیں اب تلک
کہ ہے بار پیر عدو وه زیر فلک

تجھے کیونکہ بھیجوں لڑائی کارزار
ہوئے شیر مردان جنگی سوار

تری مصلحت کیا ہے تو کہہ شتاب
جو ہے تجکو منظور سو دے جواب

غرض آزماتا تھا رستم کو زال
کہ ہے یا نہیں جنگ کا کچھ خیال

یہ بولا تہمتن کہ ہوں مرد رزم
کروں خیره بدخواه کو ہے یہ عزم

بہ بازو کے یہ زور و دست دراز
نہیں کچھ چلیگا آرام و ناز

کو داؤں اگر اسپ کو وقت جنگ
نہ ٹھہرے مرے آگے شیر و پلنگ

یہ گفتار سن خوش ہوا زال زر
دعا دی کہ ہو ہمسر تجھکو ظفر

کہا پھر یہ رستم نے ای پہلوان
مجھے چاہیے اسپ و گرز گران

حضور اوسکے لائے وہیں گرز سام
تہمتن ہوا دیکھکر شاد کام

دکھا دے تہمتن کو پھر سر بسر
وہاں گلہ اسپ تھی جس قدر

رکھا پشت پر ہاتھ جس اسپ کی
وه شبدیز خم ہو گیا سب تبھی

ولے مادیان ایک تھی سخت جنگ
نگار اوسکے تھے جسم پر لالہ رنگ

ادبر اوسکا تھا اک بچہ پیلتن
ہوا دیکھکر خوش یل صف شکن

یہ چاہے کہ ڈالے کیانی کمند
کرے تا کہ اوس گرہ کو بپا میں بند

کہ مادر نہیں کرسکے کی خونخوار تر
غضبناک اور ہم آزار تر

تہمتن نے آخر کو ڈالی کمند
خرنش لایا وہین زیر بند

یہ چاہے جباوے تہمتن کا سر
کہ اتنے مین رستم نے ہا جون شیر نر

غرض خرنش تھا نام اوس گرگ کا
توانا و زور آور و ہیبت تھا

کیا زور اوس خرنش نے اسقدر
کہ رستم کو بس لیچلا کھینچکر

کیا خرنش کو زین ہوا پھر سوار
تہمتن کا کیانی یل نامدار

سپاہ گران ساتھ لیکر شتاب
روانہ کیا سوے افراسیاب

گیا آپ بھی بعد دو روز کے
ملا جاکے بس رستم گرد سے

جو تھی اسکے رزم کی آرزو
وہ کیا پہیر سے بس کہ روبرو

سپہ اسکی تھی پر دل شاد کام
اور افواج ایران تھی بیدل تمام

کوئی چاہیے بادشاہ دلیر
کہ یان جسکی ہیبت ہو مانند شیر

نژاد فریدون سے کوئی اگر
کہین ہو تو دو مجکو آکر خبر

فریدون نسب شاہ فرخ نہاد
دلیر و جوانمرد ہے کیقباد

یہ رستم سے بولا کہ اے نامور
کمر باندھ اور خرنش کو زین کر

تمنا یہ رکھتے ہین سب پہلوان
کہ تو چلکے ہو بادشاہ جہان

نہ ہوتے ہین تو بے تخت ایران تلک
زیادہ نہو دیر زیر فلک

لگا کہنے رستم سے پھر گلہ بان
کمند سپہ پت ڈال اے پہلوان

کیے اسنے ہین کشتہ چندین خون
مبادا تجھے بھی کرے سرنگون

غضبناک ہوکر وہین مادیان
دوان آئی مانند شیر ژیان

ہوا جبکہ میدان مین نعرہ زنان
تو ہیبت سے خیرہ ہوئی مادیان

کمند اوسکے سر پہ ہوئی جبکہ بند
لگا کھینچنے تب یل ارجمند

ولیکن تہمتن بھی پر زور تھا
بزور اوسکو قابو مین اپنے رکھا

در گنج پھر زال نے وا کیا
تہمتن کو گنج فراوان دیا

ولیکن ہوا مضطرب زال زر
نہ لایا وہ تاب فراق پسر

یہ کہتا تھا ہر روز افراسیاب
کہ رستم ہے کودک کہان اوسکو تاب

ہوا زال بھی پیر دیرینہ سال
نہین اب ہے تسخیر ایران محال

یہ تھا زال کو سوچ شام و پگاہ
کہ نادان نہایت ہے گرشاسپ شاہ

روانہ کیے ہر طرف مردمان
کہا زال نے یون ہر اک سے کہ ہان

کسی نے کیا آنکر یون بیان
کہ ہے کوہ البرز مین اک جوان

ہوا یہ خبر سنکے دل شاد زال
ہوا ابندرستم کے آزاد زال

روان ہو شتابی سوے کیقباد
یہ کہہ جاکے اے شاہ فرخ نہاد

مددگار دولت ہے یاور ہے بخت
مہیا ہے تجکو وہان تاج و تخت

یہ سنکر وہین وہ یل باشکوہ
روانہ ہوا سوے البرز کوہ

روان کردن رستم را برای طلب کیقباد بکوہ البرز و آمدن کیقباد و نشانیدن زال کیقباد را بر تخت

اوتر کوہ البرز سے کیقباد
کہین آکے بیٹھا تھا مسرور و شاد

لگا کہنے دل مین عجب ہے جوان
تماشا ہے خرنش اور گرز گران

کہ تنہا اس قدر تو نہ جا اے جوان
اوتر کر ذرا اسپ سے بیٹھ یہان

مگر اے جوانمرد فرخ نہاد
مجھے دے نشان شہ کیقباد

ترے ساتھ اک مرد عاقل کرون
مکان تک تجھے اوسکے داخل کرون

یہ بولا تہمتن کہ اے نامور
پدر میرا ہے پہلوان زال زر

جو اگر دے کیقباد اوسکا نام
تو جا کر کہے یہ اوسکو پہنچا پیام

یہ سنکر وہ بولا کہ مین ہون قباد
پدر نے یہ نام رکھا ہے یاد

تجھے تخت ایران مبارک مدام
ہمیشہ ہو اقبال و دولت بکام

دو باز سفید آئے ایران سے
سر تخت شاہی بٹھایا مجھے

ہوا رستم گرد کا وان گذر
وہ شہزادہ حیران رہا دیکھکر

ہوا میل خاطر کہ ہو ہمنشین
تہمتن کو آواز دی پھر وہین

مے و نقل یہ دیکھ طیار ہے
وہ بولا نہین مجکو درکار ہے

وہ کہنے لگا پھر کہ آ تو یہان
تو اوس نامور کا ابھی دون نشان

لگا پوچھنے پھر کہ اے پہلوان
بتایا تجھے کسنے یہ ان نشان

کہا اوسنے مجکو کہ جا سوے کوہ
وہان ہے ملکزادہ باشکوہ

کہ ہے پہلوانون کی یہ آرزو
کہ تو شاہ ایران ہو اے نامجو

تہمتن نے سر کو دیا پھر جھکا
بجا شرط خدمت کی لاکر کہا

تہمتن سے بولا یہ پھر نامور
مجھے شب کو اک خواب آیا نظر

دم صبح پھر با دل شادمان
اوتر کوہ سے آکے بیٹھا یہان

ہوا اسطرح کو ترا اب گذر
سمجھیے شتابی ادہر سے باپ کو
غرض سب سے ایران وہین شاد شاد
یہ سب جا بہین پہونچے جب ایران کے
قلون نے کیا نیزہ او سپر پران
تو کشتہ قلون دلاور ہوا
رہین تھے نہان دشت مین شاہ تک
اوسے اوسنے یکہفتہ پنہان رکھا
قباد دلاور کو پاکر وہ فر
جو لشکر سے لشکر مقابل ہوا
اودھر سے سماساس آیا وہین
وہین زال سے رستم نوجوان
کہا رہون کہ اب آ کے افراسیاب
تو پھر زہرہ شیر نر ہووے آب
یہ کہکر گیا سوے میدان کے بیچ
اوسے دیکھکر مردمان سے وہین
کہ یہ ہو زال اور رستم ہی نام
کہ ابھی طفل آیا جو تو ہو جنگ
تہمتن نے بھی گرز کو رکھ دیا
کمربند اوسکا پکڑ کین سے
گیا ٹوٹ لیکن دوال کمر
اودھر سے بھی وہین بفرمان شاہ
گریزان ہو ترک و سالار ترک
لگا کرنے فریاد یون باپ سے
ہوا کیقباد اب وہان تاجدار
عجب صاحب زور پیدا ہوا
بیان اوسکی قوت کا مین کیا کرون
کمربند میرا جو ٹوٹا وہین
یہ ہے مصلحت آشتی ہو بہم

بلطف خدا اسے یل نامور
وہ باز سفید اسے یل نامجو
روانہ ہوے رستم و کیقباد
ہوا سدرہ وہ بھی تب آ کر کے
کہ سینہ ہو رستم کا وقف سنان
گریزندہ یکدست لشکر ہوا
روان شب کو ہو تھی زیر فلک
بشغل مے ناشادان رکھا
سر تخت شاہی کیا جلوہ گر
سو رزم ہر ایک مائل ہوا
ہوا ساتھ قارن کے بس گرم کین
یہ بولا کہ اے پہلوان جہان
مرے ساتھ ہو رزم جو تو شتاب
اگر سامنے آوے افراسیاب
ہوا نعرہ زن جا کے مانند شیر
لگا کہنے سالار ترکان چین
رکھے ہاتھ مین اپنے ہم گرز سام
تو کیا احتیاج سنان و خدنگ
ہوا جی پراق اوس سے جنگ آزما
اوٹھا کر تہمتن نے لبس پیچ سے
وہ چھٹ کر وہین گر پڑا خاک پر
کمک کو تہمتن کے پہونچی سپاہ
ہوئی سردگر ہی بازار ترک
کہ پہلے ہی کہتا تھا مین آپ سے
وہ ہے مرد جنگ آور ہوشیار
نہ ہم ہیچ شمشیر اوسکا ہوا
کہ بس رو ہو اوسکے مین تنبیہ ہو
تو مین ہاتھ سے اوسکے چھوٹا ہون نیز
نہون کینہ جو کیقباد اور ہم

یہ کہکر وہان نوش کی جب شراب
لب اب اوسے تھی تا سکو ایران جلیل
قلون دلاور یل با وقار
تہمتن قلون کے مقابل ہوا
وہین نیزہ رستم نے بس چھین کر
بصد شادمانی وہ دونون جوان
غرض فتنہ رفتہ وہ پہونچے وہان
ہوے یکدل اتنے مین پیر و جوان
کیا قصد جنگ سو افراسیاب
اودھر سے تو قارن یل نامدار
سماساس یکسر ہوا نعرہ زن
مرے دل مین ہے جا آن ابرو
نکر قصد جنگ اب اوس سے بولا یہ زال
تہمتن یہ بولا [illegible]
کہا یون کہ اے ترک افراسیاب
بتا دو کہ ہے کون [illegible]
مقابل تہمتن کے آیا وہ ترک
ذرا دور سے [illegible]
کیا ترک نے زور ہر چند پر
یہ چاہا کہ بیچا سے شاد و شاد
لب آتش مین آ پہونچے اوسکے سو
ہزار و صد و شصت جنگی جوان
اودھر افراسیاب [illegible]
کہ ایرانیون نے [illegible]
بہت بیخ تو ایران مین ہر پہلوان
یل پیلتن رستم اوسکا ہے نام
جدا کرکے یکبارگی زین سے
ہوا سو ہوا یہ شہرا سے پدر
کہی یہ حقیقت جو پیش پشنگ

کہی پھر یہ رستم نے تعبیر خواب
ترے سر پہ ہم تاج شاہی رکھین
طرف سے ترا گرشاسپ کے زمان
سو رزم و پرخاش مائل ہوا
قلون سے جو مارا وہین سینہ پر
ہوے تیر اوس کی کمان سے روان
یل نامور زال زر تھا جہان
تو پھر زال سے رو برو رستم آن
ہوے پہلوان شاہ کے ہم رکاب
گیا سوے میدان کارزار
زمین پر گرا سے سرنگون
کرون خوار دشمن کو اک آن مین
مقابل ہوا جس کے کسکی مجال
اوسے آج لاؤن زیر زمین
مقابل تو جب ہوا اک شتاب
یہ سنکر کیا مردمان نے بیان
زبان پر یہ گفتار لایا وہ ترک
ابھی باندھ [illegible]
رہا وہ وہین [illegible]
شتابی حضور شہ کیقباد
ہوا گرم ہنگامہ کارزار
ہوا [illegible] تہمتن رستم کے [illegible]
گیا خستہ خاطر [illegible]
سمجھے رکھیا اس بات سے [illegible]
ملے اس نسل سے سام کے اک جوان
زبون [illegible] سے ہی اپنا لشکر تمام
یکہ [illegible] تھا [illegible] کین سے
ملے اب گذشتہ تو بہت یاد کر
تو اک نامہ اوسنے لکھا بعد ازین

کیا دیکھے ویشہ کو نامہ روان
حضور جہاندار ویشہ گیا
اگر تور نے خون ایرج کیا
کیا اوسنے پاداش نوذر سے بس
بہت ہمدگر کینہ خواہی ہوئی
کہ ہم تم نہین غیر کچھ زینہار
کرین تازہ پیمان و عہد استوار
یہ پاسخ لکھا شاہ نے پھر وہین
نہین عہد و پیمان پہ تم استوار
لگا کہنے رستم کہ اے تاجدار
یہ سنکر وہ شاہنشہ نامجو
یہ بولے وہ شاہ قوی جنگجو
دیا رستم و زال کو گنج و زر
بصد ملک توران ون زینہار
وہ لائے تصرف مین ملک وسیع
بصد کامیابی و فتح و ظفر
ہوئی مدح خوان شہ کیقباد
یہ سوجھا شہنشہ کو یکبارگی
طلب کرکے بولا کہ کاؤس کے
سعادون رہو اوسکے شام و سحر
وہ بولے کہ ہم ای شہ نامدار

نوشتن نامہ صلح پشنگ والی توران بکیقباد

سپہدار توران کا نامہ دیا
منوچہر نے اوسکا بدلا لیا
نکالی غرض ایرجی کی ہوس
بہت فوج کی بس تباہی ہوئی
برادر ہین یکجدی ای شہریار
نہ لشکر کشی پھر کرین زینہار
کہ ہرگز نہین ہمسے آغاز کین
تمھاری نہین بات کا اعتبار
نکہ صلح اور آشتی زینہار
طلب کرکے محراب و زال کو
کہی صلح بہتر شہا جنگ سے
عنایت کیے خلعت پر گہر
کرونگا فزون تیرا عز و وقار
ہوئی شہ کی شاہان عالم مطیع
گیا سو ہی پارس شہ دادگر
فریدونکو ہرگز کیا پھر نہ یاد
کہ آخر ہوئی اپنی اب زندگی
عزیزو تمھارا بڑا بھائی ہے
کہ فتنہ نہ برپا ہو بار دگر
اطاعت سے پھیرین نہ سر زینہار

پڑھا کرکے وا شاہ نے سر بسر
ہوا پھر اودھر عازم افراسیاب
ہوا پور طہماسپ پھر کینہ خواہ
یہ بہتر ہے اب آشتی کیجیے
موافق فریدونکی تقسیم کے
غرض آب جیحون رہے درمیان
اودھر سے ہوئی ابتدا ظلم کی
سر نو اگر ہووے قول و قسم
کیا گرز نے سیر اوسکو زبون
یہ بولا تمھارا جو ہو مشورا
غرض شاہ نے بانشاط و خوشی
کہا یون کہ ای رستم نامجو
شہ ہفت اقلیم نے بعد ازان
بہت نامدارون نے پھر شادمان
یہ دادودہش شاہ نے کی وہان
رہا سو برس شاہ گیتی پناہ
شہ دادگر کے تھے فرزند چار
یہ ہووے خداوند تاج و سریر
سبھون نے پذیرا کیا یہ سخن
کئی روز کے بعد پھر ناگہان

سو کیقباد شہ خسروان
یہ اوسمین لکھا تھا کہ اتنا جو ر
تحمل کی بخشی اوسکو ہرگز نہ تاب
کیا فوج توران کو اوسنے تباہ
نہ کینے کو بس دل مین رہنے دیجیے
رہینگے جدا اپنی اقلیم کے
اودھر ہم اودھر تم رہو حکمران
ولیکن خدا نے سزا تمکو دی
تو ہون صلح پر راضی البتہ ہم
ملایا عدو کو تہ خاک و خون
کرو مجکو آگاہ اوس سے شہا
سپہدار توران سے کی آشتی
ترے جسم کا اک بھی تا رمو
روانہ کیے جا بجا پہلوان
نہ فرمان سے پھیرا سر انقیاد
کہ اک خلق با خاطر شادمان
جہان مین خداوند تاج و کلاہ
اونھین ایکدن شاہ فرخ تبار
رہو تم سب روز فرمان پذیر
بجا لائے فرمان شاہ زمن
ہوا سوے ملک عدم شہ روان

داستان جلوس کیکاؤس بر تخت سلطنت ایران

ہوئے بند جب دیدہ کیقباد
لگا کرنے دادودہش روز و شب
کہ آب و ہوا ہے بہت خوشگوار
کہ ہرگز نہین اب مجھے میل رزم
فریدون و ضحاک و جمشید سے
یہ جی مین ہے کشورستانی کرون

تو پھر شاہ کاؤس فرخ نہاد
لگا رہنے مشغول عیش و طرب
سدا فصل گل ہی ہمیشہ بہار
ہوا دل طلبگار میدان رزم
نہین کم ہے کچھ زور و قوت مجھے
ہر اک ملک مین حکمرانی کرون

خداوند اورنگ و افسر ہوا
ہوا ایک سا زندہ خاطر جہان
یہ سنکر کیا قصد مازندران
مبادا اگر ہون مین آرام گیر
مشقت بھی لازم ہے اونکی شان
سپہ کھینچیون اب سوے مازندران

جہان پرور و عدل گستر ہوا
لگا کرنے تعریف مازندران
وزیرون سے بولا یہ شاہ جہان
تو ہو باد ملک و تاج و سریر
کہ قائم ہے اب افسر ملک و مال
کرون سکہ و خطبہ اپنا وہان



یہ گفتار خاقان آفاق گیر
فریدون و جمشید عالی وقار
بایں زور و قوت وہ شاہنشہان
وہ گرساسپ و رستم ملوس جوان
ہوئے یکدل اس بات پر گرد سب
پہونچتے ہی نامہ کے وہ نامور
یلان سے جہاندار کشور کشا
کہ ہم اور تم چلکے شہ کے حضور
کہ سمجھا شہنشاہ باداد و دین
شہنشہ سے گفتار لطف و کرم
کیا اونسے پھر ذکر مازندران
کہا زال نے عرض ای تاجور
فریدون و جمشید نے پیشتر
کیا تھا نہ رخ سوے مازندران
لگے کہنے پھر سب سران سپاہ

ہوی سنکے حیران امیر و وزیر
سنو پھر شاہنشہ نامدار
نہ عازم ہوی سوے مازندران
وہ گودرز اور گیو نامی یلان
کیا چاہیے زال کو یان طلب
روانہ ہوا سیستان سے ادھر
یہ بولا کہ اب جاؤ تم پیشوا
کہیں شاہ کو اس ارادے سے دور
نہ دیکھا کہیں اور سنا ہی کہیں
کہیں پیش زال ستودہ شیم
یہ سنکر کہا شاہ نے یون کہ ہان
یہ سنکر خبر مین بھی آیا ادھر
کیا تھا ارادہ کہ جاؤں ادھر
حذر تو بھی کر اے شہ خسروان
کہ ہم ہیں ترے بندہ نیکخواہ

بظاہر یہ بولی کہ ہے بات نیک
رکھیں خوب تھی یاد افسونگری
نہیں ہے مناسب عزیمت ادہر
وہان سے وے تھی یہ طاقت کسے
دہن زال کو ایک نامہ لکھا
یہ سنکر تعجب ہوا شاہ کو
لگے جانے جب زال سے پہلوان
جب آئے حضور شہ نامور
ہمیشہ تو شاہ جہانگیر ہو
دہن رستم یل کی پہونچی خبر
ارادہ ہوا اوسطرف ہی درستا
رکھوں تا کہ اس عزم سے تجکو باز
سنا جبکہ ہے خانۂ دیو سار
نہ تسخیر ہو زور و شمشیر سے
یہ ہے عرض ای شاہ عالیجناب

ذرا جیسے کہنے لگے یون ایک سر
اطاعت میں اونکی تھی دیو و پری
کہ آتی نہیں کامیابی نظر
کہ شہ کو رکھے باز اس بات سے
رقم اوسمین احوال سارا کیا
کہ کیے حکم آتا ہے کیون ناگہ
یہ اوسنے کیا زال نے تب بیان
لگا کرنے تعریف شہ زال زر
ولایت ستان تیری شمشیر ہو
وہ بولا دعا گو ہے شاہ و سحر
کمر ملک گیری پہ باندھی ہے چست
ذرا سوچ اے خسرو سرفراز
طلسم اور جادو وہان بیشمار
نہ ہاتھ آئے گا افسون و تدبیر سے
نہیں یہ ارادہ قرین صواب

یہ پاسخ دیا شاہ نے زال کو ۔ کہ اے گرد دانا و فرخندہ خو
فریدون سے افزون ہو میرا حشم ۔ منوچہر و جم سے نہیں ہو کم

خدا ہے مرا یاور و دستگیر ۔ کرون جا کے دیوونکو فرمان پذیر
طلسم اور افسونکو توڑون تمام ۔ سر دیوگان کو چھوڑون تمام

تو اے زال اور رستم پہلوان ۔ طرف سے مری یان رہو حکمران
لگا کہنے پھر شہ سے وہ نیکخواہ ۔ کرین بندہ سے ہم اور تو پادشاہ

بدانسوزی ہے اے شاہ کشور کشا ۔ جو کچھ عرض کرتا تھا ہنس کے کہا
سمجھ کیجے رخصت سوے سیستان ۔ کرے حکمرانی کوئی اور یہان

معاون ہین اوسکا رہونگا مدام ۔ مددگار یاور رہین ہونگا مدام
غرض شاہ سے پھر سوے سیستان ۔ غرض ہوا پہلوان جہان

رفتن کیکاؤس برای تسخیر مازندران و گرفتار شدن بدست دیوان سپید

بل نامور ایک پہلا دتھا ۔ اسے شاہ کاؤس نے یون کہا
کہ سونپا تجھے مینے اب تختگاہ ۔ کوئی آ کے جو تجھسے ہو کینہ خواہ

تو پھر زال و رستم کو کیجو خبر ۔ معاون ترے ہونگے وہ آنکر
یہ کہکر جہاندار کشورستان ۔ روانہ ہوا سوے مازندران

گیا لیکے وان لشکر بیشمار ۔ یلان جہانگیر و جنگی سوار
بفرمان شاہنشہ نامور ۔ گیا گیو لشکر کو لے پیشتر

جب آئی حد ملک مازندران ۔ تو پھر وانسے وہ جنگجو پہلوان
زراعت کو یکسر جلاتا گیا ۔ مکان خاک مین سب ملاتا گیا

ہوا سامنے جو معظم ستیز ۔ تو کھینچا اوسے بس تہ تیغ تیز
گیا تا در شہر غارت کنان ۔ بہت مال و زر ہاتھ آیا وہان

گلستان ہے وہ شہر کچھ کم نتھا ۔ زن و مرد خوش منظر و خوش لقا
ہوا شاہ مازندران قلعہ بند ۔ کہ غالب تھی فوج شہ ارجمند

روانہ کیا ہو کے پھر ناامید ۔ کسی دیو کو سوے دیو سپید
کہا یون کہ اب جان ہے تنگ ہون ۔ کیا شاہ ایران نے مجھکو زبون

شتابی مدد کر تو اے اہرمن ۔ وگرنہ بچیگا یہان ایک تن
یہ سنکر شتابان ہوا نابکار ۔ وہ لایا بہت لشکر دیو سار

ہوا شاد سے آنکر کینہ خواہ ۔ ہوئی قتل ایران کی ساری سپاہ
ہوے گیو اور شاہ کاؤس بھی ۔ وہ گودرز و رستم اور طوس بھی

گرفتار چنگال دیوان ہوے ۔ پراگندہ دل اور حیران ہوے
کہا دیو ارژنگ نے شاہ سے ۔ کہ تم خوش ہوے سنکے اس طرف آنکے

ہوا اس مکان کی خوشی آ گئی ہمین ۔ قضا اس گلستان کی جا لائی ہمین
یہ سنکر کہا شاہ نے دیو سے ۔ کہ آگہ نتھا یا تکے مین رو سے

وزیرون نے مجھکو کیا منع تھا ۔ ویلے مینے اُن کا نہ مانا کہا
ہوا پھر بھی مین آخر یہان آ کے خوار ۔ نہیں چارہ تقدیر سے زینہار

جہان قید تھا شہریار زمن ۔ نگہبان تھے بارہ ہزار اہرمن

اسیر شدن کیکاؤس در مازندران و فرستادن کرد را پیش زال بطرف سیستان و مخلصی یافتن باعانت رستم

بوقت اسیری سوے سیستان ۔ روانہ کیا شہ نے اک پہلوان
کہ پہونچا دے تا زال زر کو خبر ۔ سوا اوسکے پہلوان نہ یہان آنکر

بیان زال سے ماجرا سب کیا ۔ طرف سے ہے کاؤس کی پھر کہا
کہ اس وقت مین اے یل صف شکن ۔ نہ لایا جو خاطر مین تیرا سخن

تو پائی سزا مینے آخر کو آہ ۔ ہوئی کشتہ یکدست ساری سپاہ
رہے زندہ باقی جو ہین چند تن ۔ سو ہین قید مین جیسے اہرمن

یہ پیغامبر نے کہی جب خبر ۔ تو دلگیر وہ ہین ہوا زال زر
یہ رستم سے بولا کہ افسوس ہے ۔ کہ والی ہمارا جو کاؤس ہے

سو ہو قید اور ہم مے و جام سے ۔ گذارین شب و روز آرام سے
یہ ہی وقت یاری و امداد کا ۔ اگر حق نے تجھے زور بازو دیا

نہ ہرگز رہی مجھکو تاب جنگ ۔ کہ بیکس ہوے سست بازو و چنگ
تو ہمت کو اب کام فرما شتاب ۔ سوے شہر مازندران جا شتاب

قلم نے قضا کے یہ فتح بلند ۔ لکھی تیرے نام اے یل ارجمند
خوشی سے یہ بولا یل نامجو ۔ کہ ہے جنگ دیوان مری آرزو

ولے دور ہی راہ سے ہے خطر
کہا زال نے اُس سے اے پہلوان
گیا دو رہ کی راہ کاؤس تھا
بہت اسمین ہین بلائے عظیم
تہمتن یہ بولا خطر کچھ نہین
کرون قتل وان لشکر دیو کو
تو ہو کامیاب اے پل نامور
لگی کہنے درد جدائی سے مجھے
اب اونکے چھڑانے کو جاتا ہون مین
نہ ساتھ اپنے کوئی لیا زینہار

کہ وان میرے جانے تلک ہی پدر
کہین تین رستو سے پہونچے کو وان
تو اوس راہ سے اے تہمتن نجا
ہر اک منزل اسکی ہے پر خوف و بیم
بتایا پدر نے پر حسرت بہت
چھڑا لاؤن کاؤس و گیو کو
سہے ہے بہتر یہ تیری فتح و ظفر
ستائے تو کیا فائدہ ہو مجھے
بفتح و ظفر یان پھر آتا ہون مین

کہین بدسگالان ناپاک خو
دو راہا جو اونکا ہے دو مردار
جو نزدیک کی اوسکی ہے ایک راہ
اگر اس راہ سے جائے اے پہلوان
کرون فتح مین ہر بلا کو شتاب
یہ کہکر سوار رخش پر جب ہوا
بوقت وداع پل نوجوان
تہمتن نے ماں کو یہ پاسخ دیا
غرض ہو کے رخصت سوئے ہفتخوان

مبادا کہ ضائع کرین شاہ کو
نہین اسمین ملتا کوئی چارہ کار
نہین آدمی کو ولے وان پناہ
تو پھر سات دن مین تو پہونچے دیار
طلسم اور جادو و سنگ و عذاب
دعا زال نے دی کہ یہ ہو جہان
سو بی خیر رو دایہ گریہ کنان
کہ زندان مین ہین بندگان خدا
روانہ ہوا رستم پہلوان
فقط رخش تھا اور وہ شہسوار

داستان رفتن رستم براہ پر بلائے ہفتخوان برائے رہائی کیکاؤس بطرف شہر مازندران واحوال منزل اول

ہوا گام فرسا بیابان مین
دیا چھوڑ صحرا مین پھر رخش کو
لگا وہ سو جنگ مائل ہوا
پھر آخر ہوا شیر جنگی زبون
کہا رخش سے ہو کے پھر خشمناک
اگر پھر بلا ہو کوئی آشکار

سر شام پہونچا نیستان مین
گیا خواب مین وہ پل نامجو
ہژبر دمان کے مقابل ہوا
روان اسکے تن سے ہوا جب خروج
کہ تجھکو اگر شیر کرتا ہلاک
تو ہوتا مقابل نہ تو زینہار

گیا صید اک گور کو وان شتاب
نمایان ہوا ایک شیر ژیان
اٹھا شیر کے سر پہ ہو کر درشت
ہوا جبکہ بیدار وہ شیر نر
تو لے کون چلتا سلاح و سلیب
تو بیدار و ہشیار کرنا مجھے

لگا کر وہان اوسنے کھائے کباب
طرف رخش کی وہ وہین آیا دوان
چبا کر کیا اوسکو دانتون سے پست
تو حیران نہایت ہوا دیکھکر
بڑا ہی کیا تھا یہ تو نے غضب
شتابی خبردار کرنا مجھے

احوال منزل دوم و ماجرائے ہلاک نمودن اژدہا بتائید ایزد تعالیٰ

ہوا مہر رخشندہ جب جلوہ گر
خدا سے تہمتن نے کی التجا
پھر آہستہ کرنے لگا وہ خرام
ہوا پھر وہ دنبال آہو روان
کیا گور کو تیر سے پھر شکار
کٹی جب گذر نصف شب بیگمان
ہوا رخش گرم خروش و فغان
خفا رخش سے ہو کے بولا وہ وان
کیا رخش نے پھر جو دیکھا اسکو شور

تو رستم روانہ ہوا بیشتر
کہ مت رکھ تو بند و نہ سختی روا
تو یہ سمجھا وہ رستم تشنہ کام
تو پہونچا سر چشمہ پہلوان
اور آتش بھی کی سنگ سے شعلہ کار
ہوا ظاہر اک اژدہا ناگہان
کہ بیدار ہو خواب سے پہلوان
کہ ناحق کیا مجھکو بیدار کیون
تو جاگا وہین رستم پیل زور

نظر چاہ و چشمہ نہ آیا کہین
نمایان ہوا ایک آہو وہان
کہ بیشک ہے بخشایش کردگار
سپاس خدا او نے لایا بجا
تناول کیے پس بنا کر کباب
کہ ہشتاد گز وہ درازی مین تھا
ہوا وہ تو بیدار پر اژدہا
یہ کہکر تہمتن تو پھر سو گیا
چلے پھر وہین اژدہا ہی پلید

ہوا تشنہ پانی پیا یا کہین ہو
کر آیا تہمتن سمجھے آگے دوان
یہ دیکھ اُسکے دل کو پھر آیا قرار
اوتر رخش سے اور پانی پیا
ہوا لیس وہین گرم آرام و خواب
غضبناک تھا قہر تھا وہ بلا
نہان وہ وہین زیر زمین ہو گیا
پھر اتنے مین نکلا وہین اژدہا
بزیر زمین ہو گیا ناپدید

نہ آیا نظر کچھ جب اوس جیب / کیا خشم پر اوسنے خشم و غضب
وہ بولا دوبارہ جگایا مجھے / خوش آیا نہ آرام میرا تجھے
اگرچہ ہوئی تجھسے ایسی خطا / الگ سر تن سے تیرے کرونگا جدا
پیادہ سو شہر ماشندران / روان لیکے سون تیغ و گرز گران
گیا خواب مین جب یل ارجمند / تو نکلا وہین اژدہا ہے بلند
ہوا پاس رستم کے استادہ رخش / ہوا جانفشانی کو آمادہ رخش
جدھر آوتے تھا اژدہاے سیاہ / اودھر رخش ہوتا تھا ابلق راہ
وہ جب آگیا متصل ناگہان / ہوا تب خروشان و حملہ کنان
پھر اتنے مین بیدار رستم ہوا / وہین گرم پیکار رستم ہوا
تہمتن نے پھر کھینچکر ایک تیغ / دلیری سے ماری وہین بیدریغ
ولیکن نہ ہرگز ہوئی کارگر / قوی اژدہا کی ذرا پشت پر
یہ چاہا کرے زخم دیگر رہا / کہ تا ہو دو پارہ تن اژدہا
کہ اتنے مین آیا سو پہلوان / وہین کرکے وا اژدہا نے دہان
دم اژدہا کم نہ آتش سے تھا / وہ ناچار سو عقب ہٹ گیا
یہ دیکھا کہ رستم ہے وقت تنگ / کیا کام کیا رخش نے بیدرنگ
کہ دانتون سے پکڑا اوسے دوڑ کر / پھر اوس اژدہا نے اوٹھایا جو سر
تہمتن نے ایک تیغ ماری وہین / ہوئی خون سے اوسکی رنگین زمین
ہوا کشتہ جب اژدہاے دمان / تو کرنے لگا شکر حق پہلوان

بیان احوال منزل سوم راہ ہفتخوان وطی کردن تبایید پروردگار جہان

روانہ ہوا اونسے پھر صبحگاہ / دراز آئی اوس روز در پیش راہ
شام پہونچا وہ ایک چشمہ پر / کہ سبزہ بھی تھا خوب واں تازہ تر
ہوا جبکہ رستم سکونت گزین / تب آئی وہان آن زن نازنین
صراحی سے بل تھے وہین اوسکی تھی / نہ تنہا صراحی کہ طنبور بھی
بہت خوب تھا اوسکے بر مین لباس / غرض بیٹھی آکر وہ رستم کے پاس
تہمتن نے اوسکو بغل مین لیا / اور اک جام مے اوسنے لیکر پیا
پھر احوال رستم نے پوچھا تمام / لگی کہنے تب یون بصد اہتمام
کہ ہو طلعت زن ظالم دیو پرست / مجھے وہ خداوند بالا و پست
بیابان مین پہونچاے ہے نقل و مے / جو کچھ چاہیے یان سو موجود ہے
ترنم سرا پھر ہوئی نازنین / ہوا اوسکے رستم مسرت قرین
بیابان تک وہ محظوظ و خرم ہوا / کہ پھر نغمہ سنج آپ رستم ہوا
بجا ناکہ یہ زن ہے اک سحرکار / ہوا راز پنہان کچھ آشکار
ہوئی وہ بھی مستغرق حال جب / زبان پر وہ لایا وہین حمد رب
سنا جسکے نام جہان آفرین / ہوا تیرہ رنگ رخ نازنین
تہمتن پہ تب یہ ہوا آشکار / کہ ہے ساحرہ یا کوئی دیو سار
کیا اوسکو وہین اسیر کمند / غضبناک ہو پھر یل ارجمند
یہ بولا کہ تو کون ہے سچ بتا / کہ زن ساحرہ ہون یہ اوسنے کہا
قلم تیغ سے کرکے پھر اوسکا سر / گیا خواب مین وہ یل نامور

بیان احوال منزل چہارم راہ ہفتخوان

جو واں سے ہوا صبحدم رہ نورد / تو پہونچا عجب دشت مین شیر مرد
کہ ہوتا تھا خورشید کم جلوہ گر / اندھیرا رہے تھا وہان مستمر
وہ طے کر گیا راہ تاریک کو / سر چشمہ پہونچا یل نامجو
گیا خواب مین وقت شب پہلوان / تب آیا وہان دشتبان ناگہان
جڑی ایک چوٹ آنکر پانو پر / ہوا اوٹھ وہین بیدار وہ نامور
لگا کہنے رستم سے وہ دشتبان / کہ اولاد گرد دلاور جوان
یہانکا ہے حاکم بڑا ہی دلیر / کہ جسکے مقابل ہو نرہ شیر
تصرف مین ہے چند فرسنگ زمین / پرندونکا بھی یان گذارا نہین
تو ہو جان سے سیر آیا مگر / اگر زندہ ہو یانسے اب سوتر
وگرنہ جو اولاد آجائیگا / تو پھر یہاں سے جانے نہین پائیگا
مجھے تجھپہ آتا ہے رحم اے جوان / کہ ضائع کیں تو نے ہی یہان
یہ سنکر تہمتن نے ہو خشمگین / پکڑ کان اوسکے اوکھاڑے وہین
طمانچہ جڑا منہ پہ پھر اسقدر / کہ بیٹھی وہ دندان بکھرے سر بسر
گیا دشتبان پاس اولاد کی / کیا حال سے جاکے واقف اوکو

وہ مشغول صید افگنی تھا کہین
یہ اولاد رستم سے کہنے لگا
لگا کہنے یون نام میرا ہے ابر
پہر اولاد بولا تہا یہ سب مجھے
یہ شیر وسے بازوی فضل خدا
ترے تن سے بھی اب جدا سر کرون
کیا خوف و دہشت نے دل پر اثر
وہ ہنگ اور ان کھینچکر تیغ کین
اگا قتل کرنے چپ و راس بہر
وہ اولاد واسکے فراری ہوا
وہ جاتا تھا گاہ ادھر گاہ ادھر
پہونچا اسکے نزدیک ڈالی کمند
شتونسے دیا باندہ اولاد کو
ہوئی صبح تا بندہ جب آشکار
کہ دیو سفید اور کاؤس شاہ
رستم نے چاہا وہین بیدریغ
کرو تین شب و روز فرمانبری
وہ پاتا نہ اگر پہلے تو سب مجھے
پذیرا کیا اوسنے اس بات کو
گرفتار ہے اور سب کوہسار
سواہے وہین اولاد کو پھر کیا
وہ لایا کے نزدیک ... دکان
اور اک دشت پر گوش ہے در میان
... تو سنگ و آہن اگر
کہ پھر راہ پر ہوا اگر وان سلک
... اولاد کے پھیر وان
... اک ... وہ نیکو ...
کہ آتش ہے افروختہ جابجا
وہ دیو سپید اور بھی دیو سب

پہ لشکر سپہ لیکے آیا وہین
بہت مجھے ناک تہا نام ہے تیر کیا
اقوی زرہ سے ہون شل پیل ہے ہنر پر
کہ آیا ہے تو کون سی راہ سے
سہ منزل میں کہین نے ہے ہنر جلا
تہ تیغ یکدست لشکر کرون
نہ ہرگز بڑھا آپ پھر پیشتر
سو رستم گرد آئے وہین
نہ آیا کوئی پہلوان پاس پھر
وہین دشت پیمای خواری ہوا
نحیف شل روباہ تھا جیلہ گر
لیا کھینچ اولاد کو کرکے بند

اُسے دیکھکر رخش پر ہو سوار
کہ لے نام مارانجا وہی تو یان
دلیر وہ نکاہ نہ ہر ذہین آب ہے
یہ بولا وہین رستم نامور
چہارم یہ منزل جو دیپیشک ہے
سنا جبکہ اولاد نے یہ کلام
سوار وسے بولا کہ یکبارگی
کوئی پہلوان بیشتر سب تھا
سپاہ مخالف گریزان ہوئی
کیا پھر نہ آرام رستم نے وان
ہوا اگرچہ عاجز یل نامدار
اوسے بند کرکے پھر اشہسوار

بیان احوال منزل پنجم راہ ہفتخوان

ہوئے تیغ جو رزم آور کینہ خواہ
کہ اولاد کو کھینچے زیر تیغ
کرون رات دن خدمت چاکری
تو کشتہ کرو مین نہ ہرگز مجھے
یہ ظاہر کیا پھر کہ اے نامجو
نگہبان ہین دیو بارہ ہزار
وہ لے قول اور عہد و پیمان لیا
جہان قید ہے بادشاہ جہان
کہ سنگ گران سنگ رہ ہے جہان
گذار اوس مکان سے ہے دشوار تر
تو وان دیکھتا ہے کہ زیر فلک
یل پیلتن رستم پہلوان
سوا دشت مین بیخطر رہ نورد
چلا جب تو اولاد نے یون کہا
سکونت گزین ہین ہان نزشب

وہ احوال کر تو مفصل بیان
بصد عجز اوسنے کیا یون بیان
لگا کہنے رستم کہ کاؤس شاہ
تہا سنے تو کہ جاسکے دیو سفید
مکان ایک ہے درمیان دو کوہ
دیا جبکہ زندان کا اسنے نشان
کہا یون کہ اے بہائی تو کر
وہی شہر مازندران کی ہے راہ
سوا اسکے اسے پہلوان جہان
یہ گفتار سنکر ہوا خندہ زن
کرون ہو میں کس طرح سے بکو بلا
جہانتک تعلق تھا اولاد کا
کہین نصف شب قلعہ کوہ پر
کہ دروازہ شہر مازندران
قمر زندہ ہر دیو نے آگ کی

مقابل ہوا رستم نامدار
یہ گفتار سنکر یل نوجوان
سین گر کہیں وہ مری نام کو
رہ ہفتخوان سے یہین آیا ادھر
تو تو سد رہ اے بد اندیش ہے
تو لیس اوڑ گئے ہوش اوسکے تمام
کرو حملہ دوڑا اک اب بارگی
اوسے پہلے رستم نے کشتہ کیا
سپاہ باقی یکسر پریشان ہوئی
ہوا اوسکے دنبال وہین پہلوان
ولیکن نہ چھوڑا اوسے زینہار
پھر اک چشمہ کے پاس پکڑا قرار
ہوا استراحت کنان نامجو
تو بولا یہ اولاد سے نامدار
کہی اوسنے القصہ سب داستان
کہ مت قتل کر مجھکو اے پہلوان
مقید جہان ہے بحال تباہ
تو بر آئے تیری بھی دل کی امید
وہان شاہ کاؤس گردون شکوہ
تب اُسپے تہمتن ہوا مہربان
مراعات مجھپر کرون بیشتر
کہ ہے دیو زاد و نکی آرامگاہ
ہزار دو صد فیل ختلی ہین وان
لگا کہنے اولاد سے پیلتن
بلا تا ہون کیونکہ تہ خون وخاک
مقابل نہ آئی کوئی جوان بلا
تہمتن کو ناگاہ آیا نظر
یہی ہے کہ آتش ہے روشن جہان
گرد ستون اوسکا ہے ہر شب بھی

چو سنکر سپاہ وہ مسرت اثر بین	ہوا دشت مین پھر سکونت گزین	کہا اس نے پھر شہر نزدیک تر	روان یان سے ہو وہ نکلے وقت سحر
درخت ایک تھا اس سے اولاد کو	دیا باندھ اور سو رہا نامجو	بہم گرچہ تھا عہد او اختلاط	ولے راہ مین شرط تھی احتیاط

بیان احوال پر اختلال منزل ششم راہ ہفتخوان

دم صبح اولاد کو ساتھ لے	روانہ ہوا رستم اس دشت کو	وہ ہے تھی کند اسکی گردن بلند	وہ رہ ہے تھا پیش پل ارجمند
پیادہ اولاد بولا کہ اے نامور	یہ منزل ہے پر خوف و بیم و خطر	نگہبان ہین ارژنگ بیدار نگ	نہین جنسے اسا تکو تاب جنگ
نہ اندیشہ رستم نے ہرگز کیا	جہان دیو ارژنگ تھا وان گیا	دلیرانہ جاکر کیا جب غریو	تو خیمے سے نکلا وہ ارژنگ دیو
تہمتن کے مارے کمر مین دو دست	گرا پہلوان کو کہ بی دو دبیت	تہمتن نے ہاتھ اسکے رکھ کتف پر	پکڑ دوسرے ہاتھ سے اسکا سر
اوسے خاک پر پھیر فگندہ کیا	سر دیو ناپاک کندہ کیا	جہان اور دیو ڈنکی تھی انجمن	دیا پھینک وان سے سر اہرمن
ہٹے سے پھر گرد نزدیک سب دیو زاد	ہوا وان سے رستم روان شاد و شاد	سر کوہ جس وقت رکھا قدم	وہان پر توقف کیا ایک دم
روانہ ہوا اپنے پل ارجمند	غرض کرکے طے راہ پست و بلند	جہان شاہ ایران گرفتار تھا	وہان ساتھ اولاد کے وہ گیا
ہو کلہ[illegible] خواب غفلت سے بیدا	نہنگ سلطان ہوا اگر وہ سے	شہنشہ نے پوچھا جو احوال راہ	تو رستم نے تکبیر کہا پیش شاہ
گرفتار زنجیر کاؤس تھا	تہمتن نے اس دم ارادہ کیا	کہ یکدست تو تیرہ وہ بند گران	کہ اتنے مین جا کے وہان پہلوان
لیا گھیر رستم کو بس آن کر	جو لے پہلوان کو تھا کچھ خطر	جو سردار تھا قوم کا بند دیو	مقابل ہوا وہین کرکے غریو
وہ بولا کہ بیشک تو منزل خدا	کہا تن سے ارژنگ کا جو پتا	خدا نے دیا اس قدر مجھکو زور	کہ دیو ونکو سمجھون ہون انبوہ مور
ترے ہاتھ ہی مرگ دیو سپید	ہیت آیا ہی ولین کرکے امید	کرون قتل اس دیو ناپاک کو	نہ جان اپنی دے مجھکو تو زور جو
اطاعت مری کر تو سب اختیار	کہ یہ خاک ہے بہتر نہین زینہار	اگر جنگ کی دل مین ہو کچھ ہوس	تو سر تیرا اور تیغ بران ہو بس
ہوا دیو فرمان بر اسکا وہین	کہ پیدا ہوئی ہیبت تیغ کین	کہا اور دیوان ناپاک کو	کہ مت آؤ پیش پل نامجو
گرفتار تھے جتنے ایرانیان	ادھین لا کے ساتھ سفر کیا پھر یہان	لگا کہنے رستم سے پھر اہرمن	کہ دیو سپید اسے پل پیلتن
ہوا کشتہ گر ہاتھ سے تیر دوران	تو فرمانبری ہم کرین سب یہان	تہمتن روان اس مکانسی ہوا	اور اک دیو ساتھ اسکے ذاتی ہوا
بیابان مین تھا وقت شب تا سحر	وہ اولاد اور دیو تھا راہبر	پڑا ایک لشکر نظر دور سے	کہ افزون ملخ سے تھا اور مور سے
یہ اولاد سے پوچھنے وہ لگا	کہ یہ فوج کسکی ہے مجھکو بتا	وہ بولا کہ ہے فوج دیو سپید	سنایا سوا اسکے اور اک نوید
کہ نکلے ہے جب چرخ پر آفتاب	ہر اک دیو ہوتا ہے پھر گرم خواب	مگر اس وقت تو انسے ہو گند خواہ	تو پھر ہو ظفر بالفضل الٰہ
ہوئی بات اولاد کی دلپذیر	**احوال منزل ہفتم و کشتہ شدن دیو سپید**		ہوا رات کو رستم آرام گیر
سحر جبکہ خورشید تابان ہوا	پل پیلتن تب شتابان ہوا	جہان لشکر دیو تھا وان گیا	کوئی خواب مین کوئی بیدار تھا
تہمتن کمر سے وہین کھینچ تیغ	لگا قتل کرنے ادھین بے دریغ	ہوئے پھر خبردار یکدست دیو	گیا گرد رستم بھی کرکے غریو
چپ و راست تھا تیغ زن پہلوان	جو آیا مقابل ہو کشتہ وان	رہی جب نہ زنہار تاب ستیز	تو لی وان سے دیو نے راہ گریز
پھر آیا وہ پل پاؤل پر امید	سو خانہ ہو جا بجا دیو سپید	پرازجادو وان تھا وہ سکین مکان	نہ تھا نام کو روشنی کا نشان
وہی دیو سپید سہارے رہا	پل پیلتن کو وہان لیگیا	کوئی غار تاریک تر تھا وہان	کہ دیو سپید لعین تھا جہان



نکل غار سے وہ مقابل ہوا
دلیری سے پھر لیکے نام خدا
تھلیں لیا اپنی رستم کو داب
ادھر یون کیے تقابل نا جھ
غرض ہمدگر خوب کشتی ہوئی
زمین پر یکایک پڑی جو نظر
اوٹھایا پکڑ کر کمر دیو کو
تکہ کی جو رستم نے پھر سوئے غار
کہ یا جان دیو سپید لعین
یہ کہکر کہا پھر کہ اے نامدار
پھر اولاد کو وہ جگر دیو کا
دیا مژدہ فتح جب شاہ کو
سو رستم گرد مائل ہوا
کیا زخم شمشیر اُسپر رہا
لگا نہ وہ کرنے وہ خانہ خراب
کہ اب دیکھیے جانبری کیونکہ ہو
ادھر اور اودھر سے کشتی ہوئی
تو دیکھی زمین خون سے رستم تر
دیا پھر ٹپک خاک پر دیو کو
تو کشتہ بہت پائے واقف یوسا
ہر اک کی تھی وابستہ جان حزین
کچھ انعام کا ہو نہیں امیدوار
یل سلطنت نے حوالے کیا
تو شادان ہوا خسرو نامجو
اُسے دیکھ رستم ہوا خوفناک
ہوئی خستہ اُس زخم سے ان دیو
جوان نے بھی اُس دم کیا خوب زور
سکے تھا ادھر دل میں دیو سپید
بہم ہو سکے عاجز ہو پھر جدا
یقین یہ ہوا زخم کاری لگا
کیا وہیں خنجر سے اُسکو ہلاک
یہ پوچھا انھیں قتل کسنے کیا
ہوا کشتہ وہ جب تو سب مرگئے
تہمتن یہ بولا تجھے اے جوان
تہمتن وہانسے پھر اشاد شاد
لگا کہنے پھر شاہ باداد و دین
پند لیگیا سوے یزدان پاک
وہ لے دو مرکر اسنے کرکے عزیو
دلیرانہ باہم ہوا خوب زور
کہ ہوں جانکن آج مین ناامید
جدا ہوگئے یکدم توقف کیا
ہوا دل قوی رستم گرد کا
نکالا جگر دل کیا اسکا چاک
جواب اُسکو اولاد نے یہ دیا
جہنم میں ساتھ اُسکے یکسر گئے
کرون حاکم شہر مازندران
گیا پیش کاؤس فرخ نہاد
کہا اے مرحبا آفرین آفرین

داستان بر تخت نشستن کیکاؤس شاہ مازندران و نامہ نوشتن بشاہ جادوان

جو سردار دیوؤن کا تھا سپید نام
وہ گودرز و گستہم اور طوس و گیو
یل نامور رستم پہلوان
رہا سات دن تک یہ جشن طرب
فرستادہ کا نام فرہاد تھا
شہ جادوان اُسکو پڑھا کر سکے وا
دلیر و جوانمرد رستم ہے نام
تجھے ساتھ رستم کے جب ہو جنگ
یہیں ملک اپنا دیا اسلیے تو کر
یہ مضمون پڑھا جب تو ہو کر خفا
ہزارون ہین یان دیو بیکار جو
تو نازان ہے اک رستم گرد پہ
تجھے ساتھ بیٹھے بڑا کیا کیا
تو بیٹھا ہے سوے ایران زمین
فرستادہ لیکر جواب پیام
پڑا فکر مین شاہ فرخندہ نام
یہ سنکر ہوا خرم و شاد شاہ
کہا یون کہ بیہودہ گوئی تو چھوڑ
سمجھ گر تو ہی عاقل بیش بین
وگرنہ تجھے خوب پہونچے زیان
حضور سپہدار مازندران
قد و جسم ہر مثل پیل بلند
شہ جادوان نے وہان بیٹھا
اُسے دیکھ جوان طرح تیز کے
اشارہ نہین کہنے لگے یون بہم
تہمتن نے کیا خوب پنجہ کیا
وہ بیتاب ہو کر ہوا اس قدر
کلاہور اک گرد پر زور تھا
کلاہور آیا غضبناک ہو

ہوا وہ مطیع شہ ذوالکرام
وہ گرگین و بہرام و رہنیل دلیو
سرکشی زر تھا جادہ کنان
رہے روز و شب بالکل عیش سبب
غرض نامہ شاہ وہ لیگیا
لکھا تھا کہ اک گرد زور آزما
ہر اک گنج ہے سدا اُسکا کام
تو وہ دونون کشتہ ہوئے سنگ بند
تجھے خواہش خیر ہے کچھ اگر
شہ جادوان نے یہ پاسخ دیا
تو ہی بازو و کینہ و رزمند ہو
یہان ہین ہزارون یل نامور
کہ زندان مین تجھکو زندہ رکھا
نہ ہر گز مرے ساتھ ہو گرم کین
پھر آیا حضور شہ ذوالکرام
لگا کہنے تب رستم نامجو
ہوا انتہا سے غم کے آزاد شاہ
ہماری اطاعت سے ابتک ہو دُور
کہ پیغام تمہارا بہتر نہین
رہے پھر نہ تو اور نہ مازندران
کیا جا کے یون مرد دانا بیان
رکھے ہر وہ پاس اپنے تیغ و کمند
روانہ کیے گرد زور آزما
جو نزدیک پہونچا تو پیدا ہوا
کہ دکھلا دین کچھ زور اپنا بہم
کہ ہم پنجہ کا دست رستم کیا
کہ بس گر پڑا اپنے خاک پر
اُسے شاہ مازندران نے کہا
لگا کہنے یون رستم گرد کو

وہ لایا وہان ایک و زنگ زرہ
ہوے ایستادہ چپ و راست سب
سر نو ہوئی محفل انبساط
سوے شاہ مازندران بولا زبان
دیا شاہ مازندران کو شتاب
روان ہو کے ایران آیا یہان
وہ دیو سپید اور زنگ دلیر
کہان ہے تجھے رزم کی اس تاب
ترے حق مین بہتر ہو فرمانبری
کرو دیو سفید اور زنگ اگر
سوا اُنکے ہین پاس سے شہا
ارادہ کرون گر تو دست ندرون
رہائی تری ہو گئی ناگہان
کرونگا تجھے قید گر ایکی بار
سنا اور دیکھا تھا جو کچھ یہان
تجھے نامہ لکھ دیجیے ایکی بار
تہمتن کی تعریف کرنے لگا
نہین تیرے لشکر سے ڈرتے ہین ہم
اگر آکے حاضر ہو یہان ایک بار
ہوئی مہر کاؤس جب نامہ پہ
کہ آیا ہو پھر اسے شہ نامور
قوی ہیکل اک سپہ زیر ران
یل بیلتن نے اُنھین دیکھکر
بہت گرد اُسکے تلے دب گئے
کیا ایک نے اپنا پنجہ دراز
جدا ہو گئین اُسکی رگہا کردست
خبر سنکے یہ شاہ مازندران
کہ تو بھی اسے زخمی و خستہ کر
ذرا جیسے ہم پنجہ ہوا پہلوان

ہوا اور سپہ کاؤس کے جلوہ گر
کمر بستہ جون بندگان با ادب
مہیا ہوا ساز و برگ و نشاط
کیا شاہ نے ایک نامہ بدان
کہا یون کہ لکھدیجے اسکا جواب
تو ہی روز ہے قتل شیر ژیان
جہان مین تھا قوت کا تجھکے غرور
تو حاضر ہو یان آکے اب بشتاب
وگرنہ ہو دشوار پھر جانبری
ہوئے کشتہ نوبان ہوا کیا ضرر
ہزار و دو صد پیل جنگ آزما
بس اک دم مین تسخیر ایران کرون
غنیمت سمجھ اسکو اب بیگمان
تو جیتا تجھے چھوڑونگا پھر زینہار
کیا پیش کاؤس یکسر بیان
کہ تا جائے نہین وان فرستادہ اور
پھر اُسنے رقم وہ مین نامہ کیا
تجھے پھر خبردار کرتے ہین ہم
ترا ملک تجھ پر ہے برقرار
روان تب ہوا رستم نامور
فرستادہ اور ایک یا کم و فر
عجب شان و شوکت کا ہر وہ جوان
او کھاڑا وہان اک تناور شجر
یہ دیکھا تو حیران پھر سب گئے
ہوا خشمناک رستم سرفراز
ہوا مرد نہ رہا وہ مین کیسا بیت
یہ سمجھا کہ رستم یہی ہے جوان
دل اور پنجہ کو اسکے شکستہ کر
اگر دیکھون ترا مین تو زور و توان

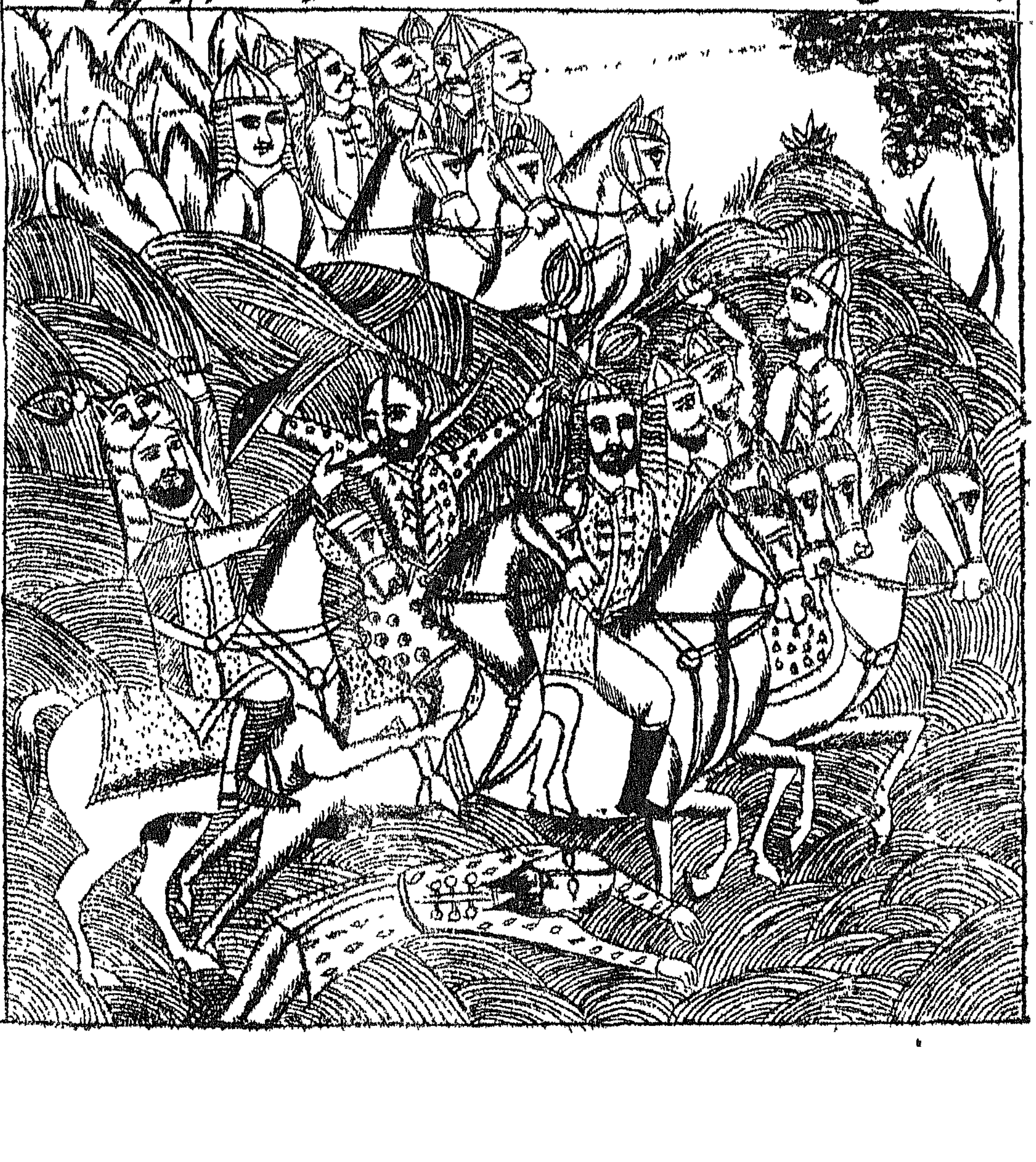
مقابل وہیں پھر تہمتن ہوا
بنفور خشم اوند آیا وہ مرد
کہا یہ کہ بہتر نہیں کارزار
کیا پھر طلب رستم گرد کو
یہ سنکر دیا اسنے پاسخ وہیں
تہمتن یہ بولا کہ لکھیے جواب
ہمارا تو ہو بلکہ فرمان پذیر
تو باہر نہ اپنا زِ حد سے دھر قدم
نہ برباد دے اپنا دیہیم و تخت

کلاہور سے نیچہ افگن ہوا
پراگندہ خاطر گرفتار درد
رہ آشتی کر تو اب اختیار
گیا جب حضور اسکے وہ نامہ بر
کہ رستم کا ہوں چاکر کمتریں
لکھا پاسخ نامہ اوسنے شتاب
کہ قائم رہے ملک و تاج و سریر
نہ پھر اپنی جان پر وار کر رستم
روانہ ہوا اسکے دشوار و سخت
کہ کیجے اب آراستہ ساز جنگ

آسے بھی کیا ایک دو پیش بران
دکھایا اسنے دست آویختہ
کلاہور نے جب کیا یہ بیان
لگا کہنے پھر شاہ مازندران
یہ کہکر وہ نامہ حوالے کیا
کہ یاں تجھسے ہو دعوی ہمسری
بزرگوں نے تیری نچا پائی کبھو
تہمتن نے یوں وقت رخصت کہا
حضور شہنشاہ کاوس جب
روان ہو جیسے شوق بہ بیند جنگ

لیا اسکے سر پنجے کو زیر قوت
کہ رگ اور ناخن سے تھے سب گئے
ہوا پر غضب شاہ مازندران
کہ تو ہی مگر رستم پہلوان
وہ پر حکم ہوا پھر نہایت خفا
تو سمجھے جو پاسے فرما بری
کہ تا سپہ مازندران لاوے پاہم
کہ کاوس کی کر اطاعت تمہا
وہ آیا تو بولا کہ رستم ظفر ہے

جنگ کاوس شاہ با والی مازندران و کشتہ شدن شاہ مازندران از دست رستم و ظفر یافتن



ادھر سے جہاندار کشورستان
کوئی دیو جو تھا وہان بید رنگ
شہ جادوان نے کہا فوج کو
ہوا بوق اور کوس کا یہ خروش
دو لشکر باہم حملہ آور ہوے
ہوا ارغو پشتم درخشندہ جب
وہین غیب سے پھر یہ آئی صدا
کہا حملہ آور ہو ساری سپاہ
لگھر سے اُسکے آگے تھے پیلان مست
سیلا ہاتھ سے گزرا جس دم ہوا
یل پیلتن لیکے اُس تیر سے گو
جو دیکھا وہ کوہ گران سد راہ
مرے ساتھ جب لیکے گرز گران
کہ اس زخم سے ہوگئے غرق خوان
لگا کہنے پھر بادشاہ جہان
لگے زور کرنے ولیکن وہ کوہ
پس پشت تھے وہ دلیران تمام
غرض لاکے رکھا وہ کوہ گران
نکالا اسے شہ جادوان سنگ سے
یہ آواز سنکر شہ جادوان
وہین کھینچکر پھر تہمتن نے تیغ
گریزان ہوے جس دم وا ہرمن
شہ جادوان کا جو تھا تخت گاہ
بہت ہاتھ آیا وہان مال و گنج
جب اس فتح سے شاہ خوشدل ہوا
کنیز و غلامان زرین لباس
پھر اولاد کو بادشاہ طرب
بہت اُسنے کی خدمت و چاکری
شہنشاہ نے شہ خرم و شاد ہو

ادھر سے سپہدار مازندران
ہوا آکے رستم سے جویاے جنگ
کہ یکبارگی اب تو حملہ کرو
کہ یکسر پریشان ہوا بیہوش
ہزاروں تن اک دم مین سر سے گئے
یہ مانگی دعا شاہ ایران نے تب
کہ ہو فتح تیری بفضل خدا
کرو فوج مازندران کو تباہ
گیا گرز سے ٹکڑے ہر اک کو تہ
طلبگار نیزہ وہ رستم ہوا
شہ جادوان سے ہوا رزمجو
تو حیران رہا رستم کینہ خواہ
ہوا رزم جو شاہ مازندران
ہوا شاہ مازندران سرنگون
کہ حقنے ہیں ایران کو زور آوری
بلا بھی نہ آوے ہو سب ستوہ
خوش و خرم و آفرین خوان تمام
کہ شاہنشہ نامور تھا جہان
رہائی ہمین اب تری جنگ سے
جو نکلا الغرض کاؤس شاہ جہان
کیا پارہ پارہ اُسے بیدریغ
پریشان ہوے نیز ترچ کہن
ہوا جلوہ گاہ شہ دین پناہ
ہوا دو ریکدست پھر بے رنج
بخشش وجود مائل ہوا
بہت شفقت بیحساب
جہاندار کر کے طلب
پھر لائق عزت و برتری
زر و دے عنایات اولاد کو

صف آرا ہو پھر جاکے میدان مین
لگا جبکہ اک زخم نوک سنان
ہوا گرم ہنگامۂ گفت و خون
ہوا گرم ہوکر غبار زمین
بشمشیر و گرز و سنان و خدنگ
کہا یارب ہرے ہم قرین ظفر
یہ سنکر شہنشاہ فرخ نہاد
تہمتن سوے شاہ مازندران
گشادہ ہوئی راہ جب سربسر
وہین گیا نیزہ وہان لیگیا
وہ قوت تھی جادو کی ہنگام جنگ
پہونچکر وہین شاہ کا دین کو
لگو ٹوٹ گیا زخم نیزہ رہا
ولیکن یہ حائل ہوا ایک کوہ
اوٹھالا وہین اس کوہ کو زور سے
پھر آخر کو وہ رستم پہلوان
خوشی سے ہو رستم نامدار
غرور و نشان ہو جون شیر سنگ
وگر وہ ابھی لیکے تیغ و تبر
لگا کہنے پھر اسمین لاؤ نہ باک
جو کشتہ ہوا شاہ مازندران
بفیروزی و فتح شاہ جہان
ہوے خرم شہر و دیوان تمام
سپاس عنایات و لطف خدا
زر بے بہا خلعت پر گہر
تہمتن کو دیکر کیا سرفراز
کیا عرض رستم نے ای بادشاہ
حکومت ہمائی اسے دیجیے
کیا حاکم شہر مازندران

ہوا جستجو پھر اک آن مین
رہی دیو کے پھر نہ قالب مین جان
ہوئی خون سے سنگ زمین لالہ گون
گیا تا بہ سقف سپہر برین
زبانگ نہنگ ہو بازار جنگ
زبون ہو وہین دیولاش بیدادگر
گیا سوے تاورد کہ شاد و شاد
شتابان ہوا مثل پیل دمان
گیا راست تب رستم نامور
تہمتن کو جاکر دعا دے گیا
شہ جادوان بنگیا شکل سنگ
یہ بولا کہ اے شاہ فرخندہ خو
اور اوس دم یہ دل مین گمان پھر ہوا
یہان بخت ... ہی اک گروہ
یہ سنکر وہ زور آوران سربسر
اوٹھا پہلوان سے کوہ گران
بہت گوہر و زر گیا وان نثار
تہمتن یہ بولا کہ یان بید رنگ
کرون ٹکڑے اس کوہ کے زود تر
ملا دوں ابھی اسکو تہ خون و خاک
شکست پڑی فوج کے درمیان
ہوا داخل شہر مازندران
پرستار شاہنشہ ذوالکرام
جہاندار کاؤس لایا بجا
زر و ملک و اسپان و بار گران
ہوا پہلوان کا فزون امتیاز
یہ اولاد ہے بندہ نیکخواہ
یہان مین سرافراز اب کیجیے
فزون کی وہین اسکی توقیر ...

وہ رستم اور طوس عالی وقار
وہ گودرز اور گیو جنگی سوار

یہ تینوں تھے گردان جنگ آزما
انہیں ملک اونکو عنایت کیا

داستان لشکرکشی کردن کیکاؤس بر شاہ ہاماوران و ہزیمت خوردن شاہ ہاماوران و دادن دختر خود کیکاؤس را

تبا پیا اقبال و فیروزے بخت
جو ماژندران کو لیا تاج و تخت

ہوئی ایک عالم کو یہ آگہی
کہ باشوکت و فر شاہنشہی

کیا جسنے تسخیر ماژندران
سہا خیل دیوان بد اختران

بہت بادشاہان گردن فراز
ہوئے گام فرسا سے راز و نیاز

اطاعت پہ جسنے نہ باندھی کمر
تو اُسکی ولایت کو پہونچا ضرر

ولیکن ہوا شاہ ہاماوران
مطیع شہنشاہ کشورستان

کیا استقدر پہلوانوں نے تنگ
کہ ہرگز رہا پھر نہ یارائے جنگ

جہاندار اُسکا ہوا خواستگار
نہ انکار اُسنے کیا زینہار

رہا ملک ہاماوران برقرار
مراعات کی اور بھی بیشمار

کہ تشریف اب قلعہ مین لایئے
یہان تک قدم رنجہ فرمایئے

کیا شہ نے اقبال اس بات کو
ولیکن وہ دلدار فرخندہ خو

وہ کمبخت ظالم سیہ کار ہے
بڑا ہی دغا باز و مکار ہے

کو پہنچے سوے ایران بفتح و ظفر
روانہ ہوا خسرو نامور

خدایو جہانگیر کاؤس کے
بلند اقتدار و زبردست ہے

ہوئے سرکشان سبکے اندیشہ مند
مبادا کہ ناگاہ پہونچے گزند

ہر اک نے زر و گوہر و طوق و تاج
حضور اسکے بھیجا برسم خراج

بہت کچھ وہان شہ نے صید کیے
مکان ملک توران کے اکثر لیے

نمایان ہوئی اُس سے جیسے سرکشی
تو کی شاہ نے اُسپہ لشکرکشی

وہ رکھتا تھا اک دخت سیمیں اندام
صنوبر قد و گلرخ و لالہ فام

سنا تھا عقد باہم برسم شہان
ہوا شاہ کاؤس پھر مہربان

پیام سپہدار ہاماوران
یہ آیا حضور شہ خسروان

قبول آپ میری مہمانی کرو
مرے حال پر مہربانی کرو

یہ بولی کہ اے خسرو نامدار
مرے باپ کا کچھ نہیں اعتبار

نہ جاؤ غرض قلعے کے درمیان
کہ ہرگز نہیں خوب جانا وہان

داستان مہمان نمودن شاہ ہاماوران کیکاؤس را و گرفتار نمودنش و خبر یافتن رستم و نامہ نوشتن آن بہ شاہ ہاماوران

ہوا جاکے مہمان شہ کامگار
گئے ساتھ اُسکے کئی نامدار

تمناے سالار ہاماوران
بر آئی کہ آیا وہ شاہ جہان

کمین کیا کہ خدمت سے خوشنود کیا
شہنشہ کو حیلے سے غافل کیا

ہوا جب گرفتار کاؤس شاہ
تو راہی ہوئی سوے ایران سپاہ

تصرف کیا آکے ایران میں
کیا ملک تسخیر اک آن میں

گئے زابلستان میں رستم کے پاس
شکستہ دل و پُرغم و بے حواس

سنا جبکہ رستم نے یہ ماجرا
تو یوں شاہ ہاماوران کو لکھا

ہوا شاہ ماژندران بھی ہلاک
سبھی دیو سرکش تہ خون و خاک

وہان سات دن عیش افزا رہا
نہ وسواس اندیشہ ہرگز کیا

شب و روز خدمت میں حاضر رہا
جو کچھ شرط خدمت تھی لایا بجا

کیا قید پھر شاہ کاؤس کو
کیا بند گودرز اور طوس کو

پہ لشکر سپہدار افراسیاب
سپہ لیکے توران سے پہونچا شتاب

بزرگان ایران نے پھر زینہار
اطاعت کی ترک کی اختیار

کیا جاکے احوال سارا بیان
کرے تا کہ تدبیر کچھ پہلوان

سنا ہوگا احوال ماژندران
کہ نیروے بازو سے میرے یہان

یقین ہے یہ لازم کہ کاؤس کو
باعزاز و اکرام یان بھیجدو

اگرنہ سواران زابلستان
نہ چھوڑینگے ہاماوران کا نشان

جواب نامہ نوشتن شاہ ہاماوران برستم و روانہ شدن رستم بہاماوران و جنگ کردن و ظفریاب شدن کیکاؤس شاہ

لکھا اسنے پاسخ کہ کاؤس کی / نہایت ہی دشوار اب مخلصی
پڑھا جبکہ نامہ کا اپنے جواب / تو پھر زابلستان سے جون برق آب
مخالف نے پھر جمع لشکر کیا / شہ مصر و بربر کو یاور کیا
کیا پہلوان نے مبارز طلب / کوئی بھی جا ہے جسکا مقابل ہے اب
ہوا شاہ ہاماوران پر غضب / گئے پہلوانان بھی ناچار تب
سراسیمہ وہ بھی گریزان ہوئے / دلیران ہر سہ کشور سراسان ہوئے
جو دیکھا کہ بیدل ہے ساری سپاہ / تو غیرت سے پھر مصر و بربر کے شاہ
سو بارک سمند و بصر بلے / کیا گرز رستم نے جب دم رہا
تہمتن نے پھر اسپہ ڈالی کمند / ہوا الغرض وہ گرفتار بند
سپہ لیکے پھر حملہ آور ہوا / شتابان سو فوج بربر ہوا
تباہ و پراگندہ لشکر ہوا / گرفتار پھر شاہ بربر ہوا
تہمتن سے پھر شاہ ہاماوران / ہوا آرزو مند امن و امان
جہاندار کاؤس پاکر وقسمہ
روان سوئے ایران ہوا بادشاہ / ہوا تخت شاہی پہ پھر جلوہ گاہ

اگر تو بھی آویگا میدان مین / تو ہوگا گرفتار اک آن مین
روانہ ہوا سوئے ہاماوران / پل پیلتن لیکے فوج گران
غرض با سپاہ گران ہر سہ شاہ / تہمتن سے آکے ہوئے کینہ خواہ
ہوا دل مین ہر اک کے پیدا خطر / کیا رزم سے اسکی سب نے حذر
کیا قصد رستم نے پیکار کا / ولے جبکہ رستم نے حملہ کیا
پھر آیا نہ میدان مین اک سوار / مقابل نکوئی ہوا آشکار
گئے سامنے پہلوان سے دلیر / مقابل ہوا وہ بھی مانند شیر
بچا کر وہ ضرب اسکی بھاگا وہین / ولے بخت بد سے تھا چارہ انہین
شتابی سے گرزین سے اسکو چپا / اُسے ہر دمان کے حوالے کیا
گریزان سواران بربر ہوے / نہ یک لشکر ان بہ رزم آور رہے
فقط تنہا ہوا شاہ بربر اسیر / چھل نامداران ہوے دستگیر
ہوئی شاہ کاؤس کی مخلصی / چھٹے قید سے طوس گودرز بھی
سپاہ سہ کشور بعید آرزو / ہوئی پھر کاب شہ نا مجو
زیادہ تھی شش لاکھ سے بھی سپاہ

مراجعت نمودن کیکاؤس شاہ بسمت ایران و بجنگ آمدن افراسیاب والی توران و ہزیمت او از دست رستم

جب آیا جہاندار عالیجناب / سپہ لیکے پہونچا تب افراسیاب
سپہدار توران نے پھر یون کہا / کہ لے پہلوانان جنگ آزما
کرون صاحب تاج و افسر اسے / سوا اسکے دون اپنی دختر اسے
پھر آیا سوئے رستم افراسیاب / ولیکن نہ ہرگز ہوا کامیاب
تو سالار توران ہراسان ہوا / سراسیمہ وان سے گریزان ہوا
ہوئے کشتہ تورانیان یان تلک / کہ کشتون کے پشتے ہوئے تا فلک
ہوا ملک ایران مین پھر بندوبست / ہوئے سرکشان جہان بھی پست
مکان پاکے نادر بزیر فلک / خیال آئے بہت کوہ البرز تک
سوا اسکے ہر جا تھے شیشے لگے / جہاندار کاؤس کے حکم سے
ولیکن یہ تنگ آگئے تھے تمام / وہ ناچار اس فکر مین تھے مدام

صف جنگ آراستہ وان ہوئی / جہان مین قیامت نمایان ہوئی
پکڑ لائے رستم کو گر کوئی مرد / کرے قتل یا آنکہ وقت نبرد
یہ سنکر کئی مرد میدان مین / گئے اور ہوئے کشتہ اک آن مین
پل پیلتن لیکے گرز گران / ہوا جبکہ میدان مین حملہ کنان
دلیرون نے پھر کھینچکر تیغ کین / ہزارون کیے قتل ترکان چین
گیا سوئے توران پھر افراسیاب / ہوا شاہ کاؤس کے فتحیاب
ہوئے شہ کے محکوم دیو و پری / لگے کرنے جون بندگان چاکری
کرون ان مکانون کی تعریف کیا / کہ تھا ہر مکان زر و یاقوت کا
غرض دیو فرمایش بادشاہ / سرانجام کرتے تھے شام و پگاہ
گزشتہ کو کسطرح سمجھے ہلاک / جہان مین رہین تاکہ بیخوف و باک

پھر ابلیس سے سنکے ذرخیم دیو
وہ سمجھا یہی ہے کہ راز فلک
اگر تو ہو عازم سوے آسمان
پہ کہنے لگا اس سے پھر تاجدار
دے جو لاکا تدبیر اسکی کرون

کیا ابلیس و این پیش کیہان خدیو
نہین تجھکو معلوم کچھ اے ملک
تو ظاہر ہو یکبیک بست راز نہان
ترا دیپیکا گا مجھے چرخ پر

کیا عرض اسے بادشاہ جہان
کواکب کی گردش کا بھی بیشمار
سنی بات جب دیو گمراہ کی
تو مین تجھکو انعام دون بیشمار

تو ہی خسرو خسروان زمان
نہین تجھسے احوال کچھ آشکار
تو گم ہو گئی عقل پھر شاہ کی
زیادہ کرون عزت وافتخار
سر چرخ پر آپ کو بھیجدون

رفتن کاوس شاہ بسیر آسمان وافتادن بدشت چین وآوردن سواران در ایران وباز بر تخت نشستن

کیا پیش ابلیس ذرخیم دیو
وسیلہ اسکی تدبیر فرمائیے
کیا پھر جو صورت نامدار
او چہین ساتھ مردم کے خوگر کیا
عقابوں کو باندھا سر تخت سے
کہ مقصد یہ تھا سیر آسمان
جہانتک اوڑھین زور پرواز تھا
گرا دشت چین مین وہ تاجدار
چہل روز غمگین وخستہ رہا
اشارت ہوئی خواب مین رات کو
کسی آکے دیوون نے پھر یہ خبر
ہوا جلوہ گر شاہ جب تخت پر
ستم ہو کہ پھر بار اے بادشاہ
نہ تھا خوب کیا تجھسے کار نہان
اکاہ مہر کرنے وہ شاہ جہان
سے تا جدا ایران تھا کیہان خدیو
[illegible] ایسا جو ہو تا اگر
آتا یہ شاہ [illegible] پناہ

کہ گردون پہ کیس طرح لیجائیے
عقاب اسکے چنگل نے تسکو اٹھا
کئی روز پھر انکو فاقہ دیا
کہا پھر یہ شاہ قوی تخت سے
کہ ہو رزم آورد بہ تیر و کمان
ہوے اوج گیر ابر سے ہوا
گزند اسکو پہونچا نہ کچھ زینہار
پراگندہ دل [illegible]
کہ رکھنا تھا جو خواب سے تا سحر
کہ پہونچے چین مین وہ تاجور
تو گودرز و توس [illegible] وہان آنکر
تو دیتا ہو پہونچا دو تختگاہ
کیا پھر [illegible]
کیے مشغل [illegible]
پیشتار [illegible] انسان دیو
تو پھر پیش آئے [illegible] نامور
[illegible]

تباہی رہین اسکے تدبیر کیا
کھلایا او نھین گوشت شام وسحر
رکھی رات بھر لا کر اک بید پر
کر اب بیٹھے آپ اس تخت پر
اٹھے تخت کو لیکے چارون عقاب
نہ ہرگز رہی تاب پرواز جب
گرا پیٹ سے ہو کے تھا قوی تختگاہ
نشت چین [illegible] روز رو تا تھا وہ زار زار
وزیرون کو بھیجا اس قصہ کی جستجو
روانہ ہوئے تب سران سپاہ
ملامت بہت کی کہ افسوس ہا
ہوا تو گرفتار خواری سے یار
یہ سنکر شہنشہ پشیمان ہوا
کیا بسکہ نالہ وگریہ صبح وشام
جہان مین کوئی شاہ گیتی پناہ
کمر باندھتا جا وہان شہریار
سمہ تہ قلم کی [illegible]

کہا یون کہ راضی ہو کیہان خدیو
کہ نزدیک ابلیس کے تھی وہی
قوی زور اُنکے ہوے بال و پر
کیا آپ طیار پھر تخت زر
ہوا جلوہ گر خسرو نامور
سو گرگشت پرواز کی پھر شتاب
سر خاک پر گر پڑا تخت تب
غرض دشت مین خسرو تاجور
خدا سے کیا قسم انجام کار
روانہ کیے دیو ہر چار سو
شہنشہ کو لائے سوے تختگاہ
ہوئی یک قلم گم تری عقل و رای
ولیکن تھا خدا زینہار
تجالت سے سر در گریبان ہوا
شہنشہ سے راضی ہوے خاص وعام
نہ ہرگز ہوا مثل کاوس شاہ
شب و روز بیٹھا وہ خلوت گزار
کئی دن آگئے سہراب کی داستان

داستان تولد سہراب از بطن تہمینہ دختر والی سمنگان

تہمینہ [illegible] ناہار
[illegible]

کیا دشت [illegible] شکار
[illegible] روان

ہوا سیر اک گور سے کیا کباب
تو اترے [illegible] ڈالی کمند

کیا پھر [illegible] آرام و خواب
کیا گردن رخش کو [illegible]

گئے جبکہ نزدیک اوس رخش کے
پکڑ لیگئے ترک و اسنے اوسے
وہ لیتا ہوا پھر سراغ اسپ کا
تو وہ بھی پیادہ گیا پیشوا
ادھر اب قدم رنجہ کیونکر کیا
جہان ہو وہان سے تو لا رخش کو
کرم کیجیے میرے ایوان پر اب
یہ گفتار سنکر وہ شادان ہوا
لیں پردہ وان رات کو ناگہان
جو دیکھی وہ دلدار آئینہ رو
کہ شاہ سمنگان کی دختر ہون مین
ولے تیری مدت سے دیوانہ ہون
کسیکی نہون جفت تیرے سوا
بجا لائی مین شکر الطاف رب
غرض جبکہ خورشید ہو جاوے گر
یہ کہکر وہ جفت ہوئی دلستان
تو لاکر بجا شرط آئین و دین
کوئی مہرہ سام و نریمان کا تھا
تہمینہ تو اوسکو بازو سے باندھ
تو اوسکے مقابل نہو پیل و شیر
جدائی سے تہمینہ گریان ہوئی
جسیم و قوی پنجہ مانند سام
مہ ساکہ ہوا جبکہ وہ شیرخوار
تہمتن نے زابل سے تہمینہ کو
ولیکن بت دلستان نے وہان
یہ ہر کوئی پوچھے یہ ہر یان صبح و شام
ترا باپ ہے رستم پہلوان
ہوئی بعد ازان وہ بت مہ جمال
کہ بھیجو کسیکو حضور پدر

تو اوسنے لکھا اور دندان سے
کیا جفت اک بار یان سے اوسے
پیادہ بسوی سمنگان گیا
تہمتن سے جاکر یہ اوسنے کہا
یہ رستم نے تندی سے پاسخ دیا
کہ آفت یہان کوئی برپا نہو
بسر کیجیے اب بعیش و طرب
سمنگان کے سلطان کا مہمان ہوا
نمایان ہوئی اک بت دلستان
تو حیران رہا رستم نامجو
پری چہرہ و ماہ پیکر ہون مین
قرار و صبوری سے بیگانہ ہون
تمنا ہی دل تھی یہ صبح و مسا
کہ وارد ہوا اس مکان مین تو اب
مرے باپ سے میری درخواست کر
ہوا خوش بہت رستم پہلوان
تہمتن کو دی شاہ نے دختر نازنین
سو رستم نے اوسکو حوالے کیا
اگر ہووے دختر تو گیسو سے باندھ
وہ ہو مثل سام و نریمان دلیر
بہت اوسکی خاطر پریشان ہوئی
رکھا شاہ نے اوسکا سہراب نام
لگا پھرنے میدان مین لیل و نہار
سہ یاقوت بھیجے تھے اور لعل دو
لکھا تھا کہ پیدا ہوئی دخت یا پسر
کہ تیرے پدر کا بھلا کیا ہے نام
یل پیلتن گرد کشورستان
تنا گوہی سام نریمان زال
کہ پہونچا دی دونون طرف کی خبر

کیے چند کس شستہ اک آئین
ہوا جبکہ بیدار وہ نامجو
جو شاہ سمنگان کو پہونچی خبر
ترے ہم ہین فرمانبر و نیک خواہ
مرا رخش لائے ترے مردمان
وہ بولا کہ آنا نہ گھبرائیے
رکھو جمع خاطر کہ رخش آپکا
مہیا کیا شہ نے چنگ و رباب
سمنبر گل اندام و شمشاد قد
یہ پوچھا کہ تو کون ہے کیا ہے نام
مرا نام تہمینہ ہے ای جوان
ہوئی والہ سنکر ترے غم بیان
کیے تھے یقین مینے یہ مردمان
یہ سنکر ترے پاس آئی دوان
وہ چاہے ہی مجھسے زیادہ تجھے
سحر موبد شاہ کو کر طلب
ہوا اوس سے ہمخواب یکشب جوان
کہا یون کہ اے دلبر سیمبر
بیان کیجیے کیا اثر مہرے کا
طلب رخش اپنا کیا بعد ازان
غرض نو مہینے گزرے جب گذر
وہ یکتا بہ نظر و نگین یکسالہ تھا
ہوا جبکہ دہ سالہ وہ پیلتن
طلب کی تھی یہ نازنین سی خبر
غرض آکے تہمینہ سے ایک روز
کہون کیا مین تجکو تبا تو نہین کیا
دلیران گردان روے زمین
سنا جبکہ سہراب نے یہ سخن
وہ بولی کہ اے پور فرخندہ فال

رہائی ہوئی پر نہ میدان مین
نہ دیکھا کہین دشت مین رخش کو
کہ آیا یہان رستم نامور
خدا ہے ہمارے سخن کا گواہ
سراغ اسپ کا مجکو پہونچا یہان
نہ تندی کو اب کام فرمایئے
سحر آپکے پاس آجائیگا
شراب مصفا و نقل و کباب
پری چہرہ مہ رو و خورشید خد
لگی کہنے تب یون بت لالہ فام
رہون جو پری مردمان سے نہان
خدا سے کیا عہد مینے کہ ہان
کہ لائین ترے رخش کو اب یہان
کرون تا حقیقت مفصل بیان
کریگا نہ انکار اس بات سے
تہمتن نے بھیجا یہ پیغام تب
ہوئی حاملہ وہ بت دلستان
اگر تجسے ہووے تولد پسر
کہ ہو پاس جسکے بفضل خدا
سوار اوس پہ ہو کر ہوا پھر روانہ
تو پیدا ہوا نازنین سے پسر
رخ خوب و رنگ گل و لالہ تھا
لگے ڈرنے مردان شمشیر زن
کہ دختر تولد ہوئی یا پسر
لگا کہنے وہ کودک دل فروز
یہ سنکر پریچہرہ نے یون کہا
کوئی زینہار اوسکے ہمسر نہین
تو پھر یون لگا کہنے وہ پیلتن
نہ لانا یہ زنہار دل مین خیال

ترا نام سنکر جو رستم سے تجھے
رکھے ہی ترے باپ سے بغض و کین
ہوا تنا وہ کودک ارجمند
سواران ترکان و مردان کار
بٹھاون تہمتن کو مین تخت پہ
جو رستم پہ ہو کے اور مین سپہ
ہوا گرم سہراب پھر برق سان
پسند اوسکو لیکن نہ آیا کوئی
ہوا بچہ رخش جب رو برو
سوار اوسپہ ہو کر پیل شیر زاد

ہوا اسپے تو پھر رنج و غم ہی تجھے
یقین ہی کہ تجکو وہ چھوڑے نہین
یہ بولا نہین بات یہ دلپسند
فراہم کرون لشکر بے شمار
کرون اوسکو ایران کا تاجور
نہ دنیا مین کوئی رہے تاجور
کیا اسپ سے تو طلب بعد ازان
سواری کے لائق نپایا کوئی
تو شاداں ہوا وہ دل ناجو

سوا اوسکے وہ شاہ افراسیاب
غرض ہی یہ بہتر کہ تو ہوشیار
رکھو تم نہین نہ پوشیدہ نام پدر
پھر اکدم مین اوس تخت کا بیکلا
کرون قصد تجھ سے سو افراسیاب
پر یہ چہرہ مانند ابر بہار
دکھادے ڈرادے سنائے تمام
سر اوشیتا ہاتھ اوسنے جسکے کہا
کہ وہ بادیہ جست و شایستہ تھا

کیا جسکو رستم نے اکثر خراب
نکر باپ کی نام کو آشکار
نہین مجکو ہرگز کسیکا خطر
مٹا دونگا نام و نشان طوس کا
سر تخت لون اوسکا جاکر شتاب
یہ گفتار سنکر ہوئی آشکار
کہ تھین سہراک اسپ تھا تیز گام
تشکم اوس ہو نکا زمین سے لگا
قوی زور و چالاک و بایستہ تھا
نہایت ہوا دل مین مسرور و شاد

روانہ شدن سہراب از توران بسمت ایران

برای جنگ کیکاؤس مع ہومان و بارمان و کردن اسیر راہدار ایران را

جو ایمر دے قصد ایران کیا
لگا کہنے پھر یون کہ اب ہی یہ عزم
کہ ہیں متفق اوسکے تورانیان
یہ سنکر ہوا شاد افراسیاب
کمر باندھکر کینہ خواہی پہ چست
روانہ کیا فوج کو پھر اودھر
یہ افراسیاب اونسے کہنے لگا
پدر سے پسر اور پسر سے پدر
قوی زور سہراب ہی اور دلیر
کسی حیلے سے کیجیو تم ہلاک
نہ دشوار تسخیر ایران ہو پھر
سپاہ گران لیکے وہ نوجوان
اکیلا نکل وہ مقابل ہوا
یہ سہراب نے اوس سے پوچھا کہ ہان
کرون سر کو اب تن سے تیرے جدا
دلیری سے سہراب نے بعد ازان
یہ ایران ایک تھا کزدہم پہلوان

مہیا لڑائی کا سامان کیا
کرون شاہ کاؤس سے جلکے رزم
لگے کرنے اونکو سے ہر زبان
پھر اوسنے یہ پیغام بھیجا شتاب
کیا قصد ایران جو تونے درست
کیے اوس نے سر کردہ دونا ہو
کرے کچھ ذرا دھیان اسبات کا
نہو آشنا زینہار ہے مکر
یقین ہی کرے پہ تہمتن کو زیر
اسے بھی ملانا تہ خون و خاک
ہلاک بداندیش آسان ہو پھر
ہوا سوی اقلیم ایران روان
سو جنگ سہراب مائل ہوا
ترا نام کیا ہے بتا اے جوان
یہ کہکر کیا زخم نیزہ سہا
رداں کر کے پہلو مین اوسکو سنان
اوسدہ وسکی تھی اک دختر دلستان

زرہ پوش مردان جنگ آوران
سر تخت کاوس رستم کو دون
کہ ہم جانفشانی کو حاضر ہین اب
کہ بدخواہ ہیرا ہی کاؤس تباہ
تو مین ہون رفیق استرا اے جوان
سنو نام کاونکے مجھسے بیان
کہ سہراب رستم سے واقف نہو
کرو جہد و کوشش صبح و مسا
بو تیت وغا رستم نامجو
جو کشتہ ہون یہ دونون جنگی اسو
سو افوج کی اونسے بید و تیغ
کوئی قلعہ تھا راہ مین استوار
سپارش کیا جسکے اوسنے ذلب
دیا اوسنے پاسخ کہ مین ہی ہجیر
بہت زور اونسے کیا کین سے
اوٹھا زین سے ٹپکا و بر خاک پر
سو وہ پہلوانی مین تھی بے نظیر

فراہم کیا لشکر بیکران
سپہدار اقلیم ایران کرون
سمجھتو رہینگے کاؤس کو زندہ اب
یہ ہی آرزو اوسکو کیجے تباہ
کرون تیرے شامل سپاہ گران
کہ ہومان تھا اک دوسرا بارمان
تہمتن نہ پہچانے سہراب کو
کہ سہراب رستم ہون جنگ آزما
مگر ہووے کشتہ تو سہراب کو
سے پھر کسے طاقت کارزار
روانہ کیا پیش سہراب گنج
ہجیر دلاور تھا وان قلعہ دار
گیا سامنے اوسکے سہراب تب
قوی بازو و زور مند و دلیر
ہلا پینہ سہراب جب زین سے
اوسے لیگیا پھر گرفتار کر
ہنرمند دانا شجاع و دلیر

جہان مین تھا گرد آفرید اوسکا نام
ہنر جنگ کے یاد اوسکو تمام

تو مانند مردان شمشیر زن
لباس نبرد اوسنے کر زیب تن

خروشان ہوئی جبکہ وہ سیمبر
تو سہراب حیران رہا دیکھکر

غرض سکو سہراب وہ شیرزن
ہوئی چون نگاہ اپنی ناوک فگن

سنان سے اوٹھایا اوسنے زین سے
سر خاک ٹپکا رہ کین سے

سوار اسپ پر ہوکے پھر دلربا
ہوئی شکل مردان نبرد آزما

اسیر کمند اوس پری کو کیا
سر زین سے پھر ہوئی وہ جدا

درخشان ہوا جب رخ مہ جبین
تو سہراب عاشق ہوا اسپر یہین

تو بیہوش ون سمجھے گئے وزیر ہشیار
کہ اس قلعہ مین ہے مرا اختیار

گئی قلعہ مین جبکہ وہ نازنین
پدر اوبرادر سے اوسنے وہین

کہا اس دژ مین رہنا نہین خوب اب
گریزان ہوے الغرض وقت شب

شتابی سے توڑا در قلعہ کو
گیا قلعے مین پھر پلٹ نامجو

تو سہراب کا دل ہوا بیقرار
ہوئی خاطر آشفتہ پھر لعبت آ

گیا پیش کاؤس گردون وقار
کہا یون کہ ای خسرو نامدار

تماشا یہ ہے عمر مین خرد ہے
کم از چاردہ سال وہ گرد ہے

مقابل ہوا جبکہ اوسکے ہجیر
تو وہ لیگیا کرکے وہین اسیر

یہ اب مصلحت ہے کہ اے شہریار
تو غافل نہو جلد کر فکر کار

کہ ای پیلتن رستم پہلوان
یل نامور گرد کشورستان

عدو سوز ہے تیری تیغ و سنان
جہانگیر ہے تیر او گرز گران

دلیر و قوی پنجہ سہراب نام
زبون اوس سے ہین پہلوان سب تمام

سوا تیرے ای پہلوان جہان
نہین کوئی اوسکے مقابل یہان

ہوا گیو نامہ کو لیکر روان
بفرمان شہ سوے زابلستان

یہ پوچھا کہ ای گیو یہ کر بیان
کہ کس شکل و صورت کا ہے وہ جوان

یہ دلمین لگا کہنے وہ پیلتن
کہ جاہی تھی بیٹی سمنگان مین زن

وہی طفل شاید کہ ہو یہ جوان
جسے سام پیکر کہے ہے جہان

دروغ اوسکی ہان کیونکہ لکھی یہان
بھلا کسلیے مجھسے کھتی نہان

کہ ہو چھوٹی ان ہوکے یان شتاب سے
حضور شہنشاہ عالیجناب

یہ کہکر کیا جشن ترتیب وان
رہے سات دن تک وہ شادی کنان

نہین اب ہے لازم توقف یہان
بجا لائیے حکم شاہ جہان

سنا جبکہ گرد دلاور ہجیر
ہوا وقت پیکار زندہ اسیر

شتابی سے ہو بادپا پر سوار
دلیرانہ آئی پئے کارزار

گمان لیگیا زن ہے یہ ماہرو
ہوا یا کوئی طفل پرخاش جو

لگی ہٹنا چھوڑنے تیر جب
سپر لیکے سہراب نے منہ پہ تب

ولے دخت نے کھینچکر تیغ کین
دو نیزہ کیا نیزہ کو بس وہین

دلیری یہ اوسکی جب آئی نظر
تو مشتاق سہراب نے زود تر

گرا خود تارک سے پھر خاک پر
پریشان ہوے شہر پر موے سر

کہا دلستان نے یہ سہراب سے
اگر ہو نہ دے گر رہائی مجھے

رہا اوسکو سہراب نے پھر کیا
ولے عہد و پیمان ہمسے لیا

جو کچھ ماجرا تھا کیا سب بیان
یہی مصلحت سب نے دیکھی وہان

ہوا جبکہ خورشید جلوہ کنان
تو آواز مردم نہ آئی وہان

نپایا کہین مردمان کا نشان
نہ دیکھی جو وہ دخت دلستان

ادھر تھا یہ ہمدوش فتح و ظفر
اودھر گردہم قلعے سے بھاگکر

جوان ایک آیا ہے توران سے
نشانہ ہے سام و نریمان سے

ولے پیلتن ہے جوان دلیر
قوی بازو و پشت مانند شیر

گئی سامنے جبکہ گرد آفرید
تو یہ بھی رہی فتح سے ناامید

یہ سنکر ہوا شاہ اندوہگین
تہمتن کو نامہ لکھا پھر وہین

تو ایرانیونکا ہے پشت پناہ
تو ہے سرگروہ سران سپاہ

تو جلدی سے پہونچ زابلستان سے
کہ آیا ہے اک گرد توران سے

سوار ہوا ناوہ پرزور سے
یہان زور کا اوسکے اک شور ہے

ہوا نامہ لیکر جب اسپ سیر
دیا گیو کو شاہ نے مہر کر

وہان جاکے رستم کو نامہ دیا
وہ حیران ہوا جبکہ نامہ پڑھا

وہ بولا کہ تہمتن یہین بچاس تمام
کہ ترکیب و شکل اوسکی ہے شکل سام

تولد ہوا ہے اوس سے پسر
کہ تھی حاملہ مجھسے وہ سیمبر

یہ پھر سوچ کرنے لگا نامور
کہ دختر ہوئی وان یہ آئی خبر

تہمتن سے کہنے لگا پھر یہ گیو
کہ ہے اسطرح حکم کیہان خدیو

وہ بولا کہ کیا اضطراب اس قدر
ذرا بادہ لعلگون نوش کر

یہ پھر گیو نے روبروے رستم کہا
کہا اے پہلوان نبرد آزما

یہ بولا وہ پیل رستم نامدار
نکر خوف و اندیشہ کچھ زینہار

نہیں کوئی پہونچے مرے زور کو
یہ ہے تاب کسکی مقابل جو ہو

کدا اوٹھا جب آپ کو جا کروان
رہیگا نہ سہراب کا پھر نشان

غنیمت ہے یہ صحبت ہمہ گر
کہ ہے آخر کار چلنا اودھر

رہی اور دو روز بزم طرب
خوشی سے رہے بادہ کش روز و شب

ہوا جبکہ روز دوم جلوہ گر
تو پھر زابلستان سے باکر و فر

روانہ ہوا رستم پہلوان
گئی ساتھ اوسکے سپاہ گران

دوارہ جو اوسکا برادر تھا گورد
اوسے لیگیا ساتھ اپنے وہ گرد

غرض کے ہو منزل بمنزل روان
گیا پیش کاؤس جب پہلوان

تو وہ بھی وہ شاہنشہ نامور
ہوا خشمگین رستم دیکھ پر

کہا طوس سے یوں زروے غضب
کہ دونوں کو دار پر کھینچ اب

کہا اتنا توقف وہاں کیوں کیا
مرا حکم لائے نہ ہرگز جب

زبردست تھا طوس ہر چند پہ
کیا رستم نامور سے حذر

ہوا پر غضب طوس پر شہریار
کہا جلد لیجا انہیں سوے دار

پھر اوسنے سوی رستم سرفراز
کیا لاجرم ہاتھ اپنا دراز

تہمتن نے جھٹکا وہیں اوسکا دست
خروشندہ پھر ہو جون شیر مست

یہ بولا کہ ہے کون نامور
جو لیجا کے کھینچے مجھے دار پر

سمجھتا نہیں کون کاؤس ہے
مرے آگے کیا چیز پھر طوس ہے

مجھے جز خداوند یزدان پاک
نہیں ہے کسیکا ذرا خوف و باک

مخالف ہے اپنے سو شہریار
یہ تندی سے بولا یل نامدار

ہو گرم مانند شعلہ تو اب
کہ بیفائدہ ہے شہا یہ غضب

تو سہراب کو کھینچ اب دار پر
بداندیش کو خستہ و خوار کر

تبہ کاری کی تو نے اب اختیار
تو شاہی کے لائق نہیں ہے شہا

کروں آتش خشم کو تیز گر
تو خشم سے بھی کمتر ہے پھر تاجور

دلیران گردنکش و نامجو
یہ کہتے تھے مجھسے بصد آرزو

کہ سر پر رکھوں اپنے تاج شہی
کرو ملک ایران نہیں فرماندہی

ولیکن نہ اقبال سے نے کیا
کہ جز بندگی کچھ ارادہ نہ تھا

نہ پروا جو کرتا ہیں تاج شہی
پہونچتی نہ تجھ تک کلاہ مہی

ہے سیری سزا تو نے جو کچھ کیا
بجا ہے روا تو نے جو کچھ کہا

یہ کہکر وہیں رخش پر ہو سوار
روان سوی زابل ہوا نامدار

جو آزردہ ہو کر گیا پہلوان
تو بیدل ہوئے وہیں پیر و جوان

یہ احوال گودرز سے پھر کہا
وہ سنکر حضور شہنشہ گیا

کہا اوسنے یون شاہ کاؤس کو
کہ یہ کیا کیا اے شہ نامجو

جو رستم کو آزردہ خاطر کیا
یہ زنہار تجھکو مناسب نہ تھا

پشیمان ہوا شاہ گیتی ستان
لگا کہنے گودرز سے یون کہ ہان

توقف نہ کر اب شتابی سے جا
دلاسا تو کر کے تہمتن کو لا

ہوا اون سے گودرز و ہیں یون
تہمتن سے جا کر کیا پھر بیان

یہ ظاہر ہے اور سچ و معلوم ہے
کہ عاری ہے دانش سے کاؤس کے

تمیز اوسکو ہے پہلوان کچھ نہیں
جو آوے زبان پر کہی بس وہیں

پشیمان ہوا خود بخود بادشاہ
سر نو کیے عہد ہو عذرخواہ

تو ہوویگا آزردہ شہ سے اگر
تبہ ہونگے ایرانیان سربسر

کہے ہے یہی گرد ہر ایک یان
کہ سہراب ہے وہ دلاور جوان

کوئی پہلوان جسکا ہمسر نہیں
کوئی گرد اوس سے قوی تر نہیں

خدا کے لیے اے یل نامور
تو ایرانیوں پر ذرا رحم کر

کہ پشت و پناہ دلیران ہے تو
نگہدار اقلیم ایران ہے تو

سمند غیرت کی پھیر اب عنان
تو ہرگز نہ جا سوے زابلستان

وگرنہ ہوں گردان توران دلیر
دلیری کریں آ کے مانند شیر

زبان پر جو لوگوں کے پھیرے سخن
کہ اک طفل سے رستم پیلتن

یہانتک ہراسان ترسان ہوا
کہ بے جنگ یاں سے گریزان ہوا

یہ سنکر وہیں رستم پہلوان
پھر آیا حضور شہ خسروان

اوٹھا تخت سے شاہ تعظیم کو
کہا پھر کہ اے رستم نامجو

یہ تندی و گرمی ہے میری سرشت
نہیں چھوٹتی مجھسے یہ خو سرشت

بلایا تجھے اسلیے میں نے یان
کہ ہوں چارہ جو تجھسے اے پہلوان

ترا دیر آنا ہوا ناگوار
ہوا تند پھر تجھ پہ بے اختیار

ہوا تو جو آزردہ اے شیر دل
تو کچھ میں پشیمان ہوا اور خجل

ہوا رستم گرد بھی عذرخواہ
کہ بندہ ہوں تیرا ہیں ای بادشاہ

جو کچھ حکم ہووے سو لاؤں بجا
شہنشہ نے ارشاد جیون کیا

کریں آج ترتیب بزم طرب
بسر ہم کریں عیش و عشرت سب

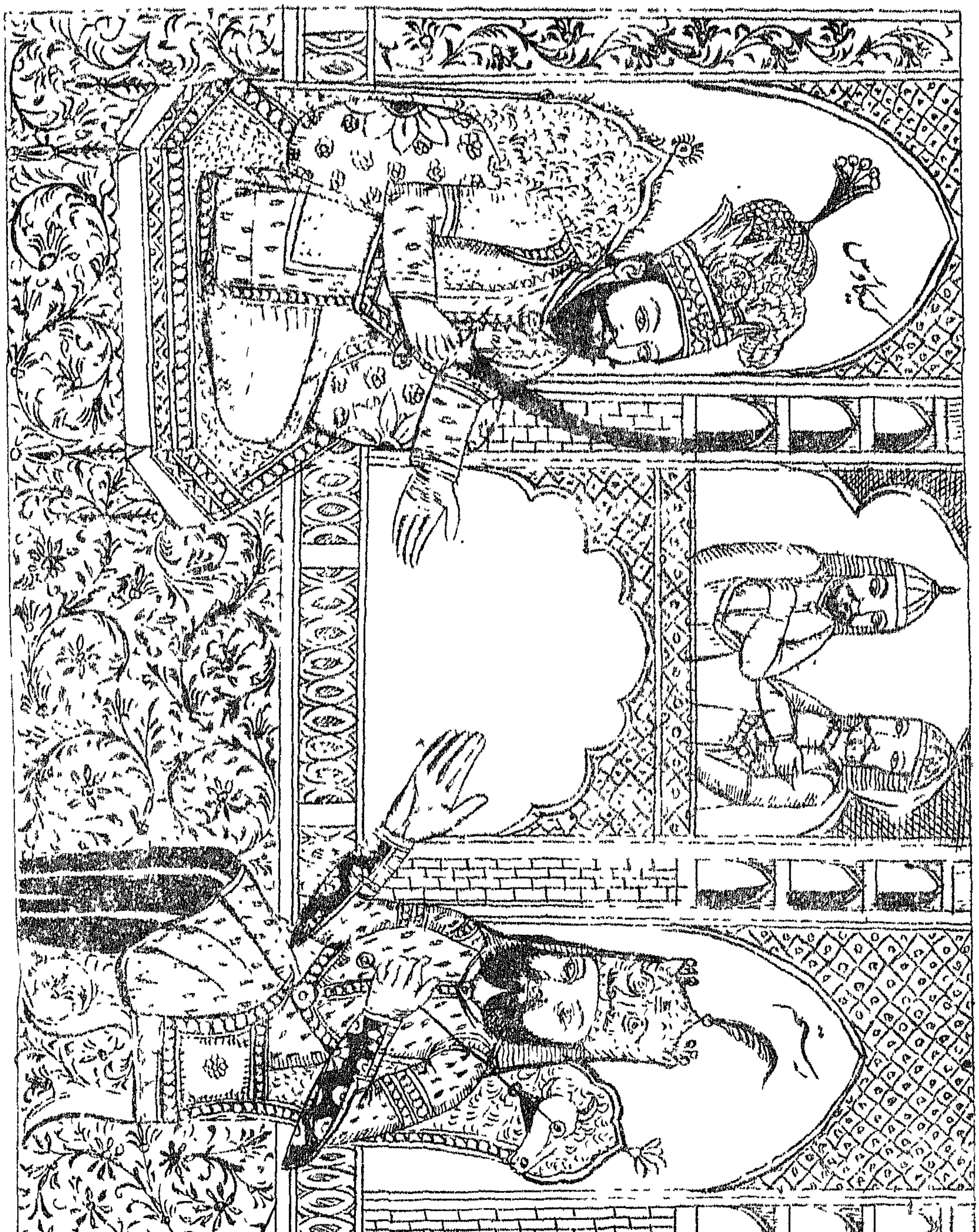
سحر پا کے لیکر سپاہ گران
سوے دشمن کینہ جو ہو روان

رفتن کاؤس شاہ و رستم پہلوان بہ عزم جنگ با سہراب

درخشاں ہوا جبکہ مہر منیر
تو کاؤس سلطان آفاق گیر
یل پہلتن با سپاہ گراں
سوا اسکو سہراب اسنے رواں
جو پہونچا وہ نزدیک حصن حصین
تو لشکر ہوا واں اقامت گزین
جو سہراب نے قلعہ سے کی نگاہ
تو دیکھا کہ ہے بیکراں ہے سپاہ
جو یہ کثرت فوج آئی نظر
تو ہومان کے ہوش اوڑ گئے سر بسر
کھنچا پھر سراپردہ پیش حصار
ایفریاں سہراب عالی تبار
اوترنے وہ مردم کے ہوگے نہاں
لگے کرنے احوال دریافت واں
مہیا ہوئی بزم نشاط و طرب
خوشی سے پی لعل پیتے ہیں سب
ادھر تھا وہیں وہ اوسکے روبرو
لگا پوچھنے یوں کہ ہے کون تو
گیا واں لئے پھر رستم نامور
اور اک شخص ناگاہ آیا ادھر
کوئی دیکھنے کو جو لایا چراغ
تو زندہ کا واں کشتہ پایا چراغ
نمود اپنی دکھلا گیا اب یہاں
خبر لیگیا آن کر بے گماں
نچھوڑوں سحر زندہ کاؤس کو
ملا دوں تہ خاک و خون طوس کو
یہ کہتا تھا اے بادشاہ جہاں
کروں کیا میں سہراب کا اب بیاں
شجاعت نہیں ایسی کچھ زینہار
بعینہ ہے ہمشکل سام سوار
دلیران ایران کو کر کے طلب
یہ بولا کہ تا بیج ہو رستم کے سب
چھپا گرد لشکر سے رخسار روز
نہاں ہو گیا مہر گیتی فروز
گیا پھر وہاں شاہ کاؤس بھی
گئے گیو گودرز اور طوس بھی
یہ وہاں جا کے کہنے لگا دیکھ تو
کہ ہے کس قدر لشکر جنگ جو
یہ سہراب بولا ہراساں نہ ہو
کروں قتل اک دم میں سب فوج کو
گیا اوس سراپردہ میں رات کو
خبر کے لیے رستم نامجو
جو دیکھا تو سہراب ہے تخت پر
نشست ہے وہیں اوسکے پاس نامور
کوئی بزم میں زندہ تھا سپہ پہلوان
ژندہ اوس سپاہ کی لشکر نگہبان
نشستہ کو اک مشت مارا جو سخت
تو کشتہ ہوا ژندہ خفتہ بخت
جو دیکھا تو افتادہ ہے اک جوان
کہ ہرگز نہیں اوسکے قالب میں جان
یہ سہراب لوگوں سے کہنے لگا
کوئی آکے جاسوس کاؤس کا
عوض زندہ کا صبح ہم جا کے لوں
کروں ایک لشکر کو میں غرق خوں
زبان پر تھا سہراب کے پیلتن
ادھر شام سے رستم پیلتن
جوان قوی ہیکل و زورمند
قد اوسکا ہے مانند نخل بلند
یہ چاہے ہے اب جیتے جی زندہ ننگ
پدر اور پسر میں ہو پیوند جنگ
سنی اور دیکھی بہت رزم و بزم
یہ اب سنیے سہراب و رستم کی رزم

داستان جستن سہراب نشان رستم از ہجیر و ہومان و بارمان و نیافتن سراغ

سپر چرخ پر مہر جہانتاب نے
کیا جبکہ جلوہ تو سہراب نے
کہ تم بھی نہ تاخیر کو راہ دو
کروائی آراستہ فوج کو
تو بخشوں رہائی تجھے بند سے
وہ بولا وہیں اوس خردمند سے
ہجیر اور سہراب یل پھر وہیں
گئے واں سے بالائے حصن حصین
یہ کسکا ہے جلدی بتا مجھکو تو
کہ ہاتھی ہیں جسکے بہت روبرو
سراپردہ کسکا ہے خیمہ کسکا
وہ بولا کہ یہ خیمہ ہے طوس کا
وہ بولا کہ گودرز جنگ آزما
خداوند ہے خیمہ سرخ کا
کھڑا ہے جہاں کاویانی درفش
کہ ہے یک قلم سرخ و زرد و بنفش
اگرچہ تھا واقف دلاور ہجیر
کہ ہے خیمہ رستم شیر گیر
جب آراستہ اپنا لشکر کیا
یہ ہومان سے اور بارمان سے کہا
ہجیر دلاور کو کر کے طلب
کہا گر کہے راست تو مجھ سے اب
دروغ آگے مردم کے ہے بے فروغ
بھلا کسلیے کوئی بولے دروغ
یہ سہراب کہنے لگا اے ہجیر
پلنگینہ سراپردہ گردوں نظیر
وہ بولا کہ اے گرد با عز و جاہ
یہ ہے شاہ کاؤس کی بارگاہ
کہا پھر سراپردہ لالہ رنگ
یہ کسکا ہے مجھکو بتا بیدرنگ
کہا پھر یہ سہراب نے بعد ازاں
سراپردہ سبز کسکا ہے واں
سوا اوسکے جوں تخت کاؤس کے
رکھا اک سراپردہ میں تخت ہے
ڈرے دل میں اندیشہ اوسنے کیا
سبادا کہیں ترک جنگ آزما



ستے نام رستم کا اور ناگہاں
سُنی ظلمت ہی کہ اب زینہار
کہ ہو پادشاہ کاؤس کے
کہا دل نے آوے کہ ماتم وہاں
کہا چپ رہو اغویت سے کرنگا ہ
کہ اکیلے سہراب نے یہ کہاں

کرے جنگ و پرخاش جا کر وہاں
نہ بتلاؤں نام پل نامدار
یہ اوسکا سرا پردہ ہے سبز ہی
بتایا تھا رستم کا جو کچھ نشاں
کہ گستہم کی ہے یہ بارگاہ
سرا پردہ ہے رستم پہلوان

وہ غافل ہوا اور کشتہ ہو وہیں
کہا یوں کہ خاقان چین نے یہاں
وہ بولا کہ اوس گرد کا نام کیا
دو دستی کہتا ہوں کی ہے عجب
سہی اوسنے سہراب سے جب کہا
یہ سنکر دیا اوسنے پاسخ نہیں

قیامت ہو برپا بروے زمین
سپہ لیکے بھیجا ہے اک پہلوان
کہا نام اوسکا نہیں جانتا
کہ ظاہر کیا اوسنے کچھ اور اب
کہ خیمہ ہے یہ چین کے گرد کا
کہ وہ زابلستان سے آیا نہیں

کہا پھر یہ اوسنے بہ لطف سخن
جواب اوسنے اوسکو دیا پھر وہی
اگر جان کی خیر چاہے ہے تو
کرون ورنہ تن سے ترا سر جدا
کہ کیا ہے یہ تندی و قہر و غضب
یہی جی مین ہے تو بہانہ ہے کیا
تن اوسکا ہے مثل تناور درخت
کہا سنکے سہراب نے پہلوان
ہوا خم وہ وہ یل نوجوان
لیا نیزہ و گرز و تیغ و سنان
عوض زندگی کے رات کہانی ستم
اگر پاس نام اور عزت کبھی ہے
یہ کہکر لگا کھینچنے انتظار
کوئی جب نہ اوسکا ہوا ہم نبرد
چرا تا ہے دل رزم سے جو شہا
کوئی جلد رستم سے جاکر کہو
وہان طوس پیش تہمتن گیا
کوئی اور جاکر سوے رزمگاہ
دلے طوس نے جب کیا یہ بیان
یہ سہراب بولا کہ لشکر سے ہم
تو سہراب نے یون کہا اے جوان
یہ سنکر وہین رستم نامدار
وہ مین ہون دلاور یل نامجو
وہ کہنے لگا سنکے یہ داستان
یہ سنکر اوسے یاس افزون ہوئی
ہوا زخم کوئی نہ وان کارگر
بہم ضرب پر ضرب کھنچی جو تیغ
لہو جان سے رہا دیکھ [illegible]
عرق مین ہوا تر سراپا بدن

کہ بتلا نشان تہمتن مجھے
جو پہلے کہا تھا کہا پھر وہی
تو کہہ رستم آئے اب مرے روبرو
کرون قید ہستی سے تجکو رہا
عبث ہی مرے ساتھ یہ کینہ اب
مرے تن سے کر شوق سے سر جدا
زبردست و سخت و توانا و چست
کہان تونے دیکھے ہین جنگ آوران
کہ رستم کا ہر گز نہ پایا نشان
نشانہ ہوا سوے میدان جنگ
کہ رزمگہ میں کاوس کو صبح دم
تو آکر مقابل ہو کاوس کے
کہ آئی ہے اب کوئی نامدار
ہوا تب غرو شندہ وہ شیر نر
تو کیون نہ نام کاوس اپنا کہا
کہ بار آشنا ہے کسی گرد کو
تہمتن سے یہ ماجرا سب کہا
یہ اندیشہ ہے آج ہو کینہ خواہ
تو ناچار پھر رستم پہلوان
ستیزندہ ہون چلکے یکدم بہم
نہین ہو کسیکو یہ تاب و توان
لگا کہنے اوس کودک خامکار
کہ دیو سپید سیہ کار کو
کہ شاید تو ہی رستم پہلوان
بہم جنگ پھر زیر گردون ہوئی
وہ نیزے شکستہ ہوے سر بسر
شکستہ ہوئی آخر کار تیغ
گئے آخرش کر سراسر عمود
ہوے خشک یکدست کام و دہن

تو ہو قید سے تاکہ جلدی رہا
ہوا پھر وہ تند اور کہا اے دلیر
تہمتن کا خیمہ بھی ہوگا مگر
کیا آپ نے پھر اوس سے انکار صاف
تہمتن کی مجکو خبر کچھ نہین
یہ کہکر لگا کہنے پھر یون دلیر
ہزبران و دیوان و پیل و پلنگ
عیان مین ہین ایسی خداوند زور
بلندی سے اوسنے فرود آنکر
جدھر قلب مین شاہ کاوس تھا
سواران ایران کو میدان مین
سوا اسکے ہو جیسے عزم جنگ
ولیکن نہ نکلا کوئی نامور
کہ شاہ کو غیرت ذرا چاہیے
یہ آواز کاوس نے دی وہین
ہوا وس گرد ہی جاکے ہو کینہ خواہ
کہا تھا یہ رستم نے اور رحم قرار
سیاہ اور سپید پہلوان
سپہ کر زرہ رخش پر ہو سوار
کہا یون تہمتن نے اچھا چلو
جو تجسے مقابل ہو میدان مین
نکر سختی اب پختہ کار و گو
کیا کشتہ اکدم مین ہنگام جنگ
وہ بولا کہ زنہار رستم نہین
ہوے لیکے نیزہ ستیزہ کنان
دلیرون نے پھر کھینچکر تیغ تیز
لیا ہاتھ مین پھر عمود گران
ہوئی پارہ پارہ زرہ یک قلم
جدا گانہ پھر دونون ستادہ ہوے

کرون تجھپہ مصروف لطف و عطا
نہین یہ تری بات کچھ دلپذیر
تو زنہار اب مجھسے پنہان نہ کر
وہ لایا زبان پر یہ گفتار صاف
تو کھینچے ہے کس واسطے تیغ کین
کہ رستم ہے مرد شجاع و دلیر
مقابل نہو اوسکے ہنگام جنگ
کہ رستم کو سمجھین ہین مانند مور
زرہ اور جوشن کیا زیب بر
اودھر جاکے سہراب نے یون کہا
تہ تیغ کھینچے نہین اک آن مین
نبرد آزما مجھسے ہو بیدرنگ
کہ تھا دل مین ہر اک کی خوف و خطر
نہ جنگ آورون سے ڈرا چاہیے
کہا تاجداران ایران زمین
ہراسان و خائف ہے یکسر سپاہ
کہ پہلے کرونگا نہ مین کارزار
تو پھر مین نبرد آزما اوس سے ہون
گیا سوے میدان پیکار زار
لگے جنگ کیسو وہ پیکار جو
کرونگا تجھے قتل اک آن مین
نہ جنگ آور ویسی پرخاش جو
نہ جانبر ہوے مجسے شیر و پلنگ
مین اوسکا ہون اک جان کہ لشکر مین
لگی چلنے باہم سنان پر سنان
کیا گرم بازار کین و ستیز
لڑے اسقدر ہر دو جنگ آوران
رہا پھر نہ زنہار گھوڑون مین دم
وہ سہراب اور رستم نامجو

فراغت کرنے لگے اپنا دم
ولیکن نہ کینہ ہوا دل سے کم

تہمتن بھی یہ دل مین کہنے لگا
کہ اس قدرت و قوت و زور کا

نہ زنہار دیکھا جہان مین شبیہ
نہ ہرگز کوئی دیو آیا نظیر

پھر اتنے مین سہراب نے یون کہا
کہ تیر و کمان سے ہو جنگ آزما

سحر دو ہین لیکر کمان و خدنگ
دلیران جنگی لگے کرنے جنگ

ہوے دم مین ترکش تہی سر بسر
ہوا پر نہ اک تیر بھی کارگر

پکڑ کر کمر ہم دگر بعد ازان
لگے زور کرنے وہ دونون جوان

کیا پہلے رستم نے زور اس قدر
کہ وہ زور کرتا اگر کوہ پر

تو دیتا جبل کو زمین سے ہلا
ولیکن نہ سہراب زین سے ہلا

کیا زور اوسنے بھی ہر چند پر
نہ ہرگز ہلا رستم نامور

اوسے چھوڑ سہراب نے بس وہین
لیا ہاتھ مین گرز از روی کین

جو مارا تہمتن کے بالای سر
تو رنجہ ہوا رستم نامور

یہ ہنسکر لگا کہنے سہراب پھر
کہ ہے جنگ کی تجھ مین کچھ تاب پھر

تہمتن یہ بولا ہوا دن تمام
قریب آگیا ایجوان وقت شام

تو رکھ جمع خاطر کہ وقت پگاہ
ترے ساتھ پھر آکے ہون رزم خواہ

وہ سہراب پھر لیکے گرز گران
سو لشکر شاہ آیا وہان

تہمتن ادھر کھینچکے تیغ کین
شتابان ہوا سوے ترکان چین

کہون کیا کہ اکدم مین یان آن
ہزارون کے ہو قتل پیر و جوان

یہ رستم کے پھر دل مین آیا وہین
مبادا کہ سہراب از روی کین

کہین شاہ سے جاکے ہو زرد رو
وہ غیرت سے ضایع کرے آبرو

شتابی پھرا در کی موڑی عنان
کہا اوسکے سہراب نے یون کہ ہان

تو جنگ لیے اپنے وقت نہین
عبث ہے یہ بیباکی و تند این

ذرا صبر کر تشکو آج ابھی جوان
سحر تو ہی اور میرا گرز گران

سوا اسکے گر اب ہے خواہان جنگ
تو کچھ ہو مقابل مرے بیدرنگ

لڑے سے بھی نہتی رزم کی تاب پھر
گیا اپنے لشکر مین سہراب پھر

وہان سے وہ سہراب جس دم گیا
سراپردے مین اپنے رستم گیا

تہمتن کو شہ نے کیا پھر طلب
جب آیا تو پوچھا وہ احوال سب

وہ بولا کہ اے شاہ فرخ خصال
بڑا ہی دلاور ہے یہ خردسال

تن اوسکا ہے آہن سے بھی سخت تر
موثر نہین جسپہ تیغ و تبر

اثر اوسپہ کرتا نہین زینہار
مرا زور بازو دم کارزار

تسلی اوسے دیکے شہ نے کہا
کریگا ظفریاب تجھکو خدا

شہنشہ سے رخصت ہوا پیلتن
زوارہ سے جا کر کہا یہ سخن

کہ سہراب ہر چند ہے خردسال
ولے اوسکو ہے زور و قوت کمال

خدا جانے کیا پیش آوے ادھر
نہ ہے بخت گر ہمقرین ہو ظفر

مبادا اگر خستہ ہون وقت رزم
تو پھر رزم کا اوس سے کیجو نہ عزم

سوے زال لشکر کو بھیجا یہ ہو
خیال اور دل مین نہ تیرے لائیو

تو مان باپ سے جاکے کہیو یہی
ہوا وہ جو کچھ چاہتی تقدیر تھی

عبث زاری آہ و سوز و بکا
بھلا چارہ کیا جبکہ آوے قضا

زوارہ سے جب کہہ چکا یہ سخن
لگا کرنے گریہ یل پیلتن

کہا کرکے زاری کہ اے کردگار
تکے ہے دن کرم کا مین امیدوار

تو بدخواہ پر کر مجھے فتحیاب
بداندیش مغلوب ہووے شتاب

ادھر پیلتن کا یہ احوال تھا
ادھر جاکے سہراب جنگ آزما

یہ یزدان سے بولا کہ اے نیکمرد
عجب پہلوان ہے مرا ہم نبرد

قوی بازو و سخت چنگال ہے
بعینہ وہ رستم کی تمثال ہے

وہ پاتا ہون واحسین سراپا نشان
مری مان نے جو کچھ کیا تھا بیان

گمان ہے مجھے یہ مرا ہے پدر
جہان پہلوان رستم نامور

یہ سہراب کو اوسنے پاسخ دیا
کہ رستم کو ہون خوب پہچانتا

تہمتن کے ہمشکل ہے یہ جوان
نکا و کسوت بھی ہے رخش ہان

ولیکن یہ رستم نہین زینہار
یقین جان تو اے یل نامدار

وہ سمجھا کہ یہ رست گفتار ہے
ہمارا ہوا خواہ و غمخوار ہے

جنگ رستم و سہراب بروز دوم و زیر آمدن رستم در کشتی

ہوا مہر تابان جو پرتو فگن
تو سہراب و رستم پیلتن

ہوئے رزم سہراب کا دل ہوا
سو الفت و مہر مائل ہوا

پہنکر زرہ رخش پہ ہو سوار
گئے سوی میدان پے کارزار

تہمتن سے پہلے ہوا صلح جو
کہا وہ وہین ہنسکے اے تندخو

سمجھ کیا تو نے اب دل میں کیا
ارادہ لڑائی کا یا صلح کا

بہم محفل آرا و مے نوش ہوں
بچنگ و نے و مے طرب کوش ہوں

تو کیا سو ہوتا اور کوئی جوان
یہان آنکر ہو ستیزہ کنان

نشانی جو کچھ چاہیے ہے عیان
ولے نام تیرا ہے مجھ سے نہان

تو شاید کہ ہے زال زر کا پسر
یل پیلتن رستم نامور

کہو تھا یہ دل میں یل پیلتن
نہیں طفل کا اعتبار سخن

بہت سینے دیکھا فراز و نشیب
نہ کر مجھ سے گفتار مکر و فریب

جو دیکھا کہ رستم ہے اب گرم کین
تو ناچار سہراب بولا وہین

نہیں چاہتا ہے کہ ایسا جوان
مرے ہاتھ سے کشتہ ہو یہان

کیا زور رستم نے وان جائے پیش
گیا آگے سہراب کچھ پیش پیش

جو کھینچا پکڑ کر کمربند کو
تو سنبھلا نہ پھر رستم نامجو

گرا خاک پر جب یل نامور
تو سہراب بیٹھا وہین سینہ پر

کیا حیلہ رستم نے اوس وقت وان
لگا کہنے سہراب سے اے جوان

تو سر کو کرے اوسکے تن سے جدا
مگر ہو دگر بار زور آزما

یہ سنکر وہ اوسکی اوٹھا سینہ سے
غرض ہاتھ اوٹھایا وہین کینہ سے

کہا جبکہ ہومان سے یہ ماجرا
کیا اوسنے افسوس اور یون کہا

نہ دیکھا تھا گاہے فراز و نشیب
تو اک طفل تھا تو نے کھایا فریب

ہوئی بیوقوفی یہ تجھسے کمال
رہائی تری اوس سے اب ہے محال

گیا جبکہ رستم سوے خیمہ گاہ
رہا شبکو زاری کنان تا پگاہ

اوسے ابتدا میں تھا زور اسقدر
زمین چاک ہوتی تھی ہر گام پر

ہوا تھا تب اس بات کا خواستگار
کہ کچھ زور کم ہووے پروردگار

غرض کرکے شب زاری و انکسار
ہوا زور پیشین کا پھر خواستگار

یہ بہتر ہے ہم تم نہون رزم خواہ
کرین دوستی اور شام و پگاہ

کرین عہد پیمان محکم بہم
پشیمان ہون اب کینہ خواہی سے ہم

مری دل میں پیدا ہوئی تیری مہر
نہو کینہ جو تو بھی زیر سپہر

کسی نے بتایا نہیں زینہار
تو کر نام کو اپنے اب آشکار

سر صلح ہرچند تھا وہ جوان
پر اوسمین نتھا رستم پہلوان

یہ پاسخ دیا پھر کہ سن اے جوان
نہیں میں بھی کودک تو گر ہے جوان

کمر باندھ پشت ہیون سے اوتر
کہ سرگرم کشتی ہون اب ہمدگر

تو مائل ہوا سوے کشتی اگر
تو ہان میں بھی کشتی کو حاضر ہون

یہ کہکر وہ دونوں یل نامدار
لگے کرنے کشتی کے فن آشکار

ہوا وہ خروشندہ جون پیل مست
کیا زور سے اوسنے رستم کو پست

زمین سے بہم پشت رستم ہوئی
خرابی تہ چرخ پرخشم ہوئی

لیا کھینچ پھر خنجر آبگون
یہ چاہا کہ اوسکو کرے غرق خون

یہان تک کے یہ آئین نہیں زینہار
کرے زیر جسکو کوئی ایک بار

اوسے قوت و زور سے لا کے زیر
کرے شوق سے قتل پھر وہ دلیر

گیا پھر وہ سہراب فرخ نہاد
طرف اپنی لشکر کے خندان و شاد

کہ عیاری و مکر سے کینہ خواہ
رہا ہو گیا ہاتھ سے تیرے آہ

تہ دام آیا تھا شیر ژیان
دیا چھوڑ تو نے کیا قہر یان

یل نوجوان نے کہا کیا ہے غم
کرونگا اوسے زیر پھر صبحدم

دعا اوسنے مانگی کہ اے یا خدا
وہی زور دے مجھکو پہلے جو تھا

وہ عاجز بہت وقت رفتار تھا
زمین پر خرام اوسکا دشوار تھا

ہوئی تھی یہ ناچار اوسکی قبول
مراد اوسکی وہ مین ہوئی تھی حصول

خدا نے پذیرا کی اوسکی دعا
وہی زور اوسکو کیا پھر عطا

داستان کشتہ شدن سہراب از دست رستم بروز دگر و نوحہ نمودن رستم در ماتمش

سحر دیکھکر قوت و زور تن
ہوا شاد وان پہلوان زمن

گیا شاد و خرم سوی رزمگاہ
ہوا جا کے سہراب سے کینہ خواہ

تو پھر آج آیا سوے کارزار
عزیز اپنی شاید نہیں جان زار

وہ کرنے لگے پھر درشتی بہم
ہوے مائل زور و کشتی بہم

کمربند سہراب کا
زمین سے لیا پیلتن نے اوٹھا

سپاس عنایات پروردگار
بجا لاکے اوس رخش پر ہو سوار

یہ سہراب بنخوت سے کہنے لگا
کہ چنگال سے میرے ہو کر رہا

تہمتن یہ بولا کہ جبتک ہے جان
ترے ساتھ ہونگا ستیزہ کنان

بہم خوب زور آزمائی ہوئی
نہ سہراب کو پھر رہائی ہوئی

پٹک کر زمین سے اوسے پھر وہین
سر سینہ بیٹھا وہ اژدر کمین



یہ سوچا کہ یہ گرد زور آزما
وہ خستہ جگر کھینچکر ایک آہ
تمنائے دل کچھ نہ حاصل ہوئی
مرا باپ تجھکو نہ چھوڑیگا وان
جب اوس خستہ تن سے سنا یہ سخن
لگا کہنے اوس سے یہ گریہ کنان
یہ سہراب نے سنکے پاسخ دیا
نشانی تو دیکھ اب زرہ کرکے وا
وہ مہرہ جو دیکھا زرہ کرکے وا
پسر کو کسی نے بھی مارا نہیں
یہی سب سے بہتر کہ ہوں میں ہلاک

جو پھر اوٹھکے کھڑا ہو تعجب ہے کیا
یہ بولا کہ تجھے بخت تیرے سیاہ
بملک عدم جان واصل ہوئی
کریگا ہلاک آن کر اے جوان
تو غمگین ہوا رستم پیلتن
ترے پاس رستم کا کیا ہی نشان
کہ صد حیف اے گرد کشورکشا
کہ مہرہ ہی بازو پہ میرے بندھا
تو رستم نے پھر شور و نالہ کیا
نہیں یہ ہوا جو رہے گر کہیں
کرون اپنے سینے کو خنجر سے چاک

غرض کھینچکر خنجر آبدار
یہاں میں جو آیا تو یہ تھی مراد
جو دریا میں اب ہووے مسکن نہنگ
کہا نام کیا اوسنے تب یوں کہا
پڑا ہوکے بیہوش بس خاک پر
کہ میں ہی سیہ بخت رستم ہوں آہ
بہت گرم الفت مرا دل ہوا
نہیں غم سے اب ہے طاقت مجھے
یہ بولا کہ اے جان من بیگناہ
نہ چھوڑیگا زنہار سمجھو یہ غم
یہ سہراب بولا کہ کیا فائدا

کیا سینہ و دل کو اوسکے فگار
کہ دیدار سے باپ کے ہوں میں شاد
وہ یا جای بالای چرخ برین
کہ ہے نام رستم مرے باپ کا
جب آیا ذرا ہوش نالہ کر
جہان جسکی آنکھوں میں ہووے سیاہ
ولے تو اودھر کچھ نہ مائل ہوا
جو کھولوں زرہ اور دکھاؤں تجھے
تو کشتہ ہوا ہاتھ سے میرے آہ
رہونگا گرفتار رنج و الم
نہیں چارہ زنہار پیش قضا

تڑپتا تھا سہراب بسمل ادھر ۔ ادھر رستم گرد تھا نوحہ گر ۔ جو دیکھا کہ رخش یل نامدار ۔ کھڑا ہے بہت دیر سے بے سوار
تو سمجھے یہی دل مین پیر و جوان ۔ کہ کشتہ ہوا رستم پہلوان ۔ وہین اوڑ گئی یکقلم سبکے ہوش ۔ اوٹھا ایک لشکر مین شور و خروش
گئی یہ خبر پیش شاہ زمان ۔ کہ رستم سے خالی ہوا اب جہان ۔ کیا حکم شہ نے کہ یکبارگی ۔ ادھر جاؤ دوڑا کے اب بارگی
سوار زنگہ جا کے لایا خبر ۔ مبادا ہوا کشتہ رستم اگر ۔ تو کیجا دے تدبیر کچھ اور یہان ۔ کہ ایسا نہین اب کوئی پہلوان
جو سہراب بے ہوش ہے پھر کینہ خواہ ۔ نہین تاب رکھتی یہ ہرگز سپاہ ۔ سواران لشکر گئے جب ادھر ۔ تو دیکھا کہ رستم پڑا خاک پر
کرے ہے فغان اور بیتاب ہے ۔ تڑپتا پڑا وان بھی سہراب ہے ۔ یہ جانا کہ زخمی ہین دونون جوان ۔ لگا زخم کاری ہوئے ناتوان
اوٹھا کر سر رستم نامور ۔ لگے پوچھنے سب کہ کیا ہے خبر ۔ ذرا پارہ اور چاک کر پیرہن ۔ لگا کہنے یون رستم پیلتن
ہوا ہاتھ سے میرے ایسا ستم ۔ رہیگا قیامت تلک یاد غم ۔ مرے روے و سر پر پڑے ہاے خاک ۔ پسر کو کیا مینے ناحق ہلاک
یہ کہکر وہین کھینچ خنجر لیا ۔ کہ تن سے کرے اپنی گردن جدا ۔ پکڑ کر شتابی سے رستم کا ہات ۔ لگے پوچھنے گردان فرخ صفات
زوارہ نے پارہ گریبان کیا ۔ غم و درد سے شور و افغان کیا ۔ کہا پھر یہ سہراب سے کیا ہے حال ۔ وہ بولا کہ ہے درد مجکو کمال
جگر پر مرے زخم کاری لگا ۔ نہین کچھ بھروسا ہے اب زیست کا ۔ یل پیلتن کے سراپا نشان ۔ مرے ماننے مجسے کیے تھے بیان
ہمیشہ سیہ بخت سے بارہا ۔ جو پوچھا تو پوشیدہ اوسنے کہا ۔ مجھے نام رستم بتایا نہین ۔ رکھا ہے غافل جتایا نہین
مقابل مری جبکہ رستم ہوا ۔ تو پرسان حال اوس سے ہر دم ہوا ۔ رکھا اوسنے بھی نام اپنا نہان ۔ کیا ہے سے آگے نہ ہرگز عیان
کوئی کیا کرے کسکا ہے اختیار ۔ نہین چارہ تقدیر سے زینہار ۔ پسر کی اجل باپ کے ہات تھی ۔ ازل سے یہ ٹھہری ہوئی بات تھی
یہ احوال سنکر ہوے نوحہ گر ۔ زوارہ ادھر اور رستم ادھر ۔ لگے کوٹنے سینہ و سر وہان ۔ کیا دیدۂ تر سے دریا روان
یہ سہراب دلخستہ نے پھر کہا ۔ کسیکو نہین اس جہان مین بقا ۔ نہ تم گریہ و نالہ اتنا کرو ۔ ذرا صبر کو دل مین اب راہ دو
بحل تمکو مینے کیا اپنا خون ۔ ولے التماس ایک کرتا ہون ۔ کہ زنہار اب رستم ارجمند ۔ نہ پونہچا دی لشکر کو میرے گزند
نہو جا کی ترکو نسے پھر کینہ خواہ ۔ نہ کھینچے سو ملک توران سپاہ ۔ کہ مولد مرا ملک توران ہے ۔ مری جانبازی وہ میدان ہے
اگر زندہ رہتا تو ہر ایک پر ۔ مراعات کرتا مین شام و سحر ۔ پدر بعد میرے مدارا کرے ۔ تلطف مدام آشکارا کرے
جگر خستہ نے جو کہ اوس دم کہا ۔ تہمتن نے یکسر پذیرا کیا ۔ کہا پھر یہ رستم نے گودرز کو ۔ کہ جا کر جناب شہ نامجو
جو ہے خاص تر نوشدارو وہ لا ۔ مگر اوس سے چارہ ہو سہراب کا ۔ وہین آکے پیش شہ نامدار ۔ ہوا نوشدارو کا وہ خواستگار
لگا کہنے سنکر یہ شاہ جہان ۔ مہیا ہے وہ نوشدارو یہان ۔ کہ جب سے ہے سہراب پھر تندرست ۔ توانا و زور آور و چاق و چست
برا ہے یہ مرد خجستہ صفات ۔ کچھ ہے یاد رستم کی اوسنے بات ۔ کہ کیا کیا مجھے نا ملائم کہا ۔ زبان پر جو آیا وہ اوس دم کہا
کیا سرکشی سے نہ پاس ادب ۔ رہ و رسم دی ہاتھ سے اوسنے سب ۔ سخن ہاے دشوار کہکر گیا ۔ اوسے قید کوئی نہ یان کر سکا
سوا اسکے سہراب کی گفتگو ۔ سنی خوب تو نے وہ واقف ہے تو ۔ سمجھ اپنے دل مین کہ فہمیدہ ہے ۔ جہان مین تو مرد جہاندیدہ ہے
کہے تھا وہ مردم سے ہر دم یہی ۔ کہ رستم کو دون تخت و تاج شہی ۔ جب ایسے دلاور ہون دو پہلوان ۔ رہے پھر یہ اورنگ و افسر کہان
سنا جبکہ گودرز نے یہ سخن ۔ گیا پھر وہ پیش یل پیلتن ۔ کہا یون کہ خود ہی یہ شہریار ۔ بیان کیا کرون تجھسے مین آشکار
تہمتن یہ سنکر ہوا دردمند ۔ گیا آپ پیش شہ ارجمند ۔ محل مین تھا اوس دم شہ نامور ۔ برآمد ہوا تب یہ پہونچی خبر
کہ سہراب کا کام آخر ہوا ۔ نشان مٹ گیا نام آخر ہوا ۔ ہوا سنکے رستم پیادہ دوان ۔ گیا نعش پر اوسکی زاری کنان

فغان کرکے کہتا تھا یہ دمبدم — ہے ہاتھ وا حسرتا مین کرون قلم
جگر گوشہ کو اپنے میرے سوا — جہان مین بھلا قتل کسنے کیا
سنے جبکہ بان اوسکی تب کیا یہی — جو کچھ وہ کہے سو نہ بیجا کہے
غرض رکھکے تابوت مین نعش کو — گیا سوے خیمہ یل نامجو
وہ خیمہ اور اسباب تھا جس قدر — جلا کر کیا خاک پھر سر بسر
ہوے اوسکے ماتم مین سب نوجوان — خروشان و گریان و نالہ کنان
گیا شاہ کاوس رستم کے پاس — جو دیکھا تو وہ ہی بہت بیحواس
کہا سخت ماتم ہے اور قہر درد — ولے کچھ نہین چارہ اے نیکمرد
ہر اک کو ہے آخر یہی رہگذر — کوئی دیر جاوے کوئی زود تر
سمجھ اب تو دانا و ہشیار ہے — شکیبائی و صبر درکار ہے
کیا عرض رستم نے ای تاجدار — ہوا سو ہوا کچھ نہین اختیار
ولے یہ وصیت ہی سہراب کی — کہ تو اونپہ کیجیو نہ لشکر کشی
یہی عرض کرتا ہون اب بار بار — یہ لطف و کرم کا ہون امیدوار
کہ ہومان کی حرمت [illegible] — نہو وین پراگندہ اوسکی سپاہ
کرو رخصت اوسکو بعز و وقار — یہ سنکر لگا کہنے یون شہریار
ہوا اب جو تجکو یہ رنج و الم — تو ہے سے بھی دل کو ہوا درد و غم
پذیرا کیا مینے تیرا سخن — مجھے پاس خاطر ہی ای پیلتن
کرین مجھکو ترک اب سپہ کشی — کرو نہین [illegible] لشکر کشی
زوارہ سے رستم نے پھر یون کہا — کہ جیحون تلک ساتھ ہومان کے جا
زوارہ گیا ساتھ جب [illegible] — گیا آپ جیحون سے ہومان گذر

معاودت کاوس بایران و رفتن رستم با تابوت سہراب طرف سیستان و آمدن تہمینہ

باقبال و دولت سوی تختگاہ — روانہ ہوا شاہ گیتی پناہ
یل نامور رستم پہلوان — گیا ہوکے رخصت سوی سیستان
غرض لیکے تابوت سہراب کا — پراگندہ دل شہر مین جب گیا
سیہ پوش ہو زال پہونچا وہان — ہوا ساتھ تابوت کے وہ روان
خروشان و گریان گئے گہر تا فلک — قیامت تھی برپا بزیر فلک
وہ رودابہ رستم کی مان اسقدر — ہوئی دیکھ تابوت کو نوحہ گر
کہ برپا وہان شور محشر ہوا — غضب ایک روئے زمین پر ہوا
کیا دفن پھر لاش کو زیر خاک — دل پیر و برنا ہوا دردناک
گئی جب یہ سوسمنگان خبر — تو تہمینہ کو غم ہوا اسقدر
کہ آتش مین ہین کرکے افروختہ — گرے آگ مین با دل سوختہ
لیا کھینچ مردم نے پھر دوڑ کر — ولیکن جلے سب یہ سوی
تن نازنین بھی ہوا داغ داغ — جہان اوسکی نظرون مین تھا بیچراغ
لگی باپ سے کہنے ای نامجو — کیا قتل رستم نے سہراب کو
سوی سیستان کھینچ جلدی سپاہ — تہمتن سے [illegible] کینہ خواہ
کہا اوسنے ای دخت نازنین — سپہ اپنی رستم کے ہمسر نہین
دیا شاہ نے جب اوسے یہ جواب — تو پھر دل مین کھا کر بہت پیچ و تاب
گئی آپ تہمینہ لیکر سپاہ — سوی سیستان با دل کینہ خواہ
قریب آنکے اوسنے اک پہلوان — روانہ کیا اور کہا یون کہ ہان
تہمتن سے جا کر تو کہہ یہ سخن — کہ تہمینہ آپہونچی اے پیلتن
وہ لائی ہے ساتھ اپنی فوج گران — دلیران و گردان جنگ آوران
رکھے ہے یہی دل مین اب عزم جزم — کرے سر کو تیرے قلم وقت رزم
فرستادہ پیش تہمتن گیا — سنا تھا جو اوسنے وہ یکسر کہا
یہ سنکر سراسیمہ رستم ہوا — پشیمان بہت دل مین اوس دم ہوا
وہین ساتھ لے زال و رودابہ کو — گیا سوی تہمینہ وہ نامجو
سر رہ دیکھین اوسکی پہونچی جب — نکل آئی تہمینہ پردے سے تب
بغلگیر دونون ہوے بیخبر — کیا نوحہ سہراب کو یاد کر
کہا [illegible] نے سوی خانہ چلو — شبستان کو رشک گلستان کرو
لگی کہنے تہمینہ اے نیکمرد — مرے دلکو رستم سے پہونچا ہی درد
[illegible] آگے رستم کو لاؤ شتاب — کہا جسنے یون اپنے گہر کو خراب
مین پوچھون یہ اوس سے کہ [illegible] — کیا کشتہ کیون تونے فرزند کو
گیا پیش تہمینہ جب پہلوان — تو کھینچ اوسنے خنجر جانستان
یہ چاہا کہ رستم کا چیرے شکم — کرے غرق خون اوسکو بیداد و غم
پکڑ ہاتھ اوسکا لیا زال نے — یہ تہمینہ سے پھر کہا زال نے
کہ تقدیر پر کچھ نہین اختیار — نہین چارہ پیش قضا زینہار

عدم سے جو پھر تا ہو سہراب کا
تو کر رستم و زال کا سر جدا

غرض خوب سمجھا کے وہ نا سزا
گیا لیکے تہمینہ کو اپنے گھر

رفتن تہمینہ بہ شبستان رستم پہلوان بہ تفہیم زال زر و حاملہ شدنش از رستم و بعد انقضای مدت نہ ماہ ولادت فرامرز و جان بحق سپردن تہمینہ بغم و الم سہراب در یک سال

وہ تہمینہ اور رستم نامدار
بہم وان لگے رہنے لیل و نہار

ہوئی حاملہ پھر وہ رشک قمر
ہوا بعد نہ ماہ پیدا پسر

قوی بازو و گلرخ و لالہ فام
تہمتن نے رکھا فرامرز نام

سپرد ایک دایہ کو وو ہین کیا
لگا پرورش پانے وہ مہ لقا

[..]نہ رہتی تھی غمگین مدام
تصور تھا سہراب کا صبح و شام

دل اوسکا تھا نالان و خونچکان
گہے آہ کرتی تھی گاہے فغان

[..] مرگ سہراب وہ مہ جمال
رہی زندہ با رنج و غم ایک سال

نہ غم سے رہائی ہوئی زینہار
وہ دے بیٹھی جان اپنی انجام کا

یہ قصہ تو مین کر چکا سب بیان
سیاوش کی آگے سنو داستان

داستان تولد شدن ملکزادہ سیاوش از بطن دختر شاہ بلغار و برای تعلیم و تربیت ہمراہ رستم رفتن

کوئی بیشہ خرم و دلکشا
کہ نزدیک دریای جیحون کے تھا

گئے ایکدن وہ ان برای شکار
بہم طوس اور گیو جنگی سوار

[..]ی ناگہان ایک دختر نظر
پری پیکر و مہوش و سیمبر

لباس و زر زیور تھا شاہانہ سب
کرشمہ ستم آن و غمزہ غضب

[..]ا جوانون نے اے مہ لقا
تو ہے کون تیری حقیقت ہے کیا

بت ماہ پیکر یہ کہنے لگی
کہ دختر ہون مین شاہ بلغار کی

[..]ا اوسکا جہان مین ہے نام
وہ نسل فریدون سے ہے ذو الکرام

مجھے چاہتے تھے بہت تاجور
ولیکن یہ چاہے تھا میرا پدر

[..]ن کا جو ہے بادشاہ
پشنگ دلاور خداوند جاہ

مرا باندھے ساتھ اوسکے عقد نکاح
نہ زنہار بھائی مجھے یہ صلاح

[..]شت خو ہے پشنگ
نہ کچھ زشت خو زشت وہی پشنگ

کیا مجھ سے جب ذکر اس بات کا
تو بس صاف انکار مینے کیا

[..]شب نے مارا سے [..]
نہ ہرگز ہوا یہ گوارا مجھے

نکل گھر سے اور اسپ پر ہو سوار
شتابی سے لی مینے راہ فرار

[..]اب جیحون سے [..]
گیا اسپ پر ماندگی سے اثر

غرض جبکہ رفتار سے رہگیا
تو پھر راہ مین چھوڑ اوسکو دیا

[..]ی چند ف[..]
ہوئی آکے اس دشت مین پنہان

وہ دونون جوان اوسپہ مائل ہوئے
خدنگ نگہ سے وہ گھائل ہوئے

[..]
لگے کرنے پرخاش باہمدگر

بہم بعد پرخاش پایا قرار
کہ لے چلیے پیش شہ نامدار

جسے حکم [..]رو نامجو
وہ لے شوق سے اس پریچہرہ کو

گئے لیکے جب پیش کاؤس شاہ
ہوا شاہ دیوانہ رشک ماہ

کر[..]ہار شہ نے دیا
پریچہرہ کو پاس اپنے رکھا

بندھا عقد باہم بآئین دین
ہوئی حاملہ پھر وہ زہرہ جبین

[..]ے نو مہینے جب اوسپر گذر
تو پیدا ہوا پور رشک قمر

نظر کرکے طالع مین شہزادہ کے
نجم شہنشہ سے کہنے لگے

کہ اے شاہ اسکے پریشان ہین نجم بخت
ہوا سنکے غمگین خداوند تخت

سیاوش رکھا نام شہزادہ کا
لگا پرورش پانے وہ مہ لقا

ولیکن دل شاہ تھا پر ملال
اسے زابلستا نہین لیجاؤن مین
ہنر پروران کے حوالے کیا
سیاوش جہا نمین ہوا بے نظیر
مجھے یہ تمنا ہے شام و سحر
کیا عرض شہزادے نے یونکہ اب

تھا تربیت کا کچھ اوسکے خیال
ہنرہائے شاہانہ سکھلاؤن مین
ہوئے پھر وہ مصروف صبح و مسا
ہنرمند دانا شجاع و دلیر
کہ حاصل کرون پا بوس پدر
روان ہو چلے بانشاط و ظفر

کہین نہ نون رستم آیا وہان
کیا شاہ نی رو برو اوسکو پیش
طریق نبرد و شکار و ادب
سیاوش نی رستم کو پھر ایکروز
یہ سنکر مہیا کر اسباب جاہ
وہ بولا کہ تجھہ بن نہین جاونگا

لگا کہنے ای خسرو خسروان
غرض لیگیا زابلستان مین گرد
ہنرہائے شاہانہ سکھلائے سب
کہا یون کہ اے رستم نیک فر
زر و نعمت و اسپ و فیل و سپاہ
تہمتن نی پھر پاس خاطر کیا

باریاب شدن سیاوش بحضور پدر بمعیت رستم و پیشوا رفتن سپہران سپاہ

گیا ساتھ شہزادے کے آپ بھی
بہت [illegible] مشرف اسے کیا
حضور [illegible] لیتا ہفت سال
سپاہ و رستم [illegible] رہ اب
یہ کہنے لگی شاہ کاوس سے
جہاندار [illegible]
سیاوش پہ عاشق تھی وہ نازنین
ہوئی گرم [illegible] وہ پری
[illegible] کے بعد خوشی
خدا [illegible] و سیم کا
یہ دختر جو جاندار ہین تیرے حضور
رہا سنکے خاموش وہ نامدار
یہ کیا ذکر جو مہر و شفقت کرے
وہ کہتی تھی تاک کھولی اپنی زبان
کیا اسکو رخصت اکیلی رہی
تو بیتابی سی اب کام دل
سپاہ جہاندار کاوس کے
جھکایا ہوسے سر کو وہ نامدار
[illegible]
نہ دیکھا کوئی [illegible]
ولیکن [illegible] آرزو

حضور شہنشاہ با صد خوشی
سیاوش کی خاطر کو خوش کیا
رکھا اوسکو مشغول کسب کمال
سیاوش کرے حکمرانی وہان
کہ ای شاہ یہ آرزو ہے مجھے
سیاوش کو راضی کرا ہی سمیر
سیاوش گیا جب لقا وسنی وہین
نہ سمجھا کہ ہی الفت مادری
سیاوش سے سودابہ کہنے لگی
شہنشاہ ہو ہفت اقلیم کا
کہ ہین حسن مین رشک غلمان و حور
نہ پاسخ دیا شرم سے زینہار
تعجب نہین گر عداوت کرے
یہ لنگ و لب بستہ تھا غنچہ سان
سیاوش سے پھر یہ حکایت کہی
کہ حاصل مجھے ہو و آرام دل
سراسر مرے تابع حکم ہے
یہ چاہے تھا لے دین راہ فرار
کہ تندی و سختی کرون کچھ اگر
بناچار بولا وہ فرخ نہاد
ادب ہی ترا مجھکو مادر ہے تو

ابھی سے لیکر پیشوا آکے سب
ہنر جب اوسکے ہوئی آگہی
یہ دل چاہتا تھا پسر شہر کا
کہ اتنے مین سودابہ مہ جبین
سیاوش کو اک دختر خواندہ دین
طلب اوسنے شہزادے کو جب کیا
بکر تمنا آغوش مین شوق سے
کئی دختر خواندہ مہر جبین
سوا اوسکے ان سب کو عیان
یہ سنکر تمنا ہوئی یہ مجھے
تو انمین سے کر ایک کو اب قبول
کیا یہ بھی اندیشہ دل مین نہان
سوا اسکی کہتے ہین سب سحر سا
وہ سمجھی کہ ہی اسکو شرم و حجاب
ہوئی منقضی مدت ہفت سال
تجھے بعد کاوس کشورستان
فریب اوسنے ہر چند اوسکو دیے
اوٹھا جب نہ تو سودابہ نے بہ نیرنگ
سیاوش غضبناک ہو جا یہ
یہ عقد و ختر جو تو نے کہا
سیاوش نے یہ بات جب ہم کہی

ہوا دیکھکے پیشتر آفرین
تو رستم کو بھی آفرین خوب کی
کہ پالا اوسکو ہے ماوالنہر کا
جہاندار کی زوجۂ اولین
اوسے کتنی ہی ساتھ اوسکے کر دین
تو یہ شہ سے لیکر اجازت گیا
لیے اوسکے بوسے کئی ذوق سے
کہ سب نسل سے بادشاہوں کی تھین
ترے تخم سے اک پسر نوجوان
کہ وہ سیری دختر کے ہو بطن سے
تمنای دل تا کہ ہووے حصول
کہ یہ مان حقیقی مری کچھ نہین
حذر اوس سے بہتر ہے اور احتراز
جو دیتا نہین بات کا کچھ جواب
کہ عاشق ہون تجھپہ ای مہ جمال
کرونگی مین فرمانرواے جہان
لب اپنے شہزادے کے نیچے
لیا بوسہ پھر کھینچکر بر مین تنگ
بلا کوئی سر پر مرے لائے یہ
یہ البتہ اوسنے پذیرا کیا
تو سودابہ کی جمع خاطر ہوئی

کیا اوسکو رخصت بلطف و طرب
ہوا شاد رخصت سے شہ ذو الکرام
زر و گوہر و نعمت بیکران
یہ سب نعمت و دختر رشک ماہ
کہا جاکے اسنے شاہ کو زمین
وہ لائی زبان پر سخنہا سے دوش
تو سمجھا اب ہو مجھے دل شاد کر
تو ہی بانو سے شاہ کشورکشا
کیا شاہزادے نے انکار جب
سیاوش جو ہاتھ سے تھا بان ہوا
غرض فتنہ اک اوسنے برپا کیا
خراشیدہ ناخن سے رخ کو کیا
یہ سنکر گیا خسرو نامور
کہ شاہا سیاوش نے یان آنکے
بدشواری اوس سے ہوئی مین رہا
کہا یون کہ اب راز کر آشکار
یہ بولی وہ سودابہ حیلہ گر
سے عطر تھی پوشاک سودابہ کی
اگرچہ یہ منظور تھا کھینچ تیغ
مبادا کہ برپا کرے کچھ فساد
شبستان مین ہے کوئی نازنین
یہ سودابہ سے شاہ نے پھر کہا
نہ سمجھی وے دل مین وہ حیلہ ساز
سنی بات اوسکی شہ نامدار
ہوئی حاملہ ناگہان ایک زن
حضور اپنے کرکے طلب زود تر
شہنشاہ کاؤس پریشان ہو جب
کنیزان یکایک خروشان ہوئین
کنیزون نے کاؤس سے یون کہا

کہا پھر یہ کاؤس سے وقت شب
دیا اوسکو اسباب شادی تمام
ترے واسطے شہ سے لائی یہان
تجھے دونگی اب آج مین بیاہ
سیاوش مرے پاس آتا نہین
کہا کچھ نہین عشق مین تیرے ہوش
تجھے بند سے غم کے آزاد کر
بھلا کس طرح مجھسے ہو یہ خطا
وہ سودابہ فتنہ انگیز تب
وہ دامن چھوڑا کر گریزان ہوا
کہ اکبارگی شور و غوغا کیا
پریشان کیے بال سر تا بپا
یہ احوال سودابہ کا دیکھکر
بچھاڑا تجھے زور سرپنجہ سے
مرا پاک عصیان سے دامن رہا
نہ کہنا بجز راستی زینہار
کہ باطل ہے گفتار یہ یکسر
سیاوش کا جامہ تھا بو سے تہی
کرے سر کو اوسکے جدا بیدریغ
خلل ملک مین لائے وہ بے پناہ
نہ تھی مثل سودابہ مہ جبین
سیاوش کو دیکھا تو ہی بیٹھا
نہ آئی ذرا بیحیائی سے باز
پذیرا نکرتا تھا کچھ زینہار
ہوئی خوش وہ سنکر یہ ظالم سخن
کیا شاد دیکے اوسے سیم و زر
سیاوش کا لو بچیو نام تب
وہ سرگرم فریاد و افغان ہوئین
فلانی حرم ہے جو تیری شہا

کہ دختر کو میری پذیرا کیا
سیاوش کو پھر اوسنے روز دگر
سوا اوسکے اسباب شادی جدا
نہ آیا وہ شہزادہ کامگار
شہنشہ نے اوسکو تقید کیا
ہوائی یہ میری ذرا کر نگاہ
یہ سنکر لگا کہنے وہ نامدار
یہ کہتا ہون نہین تجھسے اصلا صحبت
اوٹھی تخت سے ہوکے پرخشم و کین
لگی کہنے سودابہ کرکے فغان
کیا پارہ پارہ گریبان کو
کنیزان بھی اوسکی اشارے سے وان
لگا پوچھنے تہہ حقیقت ہے کیا
کیا یہ ارادہ کہ بیخوف و باک
سنا جب یہ قصہ ہوا پرغضب
کیا اوسنے احوال سارا بیان
لگا سونگھنے اونکے پھر رخت کو
ہوا شاہ سودابہ پر خشمگین
ولیکن یہ اندیشہ دل مین کیا
سوا اوسکے تھا مبتلا اوسکا شاہ
بہت خرد تھے اوسکے فرزند بھی
لو خاموش ہو راز کو کر نہان
یہی شہ سے کہتی تھی صبح و مسا
اسی فکر مین تھی وہ بے ترس و باک
لگی کہنے پھر اوس سے وہ کینہ جو
کنیزونکو میری ہوا اوسدم خبر
سہم خفتہ تھی ایکدن رات کو
ہوا سنکے بیدار فرمان روا
ہوے اوس سے پیدا دو مردہ پسر

ملکزادہ نامور نے شہا
یہ پیغام بھیجا کہ اے نامور
تکلف سے مینے مہیا کیا
گئی پھر حضور شہ نامدار
ملکزادہ ناچار پھر وان گیا
نہ منہ موڑ زنہار اے رشک ماہ
توقع یہ مجھسے نہ رکھ زینہار
کہ اس کام سے رکھ مجھے معاف
سیاوش کے دامن کو پکڑا اوٹھین
بلا کیا ترے سر پہ لاتی ہون یان
کیا چاک چاک اپنے دامان کو
لگین کرنے غوغا و شور و فغان
رہ مکر سے اوسنے ظاہر کیا
کرے میرے دامان عصمت کو چاک
سیاوش کو شہ نے کیا پھر طلب
وہ راز نہفتہ کیا سب عیان
شہ نامور خسرو نامجو
کیا خوار اوس حیلہ گر کو یہین
کہ پرزور ہے باپ سودابہ کا
کہ تھی حسن مین غیرت مہر و ماہ
غرض اسلیے درگذر اوس سے کی
ہو خوار عالم مین کرکے فغان
سیاوش کو پہونچا عقوبت شہا
کسی حیلے سے اوسکو کیجے ہلاک
کہ اس حمل کو کرکے اسقاط تو
کرین تاکہ غوغا وہ سب رات بسر
وہ سودابہ اور خسرو نامجو
یہ پوچھا کہ یہ شور و غوغا ہے کیا
کہا شہ نے لاؤ اونھین زود تر

وہ رکھہ طشت مین لیگئین پیش شاہ
یہ بچے سیاوش کے ہین تم سے
وہ رفعل دیکھا سیاوش کا اب
وہین اوٹھکے فی الفور باہر گیا
یہ ظاہر کروگے ہین تم سے
کہا بعد یک ہفتہ اے شہریار
جو اختر شناسون نے ظاہر کیا
نہین راست گفتار یہ زینہار
رہا سنکے خاموش کاوس شاہ

لگا شاہ حیرت مین کرنے نگاہ
کہ بدخواب اپنے تو کیا تھا مجھے
کہ کیا کام اوسنے کیا ہی غضب
طلب اہل تنجیم کو وان کیا
خبر راز پنہان سے اب دو مجھے
یہ تم کیان سے نہین زینہار
تو سودابہ سے جاکے شہ نے کہا
نہین انکی کچھ بات پر اعتبار
کہ بیچارہ شہزادہ تھا بیگناہ

جب اوسنے پوچھا حقیقت ہے کیا
یہ سودابہ نے سنکے شہ سے کہا
شہنشاہ خاموش حیران ہوا
دکھائے اونھین دو مردہ پسر
وہین طالع بخت کو دیکھکر
کیا راز پنہان ناپاک زن
وہ بولی کہ اے شاہ جوہر شناس
سیاوش کو واجب ہے دینی سزا
بد اندیش از بسکہ سودابہ تھی

یہ کمبخت نے تب گزارش کیا
مری بات کا تجھکو باور نتھا
بہت اپنے دل مین پشیمان ہوا
کہا انکے طالع مین کرکے نظر
لگے غور کرنے وہ شام و سحر
عیان سب ہے پیش شاہ دین
تہمتن سے ڈرتے ہین اختر شناس
سزاوار ہے قتل اہل خطا
شہ ناموس سے یہ کہنے لگی



[illegible]

حمایت تو کرتا ہے بیٹے کی اب
کہا یون کہ مرتی ہو نہین کھا کے زہر
اگر ہے گنہگار جل جائیگا
خطا کیا ہے ای شاہ فرخ خصال
خداوند غفار کو یاد کر
سیاوش کو شہ نے بغل مین لیا
ولیکن شفاعت سیاوش نے کی

ستم ہے ستم ہے غضب ہے غضب
ہوا سکے ناچار تب شاہ دہر
وگرنہ نہ ایذا ذرا پائیگا
نہین راستی کو بھی ہرگز زوال
سیاوش گیا آگ مین بیخطر
سر و چشم پر اوسکے بوسہ دیا
بہانہ ہی چاہیے تھا کاوس بھی

کیا اور کرتا ہے مجکو خراب
یہ ٹھہرا کہ شہزادہ نامدار
ہوئی آتش افروختہ جب وہان
خدا ہے نگہبان مرا ہر زمان
نہ پہونچا اوسے کچھ ضرر زینہار
ہوا سخت سودابہ پر خشمناک
سر خون سے گذرا شہ دین پناہ

یہ کہکر لیا ...
پڑے آگ کے درمیان
لگا کہنے تب شاہ سے وہ جوان
کہ ہے واقف آشکار و نہان
سلامت وہ نکلا بخیر انجام کار
کہا یون کہ کرتا ہون تجکو ہلاک
غرض اوسپہ کی مرحمت کی نگاہ

داستان رفتن ملکزادہ سیاوش بجنگ افراسیاب و فتح کردن بلخ

وہ سودابہ از بسکہ بدبخت تھی
خطرناک رہتا تھا وہ نامدار
یہ پہونچی خبر اون دنون ناگہان
ہوا خشمناک اور کہنے لگا
کبھی صلح جو ہون کبھی کینہ خواہ
سیاوش نے کاوس سے یون کہا
کہا شہ نے تجکو کہان ہے یہ تاب
یہ مقصود تھا اوسکو اسبات سے
وہ بولا کہ اوس سے نہ کمتر ہون مین
حضور شہنشاہ جوہر شناس
کرو آپ تکلیف ہرگز نہ اب
اوٹھین الغرض دیکے سامان جنگ
وہان پر جو تھا حکمران تازیان
نہ ہرگز رہی طاقت کارزار
دلاور تھا گرشیوز اوسکا تھا نام
رہا خوب دو روز تک کشت خون
گریزان ہو جیحون سے گذرے شتاب
کہ ہو کر روان بلخ سے پیشتر
سران سپہ نے یہ اوس سے کہا
سیاوش نے مرقوم نامہ کیا

سیاوش کی ناحق بداندیش تھی
دعا مانگتا تھا یہ لیل و نہار
کہ توران سے بالشکر بیکران
کہ ای نامداران جنگ آزما
یہ رکھتے ہین دل مین خیال تباہ
کہ اے شاہ شاہان کشورکشا
جو ٹھہرے ذرا پیش افراسیاب
کہ دوری ہو اب خصم بدذات سے
ہنر اور قوت مین ہمسر ہو نہین
کیا پھر تہمتن نے یہ التماس
رہو یان بآرام عیش و طرب
روانہ کیا شاہ نے بیدرنگ
سو آیا بے کینہ خواہی وہان
ہوا جا کے محصور انجام کار
ہوا دیکھکر تازیان شادکام
کیا فوج ایران نے اونکو زبون
گئے خستہ دل پیش افراسیاب
گذر آب جیحون سے با کر و فر
کہ جلدی کو ست کام فرما ذرا
لکھا یہ کہ اے شاہ کشورکشا

ملکزادہ کے قتل کا قصد تھا
کہ یا حضرت ایزد ذوالجلال
ادھر پھر ہوا عازم افراسیاب
بداندیش ترکان نخوت شعار
سپہ کھینچکر بلخ تک اب کی بار
مجھے بھیجیے سوئے افراسیاب
زبردست ہے تجسے وہ جوان
یہ بہتر ہے مین آپ لیکر سپاہ
یہ لشکر بھی اپنا ہی جنگ آزما
کہ ہمراہ شہزادہ نامدار
ملکزادہ اور بندہ کافی ہین یار
وہ شہزادہ اور رستم نامور
ہوئی فوج ایران جو گرم ستیز
یہ سنکر سو بلخ پہونچا شتاب
بہم متفق ہو کے پھر بیدرنگ
ہوئی رزم کی پھر نہ تاب و توان
ہوا بلخ مین دخل شہزادے کا
سپہدار توران نے ہو رزمخواہ
تو لکھا شاہ کو نامہ اے نامدار
گیا حاکم بلخ کھا کر شکست

یہ تدبیر تھی اوسکو صبح و مسا
شتابی کہین پائے مجکو نکال
یہ سنکر جہاندار عالیجناب
نہین عہد و پیمان پر استوار
کرون اونکو آوارہ و قتل و خوار
کرون جا کے اوسکو تباہ و خراب
قوی جنگ مین اوسکے سب پہلوان
بداندیش سے جا کے ہون رزمخواہ
سدا فوج توران پہ غالب رہا
مجھے کیجیے رخصت اے شہریار
پی جنگ ترکان نخوت نشان
دلیری سے پہونچا در بلخ پر
تو بس لی اونہون نے وہین راہ گریز
سپہ لیکے داماد افراسیاب
ہوئی شاہزادے سے خواہان جنگ
تو ناچار گرشیوز و تازیان
یہ شہزادے نے پھر ارادہ کیا
کرے اوسکے لشکر کو یکسر تباہ
وہ کینہ جو لکھے جو تجھے شہریار
اور اپنا ہوا بلخ مین بندوبست

گذر جاؤن جیحون سے گر حکم ہو
اگر وہ نہ جیحون سے آیا ادھر
سپہدار توران سی ہو رزم جو
تو ہرگز ادھر کا ارادہ نہ کر
لکھا شاہ کاؤس نے یہ جواب
سیاوش بفرمان شاہ جہان
کہ ہی سخت پیکار افراسیاب
ہوا بلخ مین پھر توقف کنان

آمدن گرشیوز داماد افراسیاب با ہدایہ نزد سیاوش بدرخواست و آزردگی کاؤس طلب سیاوش

جہان تھا سپہدار توران وہان
گیا خواب مین شب جو افراسیاب
یہ پوچھا کہ اے سرور نامور
یہ کہنے لگا اوس سے افراسیاب
نمایان ہوا ابر مین ایک مار
کیا میرے لشکر کو اوسنے ہلاک
جوان ایک تھا رشک خورشید ما
ہوا دلکو از بسکہ اوس وقت درد
نہ دل مین ذرا خوف اندیشہ کر
طلب اوسنے دانشورون کو کیا
ہوے ایک نے عہد و پیمان لیا
وگر نہ خرابی پڑے ہے نظر
روان پھر کیا شہ نے داماد کو
گیا جبکہ گرشیوز نام جو
سیاوش ہوا دیکھکر شادمان
اوٹھا وہین داماد افراسیاب
ہوا آشتی خواہ افراسیاب
ولے سخت مکار ہے بد نہاد
جنھین ہم کہین سو وہ آوین یہان
ہمین اس طرح صلح منظور ہے
یہ احوال لکھکر اوسنے قاصد شتاب
سنجار او خوارزم اور چاچ بھی
تہمتن نے جنکا لیا نام تھا
لکھا صلح کا شہ کو احوال سب
اوٹھے ہول سی جسکے ہوش و حواس
گئے جب وہ گرشیوز تازبان
تو ناگاہ آیا نظر ایک خواب
تجھے خواب مین اب پڑا کیا نظر
کہ اسوقت دیکھا ہی مینے یہ خواب
ہوا بلخ سے ایران کے لشکر
ملایا ہر اک کو تہ خون و خاک
وہ بیٹھا تھا نزدیک کاؤس شاہ
خروشان ہوا پھر مین ای نیکرد
میسر تجھے ہوگی فتح و ظفر
مفصل کہا ماجرا خواب کا
سپہدار توران نے پھر یون کہا
مبادا کہ ہو جاے نوع دگر
سو بادشہ زادہ نام جو
سیاوش وہ بیٹھا وہین تعظیم کو
پھر اک بزم آراستہ کی وہان
ہوا جاکے سرگرم آرام و خواب
تہمتن نے سنکر دیا یہ جواب
نہین اوسکے کچھ قول پر اعتماد
بہ رسم گروگان رہین جاودان
وگرنہ رہ آشتی دور ہے
روانہ کیا پیش افراسیاب
سمرقند و سنجاب کے تھے سبھی
روان پیش شہزادہ اونکو کیا
کیے تحفے توران کے ارسال جب
بہت شاہ مین اوسکو ہی خوف و ہراس
گزارش کیا اوسنے احوال جنگ
ہوا ہول سے اوسکے گرم فغان
جو یکبار گی تو خروشان ہوا
کہ اک دشت مین سیکڑون سانپ ہین
وہین باد صرصر ہویدا ہوئی
پکڑ کر مجھے لیگئے مردمان
اوٹھا وہین کھینچکے اوسنے تیغ
لگا کہنے داماد افراسیاب
یہ تعبیر اوسکی نہ آئی پسند
ہوے سنکے خاموش دانشوران
کہ ہرگز نہ کر قصد پیکار تو
پسند آئی گفتار اختر شناس
فقط نامہ اوسکے ہوالے کیا
وہ تحفہ دیا اور نامہ دیا
ہوے محفل آرا بعیش و طرب
سیاوش نے رستم سے پھر یون کہا
کہ بدخواہ عاجز ہوا جب کمال
فرستادہ کو دیجیے یہ جواب
تعلق ہی ایران کے جو کچھ کہو
سحر جبکہ گرشیوز آیا وہان
کیا شاہ توران نے سب کچھ قبول
عزیزان و خویشان فرخ نہاد
ہوا شاد شہزادہ نامدار
سنی تھی بہر شاہ نے پیشتر
سوا اوسکی اختر شناسون نے بھی
یہ سنکر اوڑا اوسکے چہرے کا رنگ
سنا جب یہ گرشیوز آیا وہان
ہراسان ہوا دل پریشان ہوا
مری فوج بھی ہی وہان اور مین
پھر اوس مین سے اک فوج پیدا ہوئی
شہنشاہ کاؤس بھی تھا جہان
کیا چاک پہلو مرا بیدریغ
کہ برعکس ہوتی ہے تعبیر خواب
کیا اوسنے ہرگز نہ خوف و گزند
کہ تھا دل مین ہر ایک کے خوف جان
سیاوش سے اے شاہ ہو صلح جو
عطا کی اونے نعمت بی قیاس
تحائف بھی انواع وہ لیگیا
لیے آشتی اوسنے کی التجا
گئی الغرض جب گذر نصف شب
کہ اے پہلوان مصلحت اب ہی کیا
کیا آشتی کا تب اوسنے سوال
کہ گردان و خویشان افراسیاب
کہ اوس سے بھی اب دست بردار ہو
کیا اوسنے مرکوز خاطر عیان
ہوئی آرزو جی دلی سب حصول
دلیران و گردان عالی نژاد
تہمتن کو بھیجا سوے شہریار
کہ بدخواہ کو خوب آیا نظر
کہا شاہ کاؤس سے تھا یہی

کہ تیرا معاون ہے پروردگار
حضور شہنشہ جو رستم گیا
یہ پھر رستم پہلوان نے کہا
تہمتن نے آزردہ ہو کر کہا
کیا کچھ تامل توقف درنگ

ظفرمند ہوگا تو اے شہریار
کیا ماجرا سب بیان صلح کا
کہ ہے جنگ سی صلح بہتر شہا
کہ حاضر ہو نگا مین یان جنروا
نہ کیجو ذرا ہوجیو گرم جنگ

تہ ہو گی افواج افراسیاب
لگا کہنے تب بادشاہ جہان
کہا شہ نے تم عذر کرتے ہو گر
روانہ کیا طوس کو پھر شتاب
سیاوش کو پھر ایک نامہ لکھا

وہ ہوگا گرفتار رنج و عذاب
نہیں صلح منظور اے پہلوان
تو مین اور کو بھیجتا ہون دہر
جہاندار نے سوے افراسیاب
کہ تورانیون کو تو یان لیکے آ

آزردہ شدن بادشاہزادہ سیاوش از کیکاؤس و رفتن نزد افراسیاب پیش آمدن و بتعظیم و تواضع و دادن دختر خود و ملک بخشیدن بہ شاہزادہ سیاوش

پڑھا شہ کا نامہ سیاوش نے جب
دیا سب نے پاسخ کہ بہتر یہ ہے
کرے قتل ہر ایک کو بے یقین
سوا اوسکے سودا یہ ہے کینہ جو
نظر آوے جب یہ گزند و ضرر
یہ سنکر بہت ہو کے اندوہگین
سمجھا اے ملکزادہ نام جو
تو بہتر ہے اوس سے کہ لیل و نہار
لکھا یون کہ اے خسرو نامور
مرا عہد و پیمان ہے استوار
غرض کچھ نہیں شاہ کاؤس سے
نہ پہونچے جہان ہاتھ کاؤس کا
تمہارے عزیزان خویشان کو اب
کہ مجکو سمجھ عہد و پیمان نہیں چپت
کہان طوس کو تاب اے نیکخو
تو مینے کیا تجکو اپنا پسر
تو جو چاہیے تجکو وہ اقلیم دون
یہ نامہ پڑھا شاہزادے نے جب
کرون عرض کیا ہے یہ تجھے سیاہ
یہ چاہا کہ مجکو کرے تو ہلاک
گیا آخر آتش مین یہ خاکسار
سپہدار توران کو جا خبر کیا

ہوا دل پریشان آزردہ تب
کہ لاؤ بجا حکم کاؤس کے
کہ دلمین بھرا اوسکی ہے بغض و کین
مری دشمن جان ہے وہ زشت خو
تو پھر جاؤن کیونکر حضور پدر
یہ گودرز سے بہرام بولے وہین
کہ ہرگز نہیں اعتماد عدو
رہون مین حضور پدر ہو ارو
مرا باپ راضی نہیں صلح پر
اگر سر بھی جاوے تو یان رہنا
نہیں ہے مجھے کام کچھ طوس سے
رہون امن سے وان مین صبح و مسا
کیا مینے رخصت العیش و طرب
ترے ساتھ ہے صلح میری درست
کہ ہوتے آنکے مجھے اب ہم نبرد
محبت کرون مین بطور پدر
زر و گنج و اورنگ و دیہیم و دن
ہوا ہے سے غم کے آزاد تب
کہ پہلے تو اے شاہ کشورستان
خدا کا نہ ہرگز کیا خوف و باک
ولیکن بالطاف پروردگار
زر و افسر و ملک اوس سے لیا

سران سپہ کو بلا کر کہا
وہ بولا کہ خویشان افراسیاب
مرے عہد و پیمان کا بہر اعتبار
خدا جانے کیا ظالم نابکار
یہ دلمین ہے یان چھوڑ کر سب سپاہ
نہیں مصلحت یہ قرین صواب
دیا شاہزادے نے پھر یہ جواب
یہ کہکر وہین ایک نامہ لکھا
عوض اسکے بھیجا اودھر طوس کو
نہ پھیرونگا مین سر عہد و پیمان سے
یہی قصد اب زیر چرخ برین
بتا دیجیے کوئی ایسا مکان
گیا پڑھکے حیرت مین افراسیاب
دلے وہی کینہ ہے کاؤس سے
جو منظور رکھکر تو پاس و وفا
کرون بلکہ فرمانبری روز و شب
تجھے بعد کاؤس بیدادگر
وہین عزم توران مصمم کیا
کیا متہم مجکو سودا نے
ستارہ شناسون نے جو کچھ کہا
سلامت ہا کچھ نہ پہونچا ضرر
سجھو بھی یہان آشتی ہے بہم

کہو سوچکر مصلحت ایسے کیا
جو وان جاؤن تو شاہ عالیجناب
نکوئی کریگا یہان بیشمار
مرے سر پہ لاوے بلا اسکی یار
سپہدار توران کی لیکن پناہ
کہ بدخواہ تیرا ہے افراسیاب
کرے گر مجھے قتل افراسیاب
سو شاہ توران روانہ کیا
کہ ہوتے اب آنکے بندہ ہم
رکھون راہ و رسم وقت نگاہ
کہین جا کے ہون ساکن گزین
کہ جا کر کرون مین اقامت وہان
لکھا اوسنے نامہ کا پھر یہ جواب
وہی جنگ پرخاش ہے طوس سے
ہوا میری خاطر پدر سے جدا
تو آ شوق سے یان بفر و ظفر
کرون ملک ایران کا تاجور
اور اک نامہ کاؤس کو یہ لکھا
کیا پر غضب تجکو سودا یہ نے
وہ زنہار تو نے نہ باور کیا
کیا بلخ کو فتح یان آن کر
ہوئے لے تو نہ راضی ہوا اے ستم

عوض مہر کے تو ہوا خشمگین
توقع مجھے تجھسے اب کچھ نہیں

ہوا سخت ناچار و مجبور آہ
سو خانۂ خصم لیتا ہون راہ

جو ہے سرنوشت اپنی وہ ہوئیگا
ہے کب لکھا کلک تقدیر کا

وہ نامہ سوے خسرو نامجو
روان کر چکا جب تو بہرام کو

طلب کرکے بولا وہ خورشید جاہ
کہ یہ کشور ملک بلخ و سپاہ

ترے اب حوالے ہے طوس آوے جب
تو کر دیجیو اوسکے تفویض سب

یہ کہکر ملکزادہ نامدار
روانہ ہوا لیکے نہ صد سوار

وہ دریاے جیحون سے گذرا شتاب
گیا الغرض سوے افراسیاب

یہ نزدیک تر شہر کے جب گیا
خوشی سے وہ آیا وہین پیشوا

اودھر شاہ اور شاہزادہ ادھر
پیادہ ہوے دور سے دیکھکر

کیا ایک آراستہ شہر کو
بآئین دلخواہ و طرز نکو

در شہر سے تا در شہریار
ہو سر پہ شہزادے کے زر نثار

سیاوش سے بولا یہ افراسیاب
تجھے دیکھکر مین ہوا کامیاب

کیا تو نے توران کو گلستان
ہوئی تیرے آنے سے رونق یہان

سپہدار نے پھر بآئین نیک
کیا جشن شاہانہ ترتیب ایک

دف و بربط و شاہد و جام مے
مہیا تھی عشرت کی ہر ایک شے

تواضع مدارا و تعظیم کی
برسم پسندیدہ تکریم کی

ملکزادہ کا پھر ہوا مدح خوان
کہ مجھسے مفخر ہے تو اے جوان

تو ہے نور پور شہ کیقباد
جوانمرد و دانا و فرخ نہاد

نکورو و خوش خلق و پاکیزہ خو
حقائق شنو عاقل و راست گو

سبھی تھا فخر کا سامان ہوا
کہ تجھسا ملکزادہ مہمان ہوا

سنی جب یہ گفتار لطف و کرم
ہوا شاد شہزادۂ جم حشم

جھکا کر ادب سے سر انکسار
ہوا وہ پرستندۂ شہریار

غرض روز و شب پیش گیتی پناہ
فزون تھا سیاوش کا اعزاز و جاہ

کوئی نامدار اک وہان پیشہ تھا
سیاوش سے اک روز اوسنے کہا

کہ تو ہے دل و جان افراسیاب
ہوا جب یہ مہمان افراسیاب

بہت تجھ پہ ہے مہربانی شاہ
وفور محبت سے شام و پگاہ

یہی اب ہے مقرون رسم زمین
کہ اس شہر مین ہو کے مسکن گزین

تو ہو کتخدا اے ملکزادہ اب
بسر کر بعیش و طرب روز و شب

بفضل خدا بعد کاوس شاہ
تو ہے وارث تخت و تاج و کلاہ

کہ ہستی سے جب جا سوے عدم
تو ہو شاہ ایران بجاہ و حشم

یہان سے ہے نزدیک ایران مین
نہ زنہار جا روز و شب اب کہین

جو پیشہ نے شہزادے سے یون کہا
تو اوسنے خوشی سے پذیرا کیا

جریرہ کی تھی دختر گلعذار
کہ گلشہر تھا نام رشک بہار

اوسے دیکھ لے با دلِ پر صفا
کیا ساتھ شہزادے کی کتخدا

جو دیکھا رخ دلبر سیمبر
ہوا خوش ملکزادۂ نامور

لگا رہنے ساتھ اوسکے دن رات شاد
نکرتا تھا کاوس کو گاہے یاد

کسی نے سیاوش سے پھر یہ کہا
کہ ساتھ اوسکے کیون ہوا کتخدا

فرنگیش ہے دخت افراسیاب
کہ چمکا نہ جسکے حضور آفتاب

تو ہوتا اگر اوس دخت کا خواستگار
تو دیتا خوشی سے تجھے شہریار

سیاوش یہ بولا کہ اب کیا گیا
دگر بار ساتھ اوسکے ہون کتخدا

یہی رسم شاہان عالی وقار
کہ زن چاہیے شوق سے تین چار

طلب کرکے پھر موبد خاص شاہ
لگا کہنے اوس سے وہ خورشید جاہ

کہ معروف ہے خسرو نامور
مری پرورش مین ہے مثل پدر

عجب کیا جو دے اپنی دختر مجھے
کہ ہے سب سے رتبہ تو برتر مجھے

کہا جا کے موبد نے سلطان پاس
پذیرا کیا شہ نے یہ التماس

سنا جو سیاوش پھر آیا وہین
وہ مژدہ خوشی سے سنایا وہین

ہوا شاد شہزادۂ نامور
کہا جا کے گلشہر سے یون کہ گر

تری ہو اجازت تو اے ذولبہا
فرنگیش کے ساتھ ہون کتخدا

دیا سنکے گلشہر نے یہ جواب
کہ راضی ہون مین کیجیے اب شتاب

یہ بہتر ہے ہمکو بھی اے نامجو
کہ تو شاہ توران کا داماد ہو

لبان کنیزان مین کیل و سنان
فرنگیش کی ہونگی خدمت گزار

یہ کہکر خوشی سے وہ نکلا شتاب
سو خانۂ شاہ افراسیاب

گئی لیکے اسباب شادی تمام
فرنگیش کی مان ہوئی شادکام

ہوئی جا کے گلشہر خدمت کنان
ہوا اوس سے ہر ایک شادان ہا

پھر اپنی طرف سے بھی اسباب سب
بصد شادمانی و عیش و طرب

فرنگیش کی مان نے سونپا اوسے
ہوا خواہ دختر کا سمجھا اوسے

رہا سات دن جشن شاہانہ وان
بصد حشمت و جاہ و توقیر و شان

کیا کتخدا رستم و آئین سے
کہ جسکا نہین ہو سکے یان بیان
سنی جبکہ کاؤس نے یہ خبر
ہوا یہ پسر کی جدائی کا درد
سپہدار توران نے پرخاش کا

سیاوش کو ساتھ شہزادی کے
سوا اسکے ہو کر بہت شادمان
کہ وہ بادشہ زادۂ نامور
کہ ہر دم لگا کھینچنے آہ سرد
ارادہ جو کاؤس کے دلمین تھا

در و لعل و اسپان فیلان و زر
دیا شہ نے اوسکو دیار ختن
گیا بلخ سے پیش افراسیاب
خفا ہوکے شہ سے سوی سیستان
رکھا شہ نے موقوف وہ فوج کشی

جہیز اوسکو اوسنے ملا اسقدر
گیا لطف سے شہر یار ختن
ہوا شاہ کے دل کو اک اضطراب
روانہ ہوا رستم پہلوان
لکھا یون کہ پھر آ تو اے نامجو

رفتن شاہزادہ سیاوش طرف ختن و باعث ناموافقت آب و ہوا و روانہ شدن طرف دریای گنگ و طیار نمودن قلعہ سنگین و دیگر مکانات رفیع و دلپسند و حسد بردن گرشیوز و ابا داد افراسیاب و رغلانیدنش افراسیاب را

سیاوش ملکزادۂ نامجو
فرنگیش کو لیکے با فر و شان
تعین کیے مردمان جا بجا
لب گنگ اک جا عجیب تھی
بنایا وہان ایک حصن حصین
ہر اک جا تھے انواع نقش و نگار
سپہدار کاؤس عالیجناب
لکھی اسکی صورت بخوبی وہان
سوا اوسکے بھیجا بہت مال و گنج
سیاوش ملکزادہ اسواسطے
سپہدار توران ہوا شاد کام
حضور سیاوش روانہ کیا
سیاوش سے رکھتا تھا وہ بغض و کین
دلی کینہ سینہ مین پوشیدہ تھا
بہت ساتھ اوسکے مدارا کیا
تو پھر دل مین اوسکے ہوئی اوس کہ
تو ظاہر کیا یون کہ اے تاجدار
دماغ اوسکا نخوت سے یکسر بھرا

کشتہ شدن سیاوش از دست افراسیاب

گیا سوی شہر ختن شادمان
کہ ہے وہ جہان خوب آب و ہوا
ملکزادہ کو سکے دی آگہی
حضور اوسکے تھا پست چرخ برین
بصد رنگ ان جلوہ گر تھی بہار
پشنگ و سپہدار افراسیاب
بنا ہر مکان غیرت گلستان
حضور ملکزادہ بید رد و رنج
گیا چھوڑ تھا باپ کے گھر اوسے
رکھا پھر خوشی سے فرود اوسکا نام
تحائف بہت بھیجے اوسکے سوا
یہ چاہی تھا کمبخت بیدادین
بظاہر تھا مداح شہزادے کا
نہ آیا وہ درستک ولے پیشوا
زیادہ ہوا بغض و کین و حسد
سیاوش سے غافل نہ ہو زینہار
نکی میری تعظیم اوسنے ذرا

ہوا جبکہ رونق فزای ختن
خبر وو کہ سکین گزین جا ہو
کہ ہے اک مکان مثل باغ جنان
بنا ہے درون حصار بلند
کیومرث و جمشید فرخ نہاد
نریمان و ہم رستم و سام و زال
سنی شاہ توران نے یہ جو خبر
پری چہرہ گلشہر رشک چمن
ہوا اون دلون اوس سے پیدا پسر
وہین طفل کے ہاتھ کو زعفران
گیا لیکے گرشیوز نامدار
کہ شہزادہ رہتا ہے نہ اس شان سے
گیا تہنیت نامہ سے لیکے جب
بزرگی و خردی کا آداب وان
وہ رخصت ہو جو کا لیکر جواب
نہین ہے وہ سیاوش جو تھا پیشتر
فراہم بہت کی اب اوسنے سپاہ

مختصر سپہدار توران سے ہو
نہ ہرگز خوش آئی ہوا ختن
بآرام و عیش و طرب ان رہو
ملکزادہ نے کی سکونت وہان
مکانہای عجیب خاطر پسند
فریدون منوچہر اور کیقباد
یہ جتنے تھے گردان ماضی و حال
تو بھیجے وہان اور اہل ہنر
کہ تھی حاملہ وقت عزم ختن
کہ تھا حسن مین رشک شمس و قمر
لگا اور بچہ کا اوسکے نشان
بحکم سپہدار توران دیار
نکلوا دے اقلیم توران سے
ہوا شاہزادہ بصد رنج و طرب
نذا یا بجا وہ ثریا نشان
گیا پاس جب پیش افراسیاب
بیان کیا کرون اوسکا مین کر و فر
وہ رکھتے ہے دل مین خیال تباہ

اطاعت سے تیری نہین اوسکو کام
سنہا ہے باطل کو افراسیاب
لگا کہنے یون شاہ توران زمین
سنا ہے یہ اور بہتر یہ ہے
کہ دیکھا سیاوش نے توران دیار
یہ ہے مصلحت اے شہ ارجمند
یہ سنکر لگا کہنے افراسیاب
سیاوش کو نامہ دیا جا کے جب
یہ سنکر وہ گرسیوز بدنہاد
فریب اوسنے اسطرح دو دین کیا
وہ خاموش رہا کچھ نہ پاسخ دیا
سیاوش کو اوسنے دیا یہ جواب
نہین چاہتا زیر چرخ بلند
نہین ہے گمان یہ مجھے زینہار
کیا کسطرح اوسکو شہ نے ہلاک
ارادہ یہ اوسنے مصمم کیا
وہ بولا کہ ہون بر سر آشتی
نکل چل اب تو ہے گر ہوشیار
یہی مصلحت ہے کہ جاؤن وہان
غرض رفتہ رفتہ یہ پایا قرار
کہ ای نامور بادشاہ جہان
ذرا بھی شفا ہو تو با چشم سر
حضور شہنشاہ توران دیار
ذلیل اوسنے مجکو کیا ہی سخت
کہا یون کہ ہرگز نجاؤن وہان
گیا اوسطرف شاہ لیکر سپاہ
ہوئی سست نزدیک اوسکے تمام
فرنگیس یہ سنکے گریان ہوئی
کہا اوسنے چل تو بھی ای دلربا

یہی سوچتا ہے وہ ہر صبح و شام
سمجھ اور کھا لبس مین پیچ و تاب
کرون زیر اسکو ضائع تو لازم نہین
کہ بیجون سے اوپیش کا دس کے
سب احوال پایا کا ہوا آشکار
کہ لکھے سیاوش کو اب کر کے بند
کہ بیش سیاوش تو پھر جا شتاب
کہا پڑھکے اوسنے یہ با صد طرب
یہ سوچا کہ گر یہ گرامی نژاد
یہ شہزادہ نامور سے کہا
قسم دیکے شہزادہ نے پھر کہا
کہ ہے بدگمان شاہ افراسیاب
کہ ہو نجھے تری جان کو کچھ گزند
کہ مجھپر کرے کچھ ستم شہریار
خدا کا نہ ہرگز کیا خوف کب
کہ کھینچے مجھے زیر چرخ جفا
غلط شاہ سمجھے ہے گمان بہی
دہن مین بلا کے نہ جا زینہار
بجا لاؤن فرمان شاہ جہان
کہ ہان لکھے عذر آنیکا اوسکا
یہی آرزو ہے کہ حاضر ہون اون
قدمبوس حاصل کرون آنکر
جو پہونچا تو بولا کہ ای شہریار
کہ بھیجا بتھایا مجھے زیر تخت
جو چاہے کرے بادشہ بیگمان
کہ تا شاہزادے سے ہو کینہ خواہ
لگا کہنے شہزادہ ذو الکرام
کمال اوسکی خاطر پریشان ہوئی
فرنگیس نے تب یہ پاسخ دیا

کرے ملک توران مین برپا فساد
وہین اپنے دل مین یہ لایا خیال
پتہ جو کوئی لاوے اپنے حضور
سنی جبکہ گفتار افراسیاب
یقین ہو کہ ستم تو لا وے میان
سپاہ سے اوسکو طلب کیجیے
دلاسا اوسے دیکے اب لا یہان
کہ پیش شہنشاہ والا جناب
روانہ ہو پہونچے شتابی وہان
کہ جانا مناسب نہین اب یہان
زبان تک سخن کو وہ لا یکے
تو ہے اک ملکزادہ با تمیز
سیاوش نے سنکر یہ پاسخ دیا
یہ سنکر وہ بدکار کہنے لگا
فراہم کیا تو نے لشکر یہان
کیا بیٹھے بیزار تجسے عیان
لگا کہنے گرسیوز بدنہاد
سیاوش نے سو طرح سے کہا
ولے اوسنے ہر بات کو رد کیا
فریب و دغا وان ہوا کارگر
ولیکن فرنگیس رنجور ہے
وہ گرسیوز بد بر کینہ جو
سیاوش ملکزادہ سنجور ہے
نہ ہرگز پڑھا نامہ کو ایکبار
سنی شاہ توران نے یہ بات جب
سیاوش نے جب دم سنی یہ خبر
کہ جاتا ہین گرسیوز افراسیاب
سیاوش سے بولی کہ ای نامدار
کہ اب بچنا ہمکو محال ہے

اخبر دارا یہ شاہ والا نژاد
کہ شہزادہ کو پایا نے دیکھے نکال
ونہا ساتھ اوسکے ہو دانش سے دور
تو کمبخت نے پھیر دیا یہ جواب
کہ ہے ملک تسخیر سب بیگمان
نہ تاخیر کیجئے اب وہ شتاب کیجیے
غرض لیکے نامہ ہوا وہ روان
سر چشم سے جاؤنگا مین شتاب
تو باطل مری بات ہو بیگمان
وہ بولا کہ کیا واسطہ کر بیان
حقیقت ہی کیا مجھسے فرمایئے
مری جان ہے اور دل سے عزیز
کہ سلطان نے دانا مجھکو کیا
کہ اغریرث اوسکا برادر جو تھا
شہنشاہ توران ہوا بدگمان
ڈرے دل مین اپنے تو بر کیسو نہان
کہ اے نامدار گرامی نژاد
کہ دسواس ہرگز نہین ہے روا
کہ تھا دشمن جان وہ شہزادہ کا
لکھا نامہ شہزادے نے زود تر
تو ناچار یہ بندہ مجبور ہے
روانہ ہوا اوسنے لیکے نامہ کو
دماغ اوسکا اب عرش سے دور ہے
نہ میرا سخن کچھ سنا زینہار
ہوئی مشتعل آتش غضب
تو گفتار گرسیوز حیلہ گر
تو بیشک مجھے قتل کرنا شتاب
گریزان ہو اب سوی ایران دیار
کروگی یہین کیونکر بھلا راہ طے

سے مجھے چھوڑ کر یان روانہ ہو تو
روانہ ہوا اور کہا یہ سخن
یہ سنکر جو شاہ افراسیاب
ہوے سر بسر قتل ایرانیان
شجاع و دلیر و قوی تھے یہ مرد
یہی مصلحت ہے کہ کیسر سپاہ
بھلا قتل یان کسلیے سب تجھے
تو پھر قتل کا حکم شہ نے دیا
روان ہوکے پھر واسطے افراسیاب
فرنگیس آئی حضور پدر
کہ ایران سے آکے ای بادشاہ

سلامت تو لیجا غرض جان کو
کہ پیدا پسر گر ہوا ای سمن تن
مقابل سیاوش کے پہونچا شتاب
رہا ایک تن بھی نہ زندہ وہان
دلیری و مردانگی مین ہر فرد
کرے تیر کا اوسکو آماجگاہ
مگر زندہ اوسکو پکڑ لیجیے
تو یون پہلوان سپہ نے کہا
سکا پھر سیاوش کے آیا شتاب
پراگندہ گیسو و خستہ جگر
سیاوش تھے پاس لایا پناہ

سواران جنگ آزما ایک ہزار
تو کیسر و اوس طفل کا رکھیو نام
ہوا پس وہین گرم بازار جنگ
سیاوش کو لے اسپ آخر گیا
سیاوش کے نزدیک جو جائیگا
سپہ نے کیا رحم اور یون کہا
سمجھ ہم آخرش لا کے مرد دلیر
کہ شہزادے کے قتل مین رہنما
ہوا دیکھ حیران وہ سنگ یکان
خروشان گریبان وقت کیا چاک
کیا قصد کیون آج اسکے قتل کا

لیے وان سے ساتھ اور وہ نامدار
اوسے دیکھکر ہو تو شادکام
ہوا کار خنجر پہ تیغ و خدنگ
سپہدار توران نے پھر یون کہا
تو بس جان کو اپنی دیو آئیگا
سیاوش ہے ای نامور جیتا
سیاوش کو بس لیگیا کر اسیر
نہین چاہیے جلدی ای شہریار
کہ تھی ایک صنم غیرت گلستان
لگی کہنے یون با دل دردناک
ستم جیتا پر رکھا کیون روا



نکو خستہ و خوار مجکو تو مان
سمجھ بات کو اور مت کر وہ کام
ہوئی گرچہ زاری کنان شک ناک
فرنگیش آخر ہوئی نا امید
یہ کہنے لگی ہو کے زاری کنان
خدا جانے کیا شہ پہ آئی بلا
مجھے باپ سے یہ نہین تھی امید
غرض دوسرے روز اک پہلوان
گیا ساتھ اوسکو وہ گریہ کنان
دلیر و جوانمرد و پیا ہے نام
کیا سرکو آشفتہ پھر شتاب
کہ پر سیاوشان ہمسن کیلکا ہی نام
سپہدار توران کو وہ دردمند
شتابی فرنگیش کو باندھ کر
جو حاضر تھے اوس بزم مین نامور
گیا سنکے پیران ویسہ شتاب
کہ مردی سے یہ بات بس دور ہے
فرنگیش خواہان افسر نہین
کہا شاہ سے یون کہ لیجا اسے
جو شہ نے کہا سو نہ پیران کیا
ہوا فتنہ انگیز از رہ کین

برای خدا بخش اسکی تو جان
کہ نفرین کرین خلق تجپر مدام
ولے بر سر رحم آیا نہ شاہ
ہوا بس شب تیرہ روز سفید
کہ آیا وطن چھوڑ کے تو یہان
جواب عہد و پیمان یون پھر گیا
کہ غصے مین لرزان ہوا مانند بید
بحکم سپہدار آیا وہان
سیاوش ہوا پھر مناجات خوان
کہ لے دشمنون سے مرا انتقام
بحکم سپہدار افراسیاب
اوٹھاتا ہی شور اوس سے عالم تمام
لگی کرنے نفرین بآنگ بلند
تو کر ضرب شلاق اب اسقدر
ہے جسکے دل مین نفرین کنان سر بسر
کہ تھا دایہ شاہ افراسیاب
کمین بھی نہ ہرگز یہ دستور ہے
طلبگار اورنگ پدر تئین
ترے واسطے بیٹے بخشا اسے
فرنگیش کو اپنے گھر لیگیا
سیاوش کی تقصیر تھی کچھ نہین

کہ دنیا کا ہرگز نہین اعتبار
ابھی رستم زال بھی زندہ ہے
نہ خاطر مین لایا ذرا اوسکی بات
حضور سیاوش گئی ناگزیر
رکھا شہ نے تجکو لب ناپسند
ترے خون پہ کی باندھی کمر
خدا تیری مشکل کو آسان کرے
سیاوش کو میدان مین لیگیا
کہ پیدا کرے داور دادگر
پھر اک طشت قاتل نے لاکر رکھا
روان خون اوسکا زمین پر کیا
فرنگیش گریان و نالہ کنان
وہ گرشیوز اوس وقت حاضر تھا وہان
کہ گر چاہیے اوسکا حل بیگمان
نہ طاقت رکھی تھا کوئی نامجو
یہ بولا کہ ای سرور انجمن
جو کوئی کرے دخت پر یہ ستم
شہنشہ کو ہے پاس خاطر اگر
ولے اس سے پیدا ہو جب ہم پسر
ہوا شاہ پر ظاہر آخر یہ راز
پشیمان ہوا خسرو نامدار

نہ دم کا بھروسا ہے کچھ جز نشانہ
شجاعت قائم ہے کاؤس کے
اوٹھایا نہ خون سیاوش ہاتھ
کہ دیدار ابتک کی ہتی آرزو
اوسے تو نے بھیجا بجائے پدر
خدا کا نہ ہرگز کیا کچھ خطر
دلِ بیکسان ہراسان کرے
سیاوش پہ دل پیلسم کا جلا
مرے تخم سے ایک فرخ پسر
کیا تن سے شہزادیکا سر جدا
ہوئی خون لینے رسیدہ اک دن گیا
سیاوش کے مشہد پہ آئی دوان
سپہدار اوس سے یہ بولا کہ ہان
نہ تخم سیاوش کا رہجئے نشان
کہ مانع ہوا اس امر سے شاہ کو
روا رکھ نہ ایذا سے بیچارہ زن
کرے خلق نفرین اوسے دمبدم
تو نے بھیجے فرنگیش کو میرے گھر
تو لانا مرے پاس آسے نامور
کہ بدبخت گرشیوز کینہ ساز
گرا شہ کی نظرون سے وہ نابکار

ولادت کیخسرو از بطن فرنگیش و خواب پریشان دیدن افراسیاب

فرنگیش بیچاری خستہ جگر
رکھا نام کیخسرو اوس طفل کا
شہ لایا غرض پیش افراسیاب
لیے شمع اک شخص آیا وہان
کہ بیدار ہو خواب سے زود تر
ہوا خوف پیدا جو دیکھا خواب

رہے تھی بآرام پیران کے گھر
پھر اندیشہ پیران نے دلمین کیا
بیابان مین کودک کو بھیجا شتاب
سیاوش سے دنبال اوسکے دوان
شقاوت پہ ایام کی کر نظر
اوٹھا کانپتا شاہ افراسیاب

جو نو ماہ گذرے تو پیدا ایک پسر
کہ بیجاؤن گر پیش شاہ جہان
ادھر خواب مین شاہ توران کو شب
لیے ہاتھ مین تیغ الماس کا
شب جشن ہے اور رعنا طلب
طلب شہ نے پیران کو وہ مین کیا

تولد ہوا اس مین شک حور
تو ضائع کرے طفل کو بیگمان
نظر آئی یہ واردات عجب
یہ کہتا ہے وہ سرور نامدار
کہ پیدا ہوا شاہ کیخسرو اب
جو حاضر ہوا وہ تو اوس سے کہا

که یہ آج مجھکو ہوا پیدا ہوا
لگا کہنے وہ اے شہ نامجو
ہوا خوف و اندیشہ اوس سے مجھے
اور اب دو سخن ناحق اس طفل کو
غرض اسطرح سے یہان لایا نہین
سیاوش کو جیسے کیا تھا ہلاک
سنی بات پیران ویسہ کی جب
وہ پروردہ ہو کر بیابان جب
کرین تربیت تا کہ شام و سحر
سیاوش کا فرزند ہے سرو مان
ولیکن یہ پہنچی خبر اسپ سے
مگر لوگ کہتے نہین دیوانہ ہے
وہیں پیش کیخسرو وہ الکرام
غرض لیکے وحشت سے مردمان
لگا پوچھنے اس سے کچھ شہریار
سنی گفتگو طفل کی اسنے جب
جو کوئی بیابان مین پروردہ ہو
نہین کچھ بد و نیک کا اسکے ڈر
سیاوش کا جو ساختہ ہے مکان
سنی جب یہ گفتار افراسیاب
فرنگیش سے ہم کہ پہنچی وہان
فرنگیش کیخسرو مہ جبین

فرنگیش سے یہ پسر پیدا ہوا
بیابان مین بھیجو اوس طفل کو
کہ وہ نابالغ کرے تو بیاد آوے
کرے قتل گر اسے شہ نامجو
اُسے لا کے تجھکو دکھایا نہین
سبب یہ تھا دل تاجور خوفناک
رہا وہ سپہدار خاموش تب
ہوا دس برس کا بالا کا جب
سکھائے اوسے الغرض سب ہنر
بیابان مین ڈال آئے تھے تاکہ وہان
کہ اُس وقت سے اک چوپان آ کے
شعور و خرد سے وہ بیگانہ ہے
یہ پیران ویسہ نے بھیجا پیام
اُسے با لباس شہانی وہان
وہ پاتھ لگا دینے دیوانہ وار
سپہدار نے سنکر لگا کہنے تب
نہ کودن ہو کیون آج افسانہ جو
نہین کینہ جوئی کا ہرگز خطر
عیان ہے فر سیاوش یہان
تو پیران ویسہ نے اسکو شتاب
تو ویران پایا وہ شہر و مکان

کیا اُسنے اقرار تب یون کہا
یہ سنکر لگا کہنے افراسیاب
ہوا ایک تو ظلم یہ مجھسے آہ
تو ایسا نہو پھر کرے آ بلا
تری بہتری چاہتا ہون نگاہ
وہ دیکھے تھا خواب پریشان مدام
نہ لایا زبان پر سخن کو ذرا
تو پیران ویسہ نے بھیجے وہان
وہ پیران تھا شہ کا چچا کا
نہ زندہ رہے کوئی شیر نر
خوشی سے اُٹھا لگیا اپنے گھر
یہ پیران سے بولا ابھی فرد دانا
کہ دیوانہ بنکر تو یان آئیو
گیا تاجور کو سلام اسنے جب
کہا شہ نے کچھ طفل سے کچھ کہا
که یہ طفل دیوانہ ہے بیگمان
کہا شہ نے یہ طفل دیوانہ لگ
جو چاہو تو لیجا کے اس طفل کو
یہ کہہ وہ کہ مسکن گزین جا کے ہو
عدا الغرض ایس فرنگیش کے
لشکر اوسکے مشہد پاک پر

کہ اوس طفل کو اب مجھ پاس لا
کہ یان کیون بلایا دیا جو آج
سیاوش کو کُشتہ کیا بیگناہ
تو ہوگے گرفتار قہر خدا
که ہو ملکن ترا بندہ نیکخواہ
پراگندہ خاطر تھا ہر صبح و شام
تو پوچھا پھر اوس طفل کا ماجرا
سنہ سند دانا و کار آگہان
لگا ایکدن کہنے اے شہریار
نہ گردن تیری ہو خون زینہار
کیا اسکو پروردہ شیر سپہر
کہ دیکھو نہین اُسکو بلا و شتاب
زبان پر پریشان سخن لائیو
ہوا کچھ سپہدار شرمندہ تب
سوال اور تھا اور جواب اور تھا
یہ بولا وہ پیران دیکھے بات
نہان ہے کسی کام کا زینہار
فرنگیش کے اب حوالے کرو
رکھے پاس اپنے فرزند کو
کیا گھر سے پھر اسنے رخصت آج ہے
جو دیکھا تو روئیدہ ہے اک شجر
ہوے اُسکے سایہ مین مسکن گزین

خبر یافتن شاہ عالیجناب کیکاؤس از کشتہ شدن شہزادہ والاتبار سیاوش و طلبیدن رستم پہلوان از زابلستان و عزیمت تہمتن با فوج گران براے انتقام سیاوش طرف توران و جنگ با افراسیاب و فتح یافتن و ہفت سال در توران ماندن

سنی شاہ کاؤس نے یہ خبر
کہ رستم کو زابل سے لے آئے یان
کہ ترکون نے کاٹا سیاوش کا سر
یہ سنتے ہی وہ رستم پہلوان
ہوا اشکے دلگیر و اندوہگین
روانہ ہوا زابل سے آیا شتاب
کیسکو روانہ کیا پھر وہین
حضور جہاندار کیوان جناب

سیاوش کا اسکو ہوا یہ الم
گیا اس سبب سے وہ بانسو بکل
وہ بولا کہ اے شاہ آفاق گیر
یہ بدکیش ہے سخت بیداد گر
کیا قتل وان اسنے سودابہ کو
کرون قصد اب سوے افراسیاب
دلیران و گردان ایران دیار
وہ پہونچے جو سرحد مین توران کے
ولے وقت پیکار کے وہ جوان
عزیز دل شاہ افراسیاب
گرزم سرخہ کو کرسکے اسیر
لیا طوس نے خنجر تیز جب
تصدق مین شہزادیکی روح کے
کرے ہے یہ الحاح زاری بہان
نہ ہرگز کرون رحم اے پہلوان
وہین پھیر سر سرخہ کردسیاہ
گئی جب خبر پیش افراسیاب
غرض لیکے پھر لشکر بیحساب
دو لشکر مقابل ہوے جب وہان
کرون جا کے مین ساتھ رستم کے جنگ
تو مین مملکت نصف بخشون تجھے
اگر ساتھ اسکے کرے کارزار
یقین ہے کہ یہ پہلوان دلیر
شتابی کیا اور کہا یون کہ ہان
کہ وہ رستم پیلتن ہے کہان
یہ بولا کہ اک ترک سے آن کر
غرض شان ہوا تنے مین جب پیل مست
ہوا گیو جنگی پہ جیسے تنگ
پیرا دس ترکنے کھینچکر تیغ کین

کہ ظاہر ہے جسکے بیان سے قلم
گیا بلخ سے یعنے سوے اجل
تو اسکا سمجھا کیون نہ فرمان یہ
کرون تن سے اسکے جدا اب کا سر
یہ بولا ذرا وہ ستم ناجو
قیامت کرون جا کے یہ ناشتاب
گئے پھر وہ رستم نامدار
مقابل ہوا ایک گردان کے
ہوا قیبہ ہستی سے آزاد وہ
پہ جنگ و پیکار آیا شتاب
حضور پدر لے گیا وہ دلیر
یہ کہنے لگا طوس سرخہ سے جب
تجھے بخشش اب درگذر خون سے
کیے تو اسے جانکے دون امان
کرون قتل ترکو تنکو باون جہان
روانہ کیا پیش کاوس شاہ
کیا گریہ اسنے مثال سحاب
روانہ ہوا شاہ افراسیاب
ہوا گرد سے جہنپایان نہان
کرون غرق خون اسکو بیدرنگ
اور اک دختر مہجبین دون تجھے
تو جانیو پیلسم نہ ہنہار
کرے وقت پیکار رستم کو زیر
تہمتن سے کرجا کے جنگ اے جوان
جسے لوگ کہتے ہین شیر زیان
نہ ہرگز لگا رستم نامور
ہوا گرم کین ترک چالاک وقت
مدد کو فراہم ہتے بیدرنگ
کیا کینہ تھا ہونکو زخمی وہین

یہ بولا کہ تھا اسنے شہ نادار
کہا شہ نے سودابہ کمبخت ہے
جو کوئی کہ ہو سرور انجمن
رہا سنکے خاموش شاہ جہان
تہمتن لگا کہنے یہ بعد ازان
یہ کہکر وہین یا سپاہ گران
صغیر و کبیر اور پیر و جوان
کہ اس گرد کا نام آباد تھا
یہ جب شاہ توران کو پہونچی خبر
فرامرز پور تہمتن وہین
کہا طوس سے اسنے اے نامور
کہ تھا شاہزادیکا مین دوستدار
سر سرخہ آیا و طوس دلیر
یہ بولا تہمتن خدا کی قسم
شتابی اسکی تن سے تو کر جدا
شہنشہ نے دروازہ قلعہ کے
عزیز اس ستمگر کو تھا وہ پسر
شتابی سے پہونچا پی کارزار
برادر جو پیران کا تھا پیلسم
کہا شاہ نے تو نکہ گرشتہ ہو
یہ پیران نے سنکر گزارش کیا
کہا شاہ نے پیلسم ہے جوان
یراق اپنے پھر پیلسم کر تمام
وہین پیلسم سوے میدان گیا
یہ سنکر وہین گیو جنگی سوار
یہ کہکر وہین گیو نے بیدریغ
کمر مین گیا گیو کے نیزہ بند
کیا کرکے تیغ سرافشان علم
ہوئے جسکہ زخمی فرامرز گیو

اسے خوف سودابہ نابکار
مرا دل تنگ آتش اب سخت ہے
یہ لازم نہین ہے جو تجھکو زن
گیا پھر شبستان مین وہ پہلوان
کہ ہے شاہ شاہنشہان جہان
روان سوے توران ہوا پہلوان
سبھی تشنہ خون تورانیان
وہ یعنی کہ حاکم تھا سنجاب کا
تو شہزادہ اک سرخہ نامور
مقابل ہوا اسکے از رہ کین
کہ مثل سیاوش اوسنے قتل کر
بہت اسکے غم سے ہوا اشکبار
یہ بولا کہ اے رستم شیر گیر
جہاندار کیخسرو کی قسم
یہ سنکر اسنے ذبح اسنے کیا
کیا اسکا آویختہ کینے سے
ہوا اسکے غم سے بہت نوحہ گر
سو پہلوانان ایران دیار
وہ بولا کہ اے شاہ کیوان علم
ترے ہاتھ سے رستم نامجو
کہ رستم ہے گرد نبرد آزما
دلیر و قوی بازو و پہلوان
دیے اور اک توسن تیز گام
یہ گردان ایران سے اسنے کہا
گیا سوے میدان پے کارزار
یہ چاہا کہ کھینچے اوسے زیر تیغ
کہ زین سے جدا ہو پیل ارجمند
کیا نیزے سے پیلسم کے قلم
تو پہونچا تہمتن بھی کرکے غریو

یہ بولا تو کیا ہے جسکو طلب
تہمتن سے کہنے لگا پیلسم
تہمتن یہ بولا کہ نہ یہ فلک
یہ کہکر ہوا ترک سے گرم کین
کہا دل مین رستم نے ایسا سوار
کمر بند مین پیلسم کے وہین
سر خاک پہ خوار کو ڈال کر
اسے بخش اے دخت و تاج و سریر
سیاوش کی جان پر کیا وہ جفا
نہ رستم سے کوئی مقابل ہوا
کہ اے نامداران توران دیار
سپہدار نے پھر مکرر کہا
اُسے جبکہ رستم نے مانند کاہ
ہمارا ہوا ہے قتل منظور گر
ولے جیسے ہوگا نہ زنہار
کیا آپ ناچار پھر قصد جنگ
تو اب جیسے ہوا آنکے ہم نبرد
یہ کہکر گیا سوے میدان شتاب
سپہدار نے نیزہ اک آن کر
یہ چاہا تھا پھر رستم ارجمند
تہمتن نے مارا جو نیزہ شتاب
غرض ترک نے رخش کو زود تر
لگی ہاتھ فرصت تو افراسیاب
دلیری سے پھر رستم پہلوان
وہین لشکر رستم نامور
سہ فرسنگ جون اژدہا کے دہان
ہوئی فوج رستم ظفر یاب جب
رہا نہ کہیں لبس حیران و مان
وہ آیا تو پیران سے شہ نے کہا

وہ رستم بھی آیا خبردار اب
یہ ہے شرط مردی کہ تم اور ہم
بچا ہی کبھی بیٹھے ہرگز کمک
اور اس ترک نے تیغ ماری وہین
نہ ترکو نے دیکھا کبھی زینہار
کیا پھر نیزے کو از رہ کین
نشر و شان ہوا رستم نامور
کہ یہ مصلحت ہے بہت دلپذیر
اب اور و نے تو کیا کریگا دغا
کہ یکسر سپہ کا زبون دل ہوا
کہو کونسا آج جنگی سوار
سران سپہ نے یہ پاسخ دیا
اٹھا زین سے پھینکا سوے قلبگاہ
تو پھر سنگا کوئی نہ زنہار سر
جو اس اژدہا سے کرین کارزار
گیا سوے میدان غرض بیدرنگ
یہ سنکر ہوا خندہ زن شیر مرد
مقابل ہوا اسکے افراسیاب
جو مارا سپر رستم نامور
کمر بند مین کر کے نیزے کو بند
لگا پر سپر اسپ افراسیاب
دلیری سے مارا جو گرز آن کر
سوار اور گھوڑے سے ہو کر شتاب
ہوا سوے ہومان جو حملہ کنان
تہمتن کے شامل ہوا آن کر
گئی فوج ایران تعاقب کنان
ہوا شاہ توران کو اندیشہ تب
کہ تا شاہزادے کو لے آوین یہان
کہان رکھیے اُسنے یہ پاسخ دیا

یہ سنکر دہین عطف کرکے عنان
کرین جنگ میدان مین اور تنہا
کہا پھر یہ دونون سے پہلے جو تم
شکستہ ہوئی لگ کے بس خود یہ
یہ ترک دلاور ہے چالاک دست
اٹھا کر اُسے زین سے جون برگ کاہ
کہا یون کہ اے شاہ توران یار
بامید دخت و زر و ملک و گنج
یہ کہکر سخنہا نے دشوار و سخت
بہر پیچ روز دگر آفتاب
مقابل تہمتن کے ہوویگا وان
کہ تنہا جا سم اکیل نامدار
کسے تاب پھر کون ایسا ہے مرد
یہان ہاتھ سے رنج ہر ایک کو
کہا پہلوانون نے جب یہ سخن
کہا شاہ نے وان بہ بانگ بلند
کہی جا کے یون شاہ توران اب
ہوئی بارش تیر پہلے وہان
تو جا پہونچے چہرہ کر تنگ سنان
زمین سے سپہدار کو لے اوٹھا
یہ بیتابی اُس دم ہوئی اسپ کو
ہوا رخش اُس ضرب سے دردمند
گریزان ہوا چھوڑ میدان کو
تو ہومان نے لی تب راہ فرار
نہ تورانیون مین رہی تاب جنگ
غرض اسطرح ترک کشتے ہوے
کہ شہزادہ کیخسرو نامجو
گئے لوگ اور اُسکو لائے شتاب
رکھو اُسکو دریا کے جیحون ادھر

وہ آیا سوے رستم پہلوان جو
نہ ٹھہرین یہان اب یہ دونون سوار
توقف نہ اب درمیان لاؤ تم
ہوا ایک پردہ در رستم کا سر
توانا جو پر زور جون پیل مست
گیا جانب قلب توران سپاہ
یہ ہے پہلوان با شکوہ و وقار
یلان کو تو کرتا ہے پامال رنج
پھر اوسنے وہ گرز فیروز بخت
جو نکلا تو بولا یہ افراسیاب
رہے سنکے خاموش سب پہلوان
توانا و پر زور جنگی سوار
کرے جو تہمتن سے جاکر نبرد
تو کر قتل اسے خسرو نامجو
تو غمگین ہوا سب وہ انجمن
کہ اے پہلوان رستم ارجمند
سیاوش کا کینہ بالطاف رب
لگی چلنے باہم سنان بعد ازان
رہا تیر سے لیکے جسم جوان
وہین ایک جانب سے ہومان گیا
کہ بس کر بڑا دشمن کینہ جو
رہا ایک قائم یل ارجمند
بچا لیگیا اپنی وہ جان کو
گیا اسکے دنبال وہ نامدار
فراری ہوے سب سپہ بیدرنگ
کہ کشتو نکے تا چرخ پشتے ہوے
پڑے ہاتھ رستم کے ایسا نہو
حضور سپہدار افراسیاب
کہ ہرگز نہیں ہو وہان کچھ خطر

دیا بھیج شہزادے کو پھر وہان
کہ تا کوئی اسکا نہ پاوے نشان

سپہدار توران کو کر کے تباہ
تہمتن ہوا ملک توران کا شاہ

بہت ملک تسخیر اس نے کیا
بہت گنج اور تخت و افسر لیا

سران سپہ کے لگا ہاتھ زر
تونگر ہوئی وہ سپہ سربسر

کیا قتل ترکو نکو بس جابجا
نہ اک ترک وان جز رعیت رہا

سپہ لیتا کوئی نام افراسیاب
تو رستم اُسے قتل کرتا شتاب

تہمتن بصد فر و جاہ و جلال
رہا ملک توران میں تا ہفت سال

روانہ کیا لشکر بے حساب
بدنبال سلطان افراسیاب

تہمتن نے پھر قصد ایران کیا
طلب کر کے بیٹے کو یہ کہا

[illegible] گیو اب [illegible]
تو کیخسرو نام بردار کو

غرض گیو کو کر کے رخصت وہ گرد
فرامرز کو ملک کر کے سپرد

ہوا سوئے ایران وہاں سے روان
شگفتہ دل و خرم و شادمان

مع مال و اسپان با زین زر
غلامان ترک اور گنج و گہر

گیا لیکے سب پیش کاؤس شاہ
بہت خوش ہوا شاہ گیتی پناہ

رفتن گیو بتلاش کیخسرو و نشان یافتن ملکزادہ و صحابت او طرف ایران و جنگ با کلبہا و پیران

یل نامور گیو جنگی سوار
ابوزہر وہ رستم نامدار

شتابان نہ شب دیکھ نہ کچھ زمین
روانہ ہوا سوئے دریائے چین

کیا گیو نے ساتھ اپنے وہ لیگیا
فقط آپ تھا یا کہ شبدیز تھا

ہر اک جا پہ تھا لیتا ہوا راہبر
ہوا جادہ پیما یل نامور

ہر اک سے تھا پرسان ہر کی زبان
نشان ملکزادہ جہ نشان

نشان اسکا کوئی بتاتا نہ تھا
مکان اسکا ہرگز وہ پاتا نہ تھا

ہر اک راہبر کو وہ جنگی جوان
کرے قتل تھا [illegible]

نہ پیدا ہوئے تا کوئی جا کہیں
خبر پیش سالار توران زمین

روان ہو گیا گیو جب بعد ازان
یہ گودرز نے [illegible]

[illegible] کا [illegible] نام
ملکزادہ کیخسرو ذو الکرام

پہ دیکھا تو پھر آئے وقت سحر
روانہ کیے چند مردم ادھر

کہ تا گیو کے جا کے پیران سپا
رہیں ساتھ اب اسکے صبح و مسا

نہ پایا کہیں اُس جزیرہ کا نام
جہان ہے وہ شہزادۂ ذو الکرام

شتابان [illegible]
ولیکن ملا گیو اُن کو کہیں

اٹھاتا ہوا محنت و رنج و درد
شب و روز تھا گیو صحرا نورد

[illegible]
بجائے نمک تھا وہاں آب شور

نہ تھا خواب اُسکو نہ تھا اور آرام تھا
بیابان نوردی ہی بس کام تھا

گیا گیو دریائے چین سے گذر
نہ مقصد کا پھر ہاتھ آیا گہر

کہیں خسرو نامور کا نشان
نہ پایا تو عاجز ہوا پہلوان

لگا کہنے افسوس کر کے کمال
گئی رائگاں محنت ہفت سال

خیال آگیا دل میں یہ ایکبار
کہ پھر چلیے اب سوئے ایران دیار

مُلے مردمی نے اجازت نہ دی
حیا نے بھی زنہار رخصت نہ دی

گیا گیو نے رنج سے بے اختیار
رکھا سر سوئے وادی کوہسار

دو چار آ کے چاکر ہو چند کس
یکایک ہوئے آن کر ہم نفس

لگے پوچھنے گیو سے اک جوان
کہو سرگشتہ کیوں ہو اکیلے یہاں

ترکی زبان گیو نے یون کہا
مجھے شوق ہے بیشتر صید کا

کیا راہ کو گم شکار افگنان
بیابان میں آگیا تا کہاں

ولے یہ کہو یاں تمہارا گذر
کدھر سے ہوا جاؤ گے تم کدھر

کہا گیو سے یہ اُنھوں نے بیان
کہ پیران کے ہیں ہم فرستادگان

خبر لینے خسرو کی جاتے ہیں ہم
فلانی جگہ ہے وہ فرخ شیم

سنا یہ سخن جب تو وہ شیر مرد
ہوا اُنکے ہمراہ جادہ نورد

نمایان ہوئی رفتہ رفتہ جو شام
تو دیکھا کیا رہروان نے مقام

کئی دن سے جب گیو بیخواب تھا
اُسے خواب میں رات کو آ گیا

ہوئے گیو سے پھر وہ اندیشہ مند
کہ ایسا نہ ہو اس سے پہنچے گزند

اُسے خواب میں الغرض چھوڑ کر
وہاں سے وہ غائب ہوا سربسر

وہ جاگا تو اُنکو نہ پایا وہاں
وہ لے خسرو نامور کا نشان

گیا تھا جو دریافت اس نے ادھر
روانہ ہوا گیو وقت سحر

پھر اک چشمے پر جا کے ہو تھا وہاں
وہ دیکھا کہ بیٹھا ہے اک نوجوان

گل تازہ کا طرہ سر پر ہے ایک
کف دست پر اسکے ساغر ہے ایک

عیاں ہے جبیں سے شکوہ شہی
نمایاں ہے یکدست سرو سہی

کہا اپنے دلمین اُسے دیکھکر
مگر ہے سیاوش کا فرزند تو
کہ ہے گیو گودرز کا تو پسر
لگا کہنے پھر وہ یل نیک خو
مرے باپ کا ایک ایوان ہے
بہم رستم و طوس و گودرزیان
یہ بولا کہ اے خسرو خسروان
پر اک اور بھی عرض ہے خسروا
مقرر سیہ ہو کہ تھا اک نشان
سخن سنکے خسرو نے یہ گیو کا
یہ دیکھا تو شادان ہوا پہلوان
کیا اوسکو گھوڑے پہ اپنے سوار
فرستادہ پیران کے اوس پہنچے پر
ہوئے جب مقصد پہ وہ کامیاب
غرض گیو و خسرو قرین طرب
مبادا کہین مردمان حسود
وہان ہین اور اک گرد بہزاد نام
یہ سنکر گیا گیو جنگی جوان
سوار اوسپہ ہوکر وہان سے تبھی
یہ پیران کو سنکے ہوا اضطراب
سہ صد لیکے ساتھ اپنے مردان کار
اوسے دیکھکر گیو جنگی سوار
سنی تھی یہ اختر شناسون سے بات
رہیگا یہ محفوظ آفات سے
ہر اک طرف گھوڑے کو دوڑا کے تھا
پھر اک گیو جنگی بہ فتح و ظفر
کہا گیو سے شاہزادے نے یون
مدد سے شہا تیرے اقبال کی
ہوئی راہ بیراہ وانسے روان

کہ شاید ہے یہ خسرو نامور
جہاندار کیخسرو نامجو
یہ سنکر وہین پشت زین سے اوتر
کہا اے بادشہ زادۂ نامجو
کہ خوبی سے رشک گلستان ہے
جو آوین تو پہچان لون بیگمان
شکوہ کیانی ہے تجھسے عیان
کہ بازو کو اپنے ذرا کیجے وا
سر بازو سے خسروان کیان
وہین اپنا بازو برہنہ کیا
اودیکھا ہوا وہین سجدہ کنان
جا وہین ہوا گیو فرخ تبار
گئے جب تو پائی اونھون نے خبر
تو بس ہیچ گئے ہو کے پیران شتاب
گئے جب فرنگیس کے پاس تب
خبر پاکے پہنچین وہان مثل دود
بہت تھی پسند اور تھی تیز گام
بسوی چراگاہ سیمان دوان
فرنگیس کیخسرو و گیو بھی
سر ضاسن تھا وہ بیشل و سپاہ
گیا کرکے یلغر شقاوت شعار
ہوا آ کے آمادۂ کارزار
کہ ہو گو کا کیخسرو خوش صفات
غرض جمع خاطر تھی اس بات سے
نہ ترکون کو خاطر مین کچھ کا تھا
گیا پیش کیخسرو نامور
کہا تو نے بیدار مجھکو نہ کیون
مخالف کی سب فوج پامال کی
وہ کھایا جو کچھ ہاتھ آیا دہان

وہین گیو نے اوسکو کر کے سلام
یہ سنکر کہا اوس جوان نے وہین
دیا گیو نے اپنے سر کو جھکا
مجھے تو نے پہچان کیونکر لیا
کہنچی صورت پہلوانان نام
وہ بولے کسطرح تو نے جانا مجھے
تری شان سے یہ ہویدا ہے کار
نشان کیان تا ید پیدا ہے
کہ تھا یہ ارث کو کیقباد
پسر ہوا جبکہ بازو شاہ
سپہدار ایران و توران کا
قرین طرب وانسے ہو کر روان
کہ اک گرد اقلیم توران کا
فرستادہ گودرز کے بھی ہین
وہ بولے کہ تاخیر کیجے نہ یان
یہان سے ہے نزدیک کہ مرغزار
سیاوش کے گلے کا ہے اک سمند
وہین کر کے لایا اسیر کمند
روانہ ہوئے سوی ایران دیار
روانہ کیا اُسنے گلباد کو
اودھر خواب مین تھا وہ بیدار بخت
یکایک گزر اور کھینچکر تیغ تیز
جہان نامہ ہر بادشاہ عظیم
وہ گرد دلاور یل شیر زاد
جو میدان مین مغلوب ترکان ہے
کیا جنگ کا ماجرا سب بیان
وہ بولا نہ تھا یہ گوارا مجھے
ہوا شادمان خسرو پاک زین
گیا جبکہ گلباد پیران کے پاس

گزارش کیا یون کہ اے ذوالکرام
کہ اے پہلوان مجھکو ہے یہ یقین
ادب سے زمین بوس حاصل کیا
سیاوس نوجوان نے یہ پاسخ دیا
بتایا مجھے مان نے ہر اک کا نام
ہوا نام معلوم کیونکر مجھے
کہ ہے تو ہی کیخسرو نامدار
تشفی گزین خاطر زار ہو
دلیل درستی و نسل نژاد
نمایان ہوا وہ نشان سیاہ
بیان ماجرا اُسکے آگے کیا
جہان تھی فرنگیس آئی وہان
یہان سے ملکر او یکو لیگیا
لگے سہیچ کہین گیو پایا نہین
ابھی ہو چکے ہو سوے ایران روان
کہ اسپان سلطان توران دیار
اوسے جا کے لا آ یل ارجمند
نہ تنہا وہ اسپ و رہ بھی اک سمند
ہوئی ساتھ تائید پروردگار
بدنبال کیخسرو نامجو
کہ پہنچا ادھر وہ نگونسار بخت
بیابان مین برپا کی اک رستخیز
بتایید فضل خداے کریم
کہ رکھتا تھا اس قول پہ اعتقاد
سراسیمہ یکسر گریزان ہوئے
ہوا انکے خسرو تاسف کنان
کہا کیون چنین کرتا جگا کر مجھے
کہا مرحبا صد ہزار آفرین
عیان اسکے چہرے سے تھا بیم و پاس

گیا گیو کا جاسکے اوران جنگ
وہ کلباد کا تھا یہ بار بار
سپہ لیکے توران سے پیچھے ہٹا
سپہدار پیران کے پیچھے … ہ
ہرا دل تھا او سکا دلاور پشن
نمایاں ہوا اور سے جب علم
جگا یا دہیں خسرو گیو کو
ستیزندہ افواج توران سے ہیں
ابھی تو نے پیکار دیکھی نہیں
کہا پیر خسرو نے اے شیر مرد
یہ سنکر دیا گیو نے یہ جواب
نہ رستم سے تنہا کبھی ہو نہیں
اور اپنے … دختر … بکال
در اتفاق … بار …
پیادہ کر دیں گیو جنگی سوار
پشن سے لگا کہنے وہ پہلوان
تو ہی گیو آیا ہے ایران سے
یہ کہتا او تھا یا جو گرز گران
نہ … گیا گیو … مرد …
تو جب … کر کے پشن کے گرز
… آیا …
… شہر … اسپ … جوان
… پار … کر … ہیں
… ہر … زرہ …
جہاں … بیژن … شیر مرد
کیا … خستہ تن …
کوئی زندہ اس فوج … نہ چھوڑ کے
ملا … میں … پاکر …
یہ گفتار جنگی یل نامور

ملامت کی اسنے …
نہیں … سوار … ہوکے وہ …
سوا آپ پہ پیران … شہر روان
کہ ہر … تھا یکہ …
قوی دست وگرد نکش پیلتن
تو سوچی فرنگیس فرخ شیم
بہو … سیاوش … نامجو
تن شیل تر کان گرد …
… اسپ پہونچ کہیں
کمر … نیزہ و تیغ …
کہ … تا … بار …
ہزار … پیکر نہیں
تہمتن نے دی تجھکو شان و کمال
اور اقبال شاہی مدد گار ہے
گیا سو میدان … کارزار
کہ تو کون ہے … تنہا … جوان
چھپا … شہ کو توران سے
تو دیا … سپہ … وہ پہلوان
… پشن … قائم …
… سنان کا …
لگا گیو سے کہنے از روی کین
کہ میں ان پہونچا … سنان
غرض اسکے پہنا ؤن تجھکو کفن
… گیا … کین سے
… ہر … شیر مرد
ہزار … سوار … توران …
… مرد میدان جنگ
جہاندار خسرو کو لیکر ادھر
ہوا … پیران دلیر …

کہ اک پہلوان ہے یہاں نوجوان
ولیکن ہے پیران کو تھا کچھ یقین
فرنگیس رشک مہ و آفتاب
تفحص کنان جا کے پہونچا وہاں
و کیخسرو و گیو تھے وہاں
کہ پیران دلیر اب آیا ادھر
تو کہنے لگا خسرو نامدار
وہ بولا کہ اے شاہ فرخ نہال
مرے تن میں ہے جب تلک جان زار
ادھر تو ہے تنہا ادھر کینہ خواہ
تہمتن کے مانند بیٹے کہیں
بہت اسنے وہان آزمایا مجھے
لگا کہنے پھر گیو فرخندہ خو
بلندی پہ آکر تماشا تو دیکھ
اور اس جا پہ پشن لیکے نیزہ بڑھا
دیا پانچ اسنے کہ سر نہیں پشن
… تو کر کے کہان جائیگا
لگی ضرب گرز گران اسقدر
… پکڑ لیکے نیزہ وہیں
ہوا غرق … میں …
کہ تو نے مری فوج کو دی شکست
ترے سر پہ لاتا ہوں کیا کیا بلا
دیا اسی جوانمرد نے یہ جواب
تری تاب کیا ہے جو …
تہمتن کو دیکھا ہے تو نے وہاں
اور اب فوج کو تیری میدان میں
گرفتار کر کے پھر آیا بکار
ہے توران کے … افراسیاب
ہوا نا امید اپنی وہ جان سے

گریزاں ہے تو میں سو پہلوان
ہو انکے یہ ماجرا …
نہ رکھتی تھی تنہا … کی تاب
ملکزاده منزل گزین تھا جہاں
کہ پہونچے وہاں جا کے تورانیان
دہیں تا کہ ایسا دے پابند کر
کہ اے پہلوان ہیں بھی تو ایکی بار
تو ہے نوجوان بلکہ ہے خورد سال
یہ شایان نہیں تو کرے کارزار
رکھے ہے بہت ساتھ اپنے سپاہ
مدد وقت پیکار کیا ہوئی نہیں
برابر غرض اپنے پایا مجھے
کہ رکھ جمع خاطر تو اسے نامجو
سر جنگ کرتا ہوں گیا تو دیکھ
ہوا گیو یل سے وہ جنگ آزما
سر افراز گرمان یل پیلتن
یہاں سے تو جاتے نہیں پائیگا
روان خون ہوا تن …
چو مارا دلاور نے از روی کین
ہو کی لیس تہ خاک جا کے پشن
کیا سر بلند ونکو یکدست پست
تہ خاک دیتا ہوں تجھکو ملا
وہی ہو نہیں ترک خانہ خراب
مرے ساتھ ہو آ سکے جنگجو
کہ تنہا گئے یازدہ پہلوان
تہ تیغ کھینچ نہیں اک آن میں
تجھے پیچھلوں سے ایران دیار
گردن ملا کے تو انکو یکسر خراب
لگا کہنے اس مرد میدان سے

کہ جا در گذر تجھسے اب بیٹے کی
رہائی تجھے ہاتھ سے اپنے دی

یہ بولا کہ تونے تو چھوڑا مجھے
ولیکن مین کب چھوڑتا ہون تجھے

یہ کہکر وہین گیو جنگی جوان
ہوا سوے بیجوا حملہ کنان

وہ پیران گریزان ہوا بسکہ تنگ
کہ دیکھی نہ زنہار یارائے جنگ

وہین پھر ولادر نے پھینکی کمند
ہوئی جا گلے گردنِ پیر پر بند

ہوئے ترک اوسوقت حملہ کنان
لگے چلنے وان تیغ و تیر و سنان

گئے اس جوان کی ذرا جسم پر
کوئی زخم ہوتا نتھا کارگر

یہ دیکھی دلیری گیو بلند
کہ اک ہاتھ سے کھینچتا تھا کمند

اور اک ہاتھ سے اسکے ہر دم سنان
چپ و راست تھی ضرب گرز گران

وہ پیران کو لایا وہان کھینچکر
جہان تھا ملکزادۂ نامور

کمند اسکے دونو ہاتھ مین تھی جوان
گیا پھر پے جنگ تورانیان

مقابل نہ آیا کوئی زینہار
ہوئے سب پیادہ سپہ دشت فرار

ظفریاب ہو زیر چرخ بلند
گیا پیش خسرو پیل ارجمند

کیا عرض اے خسرو نامجو
کرون قتل پیران بدکیش کو

بصد عجز پیران زاری کنان
وہ لایا تھا غدر خطا بر زبان

ترے روبرو عنایات شفقت ہین
لگا کہنے یون خسرو پاک دین

کہا اے گیو یہ ترک ہے دوستدار
مخالف ہمارا نہین زینہار

فرنگیس نے بھی کہا یونکہ ہان
یہ اپنا نکو خواہ ہے بیگمان

رکھا اسنے خسرو کو چھپا کے مگر
بد اندیش سے تا نہ پہنچے ضرر

بحفظ لی وہان بھیجکر دایہ کو
کیا پرورش اس گرانمایہ کو

شب و روز حاضر تھے خدمتگزار
کی خدمت خسرو نامدار

رہا ہمکو پیران نے محفوظ کیا
شرائط نکوئی کی لایا بجا

وگرنہ ہمین شاہ توران زمین
کیا چاہے تھا قتل از روے کین

تو ہرگز نہ رکھ خون اسکا روا
کہ یہ ہے سزاوار لطف و عطا

اگر اب نیکی کرے اے پہلوان
ہوئی اک خطا اسسے سرزد یہان

تو ہرگز شمار اس خطا کا نہین
کچھ اسکی طرف سے نہ رکھ دل مین کین

غرض اسکی جانبخشی اب ہے ضرور
نکیجے تو لطف و کرم سے ہی دور

گذارش پھر اس پہلوان نے کیا
یہ کھائی ہے بیٹے قسم خسروا

کہ گلگون کرون اسکے آخر زمین
لگا کہنے پھر خسرو پاک دین

کہ اک ہاتھ خنجر پہ گستاخ کر
تو اب کان مین اسکے سوراخ کر

جو ٹپکے ذرا تیرے خنجر سے خون
تو پھر بیگمان ہو زمین لالہ گون

رہا کر اسے بند سے بعد ازان
کہ تا ہو وے یہ سوے توران روان

غرض گیو نے اسطرح سے کیا
کہ جسطرح خسرو نے فرمان دیا

روان ہو کے پیران لشتاب
وہان سے گیا پیش افراسیاب

حقیقت جو کچھ تھی سو یکسر کہی
ہوئی شاہ تورانکو جسدم آگہی

تو غمسے ہوئین اسکی آنکھین پر آب
لگا کرنے افسوس افراسیاب

کیے مردمانے سو جیحون روان
کیا حکم یون بر گذربان کہ تم

کہ اس شکل کی ایک نا مرد دو
جدھر جاوین تم قتل انکو کرو

سپہداران توران بھی پھر بعد ازان
ہوا آپ پھر فوج لیکر روان

ہوا گرم بلغرش کینہ جو
کہ جانے نہ دے خسرو و گیو کو

وہ چلتا تھا ہر روز سو صد گروہ
لیے ساتھ تورانیونکا گروہ

ملے ہر زمان فضل و لطف خدا
مددگار تھا خسرو و گیو کا

گئے رفتہ رفتہ وہ جب گھاٹ پر
تو جیحون بطغیانی آیا نظر

گیا گیو وہین گذربانکے پاس
گذربان لگا کرنے گفتار پاس

کہا یون سنو ہے تیرے پاس گر
تو کشتی مین جا شوق سے بیٹھکر

یہ سنکر لگا کہنے وہ پہلوان
سند گم ہوئی راہ مین ناگہان

گذربان نے پاسخ دیا یہ کہ خیر
ملیگی نہ کشتی سند کے بغیر

مگر تم یہ اسپ سیہ مجھکو دو
گذر پھر یہان سے بخوبی کرو

کہا گیو نے تب کہ اے نوجوان
ہمارا خداوند زادہ ہے یہان

نہ دیگا یہ گھوڑا تجھے زینہار
ہمارا نہین اسپہ کچھ اختیار

گذربان نے پھر یون کہا العزیز
حوالے مرے کیجیے یہ کنیز

یہ سنکر کیا گیو نے یہ بیان
کہ اوسکی ہے یہ مادر مہربان

کہا یہ گذربان نے پھر گیو سے
کہ وہ تاج زر اس سے لیکر مجھے

پھر اسنے یہ اس پہلوان سے کہا
نہ دیگا یہ افسر کہ ہے بے بہا

سوا اسکے یہ ہے نشانی جو
نہ اسکے لیے کیجیے زنہار کد

وہ بولا کہ اپنی زرہ دو مجھے
یہ بولا کہ یہ تو نہ دونگا تجھے

ملے اور چندین زرہ لیجیے
نہ ہٹ اس زرہ کے لیے کیجیے

گذربان یہ کہنے لگا العزیز
طلب کین ہین بیٹے جو یہ چار چیز

اگر اُن میں سے وہ نکلے نہ تم ایک بھی ۔ تو یہ بات کے گذرا ہو گا کبھی
لگا کہنے پھر کرکے نرمی وہاں ۔ کہ لازم تھی ہرگز نہ گرمی وہاں
و لیکن گذر یاں رہا تند و سخت ۔ لگا گذرنے سب گیو فیروز بخت
کہ ناچار دریا میں آتے ہیں ہم ۔ گذریا نے پاآب جاتے ہیں ہم
وہ سمجھا کہ بیہودہ گفتار ہے ۔ کسی کی نہیں تاب زنہار ہے
جو اس طرف دریا کے جاویں گذر ۔ ہے جیحون میں مرغابیوں کو خطر
پھر آہستہ خسرو سے وہ پہلوان ۔ یہ بولا کہ اے خسرو خسروان
توقف نہیں یاں مناسب ہے اب ۔ کہ ترکوں کا یلغار آسکے غضب
مبادا کہیں شاہ افراسیاب ۔ بیاں کر گئے پلناب پہونچ شتاب
خبر یہ نکولا یا تھا یاں کا وہ جب ۔ وہ جیحون گذرا تھا پاآب تب
پھر آخر ہوا بادشاہ عظیم ۔ فریدوں بفضل خدائے کریم
لگا در کو اب نہ تو دریا میں چل ۔ کہ فضل خدا سے مبارک ہو فال
سنی گیو سے جب یہ خسرو نے بات ۔ تو غیر شد میں آیا وہ فرخ صفات
کیا اُسنے جیحون میں گھوڑا رواں ۔ فرنگیش اور گیو بھی بعد ازاں
گذر کر گئے وانسے پاآب بس ۔ کہ اقبال تھا ہمدم و ہم نفس
گذریاں تعجب میں تھی سر بسر ۔ ہوئے لوگ حیرت زدہ دیکھکر
پہونچتے ہیں پہونچا وہاں قبل آب ۔ گئی بیچ جیحون کے افراسیاب
فرنگیش کیخسرو گیو کو ۔ یہ دیکھا شتاباں ہوا کینہ جو
تو وہ وہیں گذر بانسے کشتی منگا ۔ اوترنیکا سے لے لما وہ کیا
لگا کہنے ہر یاں کا ہی بادشاہ ۔ تر سے ساتھ آئی بہت کم سپاہ
تو ہرگز نجا پا سکے دریا کے پار ۔ کہ ہے فوج ایرانیاں بیشمار
نگہبان تو رہ ملک توران کا ۔ تک قصہ اقلیم ایران کا
غرض پھر گیا شاہ توران جہاں ۔ سپہ سیج و غم سے توران زمین
فرنگیس و کیخسرو و گیو جب ۔ قلمرو میں ایران کے آئے تب
بجالائے وہ لشکر پہلوان و ... ۔ ہوئے بیشتر چھیڑ پالیے رواں
کسان زمیندار کرکے طلب ۔ رقم کرکے اک نامہ باصد طرب
روانہ کیا پیش کاؤس شاہ ۔ ہوا شاد یہ سنکے وہ کیوان کلاہ
وہیں طوس گرگین گودرز کو ۔ کہا جا کے تم پیشوائی کرو
گئے پیشوا ہر سے نام آوران ۔ گئے اور بھی ساتھ والا نسب
ہوا مہماں نے با نشاط و خوشی ۔ شتابی سے آرائش شہر کی
جب آیا وہ کیخسرو نامدار ۔ ہوا دیکھ کر چشم تر شہریار
اوتر تخت سے بس بغل میں لیا ۔ سر و چشم پر اُسکے بوسہ دیا
وہ لایا بجا رسم عجز و نیاز ۔ ادب سے خضوع سے سرافراز
طلب کرکے پھر ایک ... زر ۔ لگا کہنے خسرو سے یہ تاجور
کہ اس تخت پر بیٹھے آ کامگار ۔ وہ بیٹھا تو شاداں ہوا تاجدار
نہ تنہا ہوا خوش شہ نیک ... ۔ ہوئے شاد و خرم امیر و وزیر

کمر بستن ایرانیان باطاعت کیخسرو عالی تبار بموجب حکم شاہ بلند وقار وانحراف طوس از کیخسرو و اغوا نمودن فریبرز پسر شاہ کاؤس را و مہیا شدن سامان جنگ فیمابین طوس و گودرز و لشکر کشیدن ہر دو و منع فرمودن کاؤس و طلبیدن ہر دو را پیش خود و فرستادن فریبرز و کیخسرو را برائے جنگ قلعۂ دُژ بہمن و تباہ شدن لشکر فریبرز و فتحیاب شدن کیخسرو

دلیران و گردان والا سران
وہ جتنے تھی گردن فرازان وہان
یہ اوسنے لگا کہنے وہ شہریار
کہ اے نامداران ایران دیار

یہ خسرو کہ پور پسر ہے مرا
جگر گوشہ نور بصر ہے مرا
تم اسکی اطاعت کرو اختیار
خوشی سے بحکم شہ نامدار

ہوے وہ ہین خسرو کی فرمان پذیر
سو اطوس کے سب صغیر و کبیر
تھی مغز و بعقل جو طوس تھا
فریبرز سے جا کے کہنے لگا

کہ تو شاہ کاوس کا ہے پسر
سزاوار دیہیم و اورنگ زر
اطاعت جو خسرو کی تیری حضور
کہ وہ نہین ہے عقل و دانش سے دور

بہت اوسنے اعزاز و اکرام
خوشی سے دیا طوس کو گنج زر
سر چرخ خورشید رخشندہ جب
ہوا جلوہ گر دوسرے روز تب

کیا جشن گودرز نے اپنے گھر
رکھا اک مرصع وہان تخت زر
سر تخت کیخسرو نامدار
ہوا رونق افزا بجاہ و وقار

بزرگان ایران گئی سب وہان
لقب ان کا کاوس شاہ جہان
ولے طوس بے عقل و بیدین داد
نہ آیا تو گودرز فرخ نہاد

یہ کہنے لگا گیو سے ایجوان
تو اب طوس کو جا کے لے آ یہان
گیا گیو جب طوس کو لایہ تب
کہے ہے کہ مسخر ترا باپ اب

نہ خسرو کے آگے ہین ہرگز جہان
نہ اوس جنگلی کی اطاعت کرون
وہ ہی عقل و ہوش و خرد سی تہی
نہین ہے سزاوار تاج شہی

تو اے گیو یان اوسکو لایا عبث
یہ رنج اوسکی خاطر اوٹھایا عبث
فریبرز فرزند کاوس کا
رکھے ہے دلیری و فہم و ذکا

دلاور جوان و قوی چنگ ہے
سزاوار دیہیم و اورنگ ہے
کرون اب مین اوسکی پرستندگی
بجا لاؤن رسم و رہ بندگی

یہ گفتار سن گیو فرخندہ خو
یہ بولا کہ کیخسرو نامجو
یہ تدبیر و فرزانگی فرد ہے
دلیر و شجاع و جوان مرد ہے

ثنا خوان تھا ہر چند وہ پہلوان
ولی طوس ہر دم تھا نفرین کنان
غرض ہو گی آشفتہ و خشمگین
حضور پدر گیو آیا وہین

کیا طوس کا ماجرا سب بیان
غضبناک سنکر ہوا پہلوان
بزرگو نے گودرز کہنے لگا
شناون جہان سے نشان طوس کا

یہ آہنگ گیا اسپ پر ہو سوار
سو طوس جنگی ہے کارزار
دلیران جو باشوکت و جاہ تھے
وہ ہفتاد و ہشت اوسکے ہمراہ تھے

پسر اور نبیرہ تھی ہفتاد و ہشت
غرض اس حشم سے گیا جو درشت
گیا طوس بھی سامنے بیدرنگ
سواران جنگی لیے بیدرنگ

ہر ایک ساتھ تھا کاویانی درفش
کہ تھا فتح کی وہ نشانی درفش
مقابل ہوئین جبکہ دونون سپاہ
لگا کہنے تب طوس زرین کلاہ

جو ہو گرم بازار پیکاریان
تو بس کشتہ ہو فوج ایرانیان
ہمین کچھ بھی ہرگز نہو فائدا
مگر شاہ توران کا ہو مدعا

بہم دیکھکر جنگ جوئی شتاب
کرے قصد ایران کا افراسیاب
پیام اوسنے بھیجا یہ گودرز کو
کہ پیکار سے توقف اک دم کیجیو

خبر شاہ کاوس کو بھیجیے
کہے شاہ جو کچھ سو سن لیجیے
جو پہونچی شہ نامور کو خبر
کہ گودرز اب چڑھ گیا طوس پر

جو پونچا یہ فرمان جہاندار کا
کہا اے گرد گودرز جنگ آزما
سپہ کھینچی اب کس لیے طوس نے
خرابی یہ کیون تو نے باندھی کمر

مناسب ہے اب ورلیون صلاح
کہ تو اور طوس آئیی یان لیے سلاح
گئے طوس گودرز یا لئے بہم
حضور جہاندار کیوان علم

کیا طوس نے عرض پیش شاہ
کہ ہون چاکر و بندۂ بارگاہ
جو شہ سپر شاہی پہ آیا تو ہان
فریبرز ہو بادشاہ جہان

کہ ہی پور شاہ خلائق پناہ
وہ ہے وارث تخت و تاج و کلاہ
نبیرے کو شاہی حضور پدر
نہین پہونچے زنہار ایسے نامور

یہ سنکر وہ گودرز کہنے لگا
سیاوش مہین پور تھا شاہ کا
ہوا کشتہ ناحق وہ بیچارہ آہ
شناسا ہی ہے کہ کاوس شاہ

کرے رنج کو اب سیاوش کی شاد
ندے ہاتھ سے رسم و آئین و داد
کرے یعنی خسرو کو اب بادشاہ
کہ ہے وہ سزاوار تاج و کلاہ

لبان فریدون فرخ خصال
نگا در کو دریا مین جیو نہین ڈال
دلیرانہ آیا وہ عالی تبار
کیا کچھ نہ خوف و خطر ہوشیار

فریبرز کو ہے یہ طاقت کہان
کہان یہ دلیری یہ جرات کہان
دلیران بحکم شہ دادگر
ہوئے تابع خسرو نامور

تو کیون جہل کا کارفرما ہوا
نگا تجکو اے طوس سودا ہوا
یہ سچ ہے کہ تو نوذر کا ہی پور ہے
تو دیوانہ ہے اور وہ تھا خردمند

کہا طوس نے یون کہ ای شوم بخت — تو کہتا ہی کیا اب سخنہای سخت
ہوا مجھ سے گستاخ یون ہر غضب — مگر آپ کو یون گیا بھول اب
ترا باپ تھا مفلس و ناتوان — غریب ایک آہنگر اصفہان
نہ سردار زادہ نہ فرزند شاہ — نہ زنہار تھا صاحب عز و جاہ
ہماری ہی جو کی بندگی اختیار — ہوا تب وہ سالار عالی تبار
دیا وہین گودرز نے یہ جواب — کہ خاموش ای طوس خانہ خراب
تو سن گوش جان سے کہ کچھ زنہار — نہین مجھکو آہنگری سے ہی عار
کہ خوبی بشر کی ہی فرزانگی — ہنرمندی و خلق و فرزانگی
مرا باپ تھا کاوہ نیک مرد — تہور مین یکتا دلیری مین فرد
کیا عہد ضحاک کا اوس نے چاک — نہ لایا ذرا دل مین کچھ خوف و باک
فروزندہ کا دیانی درفش — وہ کاوہ ہی ای طوس جس کی ہی کفش
کہ جسکا پسر مین ہون جنگی نہنگ — مرا تیر و نیزہ ہے جوشن گزار
یہ طاقت کہان اور تری تاب کیا — جو ہو سامنا میرے تو جنگ آزما
کہا طوس نے ای سرافراز پیر — یہ گفتار تیری نہین دلپذیر
اگر تو ہے مرد شجاع و دلیر — تو مین ہون شجاعت کے بیشہ کا شیر
گران کوہ سا گر ترا گرز ہے — مری تیغ بھی آب البرز ہے
کرے تیر جوشن سی تیرا گذر — سنان میری توڑی جبل کا جگر
ہوئی جبکہ باہم یہ گفتار سخت — لگا کہنے تب شاہ فیروز بخت
کہ ناحق بہم کینہ آور نہو — نہ بولو زیادہ کہ سب چپ رہو
یہ گودرز بولا کہ کیجے طلب — فریبرز و خسرو کو پاس اپنے اب
جسے دیکھیے لائق سروری — سزاوار شایستہ برتری
ولیعہد شاہا اوسے کیجیے — بلندی و جاہ و حشم دیجیے
لگا کہنے شاہنشہ نامجو — کہ دونون ہین یکسان مرے روبرو
کرون مین جو رتبہ بلند ایک کا — تو کچھ دوسرا مجھ سے ہووے خفا
مین اب یہ کرتا ہون تدبیر نیک — کہ خوشنود دونون رہین جس سے ایک
یہ کہکر کیا شہ نے اونکو طلب — وہ جب آئے وان یہ کہا اونسے تب
بلند ایک دژ بہمن ہے بے عدیل — سر کوہ نزدیک دریای نیل
نکلتی ہے آتش وہان سے مدام — اور اوس قلعے مین دیو کا ہے مقام
کرے فتح جو ہو مبارک وہین — اوسے بادشاہی ایران زمین
یہ کی جبکہ گفتار کاوس نے — کہا تب یہ گودرز اور طوس نے
کہ اور اس سے تدبیر بہتر نہین — یہ سنکر فریبرز بولا وہین
مجھے پہلے ای بادشہ حکم ہو — کہ جا کر کرون فتح اوس قلعہ کو
فریبرز کو شہ نے رخصت کیا — سپہ لیکے طوس اوسکے ہمرہ گیا
وہ پہونچے جو نزدیک حصن متین — تو دیکھی زمین سب سر آتشین
ہوا گرم ہوتی تھی آتش فشان — ہوے سوختہ وان بہت پہلوان
کیا بستہ یک ہفتہ گرد حصار — تردد کیا خوب لیل و نہار
ولیکن در دژ نہ آیا نظر — ہوئی فوج جنگی تبہ سربسر
فریبرز اور طوس ہو تفتہ جان — پھر آئے حضور شہ شیروان
شہنشہ نے تب اوسکو با کر و فر — کیا دو ہین خسرو کو رخصت اودھر
سپاہ گران لیکے پہونچے وہ جب — کسی نے ملکزادے کو وقت شب
بتا خواب مین اسم اعظم دیا — خدا نے غرض رحم اوس پر کیا
ہوا جبکہ بیدار وہ نامجو — رقم کرکے کاغذ پہ اوس اسم کو
لگا کہنے یون پہلوانون سے کہ ہان — سر نیزہ اب باندھکر ای جوان
تو رکھ اوسکو دیوار پر قلعے کی — کہ تا کار مشکل ہو آسان ابھی
جو گیو پہلوان اوسکو خسرو نے فرمان دیا — وہی گیو جنگی نے اوسدم کیا
وہ کاغذ رکھا جبکہ دیوار پر — ہوا ظاہر اک ابر تاریک تر
بلند اک ہوئی بانگ اوسدم وہان — کہ جیسے ہے رعد کا ہو فغان
شکستہ ہوا سب وہ جادو سخت — لگا کہنے تب خسرو نیک بخت
کہ یکبارگی تیر باران کرو — توقف کو اب راہ ہرگز نہ دو
لگی ہونے پھر بارش تیر وان — ہزارون ہوے دیو تسخیر وان
نمایان ہوئی روشنی صبحدم — ہوئی رفع وان تیرگی یک قلم
در دژ نمایان ہوا تب وہین — گیا قلعے مین خسرو پاک دین
ہوا قلعہ تسخیر با گنج و زر — ہوئی ہمقرین آکے فتح و ظفر
بنا ایک خسرو نے گنبد کیا — کہ رفعت سے وہ ہمسر چرخ تھا
پھر اک سال کے بعد خسرو گیا — حضور شہنشاہ کشور کشا
وہانسے سپہدار عالیجناب — گیا جانب ملک افراسیاب
کیا فتح اوس قلعہ کو بھی وہین — بفضل خدای جہان آفرین
ہوا شاد کاوس لشکر دیکھکر — لگا کہنے ای خسرو نامور

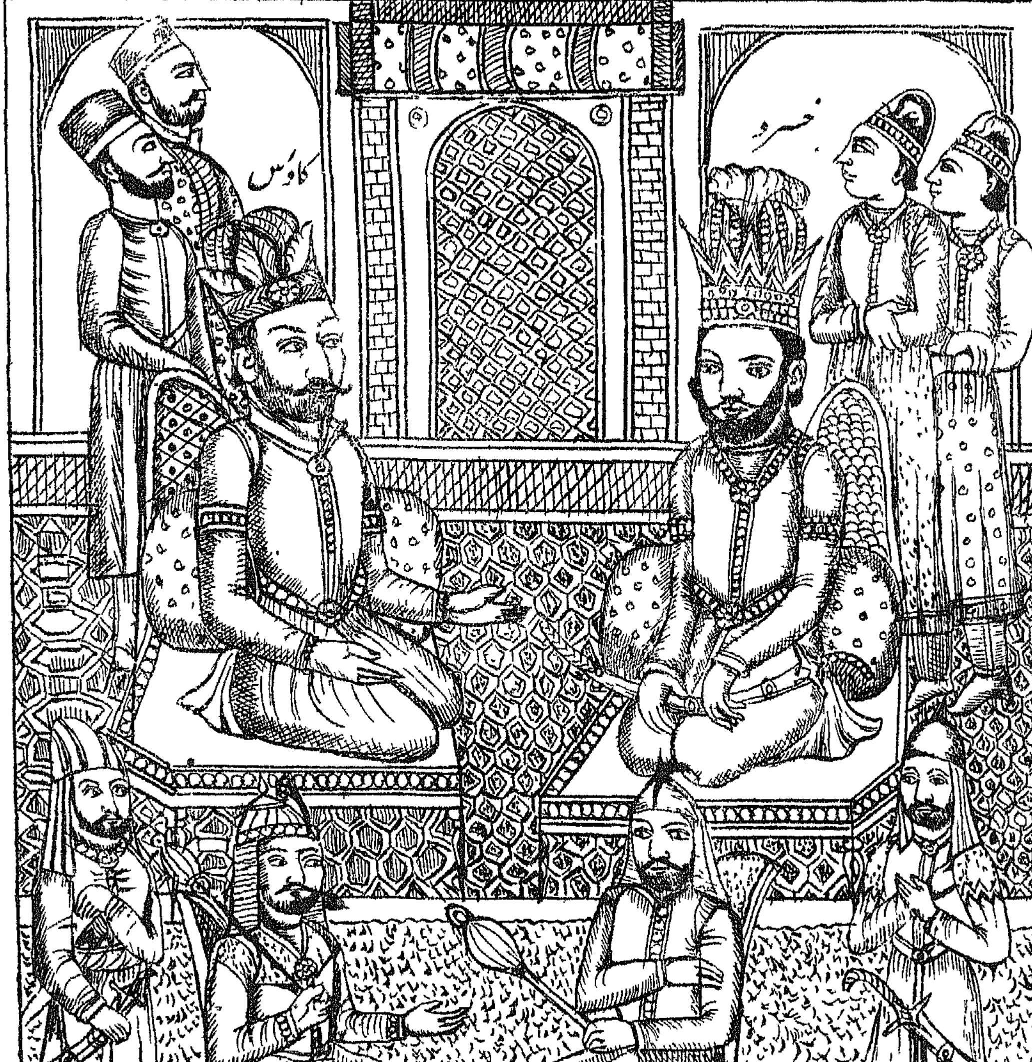
سپہر خلافت کا نیر ہے تو
جہاندار کاؤس فیروز بخت
بٹھایا جہاندار نے تخت پر
کیا حکم پھر یہ کہ سب نامدار
یہ فرما دیا جب کہ کاؤس نے
سپہدار کیخسرو خوش نہاد
یل نامور رستم و زال زر
جو نزدیک پہونچے تو با صد طرب
کہا یون سیاوش کا تو دایہ ہے

بر تخت نشاندن کاؤس خسرو را و ممتاز ساختن و کمر بستن او بر توران

تو وہین فریبرز اور طوس نے
ہمیشہ تھا مصروف انصاف و داد
ہوے شاد و خرم یہ سنکر خبر
گئے پیشوائی کو سردار سب
ہمارا بزرگ ای گرانمایہ ہے

اطاعت سے خسرو کی پھیرا نہ سر
بہت اوس سے راضی تھا لشکر تمام
وہین با دل خرم و شادمان
جب آیا قرین رستم نامدار
مددگار میرا ہو شام و سحر

سزاوار اورنگ و افسر ہے تو
جو سمجھا کہ زیبا ہی خسرو کو تخت
رکھا سر پہ خسرو کے دیہیم زر
اطاعت کرین اوسکی کہل و مہا
لگے چاکری کرنے شام و سحر
رعیت تھی آسودہ و شادکام
ہوی سیستان سے اودھر کو روا
اوٹھا تخت سے خسرو نامدار
کہ لون جا کے ترکون سے خون پدر



سہم ملکے دونوں ہوئے اشکبار — یہ کہنے لگا رستم نامدار
کہ سو ہمین ترا بندۂ کمترین — توہی شاہ شاہان روئے زمین
ہوا زال سے پھر بغلگیر شاہ — لگا کرنے شفقت جہانگیر شاہ
تہمتن نے خسرو کو تحفے دیے — بہت پیشکش لعل و گوہر کے
گئے پیش کاؤس روز دگر — سہم خسرو و رستم و زال زر
کیا شاہ نے جشن ترتیب ایک — بآئین فرخندہ و طور نیک
وزیر و امیران و شہزادگان — گئے سب بزرگان ایران وہان
ملک سے یہ کیخسرو تاجور — کہ تھا جسکو مطلوب کین پدر
یہ بولا کہ کین پدر جب تلک — نہ لوں شاہ توران سے میں تلک
نہیں مجکو زنہار آرام و خواب — نہ ہرگز شکیب و قرار و نہ تاب
نہ مسرور ہین تخت و افسر سے ہون — نہ شادان زر و گنج و گوہر سے ہون
یہ پھر زال و رستم سے شہ نے کہا — کہ اے پہلوانان کشور کشا
کرو گے مدد اسکی تم وقت جنگ — یہ رستم نے پاسخ دیا بیدرنگ
شہا بیشتر ملک افراسیاب — کیا میں نے جا کر تباہ و خراب
اور اب یہ سپہدار عالی گہر — خدیو جہان خسرو نامور
کرے قصد تسخیر توران جب — کرین کوششین جانفشانی کی سب
فریبرز و گودرز و طوس و گیو — یہ جتنے تھے گردان گیہان خدیو
شہنشہ نے ہر ایک سے یون کہا — کہو تم تمھارا ارادہ ہے کیا
پسند کر گئے سب سر پہلوان — کہ حاضر ہین ہم جانفشانی کو ہان
دیا الغرض اوسکو لشکر تمام — بتایا دلیرون کا خسرو کو نام

رفتن کیخسرو عالی تبار با فوج بیشمار و یلان نامدار بعزم جنگ افراسیاب والی توران

جو سالار ایرانی از روئے کین — کیا قصد تسخیر توران زمین
کیا دو ہین ترتیب سب فوج کو — بآئین چپ و طرف نکو
فریبرز کو با صد و دہ جوان — کہ تھے اقربا اوسکے سب پہلوان
کیا شہ نے سرکردۂ فوج پیش — گیا ساتھ وہ طوس فرخندہ کیش
ہوا الغرض گودرز عالی وقار — یل نامور گیو جنگی سوار
نبیرہ و پسر اوسکے ہفتاد و ہشت — جو جنگین کرین خون دشمن سے دشت
مقرر ہوئے جانب دست راست — بحکم شہنشاہ حق شناس
وہ گستہم بھائی جو تھا اوس کا — اوسے دست چپ کو مقرر کیا
جو میلاد کے تھے نبیرہ پسر — ہوئے ساتھ گستہم کے شیر ببر
نژاد پشنگ دلاور سے ہان — ہنر آزما سی و سہ پہلوان
نژاد نوا سے دلاور سے بھی — بیاسی جوان با نشاط و خوشی
صف آشفت تن تخمہ گولاد کے — کہ یکدست باقوت و زور تھے
گزارہ کے تھے یکصد و پنج تن — نہایت قوی زور اور صف شکن
مقرر کیے قلب مین بہ تسلم — بفرمان کاؤس انجم حشم
وہ بیژن کہ فرزند تھا گیو کا — اسے شاہ کاؤس نے یلان کہا
گرامی پہلوان بیژن جنگجو — ہوا تا صدا گاہ خسرو سے تو
یہ تھے جتنے سردار نامور پہلوان — ہر اک ساتھ رکھتا تھا فوج گران
غرض ہو کے رخصت شہنشاہ سے — وہ کیخسرو اس حشمت و جاہ سے
سو ملک توران روانہ ہوا — سعین و ساعت زمانہ ہوا
تہمتن بھی لیکر سپاہ گران — گیا ہمرہ خسرو کامران

روانہ شدن فریبرز از راہ دیگر طرف توران بحکم شاہ گیتی ستان و رفتن طوس براہ کلات و خشم و کشتہ شدن فرود پسر سیاوش کہ از بطن کلاشہ مقتول شدہ بود و شبخون زدن پیران و پسر بیشمار بر لشکر طوس و تباہ شدن طوس باعث کشتہ شدن فرود

سپہدار کیخسرو پاک دین — گیا جبکہ نزدیک توران زمین
فریبرز سے تب یہ کہنے لگا — جو دست چپ لشکر کا گرزور تھا

رفاقت میں اب تیرے رامی نامجو   سفر کر گیا گیو گودرز کو
ولیکن سیاوش کا ہوا آکے سپہر   زریر و بہرام و شیدوش سپہر
وہاں سے چلے ساتھ بیژن زینہار   کہ بہرام اور [illegible] نامدار
یہ سمجھا کہ طوس و فریبرز کو   یہی بات کہ [illegible] گودرز کو
فریبرز سے شجاع و دلیر   ہوا ان سے [illegible] ہوا مثل شیر
گیا متصل لشکر طوس جب   یہ سمجھا فرود [illegible] شب
نکل قلعہ سے وہیں وہ نامور   ہوا سد رہ طوس کا آن کر
یہ کہہ [illegible] کہ پرخاش کیجیو   ترے ساتھ زنہار [illegible]
یہ کہنا تھا سن ریو وہ ہیں گیا   جو پیغام تھا [illegible] کہا
ہوا ریو کے ساتھ سرگرم جنگ   گیا ریو کر کشتہ [illegible]
پسر کو وہیں اوسنے بھیجا ادھر   کہ لائے فرود دلاور کا سر
گیا طوس کا پہ آپ ہو کر سوار   [illegible] کارزار
شتابی سے تب چڑھ گیا کوہ پر   گیا وان سے [illegible] قلعہ میں دوڑکر
فرود دلاور کا خالو وہ تھا   سوار [illegible]
گریزاں ہوا ان سے وہ پہلوان   گیا [illegible] کہ قلعے کے درمیاں
جوشن بیژن طوس کے وقت جنگ   فرود دلاور نے مارا خدنگ
لگا اسپ بیژن کے ایک تیر   پیادہ ہوا پہلوان دلیر
کہا گیو نے یہ کہ آکے بچا   یہ بیژن نے [illegible] تیغ دیا
یہ کہکر شتابان ہوا وہ دلیر   پھر آنے میں آیا اودھر چو شیر
ولیکن نہ بدل ہوا زینہار   پکارا یہ اوس [illegible] نامدار
فرود دلاور نے اندر کی کمین   خدنگ ایک پھر اوس نے مارا وہیں
جہاں تھا سوار دلاور فرود   یہ بیژن بھی پہنچا وہاں مثل دود
گیا قلعہ میں ہوکے زخمی جوان   لگا کہنے تب بیژن پہلوان
نہ آئی تجھے شرم کچھ زینہار   دریغ ایسا جوان مرد جنگی سوار
سوا اسکے پہنچے بہت خارہ سنگ   ہوا جستہ بیژن میدان جنگ
لگا کہنے یوں طوس کہا کر قسم   [illegible]
یہ پہنچے گلچہرہ کو وقت شب   یہ آیا نظر خواب [illegible] اب
ہوئی خواب سے جبکہ بیدار تب   لپٹ کے کہا [illegible] خواب شب
نہیں غم کچھ اسے مادر مہربان   کہ ہے سب کو آخر فنا بیگمان

تو کرتا ہوا ملک پر [illegible]   پہونچے تا [illegible] افراسیاب
کلات و خرم میں مسکن گزین   بنایا ہے اکا [illegible] حصن حصین
خبردار کوئی سپاہی اودھر   کرے اودھر جانب سے لشکر گذر
روانہ ہوا [illegible]   سو [illegible] بار ستم نامدار
ولی طوس سے کو کلات و خرم   شتابان ہوا با فراوان حشم
گیا جب [illegible] آیا بھی طوس   بعزم وغا فوج لایا ہے طوس
یہ سنکر کہا طوس نے ریو کو   کہ بیٹھیں فرود اب شتابان [illegible]
تو پیش جا سر راہ سے اک جوان   کہ ہو [illegible] پایان سے لشکر [illegible]
[illegible] گیا اوسنے کچھ اعتبار   نہ آیا سر آشتی زینہار
غرض ریو داماد تھا طوس کا   گیا طوس اوسکے غم سے بکا
[illegible] طوس کا بھی کشتہ ہوا وہ جوان   یہ سنکر ہوا طوس گریہ کنان
ولیکن مقابل نہ آیا فرود   نہ پیکار کی تاب لایا فرود
[illegible] طوس نے گھر اوس قلعہ کو   سو آکے تکرار [illegible]
گیا طوس [illegible] اوسکو آخر زبون   ہوئی فوج تکرار کی غرق خون
نکل قلعہ سے پھر فرود دلیر   مقابل ہوا طوس کے مثل شیر
جو کشتہ ہوا داماد طوس کا   گیا [illegible] گیو بہر وغا
[illegible] بیژن پہلوان   گیا سامنے [illegible] گھوڑا دوڑن
[illegible] کہ کروں غرق خون   قسم ہے کہ ہرگز نہ یان سے پھرو
گیا کشتہ اوس تیر نے [illegible] کو   پیادہ ہوا بیژن جنگجو
تو یک قطعہ تاخیر کر اور [illegible]   کہ ہے ساتھ تیرے تنہا ہی جنگ
گیا پہلوان کی سپر سے گذر   ہوا تب ہی جوشن میں تیر آنکر
دلیری سے نیزے کو جولان دیا   فرود دلاور کو زخمی کیا
کہ اک تن [illegible] سے بھاگا شتاب   اقامت کی لایا تو ہرگز نہ تاب
مقابل پھر آیا نہ کوئی جوان   گیا قلعے سے تیر باران وہاں
ہیں کو جب مہر روشن گیا   سو خیمہ تب اوسنے بیژن گیا
کروں فتح اس قلعے کو بیگمان   نہ چھوڑوں کسیکو بھی زندہ وہاں
لگی آگ اس قلعے میں ناگہاں   سو ہی سب [illegible] سوختہ مردمان
لگا کہنے گلشہر سے یوں فرود   کہ ہرگز نہ سمجھے [illegible]
اگر میں بھی کشتہ ہوا مثل [illegible]   تو کیا چارہ ہے پیش قضا وقدر

ہوا جلوہ گر مہر تابندہ جب
ہر دو شکستہ ہوا پھر وہین
دلیرانہ پھر بیژن جنگ جو
رہا کچھ نہ جوشن مین ہرگز کیا
ولیکن کمینگاہ سے بیدریغ
کہ ایوای افسوس شیل پدر
پھرا پیٹ شکم کر کے تیغ سے چاک
یہ پہونچی خبر پاس خسرو کو جب
وہان سے بصد شوکت و کر و فر
نکلکر یاپاسان ہوا گرم کین
نژادہ کو پھیا برادے بیژن
پھر اک گرز بیژن نے مارا کہ بس
ہوا ہے بیژن کہ کمند
نژادہ کو وان سے اوٹھا لے گئے
ہوا داستے بیران ولیسہ روان
سے کا سد رو آئے تورانیان
غرض مست و مدہوش غافل تھے سب
خطرناک بیدل ہوئی سب سپاہ
گیا نامہ خسرو ناموس
بسوی کلات جو خسرو پہ گیا
وہ بیان کیخسرو ناموس
اوسکو زندان مین شام و پگاہ
اگر الغرض تو بیدرنگ
کرے
غرض جب گیا اک سپہ نا گہہ
الغرض تا بوران
صف آرا ہوئے
ہوئی آتش جنگ افروختہ
گئے گیو بیژن جو میدان مین

سپہ لیکے طوس ہوا نامور دیتب
گئے قوم مین سب کھینچکر تیغ کین
ہوا اوس جوانمردکے روبرو
گیا ٹوٹ نیزہ بحکم خدا
رہام دلاور نے ماری جو تیغ
جوانی مین کشتہ ہوا ایک پہ
کیا ایکو اوسنے وہین ہلاک
خدا جانے کیا تجھپہ آیا غضب
کیا طوس نے کوچ پھر بیشتر
کیا کشتہ بیژن نے اوسکو وہین
پکارا وہ آوے جو ہو کوئی مرد
رہی جنگ کی پھر نہ اوسکو ہوس
کرے تا کہ بخواہ کو اوس نبرد
تنگا دیر اوسکو سمجھا لیگئے
پی جنگ و پرخاش ایرانیان
کر لشکر تھا ایرانیان کا وہان
دلیران ایران زمین تھے سب
روانہ ہوا طوس پھر صبحگاہ
بنام فریبرز عالی گہر
سے بھائی کو قتل ناحق کیا
فریبرز نے طوس کو باندھکر
ہوا آپ سالار کل سپاہ
دلیر نکلے آسانسے پھر جنگ

ہوا حملہ آور بسوے حصار
پکڑ نیزہ اوسدم فرود دلیر
فرود دلاور نے از روی کین
دگر بار یہ چاہے تھا وہ جوان
تو کشتہ ہوا مرد جنگی فرود
غرض اوسکی ہان دوڑی آئی وہان
وہان آکے بہرام نے طوس کو
ہوا طوس کو نہ جسکا بہبود
پھر اک راہ مین اور آیا حصار
روان وان سے لشکر ہوا پیشتر
گیا سامنے بیژن پہلوان
نژادہ گرا
کر اتنے مین گوڑے کے دوان
ولیکن نہ پھر جنگ کی الا
سواران تر کان بھیا
خطرگہ سے کہ پیران گو تھا
کہ پیران سپہ لیکے آیا وہان
فریبرز کے آگے شامل ہوا
لکھا تھا کہ ہے طوس نقصیر وار
غرض طوس کو قید کر بھیجو
کہا سخت دشنام سے بیشمار
لکھا پھر یہ پیران کو نامہ ہان
فریبرز کا جب پڑھا نامہ

جنگ کردن فریبرز با لشکر پیران و شکست خوردہ آمدن نزد کیخسرو در توران

ہوا خانہ آشتی سوختہ
تو برپا ہوا حشر اک آن مین

مبارز لگے چاہنے کینہ جو
ہوا جس طرح گیو ناوک فگن

دلیری لگے کرنے مردان کار
ہوا رزم جو آکے مانند شیر
رہا اک کیا زخم او سپر وہین
کہ بیژن کو لے زیر گرز گران
نعمان اک اوٹھا
ہوئی اک کے ہاتھ مین یا ایک نشان
کہ اک کے نفرین کہ آئے تندخو
فراوان غم پور و درد فرود
جہان اک پاسان تھا وان
سپہ سالار توران نے سنکر خبر
ہوا کارستخیز یہ تیغ و سنان
پریشان و
سواران توران آئے وہان
اسباب
ہنر دانیان و مردان کار
تو آ چار بس قصد شبخون کیا
ہزاروں کے قتل ایرانیان
فریبرز کا تپا الم دل ہوا
لایا بجا حکم
خطا کی سزا اوسکو اب
کیا انجمن مین ذلیل اور خوار
کہ شبخون نہین کیا جنگ
تو پیران نے اوسکو پیغام دیا
مہیا ہے یان گرز و تیغ خدنگ
دو مقابل ہوئے آن کر
اودھر لشکر ترک جویاے کین
دلیران جنگ آور و کینہ جو
ہوئی گرم پیکار یکسر سپاہ
ہزاروں ہی کشتہ ہوئے سرپتن

نبرد آزما بیژن پہلوان
ولے اور جانب سے تورانیان
دلیران سے ہو کشتہ ہنگام جنگ
ہٹا جا سے تھا وانے گودرز بھی
تو ہے صاحب گرز تیر و خدنگ
تماشا مرا دیکھ وقت وغا
کرون قتل لشکر کو اک آن مین
یہ گودرز و گستہم جنگی بہم
قدم الغرض کر کے محکم وہان
یہ کہہ اوس سے پہونچا یہان آپ کو
بھلا کس طرح سے مین لاؤن وہان
فریبرز نے یہ کہا اوس سے جب
کرون کیا بیان ماجرا ہی ستیز
روان خون تھا مانند دریا کے آب
رہا زندہ گودرز با لبست تن
ہوے کشتہ میدان مین ہنگام جنگ
رہی لیک تو انکی غالب سپاہ
ہوا سنکے خوش شاہ افراسیاب
روانہ کیا اور یہ نامہ لکھا
کہ کیخسرو و رستم پہلوان
شب و روز تم کامرانی کرو
جہان مین نہ رکھون نشان سپاہ
غرض جبکہ لشکر ہوا پائمال
ہوا شہ کو تنہا نہ لشکر کا غم
کئی دن تلک آہ سینے ماتم رکھا
شکیب و صبوری تو کر اختیار
چھوڑا یا وہین قید سے طوس کو
ستمکش نے وہین پذیرا کیا
ملاؤن مین اوسکو تہ خاک و خون

جدھر کو گیا لیکے تیغ و سنان
جہان تھا فریبرز آئے وہان
فریبرز بروان ہوا وقت تنگ
کہ گودرز کی فوج مغلوب تھی
جہانمین بہت تو نے دیکھی ہے جنگ
یہ پیران ویسہ تو ہے چیز کیا
نہ چھوڑون مین اک ترک میدان نشین
لگے کہنے میدان مین کھا کے قسم
ہوے گرم پیکار جنگ آوران
درفش اپنا پایا بھیج ای نامجو
کہ غالب ہین اس وقت تورانیان
ہوا بیژن جنگجو پر غضب
کہ برپا تھا اک دشت مین رستخیز
سر پہلوانان تھے مثل حباب
ہوے کشتہ سفتا و شمشیر زن
زمین خون سے یکسر ہوئی لالہ رنگ
ہوئی فوج ایران سراسر تباہ
ز روی عنایات شاہی شتاب
بڑا نام تم نے کیا مرحبا
ادھر لیکے آوینگے فوج گران
بعیش و طرب زندگانی کرو
باقبال شاہنشہ نامدار
فریبرز بادل پر ملال
ہوا اوسکو مرگ برادر کا غم
شب و روز آنکھون کو پر نم رکھا
کہ چارہ قضا سے نہین ہے نیا
لگا کہنے پھر خسرو نامجو
ولے طوس خسرو سے کہنے لگا
تلافی تقصیر سابق کرون

ہوئی قتل ترکان ادھر بیشمار
ہوے حملہ آور سوئے قلبگاہ
ہوا جب فریبرز جنگی ستوہ
ولیکن نہین گیو مرد دلیر
نہ ٹھہرینگا پیران کے گرد برو
اگر کوہ سے ہو تو کندہ کرون
پھر آتے ہی مین گستہم آیا دوان
کہ مرجائیگی اب کار زار
یہ بیژن سے گودرز کہنے لگا
یہ بیژن نے جب جا کے اوس سے کہا
مناسب نہین ہے یہ اسے نامور
علمدار کو قتل کر کے وہان
سر و حلق گردان جنگ آزما
جوان لشکر کاوس و گستہم کے
وہ خویشان پیران افراسیاب
ہوا اوسکے ترکان ایرانیان
سو خیمہ ترکان گئے شاد دل
لیے سروران خلعت پر گہر
پر اس فتح پر صرف قانع نہو
ملاؤ انھین خاک و خون مین اگر
خوشی سے یہ پیران نے پاسخ دیا
ادھر ترک خونخوار تھے شادکام
شتابی روان ہو کے پہونچا وہان
کہا یون کہ مثل پدر بیگناہ
بزرگان ایران و رستم بہم
یہ کہہ سوگ سے پھر اوٹھایا اونسے
کہا ہی رستم پہلوان جا شتاب
کہ مجکو اجازت ہو پھر اکی بار
یہ سنکر ہوے رستم پیلتن

بیابان ہوا خون سے لالہ زار
کیا آکے ایرانیون کو تباہ
گیا وہ وہین سید ان سے بالا کوہ
لگا کہنے یون اے سرافراز پیر
رہیگی بھلا خاک پھر آبرو
سر سربلندان فگندہ کرون
ہوے متفق آگے جنگی جوان
نہ منہ موڑیے جنگ سے زینہار
کہ تو اب فریبرز کے پاس جا
فریبرز نے تب یہ پاسخ دیا
کہ بھجواؤن اپنا درفش اب ادھر
علم لیکے آیا وہ جنگی جوان
نثار ودم خنجر و تیغ تھا
بہت وقت پیکار مارے گئے
ہزار و دو صد مرد والا جناب
ہوے کشتہ جتنے کرون کیا بیان
ہوے بند سے غم کے آزاد دل
سراے سپہ شاہ نے گنج و زر
ذرا دل مین اپنے یہ تم سوچ لو
تو پھر اس جہان مین لقب ظفر
کہ خسرو کا اور رستم گرد کا
ادھر اہل ایران تھے غمگین تمام
کہ کیخسرو نامور تھا جہان +
فرود دلاور ہوا کشتہ آہ
گئے اور کہا اے ثریا علم
بہ بزم مسرت بٹھایا اوسے
لیے جنگ پیران خانہ خراب
کرون جا کے پیران سے تا کار زار
لگا دیکھنے سرو انجمن

تو کی عرض رستم نے اے بادشاہ
جو آوینگا لے فوج اور اسباب

سزاوار چتر و سریر و کلاہ
تو مین ہونگا ہمرزم اوسکا شتاب

اجازت جو کافی ہو طوس دلیر
یہ سن طوس کو اوسنے رخصت کیا

کرینگا یہ پیران ولیسہ کو زیر
دیا حکم گودرز کو تو بھی شتاب

بار دیگر رفتن طوس بجنگ پیران و بارش برف بسحر سازی ساحر و زبون شدن ایرانیان و قید شدن در قلعہ

سپہ لیکے پھر طوس جنگی جوان
سبھی ہمرہ لشکر گرم جنگ
جدا ہو کے لشکر سے آنے کیا
کیا دو وہین گودرز نے طوس کو
گیا گیو دوڑا کے شبدیز کو
نہ کوئی ہوا کامران زینہار
وہان پاس اک شخص بیزد تھا
وہان جادو بدیا تو کر اشیان
پہ سنکر سطلہ کوہسار
نہ کرتا تھا اک قطرہ بھی اوس پر
پھر اتنے مین پیران وہ بیان جنگ
ہر اک جا گئی برف اور جاری ہوا
الٰہی تو کر فضل جبار اور شتاب
کوئی غیب سے مرد فرشتہ سہی
یہ دیکھا تو آگے سے طوس و بلا پر
جو اندھے نے جا کے اور دیکھیں
ہوا قید بس ہم وہ خانہ خراب
ہوا دن تمام اور دونون سپاہ
وہ لشکر تھی [illegible]
فرش با دل پیچھے وہ مضطرب
سر و تن کیا طوس کو [illegible]
پیران سے ہوا آئی اوس ہم کہا
پسند آئی اوسکو نہ گفت سکو

ہوا سو پیران ولیسہ روان
رہی سات دن جنگ گرز و تبر
کیا ہم نبرد ان کے سر کو جدا
توقف ذرا کر تو اسے نا سجد
ہوا ساتھ سو ہان کے پیکار جو
گئے پھر سوے لشکر انجام کا
کہ ہاں ورثا نام اوس شخص کا
کہ ہو بارش برف باران سہانے
وہ ساحر ہوا جاکے مشغول کار
برستی تھی لشکر مین ایران پر برف
ہوئے حملہ آور بہ فوج گران
سواران ایران پہ تھے نگون
گیا وہ سوے ہند و باران شتاب
رہا ہم دلاور کو تا نقل سر
پیادہ گیا تا سالم کوہ پر
پس پشت ہاتھ اوسکے باندھ وین
ہوئی دو روز برف باری شتاب
لگی زندگی سے سو خیمہ گاہ
کہ کم تھی بہت فوج ایرانیان
گئے سب کوہ پا یون شتاب
ہوا لیکے لشکر کو آرام گیر
کہ محصور کرنے سے کیا فائدہ
کہ تھا یہ سر کینہ وہ کینہ جو

کیا کر کے یلغار نزدیک جب
ہوا آٹھوان روز جب آیا شتاب
بہت گرد ایران ہو کے کشتہ جب
کہا گیو سے پھر کہ اے شیر نر
گئے گزر تھا کام تیغ و سنان
دلیرون نے پھر تیر باران کیے
لگا کہنے پیران کہ اب زود تر
ذرا کچھ نہ ترکون کو پہنچی ضرر
ہوا اب تیرہ نمایان وہین
ہر اک جوش سے بر سی تھا کا بنا
بہت قتل ایرانیون کو کیا
لبیہ زاری دیکھیے پھر جوان
قرین اجابت ہوئی یہ دعا
کہ انگشت سے وہ جستہ شتاب
وہ ساحر تھا از بسکہ مشغول کار
کہا پھر یہ اوس سے کہ ہان و دیر
اور ترکوہ سے پھر گیا پیش طوس
پھر آیا سوے پیران از
زبون ہو کے ناچار سے عقب
حصار اک تھا کوہ پہ سو آ
دوان آئے ترکان پیکار جو
سر راہ مسدود سب تھی
بہت قلعہ مین غلہ و آب تھا

مقابل ہوا آکے پیران بھی تب
تو میدان مین ہوئی لا و سو آ
کیا طوس سے قصد پیکار جب
تو ہوا اسپ جا کے سہم نبرد
لڑے خوب با ہم وہ دونون جوان
بہت پہلوان اونکے بیجان کیے
سپاہ نے تو غار سلطنت کو چھو
تو ہو مین ایرانیان سے سب
ہوئی بارش برف و باران وہین
ہوئے سب بیکار وان دستہ و پا
نہ برف سے کچھ نہ پہونچا ذرا
لگے مانگنے یہ دعا ہر زبان
کرم حق نے بیچارگان پر کیا
کیے سے اشارہ سو کوہسار
نہ تھی کچھ خبر اوسکو وان بیگیا
تو اس برف باران کو اب دور کر
اوسے قتل لاکر کیا پیش طوس
ہوا آگے آمادہ کارزار
وہ لڑتے ہوئے تھکے آخر تھی شب
کیا زخمی وحشت نے وان قرار
کیا آگے محصور وان طوس کو
جدھر جاوین جانے او دھر کے
مہیا تھا سامان ہر اک قسم کا

خوشی سے دلیران ایران دیا
اوسے صرف کرتے تھے لیل و نہار

بد اندیش سے با سنان و خدنگ
دلیرانہ کرتے تھے ہر روز جنگ

رسیدن رستم پہلوان در قلعہ ہمایون باستمداد و استعانت طوس و آمدن کاموس و شنگل و پہلوان و خاقان چین بالشکر بیکران باعانت پیران و جنگ با رستم و کشتہ شدن اشکبوس و کاموس از دست رستم و ہراسان شدن افراسیاب

سنی خسرو نامور نے خبر
کہ محصور ہے طوس والا گہر

تہمتن کو کر کے طلب یون کہا
کہ یاور ہو تو جا کے اب طوس کا

یہ سنکر وہین رستم پہلوان
ہوا سوے کوہ ہمایون روان

گیا کر کے یلغار نزدیک جب
ہوا خرم و شادمان طوس تب

یہ گودرز سے طوس کہنے لگا
کہ آیا تہمتن تو جب پیشوا

شتابی سے اوسنے بفرط خوشی
تہمتن سے جا کر ملاقات کی

جو کچھ ماجرا تھا کیا سب بیان
کہا پھر کہ اے پہلوان جہان

تو ایرانیون کا ہی پشت و پناہ
کہا تو نہایت ہوئے ہم تباہ

وہ بولا کہ خاطر کو اب شاد رکھ
غم و فکر سے دل کو آزاد رکھ

پھر آئے سبھی سوے دژ پہلوان
در دژ تلک طوس جنگی جوان

تہمتن کے لینے کو آیا وہین
ملا جب تو یہ عذر لایا وہین

رہا مین حفاظت کو دژ کی یہان
نہ تک آسکا پیشتر اے جوان

بہت اوسکی رستم نے دلجوئی کی
گئے قلعے مین پھر بفرط خوشی

تہمتن سر تخت بیٹھا وہان
ہمین و پیار اوسکے سب پہلوان

یلان سرافراز ایران دیار
یہ بولے کہ اے رستم نامدار

ہوئی زندگی تیرے آنے سے یان
وگرنہ تھی سبکو امید جان

ہر اک کی تسلی تہمتن نے کی
ہوئی اوسکے آنے سے سبکو خوشی

خبر لاؤن پیران کے لشکر کی اب
کرون مین بیان آکے احوال سب

لکھا اوسنے تب شاہ توران کو
کہ کر کے زبون فوج ایرانکو

کیا جسنے محصور اے بادشاہ
پر اک دژ مین لی ہے اونہون نے پناہ

کہ کوہ ہمایون پہ ہے وہ حصار
نہین تاب جنگ اب دشمن انہیں یار

جو فوج اوسکو بھیجو تو اونکو شتاب
کرون مین ہلاک و اسیر و خراب

سپہدار توران نے دو پہلوان
کئے سوے کوہ ہمایون روان

جوانمرد کاموس و شنگل لبیب
دلیری سے بیشے کے غرندہ شیر

سرافراز گردان چین و ختن
توانا و پیل افگن و پیلتن

سو اوسکے خاقان چین کو لکھا
کہ پیران کی امداد کو خسروا

روانہ کو کر اور بھی کچھ سپاہ
کرے تا کہ ایرانیون کو تباہ

بہم بسکہ دونو مین اخلاص تھا
کیا پاس خاقان نے اخلاص کا

نہ تھا گنتی فوج ترکان چین
روانہ ہوا آپ خاقان چین

تہمتن سے پہلے یہ پہونچے وہان
کہ تورانیان خیمہ زن تھے جہان

شتابی سے پیران کے شامل ہوئے
پی جنگ و پرخاش مائل ہوئے

غرض آکے جب رستم پہلوان
ہوا شامل فوج ایرانیان

وہین پیش کاموس پیران گیا
ثنا خوان ہوا رستم گرد کا

کہ رستم ہے ایسا سوار دلیر
مقابل نہین جسکے غرندہ شیر

یہ کہنے لگا ہو کے وہ گرم و تند
کہ آگے مرے تیغ اوسکی ہے کند

تو کرتا ہے تعریف کیون اسقدر
مرے سامنے آوے سید افگن اگر

تو بس لاؤن رستم کا دم ناک مین
ملاؤن مین سب رستمی خاک مین

جو سید افگن جاؤ مین ڈرا ہیون
کرون دشت کو سر بسر بحر خون

یہ گفتار سنکر ہوا شاد دل
ہوا اند سے غم کے آزاد دل

گیا پھر وہین پیش خاقان چین
کہا اوسنے ای شاہ روے زمین

تو ہی ہان نگہدار تورانیان
تو ہی اب مددگار یا پاسبان

سحر کر کے مین گرم بازار جنگ
کرون قافیہ فوج ایرانکا تنگ

تو ہو قلب مین با سپاہ گران
رہے تا قوی پشت جنگ آوران

لگا کہنے پیران سے خاقان چین
پی رزم یکدل ہین ترکان چین

یہ سنکر ہوا وہ قرین طرب
اودھر آکے پیران خاقان بھی
خروشان ایسے ہونا سے ترکی وہان
ولے یاد وہ وہین خدا کو کیا
کہ تھا اشکبوس اوس دلاور کا نام
لگے کرنے وہ نیزہ بازی وہان
ہوئی کارگر گرز کی بھی نہ ضرب
ولے اسقدر گرز کاری لگا
جو زخمی ہو روہام یل پھر گیا
ہوا نعرہ زن جا کے مانند شیر
پھر آیا اشکبوس نبرد آزما
نہ اک تیر برسا ہوا کارگر
ہوا اوسکے سینے پہ کیا کارگر
جو دیکھا کہ ہی برق خونابہ بر
تو ایسے گرد پیران کے تھا درست
خطر سے نہ آیا کوئی نامور
کیا رات کو سب نے آرام و خواب
لگا کہنے لشکر سے خاقان چین
تہمتن سے لیتا ہی اژدر و کین
کیا اسپ کو سوی میدان روان
تہمتن کا شاگرد لوا سے یل
کیا ترک نے جبکہ نیزہ روان
لگا کہنے رستم سے وہ پہلوان
وہ بولا کہ جب سامنے آو نظر
تہمتن شتابی جو برسر گیا
کیا زور کاموس و رستم نے جب
کہ شبدیز پے اپنے ہو کر سوار
ہوا اوسکا گھوڑا وہان سے فرار
کیا قتل کاموس کو پھر وہین

گیا اپنے ڈیرے مین ہنگام شب
اودھر رستم و طوس انجم حشم
ہوئے گرم پیکار جنگ آوران
ذرا دی نہ اندیشے کو دل مین جا
دلیر و جوانمرد و مشہور عام
نہ لیکن ہوئی کارگر کچھ سنان
پھر اوس مرد جنگی نے ہنگام ضرب
کہ توڑی سپر سر کو خستہ کیا
تو اوس ترک نے یہ ارادہ کیا
لگا کہنے اوس ترک سے یون دلیر
سو بیلتن تیر باران کیا
کمان لیکے رستم نے پھر زود تر
کیا تیر نے پشت سے بھی گذر
ہوا شاہ حیرت زدہ دیکھکر
کہ رستم سے مرد توانا جیت
مقابل تہمتن کے با کر و فر
سحرگاہ نکلا جو پھر آفتاب
کہا اے نامداران ترکان چین
کہا سنکے کاموس نے پھر وہین
دلیرانہ جا کے پکارا کہ ہان
کہ تھی جنگ اوسکو نہ پڑتی تھی کل
تو الوای جنگی نے دی اپنی جان
مجھے مت سمجھ اشکبوس ایجوان
تو کیونکر نہ غرندہ ہو شیر نر
ہوا اوس سے وابستہ سر رخش کا
شکستہ ہوئی درمیان سے وہ تب
کرو نہین تہمتن سے پھر کارزار
لیا فوج خاقان مین سنکے قرار
سواران ایران نے ازرو کین

ہوا مہر رخشندہ جب جلوہ گر
ہوئی لشکر آرا بقصد وغا
وہ انبوہ لشکر جب آیا نظر
نکل خیل ترکان سے اک کینہ خواہ
گیا پاس نے روہام جنگی سوار
جوانمرد جنگی نے از روے کین
اوٹھا گرز مارا جو بالاے سر
کیا جبکہ گرز گران نے ستوہ
طرف اپنی لشکر کے موڑی عنان
کھڑا رہ کہ پہونچا ترا ہم نبرد
ولے اتنی تھی دہشت بیلتن
رہا تیر جب سب کو دشمن کیا
ہوا اشکبوس الغرض وان ہلاک
یہ بولا کہ جون رستم بیلتن
نہین اپنے لشکر مین کوئی بھی مرد
نہ باہم ہوا پھر کوئی کینہ خواہ
تو میدان مین گردان پیکار جو
کہو کون سا آج جنگ آزما
کہ رستم سے کرتا ہو نہین جا کے جنگ
شتابان ہوا سے رستم نامدار
دلیرانہ آیا سوے رزمگاہ
دوان کر کے میدان مین تب رخش کو
ڈرو نہین نہ ہرگز تری شور سے
دلیری سے کاموس نے پھر کمند
پکڑ لی تہمتن نے پھر وہ کمند
ہوا بلکہ کاموس تن سے جدا
تہمتن نے پھر جلد پھینکی کمند
ہوا جبکہ وہ ترک جنگی اسیر
کوئی لشکر ترک سے اک سوار

دلیرون نے کینے پہ باندھی کمر
گیا نہ فلک پر فغان بوق کا
گیا سوچ مین رستم نامور
شتابان ہوا سوے ناوردگاہ
سوا جا کے آمادہ کارزار
سر ترک پہ گرز مارا وہین
تو اوسوقت روہام نے لی سپر
گیا وا لشنے روہام پھر سوے کوہ
کہ اتنے مین وان رستم پہلوان
مقابل ہو پھر اگر تو سے مرد
کہ لرزندہ تھا دست ناوک فگن
مہ و مہر نے تب کہا مرحبا
ملا جسم اوسکا تہ خون و خاک
نہ دیکھا کوئی ہم نے ناوک فگن
کہ رستم سے میدان مین ہو ہم نبرد
گئے ہر دو لشکر سوے خیمہ گاہ
صف آرا ہوئے آنکے ہر دو سو
عوض اشکبوس جوانمرد کا
یہ کہکر شتابان ہوا بیدرنگ
مرے ساتھ کر آنکے کارزار
ہوا آکے کاموس سے کینہ خواہ
ہوا نعرہ زن رستم جنگجو
کرون آج تجکو زبون زور سے
رہائی سو رستم ارجمند
ہوئی رخش کے سر مین جو اوسکے بند
ولے اوسنے پھر یہ ارادہ کیا
کیا شل نخچیر اوسے پای بند
کشان لیگیا رستم شیرگیر
ہوا پھر نہ آمادہ کارزار

سنو آگے خاقان رستم کی جنگ ذرا دیکھو دورِ زمانے کا رنگ

جنگ رستم با خاقان چین و گرفتار آمدن خاقان و گریختہ رفتن تورانیان و فتحیاب بودن رستم پہلوان

ہوا جبکہ کاموس جنگی ہلاک
تو پیران ویسہ ہوا سہمناک

یہ بہتر ہے عطف عنان کیجیے
سوے خانہ لشکر روان کیجیے

کرون صبح اوسکو اسیر کمند
تو بیدل نہواے یل ارجمند

تہمتن کے سینے کو ہنگام جنگ
کرونمین سحر گہ نشان خدنگ

تو بخشون تجھے سیم و زر بے شمار
بہت دون تجھے گوشہ شاہ ہوا

پکارا کہ اے رستم سرفراز
ہے ساتھ ہو آنکے رزم ساز

کرون مثل کاموس تجکو ہلاک
زمین کو کرون جسم سے تیرے پاک

جو دیکھا کہ ہے تیر جوشن گزار
سپر سر پہ لایا وہین نامدار

علم کرکے شمشیر کو بعد ازان
تہمتن ہوا سوے جنگش روان

پہونچکر تہمتن نے یک بارگی
جو کھینچی پکڑکر دم بارگی

یہ کہتا تھا تیغ برہنہ بکف
بسان ہژبر ژیان ہر طرف

ولے بعد دیر آکے ہومان وہان
لگا کہنے رستم سے ای پہلوان

وہ کہتا تھا وقت دم واپسین
کہ سوہانہ ترکون سے تو گرم کین

نکرتے سیاوش کو گر تم ہلاک
تو ہوتا مرا سینہ کینے سے پاک

وہ بولا کہ اے رستم شیفتہ
کسیطرح کمین سیاوش نہ وہ

یہ سنکر وہین پیش پیران گیا
یہ ہومان نے پیران سے جاکر کہا

وہ پہلے گیا پیش خاقان چین
کہا یون کہ ای شاہ ترکان چین

اوسے منع خاقان چین نے کیا
خردمند ہومان سے پھر یون کہا

کہا سنکے ہومان نے اے شاہ چین
تہمتن سے پیکار لازم نہین

جو صحرا و دریا مین ہو گرم جنگ
مقابل نہو اوسکے شیر و نہنگ

نہو رزم ساز اوس سے افراسیاب
کہ البرز ہے نام سے جسکی آب

دگر بار پیران بعجز و نیاز
لگا کہنے یون ای شہ سرفراز

بہت چاپلوسی جو پیران نے کی
تو جانیکی دی شہ نے پروانگی

ہوا رستم گرد کا مدح خوان
کہا اوس سے پیران نے یون بزبان

بہت کی ہے اپنے پرستندگی
فرادن ہی سے ہے احق بندگی

لگا کہنے خاقان سے ای نامجور
سپہ اپنی بیدل ہوئی سر بسر

نہین تاب پیکار رستم ہمین
کہا سنکے خاقان نے کچھ غم نہین

پھر اتنے مین اک گرد جنگیش نام
یہ کہنے لگا اے شہ ذو الکرام

لگا کہنے خاقان کو اے جنگجو
کرے قتل رستم کو میدان مین تو

غرض جنگش گرز ور دگر
دلیرانہ میدان مین آن کر

گیا رستم گرد خندہ کنان
کہا تجکو لائی ہے اب شامت یہان

جوانمرد جنگش نے لیکر کمان
کیا تیر سے بے تہمتن روان

ولیکن سپر سے گذر سید نہنگ
ہوا سینہ جوشن مین جاکر خدنگ

وہ ہیبت سے اوسکی گریزان ہوا
عتاب اوسکی رستم شتابان ہوا

تو جنگش ہوا پشت زین سے جدا
اوسے قتل رستم نے وہین کیا

نہ رستم سے کوئی مقابل ہوا
سو جنگ ہرگز نہ مائل ہوا

نہ زنہار ترکان کو بر باد کر
وصیت تو سہراب کی یاد کر

یہ سنکر تہمتن نے پاسخ دیا
سمجھ اس سخن کو جو کچھ ہے لکھا

سیاوش تھا سہراب سے بھی عزیز
بجا ہے جو ہون تجسے گرم ستیز

لگا کہنے رستم کہ پیران یہان
اگر آوے تو راز دل ہو عیان

تہمتن نے تجکو کیا ہے طلب
تو جا پاس اوسکے کہ بہتر ہے اب

بلاتا ہے اب رستم پہلوان
جو ہووے اجازت تو جاؤن وہان

تو کیون پیش رستم گیا تھا مگر
ترے دلمین ہے اوس سے خوف و خطر

کہان تاب ہے لشکر شاہ کو
کہ ہو سامنا تہمتن کے پیکار جو

تہمتن ہے تہمتن پیل افگن پیلتن
سوار جہانگیر و لشکر شکن

یہ سنکر ہوا تند خاقان چین
کیا دور ہومان کو اپنے وہین

سخن پہلے رستم کا سن لیجیے
جو کچھ پھر ہو منظور سو کیجیے

گیا پاس رستم کے ڈرتا ہوا
بہت دلمین اندیشہ کرتا ہوا

کہ کیخسرو نام بردار کا
یہ مخلص بھی ہے بندۂ باوفا

رہا قتل سے بنے اوسکو کیا
جو کچھ پیش شہ واخدمت تھی لا یا بجا

یہ شنکر لگا کہنے وہ پیلتن
کہا کیونکہ پیران نے ای نامدار
تو کر صلح سو توقف کر عزم جنگ
کیا تجکو اسواسطے یان طلب
حوالے کرے پیر کے افراسیاب
جو چنبر کرے سر کو اوسکے جدا
سنا لے اس خاطر سے تیرا ضرور
سنا جبکہ خاقان نے احوال سب
کیا عرض شنکل نے ای شہریار
یقین ہے کہ کوئی اہل کینہ جو
یہ سنکر خوشی سے لگا کہنے شاہ
وہ بیٹھا تھا خاموش تھی عقل دنگ
گیا سوے میدان ہوا نعرہ زن
کمر بین مخالف کے از روے کین
وہ اوٹھکر پیادہ وہ گریزان ہوا
سلامت وہان سے اوسکے لیا
دلیری مین یکتا ہے وہ شیر مرد
ہمیشہ تھی وہ مجلس لاف و گزاف
شہ چین نے شنکل کو انجام کا
ہوے گرد رستم کے یکسر سوار
لگے پھر دلیران پیکار جو
ہو انکے انبوہ سے بیباک
سپہ کینہ کو کچھ نہین کہ پیکار تھی
ہوا ... دانا دکا نے ہین کا
مقابل ہوا آکے پیدا کالے
... تھا رستم کے کف
... کہ تھا جوش کین
جہان ... ان رستم کینہ خواہ
سوا ... کہ کشتے ہوے

کہ خالی نہین صدق سے یہ سخن
گردن ہوے من اب تجسے عہد استوار
مگر اسقدر فوج توران کو تنگ
مری بات سن گوش جان سے تو اب
زر و مال بھی دے مجھے بیحساب
تو خالی ہوے کینے سے دل شاہ کا
پذیرائی صلح تھی ورنہ دور
لگا کہنے گردان چین یہ سب
نہین صلح منظور یاران زینہار
کریگا زبون رستم گرد کو
کہ بہتر ہے پھر جنگ سے یکا
کہ مجلس کا اوسوقت تھا اور رنگ
پکارا کہ اے رستم پیلتن
کیا سند رستم نے تیرہ وہین
سو لشکر چین کشتہ بان ہوا
یہ شنکل نے خاقان سے جا کر کہا
نہین کوئی اوسکا یہان ہمنبرد
یہ ظاہر ہوا یا وہ گو تو ہی صاف
سواران جنگی نے دے شش ہزار
ہوا گرم ہنگامہ کارزار
ادہر سے بھی رستم کی امداد کو
گرد کوشش و جہد بیخوف و باک
قیامت وہان اک پدیدار تھی
تہمتن سے آکر نبرد آزما
ولے اس سے غافل کہ آیا زوال
کیے کشتے صدہا گیا جس طرف
ہوا حملہ آور سوے شاہ چین
گیا جبکہ نزدیک قلب سپاہ
... کشتون کے پشتے ہوے

ولیکن دور ہے یہ ای نامجو
کہ فرمانبری سے نہین پھیرون
وہ بولا کہ اے مرد فرخ نہاد
جو یہ آرزو ہے بہم صلح ہو
کہ کیخسرو نامور کے حضور
تو یہ جانتا ہے ترے شاہ سے
تہمتن سے رخصت ہو پیران گیا
کہ ای نامداران کہو تم شتاب
بلا سے ہوے کشتہ دو چار گرد
جو یہ بات شنکل سے کہنے لگی
ولے دل مین پیران کے تھا پیچ و تاب
غرض شنکل گرد رزم دگر
نکلون ہو نہین تجسے تمنائے جنگ
اوٹھا کر گرایا اوسے خاک پر
ہوا اوسکے دنبال رستم دوان
کہ رستم کے آگے ہین سب گرگ ...
یہ سنکر ہوا شاہ چین پر غضب
وہ بولا مرے ساتھ گر ہو سپاہ
دگر بار شنکل بقصد وغا
ولیکن نہ رستم کو تھا کچھ بھی غم
دلیر نے کہنے لگا پہلوان
بگرز گران اب ستیزہ کرو
سپاہی کئی یون ضرب گرز گران
خروشان ہوا لیکے گرز گران
لگا گرز جو ایک بالاے سر
وہ شنکل کہ تھا گرد جنگ آزما
سواران ایرانیان یک ہزار
ہوئی فوج خاقان کی حملہ کنان
جو رستم کی دیکھی دلیری ہان

اسیر بلا اس سبب سے ہے تو
رہون تابع حکم شام و سحر
تری بات کا ہے مجھے اعتماد
تو کر سرکشی و مفسد دہر کو
روانہ کرون پھر ہو پرخاش دور
نہین صلح منظور ہرگز مجھے
یہ احوال خاقان سے ظاہر کیا
تہمتن کی ہے بات کا کیا جواب
بفضل خدایان ہین بسیار گرد
تو سب نامداران نے تائید کی
نہ دیتا تھا اسبات کا کچھ جواب
دلیرانہ ہوکر سوار اسپ پر
گیا سنگ وہ گرد پولاد چنگ
کیا چاہتا تھا قلم اوسکا سر
ولے آن کر شکست پائی ان
... اوسے کہہ کر ...
لگا کہنے یون کیا ہوا تجکو اب
تو پھر جا کے رستم سے ہو کینہ خواہ
سو رزم گہ سے لیکے لٹ گیا
بیک تیغ وہ نیزہ کرتا قلم
کہ اس جنگ سے یان نہین کچھ زیان
سر ... ریزہ ریزہ کرے
کہ سب طرح سے تیغ آہنگران
کہ سادہ نے دی سادہ ... جہان
تو بس ہو گئے بیدم گرا خاک پر
تہمتن کے ہاتھون سے مارا گیا
گئے ہمرہ رستم نامدار
قیامت ہوئی ایک برپا وہان
تو خاقان چین کو ہوا خوف جان

پیام اوسنے بھیجا کہ اے نامور
تو پیل سفید اور دیہیم زر
غضبناک سنکر ہوا شاہ چین
ہوئی بارش تیر ہر چند پر
گرا خاک پر فیل سے شاہ چین
غرض لشکر چین گریزان ہوا
نہین آگ و تیر سے پیہ دور چرخ
نہ پیل و نہ اورنگ زرکار تھا
یہ بولا کہ ترکون کو جانے نہ دو
گریزان ہوئے شب کو تورانیان

ہو گرم پیکار بس صلح کر
مرصع وہ اورنگ گنج و گہر
سپہ سے یہ بولا کہ از روی کین
تہمتن کا ہر گام تھا بیشتر
لیا باندھ ایرانیون نے وہین
سو کشور چین شتابان ہوا
ہمیشہ سے مشہور ہی جور چرخ
شہ چین پیادہ گرفتار تھا
یورش کر کے ہر چار سو گھیر لو

یہ سنکر لگا کہنے وہ نامجو
بیان بھیجدے اسب کہ ہی یہ تمام
کرو تیر باران سو پہلوان
ہوئی تیکر جو رستم نے پھینکی کمند
زدوکشت اوسدم ہوئی اسقدر
شہ چین کا اسپ رواں جو تھا
زمانیکا ہر دم ہے رنگ دگر
اوسے طوس کے پاس لایا کشان
ولیکن جو نزدیک تھا وقت شام

جو خاقانکو ہی صلح کی آرزو
سنا اوس کیخسرو ذو الکرام
دلیرانہ ہو گرم پیکار یان
تو خاقانکے سر مین ہوئی تاب
کہ صحرا ہوا بحر خون سر بسر
سواران ایران نے غارت کیا
کبھی شام ہے اور کبھی ہے سحر
دلیرون سے پھر رستم پہلوان
ہوا جاسے آسودہ لشکر تمام
نہ ہر گز رہا ان کا نشان

روانہ شدن رستم از کوہ ہمایون برای جنگ افراسیاب و آمدن پولادوند شاہ ختن بمقابلہ رستم و ظفر یافتن رستم پہلوان بفتح و فیروزی مراجعت نمودن و آمدن رستم بحضور کیخسرو

ہوئی صبح تابندہ جب آشکار
سواران ترکانکو فرصت ملی
یہ کہکر کیا مال سعد وتہ کو
گیا لیکے اوس اوگر کے حضور
فرامرز کو خلعت و زر دیا
پے طوس گودرز و گیو و رہام
روانہ ہوا سو ہوا افراسیاب
کہ لشکر نے یکدست کھائی شکست
ہوا پر الم سنکے افراسیاب
لگے کہنے مردان جنگ آزما
کہ رستم گرد سے جا کے جنگ
بہت جنگ مین آزمایا اوسے
غرض قتل بدخواہ دشوار ہے
ختن کا سپہدار پولادوند
سہم شاہ توران و پولادوند

تو کوئی نہ ترکونکا دیکھا سوار
بیابان و ریگ و دشت راہ لی
روان پیش کیخسرو نامجو
فرامرز رستم کا فرخندہ پور
اوسے مہر و لطف و احسان کیا
کہا شاہ مین یون پہلوانونکی نام
تہمتن کرے تا کہ اوسکو خراب
کیا سر بلند انکو رستم نے پست
بہت آگ اوسکے سوا اضطراب
کمک چین نا حق طلب کی شہا
بلا دین آفت خاک مین بید رنگ
کسی نے ذرا بھی نپایا اوسے
نہین سہل یہ کام زنہار ہے
دلیر و نبرد آزما زورمند
سو وہ سنکر رستم ارجمند

سپہ لگا کہنے رستم کہ شاہ
سلامت گئے حیف تورانیان
وہ پیل سفید اور وہ تخت عاج
ہوا شاد کیخسرو نامدار
تہمتن کو بھی خلعت سر بسر
وہ جتنے تھے گردان جنگ آزما
حضور سپہدار توران دیا
شہ چین کو میدان سے دور تر
کیا نامدارونکو اوسنے طلب
نہ سمجھا کہ مین مرد میدان اگر
وہ بولا کہ رستم ہی لشکر شکن
خدنگ و سنان گرز و تیغ و تبر
پھر اک نامہ شاہ ختن کو لکھا
ختن سے روان ہو کے پیک شتاب
شتابان ہو باسپاہ گران

تمہین شب ہوا سب آرام گاہ
رہے خواب غفلت مین ایرانیان
فراوان زر و گوہر و گنج و تاج
شگفتہ ہوا دل بر رنگ بہار
زر دی عنایت با گنج و زر
سر اک کے لئے خلعت و زر کیا
کیا جا کے پیران نے یون آہ کا
پکڑ لیگیا رستم شیر مرد
کہا یون کہ ہان مصلحت کیا ہی اب
ذرا حکم ہووے تو اب زود تر
توانا و زور آور و پیل تن
بہ تدبیر نہ اوسکے سو کچھ کارگر
طلب ہر امداد اوسکو کیا
ہوا شامل شاہ افراسیاب
دلیران و گردان و جنگی جوان

تہمتن بھی ہر روز تھا رزم ورد — تو وقت نبرد تھا وہ شیر مرد
وہ رستم سے آکر ہوا کینہ خواہ — عدم کی طرف اوسنے لی اوسنے راہ
سپہدار توران کے جب مستقل — ہوا شیر زن رستم شیر دل
جو شب گذرے اور صبح ہوا آشکار — کرون جا رستم سے مین کارزار
مبارز طلب آ نکلے جب کیا — پئے جنگ تب گیو جنگی گیا
یہ چاہا کہ لیجائے کھینچ کر — کہ اتنے میں یہ بال کر کو فقط
ہوا شاہ کا بند بازو و سر — ولیکن کیا اوسنے زور اسقدر
ہوے اسکے گردان جنگی دوان — گیا اوسنے زخمی کئی پہلوان
جو میدان میں زخمی ہوے سر سے تن — تو لوہو بہا خاطر سے سخن
ہوئی پاسے زخمی نبرد سپہ — نشانی سی تو بہا کے امداد کر
کمند آگے رستم کی جب رہا — تو شاہ ختن نے جو پہ سپر لیا
گیا اور مارا جو اوس گرز کو — تو رستم خود رستم نامجو
ولے درد سے تھی نہ تاب اسقدر — رہا جو کرے زخم بدخواہ پر
وہ طاقت مجھے بخش اے کبریا — کرون تا کہ بدخواہ کو اسب بے جان
نہ جوشن میں لیکن اثر کچھ کیا — یہ شاہ ختن دل مین کہنے لگا
ولے کھا کے یہ ضرب گرز گران — نہ سرگرتا ہلا زین سے پہلوان
سپر ایوا اس گرد کے جسم پر — ذرا بھی نہ سرگرز ہوئی کارگر
تہمتن نے سنکر پذیرا کیا — ولیکن یہ اوس وقت اوسنے کہا
کرے آگے پیمان عہد استوار — کہ پیچھے مدد کو نہ کوئی سوار
سپہدار توران گیا پھر وہان — تہمتن نے اوس سے کیا یون بیان
رہے فاصلہ نیم فرسنگ کا — ہوا گر نہ پہونچے کوئی دوسرا
لگا کہنے شاہ ختن سے کہ ہان — زمین پر گرے جبکہ یہ پہلوان
رہا ہاتھ سے تیرے گر ہوئیگا — تو پھر کام دشوار تر ہوئیگا
ہوے دونون مصروف کشتی بہم — لگے کرنے پر دم درشتی بہم
اوٹھا کر جو ٹپکا اوسے خاک پر — تو بیدم ہوا وہ شہ کینہ ور
یہ سمجھا وہین رستم ارجمند — کہ بس مر گیا شاہ پولادوند
کہا جا کے اے شاہ افراسیاب — نہیں زینہار آدمی کی یہ تاب
رہائی مجھے اوس سے سوجھی تھی کب — ہوا گر وحیلہ سے ہانپین اب
تہمتن کی بھی فوج پہونچی وہین — ہوا گرم بازار پرخاش و کین
کمین گاہ میں ایک آیا حصار — کہ گردان گرد کا نوذر کا تھا قلعہ دار
وہ حصن حصین فتح جس دم ہوا — روان پیشتر اسکے رستم ہوا
تو سالار ترکان سے پولادوند — لگا کہنے یون اے شہ ارجمند
غرض دوسرے روز وقت پگاہ — دلیرانہ آیا سوے رزمگاہ
رہا کرکے شاہ ختن کی کمند — کیا پہلوان گیو کے سر کو بند
رہا ہم اسیر زن نے جا کر کمند — رہائی سو شاہ پولادوند
کہ وہ ولیکن گئین ٹوٹ کر دونون کمند — علم کرکے پھر تیغ پولادوند
ہوئے ٹکڑے یہ ایک ضرب شمشیر کین — کیا خستہ لب گیو کو بھی وہین
گیا پیش رستم وہ نام آوران — کہا یون کہ اے پہلوان جہان
یہ سنکر گیا رخش پر ہو سوار — سوے رزمگہ رستم نامدار
جو خالی گئی پہلو انکی کمند — تو گرز گران لیکے پولادوند
ہوا خون روان سر سے وہ دردمند — رہا زین پہ قائم دل ارجمند
خدا سے تہمتن نے کی التجا — کہ عاجز ہے اب رحم کر یا خدا
پھر اتنے میں بدخواہ نے آن کر — روان تیغ کی گرز کے کتف پر
کہ افسوس پولاد پہ گذرے ہے — کہ لرزان سدا جس سے البرز ہے
مری تیغ بران بھی خارا شگاف — دو پارہ کرے سنگ آہن کو صاف
پھر اوسنے کیا میل کشتی وہان — تہمتن سے کی خواہش دل عیان
کہ افراسیاب دلاور کو یان — طلب کیجیے تاکہ اے پہلوان
غرض اس سخن سے یہ تھا مدعا — کہ رستم نے دھرست اپنا کیا
شہا عہد و پیمان یہ باہم تو کر — کہ ہٹ جائے لشکر عقب سر بسر
پذیرا کیا شاہ نے یہ سخن — پھر آہستہ آکر شہ صف شکن
جگہ جاکے اسکا وہین کھینچیو — تو فرصت کو تم راہ مت دیجیو
گیا لیکے افراسیاب دلیر — فرود آئے گھوڑوں سے دونون شیر
کیا زور رستم نے انجام کار — کہ دشمن نہ قائم رہا زینہار
ولے دم جو پایا بد اندیش نے — کیا مکر بدخواہ بدکیش نے
گیا سوے رخش تا ہو سوار — گریزان ہوا اوٹھکے وہ شہریار
کہ ہو رستم گرد سے ہم نبرد — حصول اوسکے ہے کوہ البرز گرد
یہ فقرہ اوسکے پہونچا جو گرد دلیر — تو گردان توران نے سر ساتھ شیر
لگا کہنے لشکر سے پولادوند — کہ شمشیر زن تیغ و ناوک کمند

سپاہ نے نہیں کچھ بھی حاصل کہین — بھلا کسلیے ہو جیے گرم کین
چلو پھر بسوی دیار ختن — یہ کہکر گیا شہریار ختن
لگا کہنے پیران سے شاہنشہا — سپہ لیکے شاہ ختن اوٹھ گیا
سوئی اس سبب سے یہ بیدل سپاہ — نہیں ہے سو پیکار مائل سپاہ
مناسب نہیں ہے تو قصد یہان — سو خانہ بس ہو چیے اب روان
غرض شب کو وان لصد اضطراب — گریزان ہوا شاہ افراسیاب
لگا ہاتھ رستم کے پھر مال و گنج — مقابل ہوا ساتھ رستم کے سنج
تہمتن نے ہر اک کو با صد طرب — کیا ملک توران کو تقسیم سب
بفتح و ظفر لیکے پھر مال و زر — گیا پیش کیخسرو نامور
ہوا شاہ کیخسرو نامجو — دیا گنج و زر رستم گرد کو
سوا اسکی سب مال و زر فتح بھی — تہمتن کو بخشا بالفرط خوشی
کیا بیژن و گیو کو پھر طلب — وہ توران سے آئے سپہ لیکے سب

جنگ رستم با دیو اکوان و کشته شدن اش از دست رستم

کہوں قصہ اب دیو کا آب و رنگ — سناؤں میں اکوان رستم کی جنگ
ہوا جشن آراستہ ایک روز — شگفتہ تھا خسرو تھا جلوہ افروز

امیران و گردان ایران دیار — حضور اوسکے حاضر تھے سب نامدار
کہا ایک چوپان نے وان آن کر — کہ گلے میں اسپان اک گورخر
کہیں اس دشت سے آگیا — کئی اسپ کو اوسنے ضائع کیا
یہ کہنے لگا خسرو پیل زور — سنہری زرد ہے سراپا گور
تعجب ہے حیرت کا ہے یہ مقام — کہ آکر کیا گورخر نے یہ کام
یہ سنکر وہین سو دیوان گزین — لگے کہنے یون پیش شاہ زمین
کہ ہے ایک اکوان دیو لعین — سر چشمہ صحرا میں مسکن گزین
ہوا دشت میں آشکارا آنکر — وہی دیو ہے صورت گورخر
سنا جبکہ یہ دیو کا ماجرا — تہمتن سے خسرو نے تب یون کہا
کہا ای پہلوان رستم پیلتن — ترا کام ہے کشتن اہرمن
نہیں اور کو تاب یہ زینہار — یہ تکلیف بھی تو ہی کر اختیار
وہیں لیکے گرز و کمند و سنان — تہمتن ہوا سوئے صحرا روان
سو گورخر جاکے پھینکی کمند — وہ غائب ہوا کچھ نہ پہونچا گزند
پھر اکدم میں پیدا ہوا وہ لعین — یہ ڈھونڈا وہیں کھینچ کر تیغ کین
کیا چاہے تھا زخم اوس پر رہا — نظر سے وہ پوشیدہ پھر ہو گیا
یہ سمجھا تہمتن پیل زور — کہ ہے بیگمان دیو اکوان یہ گور
غرض اسطرح سے وہ دیو پلید — گہے تھا نمایان گہے ناپدید
رہا تین دن تک تہمتن خراب — نہ آرام تھا دنکو نے شب کو خواب
بروز چہارم سوار دلیر — ہوا اور صحرا میں آرام گیر
گیا خواب میں جبکہ وہ پہلوان — تو پھر آگیا دیو اکوان وان
زمین کو شتابی بریدہ کیا — اوٹھا کر تہمتن کو بس لے گیا
ہوا جبکہ بیدار وہ پیلتن — لگا کہنے تب اوس سے یون اہرمن
کہ دریا میں پھینکون تجھین یا کوہ پہ — جو ہو خواہش اپنا بیان مجھسے کر
سمجھتا تھا یہ رستم شیر گیر — کہ برعکس ہے کار دیو شریر
کہا دیو سے پھینک دے کوہ پر — کہ تا استخوان ریزہ ہون سربسر
اوسے دیو ناپاک نے پھر وہیں — دیا پھینک دریا میں از راہ کین
گرا جبکہ دریا میں تب بیدرنگ — سو رستم گرد دوڑے نہنگ
جوانمرد اوسوقت لایا پناہ — سو آفرینندہ مہر و ماہ
زرہ دی دلیری سے علم کرکے تیغ — لگا قتل کرنے اونھین بیدریغ
یل پیلتن خوب تیراک تھا — دلیر و جوانمرد و بیباک تھا
شناور تھا یکدست سے پہلوان — بہت دیر تھا ستیزہ کنان
بعون عنایات و لطف خدا — کنارے پہ پہونچا وہ جنگ آزما
سلاح و لباس اپنا کر خشک وان — ہوا پھر سوئے دیو اکوان وان
یہ اوس چشمہ پہ رفتہ رفتہ گیا — کہ گھوڑا وہاں یعنی چراگاہ تھا
جوانمرد کا رخش چرتا تھا وان — ہوا پھر سوار اوس پہ وہ پہلوان
جو چوپان تھا خسرو کی سرکار کا — وہان اوسنے گلے کو رکھا نہ تھا
سپہدار توران کا گلہ بان — کہیں آپہنچے گلے کو لایا وہان
روان لیکے گلہ ہوا پیلتن — سو خسرو کے تھے وان زمن
خبر پاکے چوپان افراسیاب — سوئے رستم گرد آیا شتاب
اوسے دیکھکر رستم نامور — خروشندہ وان آکے جون شیر نر
یہ بولا کہ رستم مرا نام ہے — خبردار آ تو کہ میرا کام ہے
پکارا جو ہی شاہ افراسیاب — کیا چاہے اوسکو تباہ و خراب

بھلا کس لیے تم مقابل ہوئے
یہ مردانگی دیکھ حیران ہوئے
ولے تھا وہ منزل بمنزل رسان
گیا کر کے یلغار رہبر خبر
کیے کشتہ پھر گرز سے بیدرنگ
وہ سرکردہ فوج توران دیا
طرف سے تھا خسرو کے اک اہدا
روانہ ہوے سو بیابان ہوا
کہا دیکے سوگند گر تو ہے مرد
دلیرانہ آیا مقابل وہ دیو
یہ سنکر تہمتن نے ڈالی کمند
جدا دیو کے جسم سے کرکے سر
جو دیکھا سر دیو حیران ہوا
پھر اک جشن ترتیب شہ نے کیا
رہی بزم عشرت وہاں چند روز
مرے دل میں ہے آرزوے وطن
وہ منزل گیا اوسکے ہمراہ شاہ
کہوں کیا میں ہے عجب داستان

عبث سوی پیکار مائل ہوئے
وہ ناچار یکسر گریزان ہوئے
کہ ترکوں کی پہونچی سپہ ناگہان
مقابل ہوا اوسکے وہ شیر مرد
چہل نامداران ہنگام جنگ
ہوا جا وہ پیاپے دشت فرار
گیا پیش اوسکے وہ جنگی سوار
لیے جنگ اکوان شتابان ہوا
تو اے دیو آسامنے کر نبرد
لگا کہنے رستم سے کرکے غریو
کمر کو کیا دیو اکوان کے بند
شتابی سے فتراک سے باندھکر
تہمتن کا خسرو ثنا خوان ہوا
مہیا تھا اسباب سب عیش کا
رہا دور جام مے دل فروز
مجھے کیجیے رخصت کہ سوے وطن
تہمتن کا افزون کیا عز و جاہ

یہ کہکر وہیں کھینچکر تیغ تیز
تہمتن ہوا پھر روان پیشتر
خبر پاکے رستم کی اک نامدار
کیے کشتہ گردان بہت تیر سے
سوارونکو یکدست کرکے تباہ
بفتح و بظفر رستم پہلوان
وہ گلہ بھی اور چار پیل بلند
پہونچکر سر چشمہ وہ پہلوان
نہیں کار مردان پیکار جو
کہ جنگ نہنگان سے ہو کر رہا
بیک ضرب گرز گران پھر وہیں
روان ہو کے پھر پیش خسرو گیا
طلب کرکے سیم و زر بے شمار
بہم خسرو و رستم نامور
کیا عرض رستم نے یون بعد ازان
تہمتن کو خسرو نے رخصت کیا
اب آگے بیان رزم بیژن کرون

کیا قتل کتنوں کو وقت ستیز
نگہبان تھا گلے کا شام و سحر
سپہ لیکے اور پیل جنگی ہزار
کیا قتل کتنوں کو شمشیر سے
لیے گرد نے چار پیل سیاہ
ہوا پیشتر پھر وہاں سے روان
سپرد اوسکے کرکے یہ اسپ ارجمند
خروشان ہوا مثل شیر ژیان
کہ آزار دین خواب میں مرد کو
پھر آیا بیان تو برے دغا
پریشان کیا مغز دیو لعین
شہنشہ نے اعزاز اوسکا کیا
کیا رستم پہلوان پر نثار
ہوئے مائل عیش شام و سحر
کہ اے خسرو خسروان جہان
بہت مال اور گنج اوسکو دیا
کہوں قصہ کوتاہی سے اوسکو یون
کہ سننے سے ہو اشک جسکو روان

رفتن بیژن پسر گیو بطرف ارمان برای
جنگ گرازان و فتحیاب شدن و رسیدن بمرغزاری فریفتہ شدن منیژہ دختر
افراسیاب بجمال بیژن پہلوان و ہمراہ بردنش بشبستان خود و خبر یافتن افراسیاب
ازین ماجرا و قید کردن چاہ تاریک و رہا کردن رستم از بند و رفتن سوی ایران

کہیں آگئے ارمانیان ایک روز
کہ ایران میں خسرو سرفراز
ستم سے گرازونکی ہم آگئے یان
اوٹھا بیژن پور گیو دلیر
ولے گیو بولا کہ اے شہریار

حضور جہاندار گیتی فروز
تعدی کتان میں ہزاروں گراز
نظر کر بحال ستم دیدگان
شہ شیر صولت سے بولا وہ شیر
یہ کار آزمودہ نہیں زینہار

امان غریبان و بیچارگان
تجھے پور سے رعیت نہ رنجہ
یہ خسرو نے سنکر نظر کی وہیں
مجھے حکم ہوا شہ نامجو
یہ سنکر لگا کہنے گرگین سے

لگے کرنے فریاد و شور و فغان
ستاتے ہیں مردم کو شام و سحر
سو پہلوانان ایران زمین
کرین قتل خوکان خونخوار کو
جوان ہوں ولیکن بتدبیر پیر

یہ کہکر وہین بیژن پہلوان
گرازونکے پیچھے وہین پہونچا وہ جب
نہ زنہار گرگین مددگار تھا
وہین کھینچکر خنجر آبگون
گرازان خونخوار کو قتل کر
بفتح و ظفر خرم و شادمان
کہ یان دشت ہی ایک رشک جنان
وہ ہر سال آتی ہے وان سیر کو
کہ صحرا مین ہی اندنون نازنین
سنا وصف جب ماہ رخسار کا
کہ بیٹھی ہوئی ہے بناز و ادا
مہیا ہی وان بادہ و چنگ و رود
ہوا پہلوان عاشق دلستان
کہ کوئی نہین آسکے ہے یہان
منیژہ نی دایہ سے پھر یون کہا
شتابان ہوئی دایۂ خوشخصال
لیے جنگ خوکان مین آیا ادھر
مجھے شوق دیدار لایا یہان
کیا اور بھی اوسکو امیدوار
یہ سنکر گئی دایہ با صد طرب
گئی دایہ پھر پیش بیژن دوان
لگا کہنے گرگین مین ٹھہرون یہان
یہ جانا کہ وان بیژن پہلوان
وہین لیکے بیژن کے شبدیز کو
کیا پھر محبت سے وان ہمکنار
ہوئی بادہ پیما بفرط طرب
ہوا مستی بادہ کا جبکہ جوش
نہفتہ کیا قصر مین رات کو
بہت دل مین اپنے پشیمان ہوا

ہوا شاہ سے ہوکے رخصت یہان
گرازان مقابل ہوئے آکے سب
فقط وہ جوان گرم پیکار تھا
دلاور نے اوسکو کیا غرق خون
کیا دشت کو بحر خون سربسر
رہا جاکے پھر دشت مین پہلوان
ہر اک رنگ کی گل شگفتہ یہان
لیے ساتھ اپنے کئی شعلہ خو
لیے سیر اوس جا اقامت گزین
ہوا دل سی مشتاق دیدار کا
لیے ساتھ اپنے کئی دلربا
گل و سرو و مینا و جام و سرود
ہوئی دلستان عاشق پہلوان
عجب ہے کہ یہ بیشہ اور یہ جوان
کہ تو اس جوان کے ذرا پاس جا
ہوئی جاکے بیژن سے پرسان حال
کیا دفع مینے انھین سربسر
بغرض تمنا مین آیا یہان
کہا پھر یہ تدبیر کر ایکبار
کہی دلستا نے حقیقت یہ سب
لگی کہنے اوس سے کہ ای پہلوان
تری پاسبانی کو ای نوجوان
اسیر بلا ہووےگا بیگمان
روان سوے ایران ہوا کینہ جو
منیژہ نی بیژن کو بے اختیار
رہے عیش سے وان روز و شب
رہا کچھ نہ زنہار بیژن کو ہوش
رکھا سب سے پوشیدہ اس بات کو
نہایت دل اوسکا پریشان ہوا

ولے اوسکے ہمراہ گرگین گیا
گرازون سے بیژن ہوا ہم نبرد
گراز ایک آیا سو پہلوان
غرض اسطرح سے بگرز و خدنگ
لگا دی وہان آگ بھی چار سو
کئی روز مشغول عشرت رہا
منیژہ ہی اک دخت افراسیاب
یہ گرگین نی قصہ کیا جب بیان
ہر اک نے منیژہ کی تعریف کی
جو پہونچا وہان بیژن نامور
کنیزان ہین ہمراہ اس نازنین
گیا بیژن گرد جب متصل
لگی کہنے وہ غیرت ماہتاب
چلا آیا اسطرح سے بے خطر
شتاب اس سے احوال دریافت کر
یہ کہنے لگا دایہ سے وہ جوان
سنا مینے یہ دخت ہے خوبرو
یہ کہکر اوسے دی وہ انگشتری
کہ دیکھون منیژہ کی پاس آنکر
منیژہ یہ بولی کہ لاؤ اوسے
منیژہ نی تجکو کیا ہے طلب
ہر اک طرح تھا گرچہ گرگین ترب
گیا جب ادھر بیژن نامدار
گیا جبکہ بیژن تو وہ نازنین
ہوا جب ہم آغوش آرام دل
بروز چہارم ہوا جب سحر
عماری زرین مین پھر ڈالکر
ہوا جبکہ بیدار اور ہوشیار
لگا کہنے اے کردگار جہان

بحکم جہاندار کشور کشا
لگاکر نے تیر جگر شمشیر تیز
کہ پارہ کیا جوشن پیل باش
ہزارون کیے کشتے ہنگام شتاب
جلے سب گرازان پیکار جو
پھر اک روز گرگین نے اوس سے کہا
نہین دلکش اوسکی شہ آفتاب
لگے کہنے تب ان کے باشندگان
بیان حسن کی اوسکی توصیف کی
تو یہ دور سے اوسکو آیا نظر
ستارے ہون جون گرد ماہ مبین
ہوا شیفتہ تب منیژہ کا دل
کہ ہے اسقدر خوف افراسیاب
نہ ہرگز کیا کچھ بھی اسنے حذر
کہ یہ آن پہونچا ہی کیونکر ادھر
مرا نام ہے بیژن پہلوان
ہوئی دیکھنے کی مجھے آرزو
جسے دیکھ حیرت مین ہو جو پری
تماشاے رخسار رشک قمر
مرے پاس لاکر بٹھاؤ اوسے
گیا ساتھ اوسکے وہ با صد طرب
ولے کینہ آور تھا مانند گرگ
یہ بدکیش ٹھہرا وہان زینہار
گئی سوے خرگاہ اوسکا وہ چین
میسر ہوا اسپر کام دل
گیا خواب مین بیژن نامور
منیژہ اوسے لیگئی سربسر
گرفتار حیرت ہوا نامدار
تو ہے عالم آشکار و نہان

پڑے مجھپہ گرگین نے صد ہا فسون
منیژہ نے کی جمع خاطر کمال
فدا ہو ہمین اور تجھپہ قربان ہون
اگر شاہ توران سے پہونچے ضرر
یہ کہکر لگے پینے باہم شراب
نتھا دخل نامحرمونکو وہان
پھری گردش چرخ انجام کار
گیا وہین دربان خانہ خراب
ہوا شاہ سنکر بہت خشمگین
شنیدہ کا ہرگز نہین اعتبار
وہ ہے لائق قید و بند گران
کہ ایسا سواران بیکار جو
یہ سنکر ہو گرشیوز کینہ خواہ
در کاخ مسدود آیا نظر
جو دیکھا یہونچکر در خانہ پر
نہ چنگ و دف و رود تھا ہین وہان
شہنشاہ توران کا یہ کاخ ہے
کہ یان ہے نہ توسن نہ گرز و خدنگ
نہین کوئی اس دم مددگار ہے
دلیرانہ آیا در خیمہ پر
مقابل ہو میرے جو کوئی جوان
تو یکی کرے مجھسے گر ایکبار
جو دیکھا کہ بیژن دلیر جوان
کیا ساتھہ بیژن کے عہد استوار
اسے لیگیا سوی افراسیاب
گیا وہ گرفتار جب پیش تخت
لگا کہنے بیژن کہ اے تاجور
مرا یار گم ہو گیا ناگہان
یکایک ہوا اک پری کا گذر

سو راہ بد وہ سوار ہمہون
کہا یون کہ دل کو نرکھہ پر ملال
رضا جو تری با دل و جان ہون
تو جان ہو مری تو ہی آگی سپر
ہوے دولت وصل سے کامیاب
کسی پر نہ یہ راز تھا کچھہ عیان
کہ یکسان نہین اثمار روزگار
کیا عرض یون پیش افراسیاب
فراخان سالار کو بس وہین
کوئی جاکے وان دیکھیے ایکبار
عقوبت ہے اوسپر نہایت گران
تو محصور کر جاکے اب کاخ کو
گیا تا در کاخ لیکر سپاہ
شکستہ کیا در کو پھر زود تر
تو اک مرد بیگانہ آیا نظر
سہ صد حور چہرہ پرستندگان
یہان اسطرح سے تو گستاخ ہے
کرون کسطرح ساتھہ دشمن کے جنگ
جہان آفرین بس مددگار ہے
خروشان ہوا آگے جون شیر نر
تو کھووے سر اپنا وہین رایگان
چلون ساتھہ تیرے سوی شہریار
کرے کشتہ لشکر کو اب بیگمان
لیا اوس سے وہ خنجر آبدار
کشان سر برہنہ بحال خراب
کہا شاہ توران نے ای نیکبخت
بجنگ گراز ان مین آیا ادہر
سوی دشت آیا تفحص کنان
اوڑا لیگئی مجکو وان آن کر

اسیر بلا اوسنے مجکو کیا
جو اونکو درپیش ہو رزمگاہ
گئے گھر کو اپنا ہی تو خانہ جان
تو اب شب تلک سے نوش کر جام مے
شب و روز رہنے لگی ہمکنار
کئی سال گذرے بعیش و سرور
خبردار دربان ہوا ناگہان
کہ شاہا گیا ننگ دنیا مین مفت
بلا کر کہا مصلحت اب ہے کیا
اگر کاخ مین غیر کو بار ہے
سخن شاہ نے سنکے سالار کا
شبستان مین دیکھی کسیکو اگر
سنی بانگ قانون چنگ و رباب
گیا اندرون محل کینہ خواہ
منیژہ ہے اور وہ جوان ہمکنار
یہ دیکھا تو گرشیوز کینہ جو
ہوا سنکے بیژن کو تب اضطراب
ہوا بخت برگشتہ انجام کار
یہ کہکر وہین لیکے نام خدا
کہ بیژن ہو ہمین پور گیو دلیر
ہین اس خنجر تیز سے اب کرین
روا شاہ مجھپر نہ رکھہ ستم
گرفتار کرنا ہے دشوار تر
ہوا ہاتھہ سے جبکہ خنجر جدا
ہو طالع نیک یاور اگر
ترا کیونکہ توران مین آنا ہوا
لگا کرنے صید افگنی بعد جنگ
ہوا خفتہ پھر مین زیر درخت
نمودار پھر فوج توران ہوئی

ہو خوش اوس سے لے یار با صبا نگاہ
کبھی شادی و عشرت و بزمگاہ
مری جان مجکو نہ بیگانہ جان
کہ ہرگز نہین جای اندیشہ ہے
نتھا کار غیر عیش وان زینہار
قرین عیش و عشرت غم و رنج در
ہوا اوسکو اندیشۂ خوف جان
منیژہ کا اک گرد ایران سے جفت
فراخان لئے یہ عرض شہ سے کیا
تو پھر اسمین کیا جای تکرار ہے
یہ گرشیوز کینہ جو سے کہا
تو لے آ کشان یان اوسے باندھ کر
لیا گھیر ہر اک طرف سے شتاب
گیا پھر اودھر تھی جدھر رشک ماہ
بہم مے حجابانہ ہین بادہ خوار
ہوا نعرہ زن یون کہ ہے کون تو
لگا کہنے کہا کر وہین پیچ و تاب
نہ ہرگز موافق رہا زینہار
لیا کھینچ خنجر جو موزے مین تھا
شجاعت کی بیشے کا اک نرہ شیر
بہت نامدارونکو بس غرق خون
شفاعت کرے تو مری کھا قسم
کہ مرنے پہ اب ہے باندھی کمر
گرفتار بیژن کو اوسدم کیا
تو ہرگز نہ کچھہ کام آوے ہنر
شبستان مین کسطرح جانا ہوا
خوشی سے تہ چرخ فیروزہ رنگ
ہوئی خفتہ گویا مرے ہاتھ بخت
عماری اک اوسمین نمایان ہوئی

پری نے سونچکر غضب یہ کیا
اثر سے فسون کی وہین بیخطر
سنین تھی پری بخت برگشتہ تھا
تو وہ بہی کہ با گرز و تیغ و خدنگ
سنین سست تھا سخن زینہار
مرا بستہ کرنا کچھ آسان نتھا
دلیران و ترکان جنگی سوار
رہے زندہ ترکو نسے گر اک سوا
لگا کھنچنے اسکو اب دار پر
برادر نتھا نے کوئی یار تھا
یہ انبوہ دیکھا تو حیران ہوا
یہ کہکر وہ سردار والا خطاب
نہ بیٹھا تو شہ نے یہ سنکر کہا
جو پیران نے دیکھا یہ لطف و کرم
کئی بار دی بیشتر سینے پند
کہ کین سیاوش کو تازہ نہ کر
کہا شہ نے زندہ اگر چھوڑ دون
یہ سنکر وہ جور و بیداد سے
اور اک دیو کو ان نے سنگ گران
سنیژہ کو بھی پاس نے لیجائیے
کیا قید بیژن کو لیجا کے وان
کہ دختر یہ ایذا نہ کھینچے روا
سبب سے محبت کے اور چاہ کے
وہ بیژن کو روزی نسی پہونچاتی تھی
سنو کارسازی جان آفرین
کہان سے تھا بیژن پہلوان
جو پہونچے تو اک بیشہ آیا نظر
ملا نے گرازان تہ خون و خاک
بیابان مین اک گو آیا نظر

کہ محکمہ عماری مین بٹھلا دیا
پری رو مجھے لیگئی اپنے گھر
کہ جسنے کیا یون اسیر بلا
کہ دو اسپ کرتا تھا میدان جنگ
تو جانبر نہوویگا انجام کار
ولے تیرے داماد نے کی دعا
مقابل ہے کر شہا یکہزار
تو مت کہہ مجھے بیژن نامدار
نگون بخت کو تو نگونسار کر
خدا لیکن اوسکا مددگار تھا
یہ پیران ویسہ نے سنکر کہا
شتابی گیا پیش افراسیاب
گزارش لگو کر اب ہی کیا مدعا
تو بولا کہ اے شاہ عالی ہمم
نہ شنوا ہوا جب شہ ارجمند
درخت بلا کو نکر بارور
تو دنیا مین رسوا و بدنام ہون
کہا شاہ نے اپنے داماد سے
بیابان مین پھینکا جو تھا اک جوان
نگونسار بیشے مین لٹکائیے
کوئین کے رکھا تہ پہ سنگ گران
گر ندا سکو پہونچائیے مت شہا
رہی جاکے نزدیک اوس چاہ کے
کچھ اک اوسمین آب بھی کھاتی تھی
کہ گرگین گیا سوے ایران زمین
یہ راز نہان سربسر کر عیان
پڑے جابجا تھے بریدہ شجر
کیا دشت کو ہمنے خوکان سے پاک
پسندیدہ و خرم و خوب تر

عماری مین بیٹھی جو تھی نازنین
سنین یا سمین زنہار سیر اگنا
لگا کہنے پھر شاہ توران بار
اور اب بست بستہ شال نال
سنی جب یہ گفتار افراسیاب
تو اک تو سن گرز اب دے مجھے
تماشا تو پھر دیکھ میدان مین
ہوا پر غضب سنکے افراسیاب
اوسے لیگیا وہ سو دار جب
سنو کارسازی کا حق کی بیان
کہ یارو نہ جلد یکو یان آہ دو
ہوا ایستادہ ادب سے وہان
اگر گنج مطلوب ہو دون تجھے
نکر بیژن نامور کو ہلاک
ہوا کام سے دست بردار تب
سیاوش کو جو قتل تو نے کیا
کیا سنکے پیران نے پھر یون بیان
کہ کر چاہ تاریک مین اسکو بند
دہن پر تو رکھ چاہ کی اب سنگ
بفرمودہ شاہ افراسیاب
سنیژہ کی مان دوڑی آئی شتاب
شفاعت ہوئی گو عقوبت سے پر
گدائی وہ کرتی تھی ہر صبح و شام
جہان آفرین داور دادرس
کہا گیو و گودرز سے جاکے جب
یہ گرگین نے پاسخ دیا گیو کو
گرازان خونخوار آئے وہین
ہوے وانسے پھر سوے ایران ان
طرف اوسکی دوڑا کے شبدیز کو

پڑھا اوسپہ افسون پری نے وہین
نہ آلودہ عصیان سے ہو شک ماہ
کہ ای بخت برگشتہ روزگار
یہ گفتار مستانہ کہتا ہے یان
دیا بیژن پہلوان نے جواب
کہ دکھلاؤن اپنی دلیری تجھے
کرون قتل سبکو مین اک آن مین
یہ کر شیوہ کینہ جو سے شتاب
کیا خلق نے آکے انبوہ تب
کہ پیران ادھر آگیا ناگہان
ہلاک اس جوان کو ابھی مت کرو
کہا شہ نے آ بیٹھ اے پہلوان
اگر تاج چاہے تو بخشون تجھے
ذرا دل مین کر خوف یزدان پاک
ولے پھر مین کہتا ہون اے شاہ اب
تو پھر کیا اوٹھایا بھلا فائدہ
کہ رکھیے گرفتار بند گران
ہر اک طرح سے اوسکو پہونچائے گزند
یہ زنہار اس بات مین کر درنگ
سنا جب تو اوس کینہ جو نے شتاب
کیا عرض یون پیش افراسیاب
کیا شہ نے دختر کو گھر سے بدر
جو کچھ ہاتھ آتا تھا اوسکو طعام
ہوا آخر کار فریاد رس
لگا پوچھنے گیو گرگین سے تب
کہ نزدیک ارمان ہم ای نامجو
ہوئی اونسے ہم کو رزم ہنگام وہین
طرب ساز و شادان و خندید گلفشان
شتابان ہوا بیژن نامجو

سو بیژن آیا وہ مانند سیل
خروشاں وہ جوشندہ جوں رود نیل

شتابی سے بیژن نے ڈالی کمند
کرے گور کے سر کو تا وہین بند

ولیکن ہوا گور واسنے رواں
عقب اوسکی تھا بیژن پہلوان

نظر سے ہوا گور و بیژن نہان
شتابان ہوا مین تفحص کنان

نہ زنہار بیژن کا پایا نشان
نہ دیکھی کہین صورت پہلوان

ولے توسن بیژن نامدار
جو دیکھون تو صحرا مین ہے بے سوار

ہوا دل مرا سخت اندوہگین
کئی دن ہوا وان اقامت گزین

غرض باغم و درد آیا یہان
یہ توسن جو پایا سو لایا یہان

یہ سنکر سخنہاے بے اعتبار
ہوا گیو بے اختیار اشکبار

یہ سمجھا کہ بیشک ہوا وہ جوان
اگر تھا سے رنج و بلا نا گمان

یہ جانا کہ گرگین بدکیش کا
کرے خنجر تیز سے سر جدا

کہا لیک گودرز نے پھر وہین
کہ بست کھینچ اسپر تو اب تیغ کین

اسے پیش کیخسرو نامدار
تو جا لیکے اے پور فرخ شعار

وہین گیو پھر با دل دردمند
یہ گرگین سے بولا بہ بانگ بلند

کہ تو لیگیا تھا مرے پور کو
کہاں گم کیا تو نے ای کینہ جو

کیا تو نے مجکو تباہ و خراب
گیا چشم و دل سے مری صبر و خواب

کرے ہی تو اب مکر کی گفتگو
ملاؤن ترا بھی خاک مین آبرو

تجھے لیچلون پیش خسرو ابھی
اوسے اس حقیقت سے دون آگہی

شتابی سے پھر تیغ کین کھینچکر
کرون مین جدا جسم سے تیرے سر

پکڑ بال گرگین کے پھر بعد ازان
اوسے لیچلے واں سے گردنکشاں

دو صد تازیانے لگائے وہین
کیا خستہ گرگین کو از رہ کین

ہوا نیلگون سر بسر جسم زار
ہوا بس وہ بیہوش انجام کار

گیا گیو لیکر اوسے پیش شاہ
بچشم پر آب و دل کینہ خواہ

کیا عرض ای شاہ گیتی پناہ
مرے سر پہ آئی یکا یک بلا

مرا یار تھا ایک نور بصر
کہ دل شاد تھا جس سے شام و سحر

اوسے کرکے گم آپ آیا یہان
یہ گرگین بدکیش نکبت نشان

کرے ہی یہ گفتار مکر و فریب
کہ سنکر اوڑا بس قرار و شکیب

بجز توسن بیژن پہلوان
نہین اور بیژن کا ہرگز نشان

پہونچ داد کو میری ای شہریار
کہ گرگین نے مجکو کیا سوگوار

یہ سنکر ہوا شاہ اندوہگین
لگا گیو سے کہنے خسرو وہین

کہ گرگین نے تجھے بیار کیا
سنا تھا جو اوسنے وہ شہ سے کہا

پھر احوال گرگین سے پوچھا تمام
وہ بیہودہ کرنے لگا وان کلام

شہنشہ نے گرگین کو دی گالیان
کیا پھر گرفتار بند گران

کیا شہ نے پھر سو بد انکو طلب
کہا دیکھو احوال بیژن کا اب

نظر کرکے وہ طالع و وقت پر
لگے کہنے پیش شہ نامور

کہ توران مین ہی زندہ وہ پہلوان
ولے ہی گرفتار بند گران

یہ سنکر کہا شہ نے پھر گیو کو
کر رکھہ جمع خاطر تو ای نامجو

سو ملک توران مین کھینچون سپاہ
وہان جاکے ترکون سے ہون کینہ خواہ

چھڑا لاؤن بیژن کو اب بند سے
ملاؤن تجھے تیرے فرزند سے

یہ کہتا تو تھا خسرو پاک دین
ولے گیو کو تھا نہ ہرگز یقین

کہ اختر شناسون کی گفتار کا
اوسے کچھہ بھی زنہار یا در نتھا

کہا شاہ نے پھر کہ ای نامدار
پے جستجو بھیج ہر سو سوار

نشان پاوین اوسکا تو نہد المراد
خبر دین ہمین آنکر شاد و شاد

مبادا نہووے اگر آگہی
تو مت کیجیو صبر سے دل تہی

تو نوروز کا کیجیو انتظار
کہ جب آوے نوروز و فصل بہار

نظارہ کرون جام گیتی نما
کہ دریافت احوال ہو گرد کا

ہوا گیو شاداں یہ سنکر سخن
دعا دی کہ ای سرور انجمن

جہانمین تو رہ جبتلک ہے جہان
بصد حشمت و دولت و فر و شان

یہ کہکر گیا پہلوان اپنے گھر
وہین پھر سواران پرخاشجو

روانہ کیے گیو نے چار سو
کرین جاکے بیژن کی وہ جستجو

ہوے ہر طرف وہ تفحص کنان
ولیکن کہین کچھہ نہ پایا نشان

جو نوروز فرخ ہوا جلوہ گر
تو پھر پیش کیخسرو نامور

گیا گیو با حسرت و با الم
دل زار بیتاب و چشم پر نم

جو خسرو نے دیکھا اوسے بیقرار
پریشان دل مضطرب و اشکبار

طلب کرکے پھر جام گیتی نما
لگا دیکھنے شاہ کشور کشا

ستارے جو ہیں ساتا افلاک پر
لگے تھے وہ اوس جام مین سربسر

بہت غور سے تھا نظارہ کنان
سو ہفت کشور شہ خسروان

نشان بیژن نامور کا نہین
پدیدار رہتا تھا ہرگز نہین

سوے کشور کرگساران نگاہ
اور اک دخت اوسکی ہی خدمتگزار
مگر چاہ مین قید او خستہ ہے
وہ بولا کہ اے خسرو نامجو
تہمتن ہی پیل افگن و شیر جنگ
ہوا گیو لے نامۂ شہریار
زبانی سخن اور آنکھون مین نم
کہ آرام سے اب وطن مین ہون
ولے بیژن نامور کا یہ حال
مرا بیژن پہلوان پور ہے
یہ کہکر بچنگ و مے دل فروز
جو نزدیک پہونچا یل نامدار
وہ پخت و جواہر مہیا کیا
ہوا رستم گرد کا مع خوان
لے بیژن پور گیو ولیسر
زمین بوسہ دیکر وہ جنگ آزما
اگر سامنے آوے تیر و سنان
لگا کہنے خسرو کہ اے پہلوان
تہمتن یہ بولا کہ اے تاجور
شتابان ہوا بشکل بازرگان
یہ سنکر ہوا شاد شاہ جہان
گرانمایہ ہشت ادہم بادپا
شتر بار از پرنیان و حریر
یلان نبرد آزما یک ہزار
تہمتن نے جب قصد توران کیا
تو گرگین کو رستم نے پاسخ دیا
کیا یہ سخن گرد نے جب بیان
کہ گرگین کو اب شہ رہا کیجیے
کہ بیژن رہا ہوکے آوے ادہر

پڑہی جب تو کیا دیکھتا ہی وہ شاہ
کہ نسل کیانی سے ہی وہ گناہگار
سلاسل سے ہی بس شکستہ و پابستہ ہی
شتابی سے پروانگی مجکو ہو
نہ بیگانہ کام اوس سے ہی ننگ
شتابان سوے رستم نامدار
فغان کھینچتا تھا بصد درد و غم
یہاں لینے نہ زنہار جنبش کرون
ہوا سنکے ای گیو غمگین کمال
مرے دیدۂ زار کا نور ہے
سے ہے محفل آرا ہم تا سہ روز
تو دو ہین بحکم شہ نامدار
وہان تخت زر ایک برپا کیا
کہا تو ہی پشت و پناہ کیان
گوارا تو کر رنج اے نرہ شیر
دعا و ثنا کرکے کہنے لگا
ترے حکم سے ہین مؤثر عنان
یلان قومی جنگ جتنے ہین یان
سپاہ گران لیکے جاؤن اگر
کرون جا کے تدبیر ایسی وہان
مہیا کیا رخت سوداگران
وہ اشتر از گوہر بے بہا
تحائف سر اقلیم کے بے نظیر
گئے ہمرہ رستم نامدار
یہ گرگین نے او سنا اوس سے کہا
کہ صادر ہوئی مجسے ایسی خطا
ہوئی بور گرگین کے زاری کنان
مرے ساتھ رخصت او ستم دیدہ کی
تو جانبخشی اوسکی بھی ہو زود تر

کہ بیژن کنوئین مین نگونسار ہی
کیا شہ نے پہر گیو سے یون بیان
نہ اندیشہ کر رکھ خدا پر نظر
کہ جاؤن چھوڑا لاؤن پیر نکوئیان
مرا نامہ لیجا سوے سیستان
اوسے جا کے نامہ دیا شاہ کا
یہ سنکر تہمتن نے پاسخ دیا
بہت تم نے کھینچے ہین رنج و محن
ترے درد سے مین جگر خستہ ہون
تو رکھ جمع خاطر نکر اضطراب
بروز چہارم بسامان ساز
گئے اوسکے لانے کو سب پہلوان
بٹھایا تہمتن کو اوس تخت پہ
مددگار گردان ایران دیا
کہ تیرے سوا کون دلیر نامدار
کہا ای شاہ شاہان روے زمین
مین اس کام پر چست باندھون کمر
او نمین ساتھ لیجا جنہین چاہے تو
تو ایسا نہو کھا کے وہ پیچ و تاب
کہ آسان ہو یہ کار مشکل شتاب
جو طیار یکدست سامان ہوا
پیادہ ساتھ ہو سب صد شتر
ہزار اشتر القصہ ہمراہ تھے
وہ پہنچ ہوئے جانب کاروان
سبا کرکے اے گرد فرخندہ خو
کہ لینا خطا ہی اب شہنشہ تخت
کیا عرض رستم نے پہر لاجرم
یہ رستم کو خسرو نے پاسخ دیا
کرون ورنہ گرگین کو بیشک ہلاک

بصد رنج و خواری گرفتار ہی
ترا پور زندہ ہے ای پہلوان
کہ آوے رہا ہوکے تیر ایسیر
لگا کہنے خسرو کہ اے پہلوان
کہ تا آوے یان رستم پہلوان
سب احوال بیژن مفصل کہا
کہ اے گیو میرا ارادہ یہ تھا
نہین چاہتا دل کہ چھوڑون وطن
پے کار بیژن کمر بستہ ہون
کہ لاؤن رہا کر کے اوسکو شتاب
روانہ ہوا رستم سرفراز
وہ آیا تو خسرو ہوا شادمان
وہان بیٹھا تو خسرو نامور
بخصم افگنی تو ہے لیل و نہار
نہین چارہ گر یان کوئی زینہار
ترا ہو نہین اک جہان کمترین
چھوڑا لاؤن بیژن کو اب دہر
روان لیکے ہون لشکر جنگجو
کرے قتل بیژن کو افراسیاب
ملے دست افسوس افراسیاب
تو رستم دوان سوے توران ہوا
متاع گرانمایہ پاکیزہ تر
پر از تحفہ خوب و دلخواہ تھے
نئے سر بسر صورت ساربان
مجھے لیجیے اب اپنے ہمراہ تو
ترا نام ہے پیش خداوند تخت
حضور شہنشاہ کیوان علم
کہ یہ عہد مین نے ہے دل مین کیا
ملاؤن تن اوسکا تہ خون خاک

ہوا ضامن اسباب کا پہلوان
تہمتن غرض مثل بازارگان
ولیکن ہوا رستم شاد بہر
جو رستم نے دیکھا تو آیا شتاب
کیے پیشکش اور کیا عجز وان
لگا پوچھنے ای خجستہ جوان
کہون ہو نہین ای سرفراز
وہ بولا کہ تو شہر مین جا کے رہ
ہوے جبکہ آگاہ پیر و جوان
ہوا گرم بازار سوداگری
سو رستم کے گرد آئی دوان
خبر بیژن نامور کی کہین
وہ ہی نوجوان گیو کا پور ہے
نہین مجکو دربار مین شہ کے بار
نہین گیو گودرز سے آگہی
لگی کہنے یون کھینچکر ایک آہ
کہ بیچارہ ہون و ستم دیدہ ہون
سر رحم سے پہر تہمتن وہین
بیان کر کہ تو کون ہے کیا ہے نام
منیژہ مین ہون دخت افراسیاب
پہرتی ہون ہو نہین ہر بیحال تباہ
وہ یک چاہ تاریک مین قید ہے
کنوئین کے دہن پر ہے سنگ گران
تو پہونچا سکیگی اوسے کچھ طعام
کہ لیجا تو یہ مرغ بریان و نان
وہ خاتم جو رستم کی تھی نام کی
کہ ہر روز و شب کھینچتا تھا تو آہ
منیژہ یہ بولی کہ سینے گیا
وہ بولا کہ ای گلرخ لالہ فام

ہوا ساتھ رستم کے گرگین اون
جہان کا ارادہ تھا پہونچا وہان
اقامت گزین جا کے بیرون شہر
حضور اوسکے کچھ تحفہ لایا شتاب
نہایت ہی پیران ہوا شادمان
تو ہے کون آیا کہاں سے یہان
متاع گرانمایہ و دلپسند
مری پاس اب شوق سے آکے رہ
کہ ایران سے آیا ہے اک کاروان
ہر اک جنس کے تھی وہان مشتری
دو دیدہ گہربار نالہ کنان
نہ پہونچی مگر سوی ایران زمین
پڑا قید مین سخت مجبور ہے
کسی سے بھی واقف نہین زینہار
مگر سعی بیر اتو ناحق تہی
کہ بیچارگی پر مری کر نگاہ
پریشان و دلریش و رنجیدہ ہون
یہ بولا کہ زیر سپہر برین
ہوا زرد کیون عارض لالہ فام
کیا گردش آسمان نے خراب
لکھا تھا قضا نے یہی سر پہ آہ
ستمدیدہ چرخ پر کید ہے
کیا سنگ کا ماجرا سب بیان
وہ پہونچانے تھی جس طرح سے بدام
رکھی اوسمین اپنی انگوٹھی نہان
یکایک جو ہاتھ اوسکے انکو لگی
سبب کیا جو سر گرم کیا قاہ قاہ
ترے عشق مین مال و جان کا فدا
کہا اوس نے تو یہ آج لائی طعام

ولیکن ہے سو قید اوسکے لیے
کوئی شہر پیران ویسہ کا تھا
ہوا دل کو جب میل نخچیر کا
وہ اسپ گرانمایہ اک جام زر
ولیکن سنا نا یہ کچھ زینہار
یہ پیران کو رستم نے پاسخ دیا
ہوا آگے وارد ترے شہر مین
نہین مال کا تجھسے تیار کچھ
تب آئے حضور شہ نامور
منیژہ نے یہ جبکہ پائی خبر
کہا یون کہ ای مرد عالی گہر
کہ اتبک نہ کوئی ہوا چارہ گر
ہوا پر غضب رستم نامجو
کہ ہو نہین تو اک مرد بازارگان
منیژہ لگی رونے پہر زار زار
نہین چاہیے سردمہری تجھے
یہ آئین ایران سے ہی دور تر
پڑا تجھ پہ بیچارگی کیا غضب
منیژہ لگی کہنے کرکے فغان
مصیبت سے بیژن کی اے نامور
کہون کیا مین احوال پر اضطراب
بندھے اوسکے زنجیر سے دست و پا
دلاسا بہت دیکے وہ پیلتن
وہ طور اوسنے رستم سے ظاہر کیا
منیژہ نے جا کر دیا جب طعام
کیا قہقہہ دیکھ انگشتری
وہ بولا رکھی راز کو گر نہان
دلی اتبلک بھی تو ہے بدگمان
کہا یہ منیژہ نے اوس سے بیان

بحکم شہنشہ بجا سے پدر
مقام اوسجگہ پیلتن نے کیا
سو وحشت اک روز پیران گیا
کہ اوس جام مین بے بہا تھی گہر
کہ یہ شخص ہے رستم نامدار
کہ بازارگان ہو نہین ایران کا
کہ تو صاحب داد ہے دہر مین
کسیکو نہین تجھسے بیکار کچھ
خریدار دیبا و اسپ و گہر
ہوئی تب شتابان وہ رشک قمر
تجھے کچھ ہے گودرز یا کی خبر
کسی نے نہ بیچارے کی لی خبر
کہا رو برو سے مرے دور ہو
نہ سردار ہو نہین نہ کچھ پہلوان
ہوئی دیدہ زار سے اشکبار
نکلوا یک رو برو سے مجھے
کہ بیچارگان کی نہ پوچھین خبر
ہوئی جو گرفتار رنج و تعب
کردن حال اپنا مین کیا اب بیان
پڑی افسر و تخت سے دور تر
پڑا ناگہان اوسکے سر پہ غضب
فغان وہ لیسے کھینچے ہے صبح و مسا
لگا کہنے اوس سے کہ ای گلبدن
یہ سنکر تہمتن نے اوس سے کہا
ہوا بیژن پہلوان شادکام
لگی کہنے وہین وہ رشک پری
تو آگے تری مین کہون ہیجان
پڑا حیف ہے تجھسے ای پہلوان
کہ آیا ہے ایران سے اک کاروان

طعام اوسنے تیرے لیے یہ دیا
یہ پوچھہ اوس سے اے مرد زور آزما
شتابان ہوئی واں سے وہ دلربا
گئی نصف شب الغرض جب گذر
دہن پر کوئین کے رکھا تھا جو سنگ
کوئین مین جو وہ تھا گرفتار بند
وہ زنجیر توڑی وہین سربسر
کرون ایک شبخون مین اسدم شتاب
اسیری سے بیژن کو کرکے رہا
جو مانند دزدان یہان آنکر
چلون تھہ تیرے مین اے شیر مرد
غرض رستم و بیژن پہلوان
کیا پاسبانون کو یکسر ہلاک
ہوا پھر روان رستم نامدار
کوئین مین جو بیژن گرفتار تھا
تلافی کو بیژن کی آیا مین یان
سہو نچکے تہمتن نے از روے کین
ہر اک گرد اک زن مہ جمال
یلان نے کیا جاکے آرام و خواب
ہزار اوسکے ہمراہ تھے پہلوان
مقابل نہ آیا کوئی زینہار
ولے ساتھہ میرے نہین تاب جنگ
دلیری و مردی و جرات مری
ہوا سنکے شرمندہ افراسیاب
دلیرانہ تم گرم پیکار ہو
سنی جب سواران نے گفتار شاہ
تہمتن نے لیکر وہین گرز و تیغ
ہوا جب بہ میدان مین کچھہ التہاب
کیے کشتہ و خستہ صدہا ہزار

سنا جب یہ بیژن نے تب یون کہا
تو بیژن کو کیونکر کرے گا رہا
تہمتن سے پیغام بیژن کہا
تہمتن نے اوسوقت باندھی کمر
دیا پھینک اوسکو وہ تھا سنگ بد
نکالا اوسے ڈالکر پھر کمند
لگا کہنے بیژن سے پھر نامور
کہ سو شبستان افراسیاب
دلیرانہ ساتھہ اپنے اب لیگیا
شتابش ہوا خوف سے رہ سپر
کرون حملے تورانیان سے نبرد
سو قلعہ بہ ہفت جنگ آوران
گئے قلعہ مین پھر وہ بیخوف و باک
سو خانہ شاہ توران دیار
ہوا بند سے آج بارے رہا
مرا نام ہے رستم پہلوان
سر تخت اک گرز مارا وہین
شبستان سے لیکر گیا خوشکمال
ولیکن ہوا صبح افراسیاب
نبرد آزمایان جنگ آوران
تہمتن نے کھینچا بہت انتظار
مگر کچھہ نہین ہے تجھے عار و ننگ
بہت آزمائی سپہ نے تری
سوارون سے بولا یہ کرکے عتاب
کہ یہ بیژن و رستم جنگجو
ہوئے حملہ آور سوے رزمگاہ
کیے قتل ترکان بہت بیدریغ
گیا سوے چین جب کہ افراسیاب
پھر آیا بہ فتح و ظفر نامدار

یقین ہے کہ رستم ہے وہ کاروان
کہے تجھسے جو کچھہ تو وہ کیجیو
یہ کہکر بفرمان رستم وہان
لیے ہفت گردان جنگ آزما
پڑا سنگ جاکر سو دشت چین
گرفتار زنجیر پایا اوسے
کہ کھینچے بہت تو نے رنج و تعب
کہ تا اوسکو معلوم ہو یہ سخن
وگرنہ کہینگے یہ تورانیان
لگا کہنے یون بیژن نامدار
کیا منع ہر چند رستم نے پر
ز روی دلیری شتابان ہوئے
سپہ ساتھہ اونکے گئی گرم کین
یہ آواز دی جاکے دہلیز پر
ذرا سوچ دل مین کہ جو رستقدر
یہ آواز سنکر بصد اضطراب
پھر اک نازنین پری چہرہ کہ
سوا اسکے کتنی پری چہرگان
سپہ لیکے آیا پے کارزار
مبارز لگا کرنے رستم طلب
کہا پھر کہ اے شاہ افراسیاب
کئی بار دیکھا ہے تو نے مجھے
زبون سخت ہین مجھسے تیرے سوار
کہ اے نامداران توران زمین
نہ جانبر ہون جسنے آئے زینہار
سواران توران ایرانیان
ہوئے کشتہ تورانیان پشتہ
گیا اوسکے دنبال رستم دوان
زبر وبال تہ آب افراسیاب

رہائی کو میری اب آیا یہان
تغافل کو تو راہ مت دیجیو
رہی وہ پری پیکر دلستان
سر چاہ پر وہ دلاور گیا
ہلی اوسکے صدمے سے توران زمین
گلے سے شتابی لگایا اوسے
منیژہ کو تو لیکے جا یا اب
کہ آکر یہان رستم سیلتن
کہ نامرد تھا رستم پہلوان
بچاؤن تجھے چھوڑ کر زینہار
گیا ساتھہ رستم کے وہ نامور
مقابل وہان پاسبانان ہوئے
ولیکن ہوے کشتہ یکسر وہین
کہ بس لے تو اے شاہ بیدادگر
روا کون رکھتا ہے داماد پر
گریزان ہوا شاہ افراسیاب
پھر اوسنے لیا پیل نامجو
گئین آپ ہمراہ ایرانیان
ہوا سنکے رستم بھی دوہی سوار
کہ ہو ہم نبرد آسکے کوئی اب
اگرچہ تری فوج ہے بیحساب
کرو ہی مین تنہا ہزیمت تجھے
تو آیا عبث یان پے کارزار
یہ ہے رزمگہ جاے عشرت نہین
نہ ایران کا زندہ ہی اک سوار
ہوئے گرم پیکار باہم وہان
رہے غالب ایرانیان سربسر
دو فرسنگ مانند شیر ژیان
گیا لیکے پھر سوے ایران شتاب

سنا جبکہ یہ مژدہ دلنواز ۔ ہوا شاد کیخسرو سرفراز ۔ گئے پیشوا نامداران تمام ۔ ہوئے دیکھکر اوسکو سب شادکام
گیا جبکہ نزدیک درگاہ شاہ ۔ تو آگے جہاندار گیتی پناہ ۔ تہمتن کو با صد خوشی لیگیا ۔ ثنا خوان ہوا رستم گرد کا
دعا و ثنا کی تہمتن نے بھی ۔ شہنشہ کی لایا بجا بندگی ۔ منیژہ بھی اور بیژن پہلوان ۔ گئے جب حضور شہ خسروان
ہوا شاد کیخسرو پاک دین ۔ ہوئے گیو و گودرز بھی خوش یقین ۔ ہوا دور خاطر سے اندوہ و غم ۔ لگے رہنے مسرور و خرم بہم
ہوئی ختم بیژن کی اب داستان ۔ سنو قصہ برزو پہلوان

جنگ کردن برزو با رستم و رسیدن افراسیاب در ایران و رفتن کیخسرو بمقابلہ او با فوج گران و شکست خوردن افراسیاب و باز رفتن بطرف توران

جو ناکام ہو کر بصد اضطراب ۔ سو چین گیا شاہ افراسیاب ۔ تو آیا نظر راہ مین اک جوان ۔ تنو مند مانند پیل دمان
کہ ای بادشہ ہون مین دہقان پسر ۔ نہین جانتا لیک نام پدر ۔ سنا ہی یہ بات کہ اک ساربان ۔ کہین اک سوار آگیا ناگہان
ہوا آن کے وہ طلبگار آب ۔ پلایا اوسے اوسنے پانی شتاب ۔ ہوئی اوسکی دلمین جو غالب ہوس ۔ جوانی کیا اوسکو ہمخواب بس
روانہ ہوا پاس سے پھر وہ سوار ۔ بحکم خدا یہ ہوئی باردار ۔ خدا جانے تھا کون وہ پہلوان ۔ نہین اوسکا معلوم نام و نشان
جو پیدا ہوا مین تو شاہنشہا ۔ مرا نام مادر نے برزو رکھا ۔ جو دیکھا اوسے شاہ نے پیلتن ۔ روان ساتھ اوسکے کیا یہ سخن
مرا ایک دشمن ہی رستم بنام ۔ دلیری و مردی مین مشہور عام ۔ مجھے سخت اب اوسنے عاجز کیا ۔ پراگندہ خاطر ہون صبح و مسا
اگر وہ نہووے تو جرأت نہین ۔ کہ ہو گرم کین فوج ایران زمین ۔ گمان ہی یہ مجھکو کہ ہنگام جنگ ۔ تہمتن ترے ہاتھ سے ہووے تنگ
سنا جب یہ برزو نے تب یون کہا ۔ کہ افسوس صد حیف شاہنشہا ۔ تو اک گرد سے ہی زبون اسقدر ۔ ترے ہی دلمین ہی خوف و خطر
لگا کہنے سالار عالی وقار ۔ وہ یکتن ہی مانند یکصد ہزار ۔ توانائی اوسکی بیان کیا کرون ۔ بجا ہی اگر کوہ آہن کہون
نہ اوس پر ہو گرز دستان کارگر ۔ نہ ہرگز کرے تیغ و ناوک اثر ۔ یہ سنکر ہوا خندہ زن وہ جوان ۔ کیا شاہ سے اوسنے پھر یون بیان
کہ میدان مین جسدم ستیزہ کرون ۔ تو صد کوہ آہن کو ریزہ کرون ۔ سپہ تیری اور تو بھی نامرد ہے ۔ کہ دل یون تہمتن سے پردرد ہے
نہین ہی اگر رزم کی تجھکو تاب ۔ رکھا نام کیون شاہ افراسیاب ۔ نہین تجھکو شایان ہی نام شہی ۔ نہین تجھکو زیبا کلاہ مہی
یہ سنکر ہوا منفعل بادشاہ ۔ ہوا اوس کے خواہان امداد شاہ ۔ کہا یون کہ گر کشتہ ہو پہلوان ۔ ترے ہاتھ سے رستم پہلوان
تو دون تجھکو مین دختر شہ چین ۔ کرون تجھکو سالار اقلیم چین ۔ قسم کھا کے برزو نے پھر پیش شاہ ۔ کہا یون کہ ای شاہ خورشید جاہ
شہ چین کو اور شاہ ایران کو ۔ کرون بند مین کے ہو پیکار جو ۔ لگاؤنگا مین اب آگ ایران مین ۔ کرون خون روان زابلستان مین
ہوا شاد یہ سنکے افراسیاب ۔ سو خانہ برزو کو لایا شتاب ۔ سراپردہ و فیل و اسپان زین ۔ دو صد نازنینان ماچین و چین
زر و اقمشہ گنج و لشکر دیا ۔ سرافراز برزو کو شہ نے کیا ۔ ہوا شاد برزو کے گردن فراز ۔ جہان مین ہوا الغرض بی نیاز
ملی اوسکی مان دوڑی آئی وہان ۔ کیا آگے برزو سے اوسنے بیان ۔ کہ ہی دولت و جاہ جی کا وبال ۔ اوٹھا جاہ و دولت کا جی سے خیال
تہمتن سے عہدہ برائی نہین ۔ تجھے تاب جنگ آزمائی نہین ۔ وہ قاتل ہے دیوان خونخوار کا ۔ نکر قصد تو اوس سے پیکار کا
کئی بار دی اوسنے شہ کو شکست ۔ کیا نامداران توران کو پست ۔ تو اون نامداروں کے ہمسر نہین ۔ دلیری مین اونسے فزون تر نہین
وہ ابلہ کہ رستم سے ہو دون نژند ۔ مرے آگے ہے پست پیل بلند ۔ دیا پاسخ اوسنے کہ وہ شیرزاد ۔ ہنر پہلوانی کے رکھتا ہے یاد

تو ہی کو دن محض اور بے ہنر
نہ لیکن ذرا لائق کار تھے
طلب کر کے مردان صاحب ہنر
اٹھارہ ہوا ان زور آزما
یہ میری سمجھ ہے وہ نامجو
جو اوستاد مین تیرے شیر و یلان
کہ سب ہے ریتی آتی کا کچھ اسمین فروغ
درشت و تنومند سپت و دلیر
ہوا شاد یہ سنکے افراسیاب
کہ ہو ہمین شتابی سپاہ کی روان
ہوا شادمان شاہ توران دیار
کہا نامداروں سے پھر یون کہ اب
ہو اشد سے رخصت یل شیر مرد
عقب تیرے مین بھی بصد فر و شان
کیے ہمرہ برزو سے نامدار
گئی سوی ایران یہ جس دم خبر
تعجب کہ اب وہ ہی تورانیان
کیا شہ نے رخصت بصد فر و شان
عقب اونکے شہ بھی بصد کر و فر
ہوئی اک شب و روز جنگ کلان
فریبرز اور طوس میدان مین
ہوا شادمان شاہ توران دیار
ہوا پر غضب رستم پہلوان
فریبرز اور طوس کو کر رہا
گئی نصف شب تھی کہ پہونچا وہان
سر تخت زرین ہی افراسیاب
فریبرز اور طوس بھی پیش تخت
اسیر انکو پھر لے گئے مردمان
اوٹھا ایک کو اپنی پھر پشت پر

نہ کچھ سفت جان عزیزی پسر
موافق نہ برزو کے زنہار تھے
یہ بولا کہ برزو کو اب وہ دگر
لگے کرنے تعلیم صبح و مسا
زبون روز کرتا تھا اوستاد کو
کہے تو انھین باندھ لاؤن یہان
یہ گفتار ہے یا سراپا دروغ
حضور اوسکے اک پشہ ہے پیل شیر
دیا گنج برزو کو پھر بے حساب
سو خسرو و رستم پہلوان
طلب کر کے پھر تخت گوہر نگار
کرے آسکی فرمانبری روز و شب
بہت لیکے سامان جنگ و نبرد
پہونچتا ہون لیکر سپاہ گران
سواران جنگی لیے دہ ہزار
تو بولا یہ کیخسرو نامور
برای وغا سوی ایران روان
روانہ ہوی ہر دو نام آوران
جہاندار کیخسرو نامور
کہ جسکا نہین ہے سکے کچھ بیان
جو آئے مقابل تو اک آن مین
ہوا خم زدہ خسرو نامدار
لگا کہنے اے خسرو خسروان
ترے پاس لاؤن بفضل خدا
اسیران بند بلا تھے جہان
خوشی سے پیے ہر پیالی شراب
کھڑے ہین بندھے دست و بازو سر تخت
کہ منظور تھا اونکا رکھنا جہان
شتابان ہوا رستم نامور

یہ سنکر گیا پیش افراسیاب
سنے اور طیار انجام کار
ہنر پہلوانی کے سکھلاؤ سب
بعلم و ہنر وہ یگانہ ہوا
غرض برزوی پہلوان ایک روز
سنی شاہ توران نے یہ بات جب
وہ بولے شہا برزو کے بیلین
شب و روز برزو کو ہے میل رزم
لگا کہنے برزو کہ اے بادشاہ
نہ خسرو رہے اور نہ رستم بجا
یہ بولا کہ اے برزو نیک بخت
وہ بیٹھا جو بالائے زرین سریر
یہ بولا سپہدار توران دیار
دہ سردار جنگ آور و ذو الکرام
شتابان ہوا آپ بھی بعد ازان
کہ گردان ایران جو کرتی تھی عزم
فریبرز اور طوس کو پھر شتاب
سواران جنگی و مردان کار
فریبرز اور طوس کی فوج جب
ہوئی فوج ایرانکو آخر شکست
اوٹھا زین سے برزو انھین لیگیا
طلب رستم نامور کو کیا
تو رکھ جمع خاطر کہ جاؤن شتاب
یہ کہکر گیا رستم جنگ جو
یہ سمجھا کہ برزو کی خرگاہ ہے
چپ و راست با خاطر شادمان
یہ کہتا ہے اونکو وہ کمبخت شاہ
نگہبان جو غافل ہوا تب وہین
اوٹھا دوسرے کو وہ گستہم یل

سلاح و سلب سب کے لایا شتاب
مہیا کیے بعد ازان شہریار
کرو کوشش و جہد ہر روز و شب
سر سروران زمانہ ہوا
لگا کہنے ای شاہ گیتی فروز
لگا پوچھنے پہلوانو سے تب
نہین آدمی اک بلا ہے اہرمن
غرض رزم کو وہ سمجھتا ہے بزم
مرے ساتھ کیجے تعین سپاہ
کرون تجکو ایران کا فرمانروا
تو باصد طرب بیٹھ بالائے تخت
تو کیخسرو کو کرو فرمان پذیر
کہ رہنا شب و روز تو ہوشیار
کہ ہومان تھا اور بارمان جنکا نام
سپہدار با لشکر بیکران
نہوتی تھی ترکونکو پھر تاب رزم
لیے جنگ گردان افراسیاب
کیے ساتھ اونکے وہ دو ہزار
گئے سامنے فوج برزو کی تب
سواران توران ہوئے چیرہ دست
بہ بند گران اونکو بستہ کیا
یہ احوال خسرو نے اوس سے کہا
سو پہلوانان افراسیاب
وہ لیگیا ساتھ گستہم کو
جو دیکھا تو بیٹھا وہان شاہ ہے
نشستہ ہین پیران و برزو وہان
گرون قتل مثل سیاوش نگاہ
تہمتن نے کھینچا تیغ کین
سراسیمہ وہ وہین آئے نکل



وہ بند گران زور سے سر بسر
سراپردہ مین شاہ توران کے
کہ وہ گرگ ہوگا تہمتن مگر
کہ لیکر سپہ جا سوئے رزمگاہ
سنا جبکہ خسرو نے شور و فغان
نظر کرکے برزو کی ترکیب کو
کہ سے سر کو توڑون ابھی گرز سے
سمجھا ہے کہ سیکھو مین تجھ سے ہنر
یہ کہکر دہن تا کہ تھا مین لی کمان
سپاہی ہوئی بارش تیر پر

شکستہ کیے ایک طرف بیٹھکر
یہ چرچا ہوا کوئی گرد آ گئے
اسیرونکو جو لیگیا آن کر
وہین آنکر برزو کینہ خواہ
کہا تب کہ ای رستم پہلوان
قرین تحیر ہوا جنگ کا جو
سمجھو گم مجکو البرز سے
ہوئے ساتھ سخت تند ہو شدید
خدنگ ایک اٹھا لا سو پہلوان
نہ اک تیر ہرگز ہوا کارگر

غرض با دل خرم و شادمان
وہ بندی جو تھے یان وہ لیکر گیا
وہم صبح کھا کر بہت پیچ و تاب
خروشان ہو میدان مین پہنچ لگا
تو برزو سے آ با جا کے ہو گرم جنگ
کہا نعرہ زن ہو کے مانند شیر
لگا کہنے برزو کہ ای پہلوان
اگر تو ہی آتش تو مین بھی ہون آب
تہمتن نے اک تیر مارا وہین
بہم پھر ہوئے لیکے گرز گران

گئے پیش خسرو وہ نام آوران
سپہدار سنکر یہ کہنے لگا
لگا کہنے برزو سے افراسیاب
کہ ای رستم اب باشتابی سے آ
یہ سنکر گیا پیلتن میدان کو
کہ جا سے تہمتن مین آیا دلیر
تو ہی پیر و دیرینہ مین ہون جوان
نہیں آب کے آگے آتش کو تاب
ہوئے اسطرح وہ تپاک گرم کین
نبرد آزما ہر دو جنگ آوران

بہت دیر تک ضرب پر ضرب تھی
کیا زور اتنا پکڑ کر کمر
تہمتن نے جانا پڑا ایک کوہ
ولے از رہ عقل و فہم و ذکا
تہمتن سے برزو یہ کہنے لگا
ترے دست و سر کو ہنر سنجہ کیا
یہ برزو نے اندیشہ دلمین کیا
پر اتنے مین آخر ہوا روز تب
سہم جب پذیرا ہوا یہ سخن
جو برزو گیا پیش افراسیاب
مقابل ہوا مجسے آج آن کر
نہین اوسکو پیکار سے خوف و بیم
یہ گفتار کرتا تھا برزو ادھر
مرے ہاتھ کو آج پونہچی شکست
نہین اوسا آتا نظر کوئی مرد
تو برزو سے لڑتا بہ تیغ و سنان
روانہ کرون اسکو ہندوستان
یہ سنکر نہ کچھ بہ شنے پاسخ دیا
جوانان ہو خوش شیدہ قت بگاہ
نہین مجکو زنہار کچھ خوف جان
ہماری ہی قالب مین جبتک کہ جان
مقابل ہون با تیغ و گرز و خدنگ
سوا اسکے جتنے ہین گردن فراز
دگرگون ہون گے زمانہ اگر
ملے رستم گرد جنگ آزما
ہماری تو اسوقت ... کر
بلاؤ ... ان جیاکے ہمیں تیغ کر
دلیران ایران یہ سنکر خبر
... ہے یہان گر تو اہی پہلوان

الٰہی قیامت تھی یا حرب تھی
کہ ٹوٹا دوال کمر سر بسر
ہوا ضرب سے گرز کے ایسا ستوہ
تہمتن نے کچھ طور ایسا کیا
تعجب ہے اے گرد جنگ آزما
یہ سنکر تہمتن نے اوس سے کہا
سبا وا کہ یہ گرد زور آزما
لگا کہنے برزو سے رستم کہ اب
تو پھر برزو و رستم پیلتن
تو بولا کہ اے شاہ عالیجناب
کہ تھا سنگ و فولاد سے سخت تر
مرا دل ہے اس پہلوانی سے دو نیم
کہ جسکا بیان اب ہوا سر بسر
نہ ہر گز رہا زور بازو و دست
کہ ہو برزوی گرد کا ہم نبرد
ولیکن وہ ہے سو ہندوستان
بلاؤن فرامرز کو اب یہان
تہمتن کو لیس وہ ہین خدمت کیا
تو برزو سے مین جا کے ہون نیکخواہ
نہ سید اسلیے سر مین ہے سر گزنا
سو جنگ کیون شاہ کا ہو عنان
کرون غرق خون مین اوسے بیدرنگ
دلیرانہ ساتھ اوسکی ہون ہمنشان
تو ہو و لیکن آج کہے نا تو
سراپردہ مین جبکہ اپنے گیا
کہ ہون صبحدم مین شتابان ادھر
شتابی ہون سپیغ سے چارہ جو
دوان پیش رستم گئے سر بسر
تو قائم ہے پھر نہ کوئی جوان

ہوے گرز پر خم مثال کمان
طرح شیر غرندہ کے کرکے شور
ہوا دست بیکار ٹوٹی سپر
نہ برزو یہ ہر گز ہوا آشکار
کہ لگتا مرا گرز گر کوہ پر
مجھے رنج کیا ہو تیرے گرز سے
رہا اب کرے زخم گرز گران
ہوے سب عاجز ہوا وقت تنگ
گئے رزمگہ سے سو خیمہ گاہ
تکبر مجھے زور پر اپنے تھا
تن سخت پر اوسکے ہنگام جنگ
نہین مجکو معلوم یہ زینہار
ادھر پیش خسرو جو رستم گیا
مجھے سخت برزو نے عاجز کیا
فرامرز میرا دلاور پسر
وہ جیپال ہندی سے گرم جنگ
نہ پہونچے فرامرز یان جب تلک
گیا جبکہ رستم تو آشفتہ ہو
سنان سے کرون سفتہ اوسکا جگر
کہا سنکے گودرز نے یہ سخن
مبارک ہو شہ کو تیرے فرزند ہم
کرے جنگ برزو سے گیو دلیر
یقین ہے کہ گردان خواہان کین
کہا شہ کے گودرز نے اسطرح
زوارہ سے بولا کہ اے بھائی جان
یہ سنکر وہان زال زر سے یون
زوارہ نے سب سے کیا یون بیان
لگا کہنے ہر ایک اے پیلتن
ذرا اپنے جنبش نکر زینہار

ہوا پہل کشتی ادنھین بعد از ان
پھر اک گرز برزو نے مارا بزور
ہوا پر الم رستم نامور
کہ خستہ ہوا دست جنگی سوار
تو بس ریزہ کرتا اوسے سر بسر
کہ ہون سخت تر کوہ البرز سے
خطا ہو اگر ہے غافل یہان
رکھو روز فردا یہ موقوف جنگ
ہوئی جا کے آسودہ یکسر سپاہ
ولے طرفہ اک گرد زور آزما
ہوا کارگر کچھ نہ گرز و خدنگ
ملے خاک مین کون انجام کا
تو با چشم تر شہ سے کہنے لگا
نہین مجکو مقدور پیکار کا
یہان ابھی جاندار ہوتا اگر
پہ لیکن ہے اک گرد کو بیدرنگ
سہم جنگ موقوف ہوتے تلک
لگا کہنے یون خسرو نامجو
ملاؤن تہ خاک و خون سر بسر
کہ اے خسرو خسروان زمین
کہ جا مین ہے بندی جنگ ...
سیفن ... ہوا مانند شیر
کرین جا کے برزو پر ...
کہ بیٹے کیا آپ بیان اسطرح
ارادہ ہے میرا سو سیستان
سر و دست کا اپنے درمان کرون
کرے عزم رستم سو سیستان
ترے ہی سبب سے ہے یہ انجمن
یہان کچھ تو پائے ثبات استوار

تہمتن نے پھر با دل دردمند
مجھے صبح میدان مین آن کر
ہوا زخم کاری سے بیکار مین
پھر اتنے مین پہونچی خبر یہ وہان
نقلمین لیا پیلتن نے وہین
تو پہونچی مجھے راہ مین یہ خبر
فرامرز سے جب سنا یہ سخن
دم صبح پھر برزوے کینہ ور
فرامرز سے رستم پیلتن
یہ برزو سے کہنا کہ ہون مین وہ مرد
جو دیکھا تو گرگین ہی وان گرم جنگ
کہا شاہ نے یون فرامرز کو
روان کرکے توسن یل زورمند
فرامرز تھا بسکہ چون فیل و شیر
سو جنگ آیا تو با صد طرب
ترے ساتھ کل کرکے مین کارزار
سنی اوسکی برزو نے آواز جب
ولیکن جو دیکھا ہو مین کرکے غور
ہو آشفتہ یا خستہ شاید وہ مرد
فرامرز بولا کہ دیوانہ ہے
یہ کہکر دیے سب نشان نبرد
وہ بولا کہ ہون رستم پہلوان
سنا جبکہ نام یل ارجمند
پیاپی جو تھی ضرب بالائے سر
ہوئی ریزہ ریزہ جو اوسکی سپر
اوسے کشتہ کرنا نہ دشوار تھا
ہوا گرچہ برزو اسیر کمند
ہوئے حملہ آور جو تورانیان
بدست و گرز کوبان تھا دان

کہا یون کہ زیر سپہر بلند
کرے جب طلب برزوی کینہ مند
سو خانہ جاتا ہون ناچار مین
کہ آیا فرامرز جنگی جوان
دیے بوسے بالا و چشم و جبین
کہ برزو سپہ لیکے آیا ادھر
لگا کہنے تب رستم پیلتن
پکارا سو رزمگہ آن کر
یہ بولا کہ اے مرد لشکر شکن
ہوا تھا جو کل تجھسے گرم نبرد
وے دوسری ڈالتا ہی خدنگ
شتابی تو برزو بھی ہو جنگجو
یہ برزو سے بولا بآہنگ بلند
درشت و تنومند چیت و دلیر
مگر سیر ہے جان سے اپنی تو اب
گیا جب عمارات کو بادہ خوار
لگا کہنے جی مین کہ ہے یہ غضب
تو پاتا ہون آواز ترکیب اوس
کہ دیروز تھا جو مرا ہم نبرد
تمیز و خرد سے تو بیگانہ ہے
یہ سنکر ہوا غرق حیرت وہ مرد
مقابل نہین میرے شیر ژیان
تو برزو ہوا سخت اندیشہ مند
تو ہرگز نہ فرصت ملی اس قدر
پریشان ہوا زخم سے سر بسر
ولے یہ نہ منظور زنہار تھا
ولے شاہ توران ہوا دردمند
تو پہونچے ادھر سے بھی ایرانیان
چپ و راست چون تیغ آہنگران

بسر ہو گیا بس کہ اوقات جنگ
کرون جنگ کیا دست بستہ سے
یہ سنکر لگے رونے سب زار زار
ہوا درد دل سے الم سر بسر
فرامرز بولا کہ اے پہلوان
یہ سنکر وہان سے ہوا مین روان
تو آرام کر جا سوے خیمہ گاہ
کہ آوے مرے سامنے کوئی مرد
مرا سب پیلکے سلاح و یراق
دیا سب نشان جنگ برزو کو
فرامرز پیش جنگ گیا
مبادا کہ گرگین ہو کشتہ وہان
نہین ہم نبرد ایجوان یہ سوار
ہوا مست برزو اوسے دیکھکر
فرامرز بولا کہ اے کینہ خواہ
کیا شب کو با عیش و عشرت بسر
کہ اسپ و یراق و لباس و عنان
نہین گرد دیروزہ ہی یہ مگر
وہ ہرگز نہین تو ولے تیری پاس
وہی ہون کہ تجھکو کیا تھا زبون
لگا کہنے پھر یون فرامرز کو
مرا کام فیل افگنی ہے مدام
فرامرز نے لیکے گرز گران
کہ برزو کے سر زخم اوس پر رہا
زمین پر گرا برزوے زورمند
یہ چاہا کہ لیجائے کرکے اسیر
سوارون سے بولا یہ افراسیاب
سنو زور دست یل ارجمند
پھر اتنے مین پہونچا تہمتن باد

فلک نے کیا تجکو اب جان سے تنگ
نہ بے کام کیا زخمی و خستہ سے
تہمتن بھی اوس دم ہوا اشکبار
ہوا شاد رستم اوسے دیکھکر
ہوا مین جو ہندوستان سے روان
غرض کرکے یلغار پہونچا یہان
کہ تا دور ہو پھر یہ رنج راہ
گیا سنکے گرگین برای نبرد
تو جا سوے میدان برای لیاق
سوار الغرض رخش پر ہو گیا
خوشی سے زمین بوس حاصل کیا
یہ سنکر شتابان ہوا پہلوان
تو اب آنکے مجھسے کر کارزار
ولیکن یہ بولا کہ اے کینہ ور
دلیرون کو ہے رزمگہ بزمگاہ
مجھے اوس خوشی کا ہوا تک اثر
وہی ہے جو دیروز تھا بیگمان
تو بولا وہین برزو کینہ ور
مقرر اوسیکا ہی یہ سب لباس
کرونگا غرض آج مین غرق خون
ترا نام کیا اے یل نامجو
بجز جنگ شیران نہین اور کام
کیا سخت برزو کو عاجز وہان
حفاظت مین اپنی وہ مصروف تھا
فرامرز نے پھر رہا کی کمند
حضور خداوند تاج و سریر
دلیرانہ ہو حملہ آور شتاب
کہ اک دست سے کھینچتا تھا کمند
سوے رزمگہ رستم شیرزاد

تہمتن نے اندیشہ دل میں کیا
سواروں نے جہد فراواں کیا
کہ نیچے ہیں دو شیر کے شاہ اسیر
کمند اب مجھے پھینکے ہو گرم جنگ
ہوا دشت میں اس قدر کشت و خون
بہنگام شب جا کے افراسیاب
ہوا شاد دیکھے نہ وہ نامور
ہوا پیش خسرو شفاعت کناں
سو خانہ رستم اوسے لیگیا
رہا بزبہار سے پھر شاد اک دم کیا

کہ برزو سبادا کہیں ہو رہا
بہت حملہ برزو نے بھی ان کیا
کہ دونوں تھے پیل افگن شیر گیر
تو کر قافیہ تنگ ترکوں کا تنگ
کہ داماں صحرا ہوا لالہ گون
کہا جا کے پیران نے شاہ شتاب
لگے تہنیت دینے فتح و ظفر
سر خون سے گذرا وہ شاہ جہاں
فرامرز سے پھر یہ کہنے لگا

رہا کر وہیں دست و پا سے کمند
بہت سخت زور آزمائی ہوئی
زوارہ نے دو وہیں فرامرز کو
کمند اوسکو دیکر وہ مرد دلیر
غرض مہتاباں ہوا جب نہاں
تو اب پائے لے ملک توران کی راہ
پئے قتل برزو ہوا حکم شاہ
لگا کہنے رستم سے پھر شہریار
کہ لیجا اسے سوئے زابلستان

کیا اوسنے برزو کی گردن کو بند
نہ برزو کو لیکن رہائی ہوئی
کہا یوں کہ اے گرد پیکار جو
ہوا گرم پیکار یا تند شیر
گئے تب سو خیمہ جنگ آوراں
یہ سنکر روانہ ہوئی سب سپاہ
و لے پہلوان رستم نیکخواہ
کہ برزو کو لیجا تو اے نامدار
وہ برزو کو لیکر ہوا پس رواں
گرفتار زنجیر اوسکو رکھا

خبر یافتن شہرو مادر برزو از گرفتاری برزو و آمدن در ایران برای رہائی برزو و اظہار کردنش از رستم کہ برزو نبیرۂ تست

جو برزو کی ماں نے سنی یہ خبر
نہ برزو کو پایا جو ایران میں
ملی مادر برزو سے نامور
یہ شہرو نے اوس سے کہا ایک روز
وہ بولی کہ لا خواہر نیکنام
وہ جب لیگئی پیش برزو طعام
زن نیکبخت آئی اک چین سے
کیا میں نے یہ راز پنہاں عیاں
تو پھر لا کے رہوار تازی سمند
پھر آئی وہ زن دانے باصد طرب
گئی لیکے سو ہیں وہ برزو کے پاس
جب آیا وہاں برزو نامدار
سو راہ بیرہ ہوے رہ سپر
لگے کرنے اوس دشت میں کارزار
رکھی جنگ مع خوف انجام کار
زن مطرب خانہ پہلوان
پر اسوقت آئی رستم نیکنام
کیا واں طلب اوسنے دستار خوان

تو ایران میں آئی وہ خستہ جگر
تو دوا لینے گئی زابلستان میں
کیا اوسکو راضی بہت دیکے زر
کہ اے مہرباں خواہر دلفروز
دیا اوسنے وہ ہیں پکا کر طعام
ہو دیکھے انگشتری شادکام
یہ سنکر لگا کہنے برزو اوسے
ولیکن تو سینے میں کچھ ہو نہاں
بہنگام شب زیر کاخ بلند
کہا آگے شہرو نے احوال سب
نہ لائی ذرا دل میں بیم و ہراس
تو اسپاں رہوار پر ہو سوار
کہ کم تھا ادھر دیدبان کا گذر
بہم برزو و رستم نامدار
لگا کہنے برزو سے وہ نامدار
وہ بولی گنہگار ہوں بیگماں
گرسنہ ہوں کچھ مجکو دیجے طعام
یہ بولے تہمتن سے ہمراہیاں

اوس آشفتہ خاطر کا شہرو تھا نام
زن مطرب خانہ پیلتن
ہوئی نسبت خواہری تھی بہم
تو پہونچا سکے پیش برزو اگر
رکھی اوسنے انگشتری بھی نہاں
لگا کہنے بھیجی ہے کسنے یہ چیز
یہ ہے میری ماں ہو نہیں اسکا پاس
درون طعام ایک سوہان تو لا
مرا کھینچنا آن کر انتظار
بہت جلد شہرو نے لا کر دیا
تہ شب زیر بھی اسکو لائی وہاں
وہ شہرو وہ زن اور برزو وہیں
ملا راہ میں رستم نامور
کیے زخم باہم رہا بیشتر
کہ کیونکر ہوا بند سے تو رہا
جو کچھ تھیں اوسے سو وہ تجھے سزا
پذیرا کیا گر دیئے یہ سخن
سبادا جو برزو رواں ہو شتاب

پسر کی جدائی سے تھی یاں بہم
رہی تھی وہاں اوس سے باکر و فن
وفور اوس محبت کا تھا دمبدم
تو بھیجوں طعام آج طیار کر
کہ معلوم برزو کو ہووے نشان
وہ بولی کہ اے مرد صاحب تمیز
تجھے دوست اپنا یقین جانکر
بریدہ کروں تا کہ زنجیر پا
کہ ہو جاؤ روانہ میں ہو کر سوار
بہت اوسکو ممنون احسان کیا
کہ برزو نے اوسکو کہا تھا جہاں
شتابان ہوے سوے توراں زمیں
پڑی جبکہ برزو پہ اوسکی نظر
نہ لیکن ہوا ایک بھی کارگر
سب احوال برزو نے اوس سے کہا
کہ مجھپر سے ہرگونہ ایذا روا
گیا سوے اک گوشہ پھر پیلتن
تو خسرو کو کیا دیجیے گا جواب

تہمتن یہ بولا کہ مین کیا کرون ، نہین مجھ سے ہوتا ہے برزو زبون
تو شہرو نے اوسکو نہ کھانے دیا ، نہ زنہار اپنی زبان پر رکھا
ہوا خشمگین برزوے نامدار ، لگا کہنے اے رستم باوقار
سفید اب محاسن ہوے تیرے سب ، نہین شرم لیکن تجھے ہے غضب
نہ ہرگز دیا کچھ جواب سخن ، لگا کہنے برزو کہ اے پیلتن
دلیرانہ دونون یل سرفراز ، ہوے لیکے گرز گران رزمساز
بہت جہد گرچہ کیا وقت کار ، نہ لیکن گرا زین سے کوئی سوار
دوال سجام سمندان وہین ، کمر سے کیا بستہ از روے کین
ہوے پھر وہ اسپان ہم رزم ساز ، شغال دلیران گردن فراز
تو برزو کا بھاگا وہین بادپا ، وہ برزو کو بھی کھینچ لیچلا
کرون تا کہ رام اپ کو زود تر ، ولیکن نہ رستم نے چھوڑی کمر
چڑھا اوسکے سینے پہ تا بید ریغ ، کرے اوسکا سر کو جدا کھینچ تیغ
کہ سہراب کا یہ جوان ہے پسر ، نبیرہ یہ تیرا ہے اے نامور
وہ بولا کہ باطل ہے تیرا سخن ، یہ بولی کہ اے رستم پیلتن
یہ کہکر نکالی وہ انگشتری ، نگین فروزندہ چون مشتری
گرا پاؤن پر از سر انکسار ، بفرط خوشی برزوے نامدار
کیا ایک برپا تہمتن نے تخت ، کہ بیٹھا وہان برزوے نیکبخت
بصد شادمانی ہوا ہمکنار ، کیا سر پہ اوسکے بہت زر نثار

ملا کر وہین زہر بھیجا طعام ، ولے پیش برزو جو پہونچا طعام
زن مطرب شوہر و بدسیر ، ہوئی کھا کے سو سے عدم رہ سپر
ہوا تجسے جو کام مضر یہان ، نہین یہ سزاوار نام آوران
ہوا شرمگین رستم نامور ، خجالت سے ہرگز اوٹھایا نہ سر
اگر مرد تو ہی تو اوٹھ کر شہرو ، یہ سنکر اوٹھا رستم شیر نر
پیاپی ہوے گرز باہم روان ، ہوے سست بازوے جنگ آوران
ہوا میل کشتی اونھین پھر نہان ، فرود آئے گھوڑے سے وہ پہلوان
لگے زور کرنے بجوش و خروش ، بہنگام کشتی ہوے سخت کوش
تہمتن کے توسن نے وقت ستیز ، روان جب کیا زخم دندان تیز
یہ تھی خواہش برزوے رزمساز ، کہ چھوٹے ذرا رستم سرفراز
زمین پر گرا برزو آخر کار ، شتابی سے پھر رستم نامدار
وہین مادر برزوے پہلوان ، لگی کہنے رستم سے کرکے فغان
تو برزو کو مت قتل کر زینہار ، ذرا دل مین کر خوف پروردگار
گرانمایہ یہ خاتم زرناب کی ، نشانی مین رکھتی ہون سہراب کی
ہوا دیکھ رستم وہ نامجو ، بغل مین لیا برزو گرد کو
پھر آئے بہم بادل شادمان ، دوان ہوکے وانسے سوے سیستان
ملایا اوسے زال سے بعد ازان ، ہوا دیکھ کر زال زر شادمان
مہیا کیا جشن عیش و طرب ، نشاط و خوشی تھی وہان روز و شب

رسیدن سوسن خنیاگر در ایران کہ بجادوگری طاق بود وبہ کمک آمدن افراسیاب وشکست یافتن

گیا شاہ ایران جو کھا کر شکست ، دلیران ایران کے ہو چہرہ سست
شب و روز چون غنچہ دلگیر تھا ، تحیر مین تمثال تصویر تھا
یہ بولی کہ مین اے شہ نامجو ، نہین صرف رامشگر و نغمہ گو
تہمتن کے آگے کہ ہے شیر مست ، نہین پیش جاتا اگر زور دست
ملاؤن فرامرز کو خاک مین ، دلیرون کو لاؤن مین فتراک مین
فسون سازی اپنی دکھائی اوسے ، طرف اس ارادے کے لائی اوسے
وہ ہوکے رخصت شتابان ہوئی ، روانہ سوے ملک ایران ہوئی
وہ جب ملک مین پہونچی ایران کے ، تو رستے مین پھر تا گلستان کے
مسافر جو آتا تھا ہر صبح و شام ، تو سوسن کھلاتی تھی اوسکو طعام
سیاحی و میوہ و چنگ و سرود ، شراب و کباب و رباب و سرود

ہوا تھا جو سید انمین برزو اسیر ، تو اس نے کہی افراسیاب دلیر
زن گلبدن ایک سوسن بنام ، کہ رامشگری مین تھی مشہور عام
مجھے علم جادوگری بھی ہے یاد ، زمانہ مین اس فن کی ہون اوستاد
تو دیکھ اب تماشا مرے سحر کا ، کرون تن سے رستم کا اب سر جدا
پذیرا انکا تا کہا افراسیاب ، ولیکن زن ساحرہ نے شتاب
زر و مال و اسباب جو کچھ کہا ، سپہدار توران نے اوسکو دیا
یل جنگی اک اوسکے ہمرہ گیا ، کہ تھا پیلسم نام اوس گرد کا
بنائی سرا ایک در قلعہ ایک ، پسندیدہ و خوب و دلچسپ و نیک
مراتب مسافر نوازی کے جب ، ادا کرتی تھی وہ زراہ طرب
مسافر نوازی نہ ہرگز تھی وہان ، کہ نیرنگ سازی تھی وہ بیگمان

ذرا ماجرا سنیے اک روز کا
دلیران ایران زمین تھے تمام
بہم طوس و گودرز مین تھا عناد
لیا طوس نے خنجر از روے کین
رہام دلاور پہ شفقت کیا
کہا پھر یہ رستم نے گودرز کو
لگا کہنے گیو یل نام جو
مناسب یہی ہے مین بھی جاؤن وہان
شتابی سے پھر گستہم نام جو
خطر پھر سوار رستم گرد کو
تو ہوئے نہ مجھ سے ہم کارزار
سپہبد یہی ہے کہ اب جاؤن تمہین
پھر آتا ہون اب سکو آشنا کیا
یہ دیکھا کہ خیمہ ہے اک زرنفت
کہ خیمہ یہ کسکا ہے تب مرزبان
گذرتا ہے جو کوئی اس راہ سے
اوترا ہے یا دل شادمان
لگا کہنے اوس سے کہ اے پہلوان
کہ تھا مرد سوداگر خوش سیر
جو اک جوان لیگیا تخت جب
خطر سے مین اوسکے گریزان ہوئی
جوان نے لادر نے دل مین کہا
غرض جھکر طوس عالیجناب
بکر طوس کو قلعہ مین لیگیا
جو آیا وہان بعد ازان گستہم
جو پہونچا وہان دوسرے روز زال
تو پل اب رہے نشاط و سرور
پذیرا نہ اوسنے کیا یہ سخن
پھر اتنے مین بیشں پل نامور

کہ رستم کے گھر جشن شاہانہ تھا
مہیا سرود و مے ورود و جام
لگے کرنے وان گفتگوے فساد
رہام دلاور نے اوٹھکر وہین
یہ پھر سپہبد پہلوان سے کہا
کہ طوس دلاور کو ہے نامجو
کہ گودرز اور طوس ہے تند خو
کہ دونو کو سمجھا کے لاؤن یہان
برادر تھا طوس دلاور کا جو
سبا دا کہ ہون پہلوان کینہ جو
یہ سنکر گیا وہ پل نامدار
نکلکر اوسکو ساتھ لا اوٹون مین
لکھون حال طوس یل نامدار
اور اک قلعہ محکم ہے تو ساختہ
لگے کہنے اوس سے کہ ای پہلوان
تو یہ اوسکو آئین و دلخواہ سے
گیا وہ وہین خرگاہ مین پہلوان
حقیقت تو اپنی ذرا کر بیان
رہون تھی مین آرام سے اوسکے گھر
یہ چاہا سپہدار توران نے تب
سو بلک ایرانشہ تابان ہوی
کہ خسرو کے لائق ہے یہ دلربا
لگا ہاتھ سے اوسکے پینے شراب
پھر اتنے مین گودرز جنگ آزما
رکھا اونسے پھر قید گہ مین قدم
ہوا مرد بالسے وہ پرسان حال
خداوند مہمانسرا کے حضور
نہ ساتھ اوسکے ہرگز گیا پیلتن
کسی نے کہا کان مین آن کر

وہان گیو و گودرز جنگی سوار
تھی آراستہ محفل دوستان
زبانی جو اوس وقت گفتار تھی
کف طوس نے کھینچ خنجر لیا
نہین جانتا کیا تو ہے پہلوان
تو اب جاکے لے آشتابی یہان
مبادا کہ وان کھینچ تیغ تیز
یہ کہکر گیا گیو زور آزما
روانہ ہوا سے لئے جا رہا وہ
فرامرز سے رستم پہلوان
لگا کہنے یون زال زر اسکے بعد
سوار اسپ پر ہو کے مانند باد
روان ہوکے پھر طوس پہونچا وہان
پکاتے ہین باورچیان ان طعام
زن تاجر آتی ہے تو اونکے ایک
کھلاتی ہے نقل و شراب طعام
جو دیکھی تو بیٹھی ہے اک نازنین
وہ بولی کہ ہو مین زن نغمہ گو
بہت مال و زر اوس جوان نے دیا
کہ اپنی پرستار مجکو کرے
پئے خسرو نامجو آئی یان
اسے لیچلون پیش شاہ جہان
ہوا بیخود و مست و بیہوش جب
گیا پیش سوسن تو وہ بھی وہان
ہوے جاکے پھر گیو و بیژن تباہ
گئے لوگ سوسن کے پھر پیش زال
مے و میوہ و نغمہ و چنگ و نے
یہ سمجھا کہ نیرنگ سازی ہے یان
کہ یہ زن ہے مکار اے پہلوان

یل بیژن و طوس عالی نسب
قرین مسرت تھے پیر و جوان
سونا لایق و سخت دشوار تھی
وہان نے خفا ہوکے طوس او ٹھگیا
کہ لازم ہے دستگیری میہمان
سوا اسکے گودرز و وہین وان
بہم ہو وین کینہ سے گرم ستیز
و سے لے کے ہمرہ گیا بیژن گیا
کہ وان طوس تنہا ہے اور نامور
یہ بولا کہ اب تو بھی جا اے جوان
کہ شہزادہ اپنا ہے طوس گران
روانہ ہوا زال فرخ نہاد
سرا تھی زن ساحرہ کی جہان
لگا پوچھنے وہ یل نیکنام
کہ رکھے ہی وہ خصلت خوب نیک
مہیا ہے یان بادہ و رود و جام
صنوبر قد و گلرخ و سیمبر جبین
مرا ایک عاشق تھا مرد نکو
بہت مجکو مسرور و شادان کیا
مرا مال لے خوار مجکو کرے
رہون اوسکی خدمت میں تا جاودان
کہ تا حسن مجرا ہو میرا وہان
کمینگاہ سے پیلسم آکے تب
ہوا قید مانند طوس جوان
نہ مہمانسرا تھا وہ تھا دام کید
یہ بولے کہ اے مرد فرخ خصال
جو کچھ ہے سو ہو مطلوب سو موجود ہے
کچھ افسون سے خالی نہین مکان
کیے چار گر وانسے غائب یہان

رکھے قلعہ مین اونکی پانچون سمند
لگا کہنے اس قلعہ مین جلد جا
یہ پھر زال زر نے ارادہ کیا
گیا گرز لیکر پل کینہ جو
بوقت وغا سوی زابلستان
یہ بولی فرامرز سے بعد ازان
کہا زال سے تو کنارے تو ہو
سر شام تک ڈان رہی کارزار
تہمتن نے بھیجا فرامرز کو
در قلعہ پر آن کر بعد ازان
ہوئی بارش تیر وان ہمدگر
ہوئے کھینچکے تیغ پھر رزم ساز
گیا جب سو کوہ مہر منیر
ہوئی دور سے اک گرد آشکار
کہ مین پیلسم سے کرون کارزار
ہوئے گرم کین رستم و پیلسم
ہوئے رستم و زال پھر بعد ازان
ولے برزو و رستم و زال زر
یہ ہنگام فرصت جو آیا نظر
پھر اتنے مین کیخسرو نامور
سواران ایران لئے وان آنکر
ہوا بیدل اوس وقت افراسیاب
کئی بار کھائی ہے تو نے شکست
سراسیمہ زن نے تجھے جو کہا
سپہدار نے سنکے پاسخ دیا
لگا کہنے پیران سے یون ٹھیر جا
یہ کہکر دوان کر کے گھوڑا شتاب
مناسب ہے میدان مین آئے اگر
یہ سنکر وہ شاہنشہ نامدار

یہ سنکر وہین وہ بل ارجمند
ضرور انکی دریافت کر کے تو لا
کہ دیکھے زن ساحرہ کو سزا
وہان جا کے توڑا در قلعہ کو
کسیکو کیا زال زر نے روان
کہ دروازہ پر قلعہ کے ایچوان
تو مین پیلسم سے ہون پرخاشجو
ہوئی جنگ سے توقف انجام کا
شتابی سے کیخسرو نامجو
ہوا نعرہ زن رستم پہلوان
نہ اک تیر سر گر ہوا کارگر
غرض شام تک ہر دو گردنفراز
ہوئے تب پایان جا کے آرام گیر
ہوا یہ پدیدار انجام کار
تو جانے سو سالار توران دیا
بسان ہزبران جنگی بہم
سو لشکر شاہ توران روان
جدہر حملہ کرتے تھے چون شیر نر
تو پھر قلعے سے وہ زن حیلہ گر
سپہ لیکے پہونچا بصد کر و فر
لیے گھیر ترکان وہان سر بسر
کہ ترکون کو یکبار کی تھی نہ تاب
نہین پیش جاتا ہے کچھہ زور دست
وہ افسوس تو نے پذیرا کیا
کہ ہونا تھا جو کچھہ ہوا چارہ کیا
کہا پیر دانشور ہوشیار
ہوا نعرہ زن شاہ افراسیاب
سپہدار کیخسرو نامور
اوتر فیل سے اسپ پر ہو سوار

ہوا پر غضب وہ اک شخص کو
گیا اور گھوڑونکو پہچان کر
گریزان ہوئی قلعے سے وہ حیلہ گر
مقابل ہوا زال کے پیلسم
کہ پہونچا وہ رستم کو جلدی خبر
دلیرانہ دو گرد مین ہم نبرد
لگے کرنے پھر وہ مین باہم نبرد
سحر برزو و رستم پہلوان
شتابان ہوا وہ پیل نامور
کہ اے پیلسم آگے ہو گرم جنگ
ہوئی نیزہ بازی بہم بعد ازان
رہے گرم پیکار مانند شیر
سحر پیلسم سے ہوا ہم نبرد
کہ آیا سپہ لیکے افراسیاب
لیے جنگ برزو گیا پھر شتاب
تہمتن کے بس ہاتھ سے سید رنگ
تو آگر دے انکے سواران ترک
تو ملتے تھے صد ہا تہ خون و خاک
گریزان ہو لشکر مین داخل ہوئی
جب آیا جہاندار فرخ نہاد
برسنے لگے ہر طرف سے خدنگ
درشتی سے پیران ویسہ نے ہین
ترا ملک بادیگر ہوا
کیا جانکو اپنی برباد ہائے
وہ بولا نہین ہمکو تاب ستیز
کہانتک مین جنگ و گریز ان کرون
کہ ضائع ہو کس واسطے اب سپاہ
مرے ساتھ ہو آنکے رزمخواہ
شتابان ہوا سوئے افراسیاب

کہ تھا جا کر زال فرخندہ خو
حقیقت کہی اوسنے سب آنکر
گئی قلعے مین بادل پر خطر
لگے چلنے گرز گران دمبدم
وہین پھر فرامرز پہونچا ادھر
یہ سنکر گیا وہ وہین شیر مرد
فرامرز اور پیلسم ہر دو مرد
شتابان ہو زابل سے پہونچے وہان
کہ پہونچا وے جا کر یہ سبکو خبر
وہ پہونچا وہین لیکے گرز خدنگ
لگی چلنے پھر ضرب گرز گران
نہ آیا ولے اسپ سے کوئی زیر
دلیر و جوان برزو شیر مرد
تہمتن یہ برزو سے بولا شتاب
سو لشکر شاہ افراسیاب
ہوا پیلسم کشتہ ہنگام جنگ
لگے ڈالنے تیر گردان ترک
بہت ترک پیٹے تھے اوس دم ہلاک
رہائی اوسے تجھ سے حاصل ہوئی
ہوئے برزو و رستم و زال شاد
سواران ترکان ہے ہو سخت تنگ
یہ بولا کہ اے شاہ توران زمین
نہ میرا سخن کچھہ موثر ہوا *
ہوئی عقل گشتہ بکدست وائے
مگر کیجیے اسنے جنگ گریز
یہ بہتر ہے سید نہین جان اپنی دون
کرین خلق کو کسلیے ہم تباہ
خدا فتح دے جسکو ہو بادشاہ
ولے نامداران نے آ کر شتاب

یکایک عنان یون گزارش کیا
گرامی شاہ شاہان کشور کشا

پھر اتنے مین پہونچا تہمتن جہان
تہمتن سے شہ نے کیا یون بیان

کہ ہے وہ تو مانند رجالاک دست
فنون و ہنر مین نہایت درست

بہت جہد و کوشش سے ہر روز وغا
رہا غالب اوس پر بفضل خدا

بیاری آخر وہ زور آزما
رہا ہیر سے پیچھے سے ہو کر گیا

سوا اسکے ہو بن نہ سو زینہار
فرامرز برزو سے جنگی سوار

کہ باندھے کمر سو سے پیکار کین
ہوا اسکے خنجر و بہت خشمگین

نہ جانبر ہو ان ترکان جنگ آزما
نہ شیر پنجے سے سیری رہا

یہ کہکر کیا شاہ نے وہ مین عزم
کہ توسن کو کیجے رواں سو سے رزم

کہ پہلے مجھے قتل یان کیجیے
دوان آپکو بعد ازان کیجیے

سر اپنا رکھا شاہ کے پاؤن پہ
لگا کہنے خنجر وہین کھینچکر

دلیران جنگی ہین یان جس قدر
دکھاتا ہے ہر اک یہ اپنا ہنر

مرے تن مین ہے جب تلک جان زار
نہ کر عزم پیکار تو زینہار

کیا عجز برزو نے جب اسقدر
ہوا نرم تب خسرو نامور

نہایت ہی شیرین زبان یہ جوان
سخن گو ہی خوش سیرت خوش بیان

لگا کہنے برزو سے پھر بادشا
کہ سالار توران سے ہو کینہ خواہ

شتابان ہوا سو سے افراسیاب
خروشندہ مانند دریا کے آب

لگا کہنے برزو سے اے بدنہاد
نہین ہے مگر تجھکو یہ بات یاد

سکھائی ہنر پہلوانی کے سب
نہین شرم آتی تجھے ہے غضب

کہان اب گیا خسرو نابدار
کہ آیا نہ اسدم پے کارزار

مجھے ہی تری جنگ سے عار و ننگ
تو پھر چاہیے تھا نہ کر عزم جنگ

یہ برزو نے اوسوقت پاسخ دیا
کہ ہون گرچہ پروردہ تیرا شہا

سیاوش یہان لیگیا تھا پناہ
اوسے قتل تو نے کیا بیگناہ

نمکخوار تیرا رہا جب تلک
ادا حق نمک کا کیا تب تلک

ترے ساتھ کیونکر ہون نمکخواہ
تو ہے دشمن خسرو دین پناہ

سپہدار افراسیاب دلیر
خروشندہ ہو مثل غرندہ شیر

کہا کہ خم سے ہر آب زینہار
رہیگا نہ میدان مین تو پایدار

کمان لیکے پھر شاہ نے بیدرنگ
روان سوے برزو کیا اک خدنگ

ولے وہ وہین پہونچا وہ جنگی جوان
کرے تا رہا زخم گرز گران

نہین مصلحت یہ جو بید آئین تو
سپہدار توران سے ہو جنگجو

کہ لیتا ہون اب جا کے خون پدر
یہ سنکر لگا کہنے وہ نامور

کئی بار کی مینے ساتھ اوسکے جنگ
مقابل ہوا لیکے گرز و خدنگ

ولے کر سکا مین ای پادشاہ
اوسے وای پابند بید آئین گاہ

اگر اب وہ رکھتا ہے پھر عزم جنگ
تو بید آئین جاتا ہون مین بیدرنگ

یہ جنگی سواران ہین یان جب تلک
مناسب نہین شاہ کو تب تلک

یہ بولا سیاوش کا ہو مین پسر
دلیر و جوان مرد و صاحب ہنر

اگر کوہ آہن ہو افراسیاب
کرون تیغ بران سے دریا کے آب

تہمتن نے مضبوط پکڑی عنان
کیا عرض پھر ہو کے گریہ کنان

ہوا تند رستم پہ شاہ جہان
پہ اتنے مین برزو بھی آیا وہان

کہ سر کو کرون اپنے تن سے جدا
مرا خون گردن پہ تیرے شہا

ذرا اب تماشا مرا دیکھ تو
کہ ہون شاہ توران سے مین جنگجو

جو بید آئین ہو کار سپر اتمام
تو مختار ہے اے شہ ذوالکرام

لگا کہنے تب خسرو پاکدین
کہ اے نامداران ایران زمین

مری آتش خشم کی اسنے سرد
نبیرہ ہے رستم کا بیشک یہ مرد

بفرمان شاہنشہ نامدار
وہین ہو کے توسن پہ برزو سوار

جو برزو کو دیکھا کہ ہے کینہ خواہ
تو سالار توران نے کھینچی اک آہ

کیا پرورش مینے کیونکر تجھے
کیا نامداروں نے برتر تجھے

کہ اب یون دلیرانہ بید آئین ہو
ہوا آنکے مجھسے پیکار جو

مگر شیر مردون سے وہ ڈر گیا
ہوا غالب اوسکو خطر جان کا

کہ تا خسرو آکے ہو گرم رزم
نہ ہون خسروان یعنی جویای بزم

ولیکن ہے تو شاہ بیداد گر
ستمگار پیمان شکن بدسیر

روا قتل ہے تجھسے بدعہد کا
کہ پیمان شکن ہے عدوے خدا

اور اب ہون نمکخوار اوس شاہ کا
کہ ہے ہفت کشور کا فرمانروا

یہ کہکر ہوا وہ دلاور دوان
اوٹھا گرز مانند پیل دمان

لگا کہنے جون پیل ہستی نکر
مرے آگے تو پیشدستی نکر

ہزار آفرین تجھپے اگر پہلوان
کرون قتل اکدم مین اسکو یہان

گذر کر گیا اوسکے جوشن سے تیر
ہوا خستہ پہلوے مرد دلیر

سپہدار توران ہنرمند تھا
ہنر سے وہ ضرب مین بچا لگا

پڑی جبکہ بیکار سے ضرب گرز
تو بیژن نے موقوف کی حرب گرز

ہوئے زہ سے جو لیکے تیر و کمان
وہ شاہ دلاور وہ جنگی جوان

ہوئے شست سے چھٹتا تھا تیر
سپر پر وہ لیتے تھے دونوں دلیر

ہوا جبکہ ترکش تہی تب ہمین
دلیرانہ سالار توران زمین

مقابل ہوا لیکے گرز گران
یہ دیکھا تو ہومان نے ناگہان

کہا شاہ سے یون کہ ہان نامدار
نہ یہ مقصد کرے اے شہ نامدار

سنوگا تو عمدہ ہے یا گرز سے
کہ بیژن نہیں کم ہے البرز سے

وہ بولا کہ اے لعین اپنی نبرد
فروتر ہے خنجر سے بیژن کا درد

کرے دشمن تازہ یہ پہلوان
کیا سنکے ہومان نے پھر بیان

کہ میدان میں گر کشتہ ہو یہ پیا
تو نام آوری کچھ نہیں زیبا

سپاہ اگر جنگجو ہو پہنچے گزند
خرابی ہو پھر اپنی شہ ارجمند

جو کچھ گرد ہومان نے ظاہر کیا
وہی حرف پیران نے شہ سے کہا

یہ لشکر کو شہ نے کہا پھر کہ اب
دلیرانہ حملہ کنان ہو سب

کرو قتل بدخواہ کو یا اسیر
رہائی نہ پائے یہ گرد و دلیر

ہوئے حملہ آور سپہ اردون سوا
لیا گھیر بیژن کو انجام کار

سپاہی کیے زخم اور سپر رہا
ولے بیژن پہ قائم دلاور رہا

یہ احوال دیکھا تو آگے دوان
فرامرز و رستم بفوج گران

بہم گرم کین ہر دو لشکر ہوئے
روان تیر و تیغ و خنجر ہوئے

بآواز شمشیر و گرز گران
ہوا دشت بازار آہنگران

روان ہر طرف اسقدر خون ہوا
کہ دریا سا خون جملہ ہامون ہوا

پھر اتنے میں کیخسرو شیر گیر
ستانا سو شہسوار دلیر

نکل تاب سے مثل شیر ژیان
گیا پھر ادھر بیژن و ہومان

جہاندار سے پہنچا جو بیژن کے پاس
تو کی دست ترکان سے ہو یہ ہراس

گریزان ہوا دوڑ افراسیاب
ہوا خسرو نامور فتحیاب

یہ چاہے تھا کیخسرو نامدار
کہ دنبال سالار توران پار

شتابان ہوئے رستم پہلوان
لگا کہنے اے بادشاہ جہان

یہی آرزو اور تمنائے دل
کہ زابلستان پاس ہے متصل

وہاں آپ تشریف لائیں یہان
سرفراز بندوں کو اپنے کرین

ہوا پھر روان سوئے زابلستان
جہاندار خسرو ولے شاد مان

رہا جا کے یکہفتہ رستم کے گھر
ہوا شادمان رستم نامور

کیا پیشکش مال اسباب گنج
تہمتن نے خسرو کو پہنچا کے رنج

گزارش کیا پھر کہ اے بادشاہ
ہوا چاہ سالہ یہ نیک خواہ

زر و سیم عنایت ہو فرمان اگر
تو میں چند تدبیر ہوں اپنے گھر

فرامرز و ہندو میں ہو راہ
یہ سنکر جہاندار گردون جناب

یہ بولا کہ اب شوق سے رہ یہاں
ولیکن تو ہر وقت آتا دوہان

بلطف و کرم بیژن و گرد کو
دیا شہ نے خور و ہی اشاد و جو

کہا یون کہ یان کیجیو اس دہ تو
تو ملک رعیت کو آباد و شاد

فرامرز کو ہند و ہندوستان
کیا خرم و خوشدل و شادمان

بجاہ و حشم پھر سے تختگاہ
روانہ ہوا زابلستان سے شاہ

سند جو دی اور ہی دہی
ہوا رونق افزا کاخ شہی

فرستادن کیخسرو گودرز را جانب توران بجنگ افراسیاب و آمدن پیران وہومان با فوج گران مقابل پہلوانان و کشتہ شدن پیران وہومان و شکست یافتن فوج توران و فتحیاب شدن گودرز

طلب کرکے گودرز کو ایک روز
لگا کہنے کیخسرو نیک روز

کہ لیکر سپہ رستم نامدار
سو ملک توران گیا چند بار

کیا نامداران توران کو پست
پھر اشاہ توران کو دیکر شکست

اور اب ہے تری نوبت اے پہلوان
سپہ یاد گران لیکے تو جا وہان

مد آمد پشنگ کی ہے پھر جمع فوج
سپہ پہنچا ہے شتابی سے مانند موج

پراگندہ کر ایک اس انبوہ کو
کہ آفتنہ کشور میں ہر پانو

فرامرز سے یون کہا بعد ازان — کہ تو جا کے اب سوے ہندوستان
تصرف مین لانا ہوا ملک کو — رہ ہند سے سوے چین آئیو

کہ توران مین گودرز جب پہونچے یان — سہم ہو کے ملتی دو فوج گران
بتدبیر شایستہ و دلپذیر — سپہدار توران کو پہونچا اسیر

سپہ ایکی گودرز جنگی سوار — روانہ ہوا سوے توران دیار
پل بیژن و طوس گیو جوان — گئے اوسکے ہمراہ با فر و شان

سنی شاہ توران نے جب یہ خبر — سپہ دیکے ہومان کو تب و تر
روان ہوئے گودرز جنگی گیا — عقب اوسکے پیران ویسہ گیا

دو لشکر مقابل ہوئے آکے جب — ہوا گرم بازار پیکار تب
گیا آپ ہومان سوے رزمگاہ — کہ گردان ایران سے ہو کینہ خواہ

مقابل ہوا بیژن نامدار — ہوئی گرم پیکار دونون سوار
ہوا آخر کار ہومان ہلاک — ملا ترک جنگی تہ خون و خاک

سواران ترکان پریشان ہوئے — سو فوج پیران گریزان ہوئے
ہوا شاد گودرز جنگ آزما — شہ نامور کو یہ اوسنے لکھا

کہ ہومان نے آخر جو کی ہے جنگ — تو سید انہین کشتہ ہوا بیدرنگ
ہوئی فوج اوسکی تباہ و خراب — دلیران غازی ہوئے فتحیاب

اب آتا ہے پیران بصد فر و شان — لیے ساتھ جنگی سپاہ گران
تہمتن اگر پہونچے امداد کو — تو بہتر ہے اے خسرو نامجو

جہاندار خسرو نے پھر اور فوج — بروان بہر امداد کی مثل موج
کہا یہ تہمتن کو اے نامجو — مددگار گودرز کا جاکے ہو

ادھر گرد گودرز پیران ادھر — مقابل دو لشکر ہوئے آنکر
ہوئے گرم پرخاش از روی کین — دلیران ایران و توران زمین

بہت جنگ واقع ہوئی تا دو سال — ہوا سخت باہم جدال و قتال
بہت قتل ہوتے تھے پر سر و سو — ہوتا تھا کم لشکر جنگ جو

کہ ایران توران سے بہر مرد — پہونچتا تھا وان لشکر بعدد
ہوا کشتہ پیران پھر انجام کا — ہوئے قتل وان اور بھی نامدار

گئی فوج توران بحال خراب — حضور سپہدار افراسیاب
میسر ہوئی فتح گودرز کو — ہوا شاد خسرو یل نامجو

باز لشکر کشیدن افراسیاب و رسیدن کیخسرو در توران و آمدن شیدہ پسر افراسیاب برسم رسالت و با خسرو تنہا درخواست جنگ کردن و کشتہ شدن شیدہ از دست خسرو و بعد ازان با شہر و لشکر محاربۂ عظیم بمیان آمدن و تباہ شدن و کشتہ شدن افراسیاب

سنی شاہ توران نے جب یہ خبر — کہ پیران ویسہ یل نامور
ہوا کشتہ میدان مین روز نبرد — ہوا شاہ کے دل کو تب سخت درد

یہ سمجھا سپہدار شوریدہ حال — کہ دو لخت کا پیری اب باز دل
غمین دل ہوا چشم گریان ہوئی — بہت غم سے خاطر پریشان ہوئی

دل زار سے کھینچکر آہ سرد — لگا کہنے یون شاہ با رنج و درد
کہ پیران ہمارا تھا پشت پناہ — سپہدار سالار توران سپاہ

ہوا غم سے پیران کے مین سوگوار — خوش آتی نہین زندگی زینہار
نہین خواہش تاج اورنگ ہے — کلہ خود اور تخت بیرنگ ہے

مجھے کام دنیا جہان سے ہے کیا — زرہ اور جوشن ہے جاہی قبا
نہ لون جب تلک شاہ ایران سے کین — مجھے خواب آرام ہرگز نہین

غرض اپنی مجلس مین اس کام پر — قسم کھائی اور پیٹ باندھی کمر
لگا فوج کے جمع کرنے مین شاہ — ہوا اوسی مصروف شام و پگاہ

سنا شہ نے مژدہ نصرت و فتح جب — ہوا خسرو نامور شاد تب
گذر آب جیحون سے شاہ جہان — خوشی سے ہوا سوے توران روان

سمرقند مین اور بخارا مین بھی — تصرف کیا جاکے با صد خوشی
کئی اور بھی شہر توران کے — ہوئے قبضے مین شاہ ایران کے

بٹھائے شہنشہ نے حاکم وہان — ہوا ملک مین حکم شہ کا روان
بجاہ و حشم خسرو کامیاب — ہوا فوج پشین سے ملحق شتاب

کیا شاہ توران نے پھر عزم خرم
جوانمرد شیدا کہ تھا پور شاہ
شتابان ہوا لیکے یکصد ہزار
غرومند شہزادہ لہراسپ تھا
تہمتن بھی زابل سے پہونچا وہین
اتالیق ہو جا کے اوسکا تو اب
اگر تھی تو میری طرف سے خطا
کیا پرورش اونے تجکو تھا ہاے
دلیران مرے شیر غرندہ ہین
یہ بہتر ہے اب آشتی ہو بہم
تو اقلیم توران سے جو سرزمین
دلیران و گردان توران دیار
رہے میر قالب مین جان جبتلک
کرے کشتہ سیاوش تو نے مجھے
ہر روز وغا مین مارا تجھے
مری جنگ سے گر تجھے ہو خطر
اگر شیدا کشتہ ہو ہنگام جنگ
یہی ہے جسقدر تجکو بیدست دون
کہ لیجا تو اسپ پیش خسرو شتاب
جو تھا بو ملا کچھ یہ نیروی بخت
یہ سنکر ہوا شاد افراسیاب
ہوا خندہ زن خسرو نامدار
ہوا صلح جو ہو کے عاجز کمال
کرے جبتلک ہین اوسکو بلا
تو لایا بجا داب رسم و نیاز
سنی جبکہ گفتار شیدا تمام
کہاں اک تبا یا ہے فرود
ہوا مہربان مجھپہ دشمن مرا
وہ بیرحم مطلق ستمگار ہے

کہ خسرو سے کیجے دلیرانہ رزم
اوسے شاہ توران نے دیکے سپاہ
سواران شایستہ کارزار
اوسے شہ نے سالار لشکر کیا
ہوا شادمان خسرو پاکدین
خبردار رہ اوسے ہر روز و شب
وہ لے قتل پیران کو ناحق کیا
نہ آیا تجھے رحم زنہار وائے
پلنگان و شیر انکے در رندہ ہین
کہ تا خلق آسودہ ہو یک قلم
جو چاہے تجھے وہ نہین رنج و کین
کرین چاکری تیری لیل و نہار
نہین عہد سے مین پھرون تبتلک
تو اقلیم توران مبارک تجھے
تو جان آفرین کی قسم ہے تجھے
کہ رکھتا ہو مین سخت زور و ہنر
تو گوشہ نشین ہو نہین پھر بیار نک
نہ پھر مین سرو کار ہرگز کرون
دلیرانہ کیجو سوال و جواب
تو خسرو کو محفل مین بالای تخت
دیا نامہ شیدا کو اونے شتاب
بجا لا کے پھر شکر پروردگار
ولیکن ہے مکار وہ بدخصال
نہ کین سیاوش سے سینہ ہو پاک
ہٹایا اوسے شہ نے با اشتیاق
لگا کہنے تب خسرو ذوالکرام
کیا شیدا اچھی سو جا ہی فرود
زر و مال و گوہر کرے ہی عطا
ستمگار ہے مردم آزار ہے

بہت گنج رکھتا تھا افراسیاب
روانہ کیا سوے خسرو شتاب
شہنشاہ نے جب سنی یہ خبر
شتابان ہوا آپ بھی بعد ازان
لگا کہنے اے گرد فرخ خصال
دو لشکر مین جب فاصلہ کم رہا
نہ یہ جور تھا او سپہ ہرگز روا
خبردار مجکو نہین کچھ ہراس
ولیکن نہین چاہتا مین بیان
جو باہم ہو قول و قسم استوار
در و گنج و دیہیم و اورنگ زر
سوا اسکے دائم مرا ایک پور
اگر صلح تجکو نہ منظور ہو
مری پور ہون تیر تجکو سب
کلہ اسپ کو شاہ ایران کرو
تو میرے پسر سے کہ شیدا ہی نام
در و گوہر و تخت و تاج و کلاہ
ہوا نامہ شاہ طیار جب
یہ کی عرض شیدا نے ای نامدار
کرون قتل مین کھینچکر تیغ کین
وہ لیکر روانہ ہوا بس اودھر
یہ بولا سپہدار افراسیاب
دغا اوسکے سینے مین لب پر سخن
غرض پور سالار توران دیار
دلیرانہ شیدا نے کھولی زبان
کہ مین آخر روز دونگا جواب
کیا نامدار و نکو شہ نے طلب
وہ لے اوسکی اس مہربانی پہ خاک
اوسے خواہش صلح تنہا نہین

فراہم کیا لشکر بیحساب
عقب اوسکے پھر آپ افراسیاب
سپاہ گران تب روان کی اودھر
پے جنگ سالار تورانیان
سپہدار لہراسپ ہے خردسال
تو یہ شاہ توران نے نامہ لکھا
کہ پیران تھا دایہ ترا خسروا
کہ ہے لشکر بیکران میرے پاس
کہ تا حق ہو خونریزی مردمان
کہ پیمان شکستہ ہنوز ہشیار
تری واسطے بھیجون آکے نامور
رہے تیری خدمت مین صد با سرور
تو ہو جسے تنہا تو بیکار جو
غلامی کرین تیری ہر روز و شب
نہ زنہار کچھ دخل مین وان کرون
ستیزندہ ہوا سے شہ ذوالکرام
زر و نعمت و گنج و مال و سپاہ
کہا شاہ توران نے شیدا سے تب
دل و جان سے ہون مین تجھپہ نثار
کرین کشتہ گو مجکو مردم وہین
شہ نامور کو یہ پہونچی خبر
نہ لایا ستیزی کی زنہار تاب
مرے دل مین ہین درد ہا کہن
جب آیا حضور شہ نامدار
پیام پدر دان کہا سب بیان
یہ کہکر کیا اوسکو رخصت شتاب
لگا کہنے اونسے یہ خسرو کہ اب
کہ ہرگز نہین سینہ کینے سے پاک
یہ بھیجا پیام اونے از روے کین

کہ مجھسے کرو یا کی شیدا سے رزم
جو مین اوسکو رخصت نکرتا ہو بیا
دلیران یہ بولے کہ افراسیاب
لکھا نامہ نکرتا ہے بید رنگ
کہ اک نامور نامدار ہے گر
تمہ ہو دین یکدست ایرانیان
کہا پھر یہ رستم نے ای تاجور
کہا شہ نے شیدا کو روز دگر
وہ بولا کہ ہے دلمین یہ آرزو
یہ گفتار سنکر ہوا شاد کام
لکھا یون کہ اے شہ آئینہ جو
جہان آفرین گر مرا یار ہے
تو ہے مثل شیر ژیان گردگیر
ترے شیدا نے مجھسے چاہی نبرد
ہوا پاسخ نامہ طیار جب
ولیکن شیدا سے کہنا ضرور
وہین قارن گرد آیا وہان
کہا سنکے شیدا نے ای شہسوار
مرے ساتھ اگر تو کیجو نبرد
سحر گاہ شیدا دلاور سوار
لگا کہنے یون شیدۂ نامدار
کیا زور ہر چند شیدا نے پر
کیا چاک خنجر سے اوسکا جگر
کرو پاک تم لیکے مشک و گلاب
جہاندار کا نامہ اوسکو دیا
سپہدار نے جب سنی یہ خبر
نہ ہرگز لکھا نامے کا کچھ جواب
سو شاہ ایران پھر افراسیاب
بہت جہد تورانیان نے کیا

ولیکن مددگار کرے کوئی عزم
تو کرتا روان مجتبہ شمشیر کین
نزو بہر اے شاہ گردون جناب
تو غیرت سے شیدا سے ہو گرم جنگ
ہوا الم تو ہرگز نہین کچھ خطر
قیامت ہو پھر ایک برپا یہان
سحرگاہ شیدا کو رخصت تو کر
کہ رخصت کیا تجکو ای نامور
کہ اے شاہ تو مجھسے ہو رزم جو
گیا شیدا پھر وان جہان تھا امام
رہا کچھ نہین ورجسیہ گفتگو
اور اقبال و دولت مددگار ہی
تو مین ہون نبرد افگن و شیرگیر
نہین مین یہان ہون نامرد گردہ ہی
کہا شاہ نے گرد قارن سے تب
کہ اب باپ نے تیرے ای ذی شعور
کہا تھا جو شہ نے کیا وہ بیان
تو کل جائیو دیکھکر کارزار
مدد کو نہ پہونچے کوئی اور مرد
جو میدان مین آیا پی کارزار
مجھے میل کشتی ہی ای شہریار
نہ ہرگز بپا حشر و نامور
ہوا غرق خون شیدۂ نامور
مرتب کرو مقبرہ بھی شتاب
زبانی یہ احوال ظاہر کیا
کہ کشتہ ہوا شیدۂ نامور
گیا گرد قارن کو رخصت شتاب
روانہ ہوا لیکے لشکر شتاب
کہ دلمین بھرا کینہ شیدا کا تھا

غرض سرخ شیدا کی تھین ہر دو چشم
یہ خسرو نے کہکر ارادہ کیا
نہین مکر سے خالی اوسکا سخن
اگر شیدا سپید نہین ہوے ہلاک
سپاہ دار جو خسرو کو پہونچے گزند
نز نہار تو مثل آتش ہو تند
عقب اوسکی نامے کا لکھکر جواب
کہا تو نے جو کچھ سو اوسکا جواب
کہا شہ نے اچھا تو رہ آج یان
سپہدار توران کے پیغام کا
تو دیتا ہے جو گنج توران دیار
تو اورنگ و دیہیم و اقلیم زر
خدا کی قسم مین تجھے بیدریغ
سحر دیکھ اور مین ہون و تیغ تیز
کہ شیدا ہے لیکر کسی شخص کو
نہ بھیجا تجھے یان برائے پیام
سحر دیکھنا تو تماشا ذرا
یہ پہونچا تو خسرو کو پیغام
لگا کہنے قارن کہ ہنگام جنگ
تو کیخسرو نامور بھی وہین
اوتر اسپ سے پھر وہ دونون دلیر
جہاندار نے اوسکو آزرو تن
کیا حکم خسرو نے یہ بعد ازان
روان ہو کے پھر قارن نامدار
گئے وہ وہین شیدا کے ہمرہیان
جہان ہے ہوا ایک قتلم نا امید
کیا دل مین ہرگز نہ صبر و قرار
شتمزدہ لشکر سے لشکر ہوا
لٹے ترک خونخوار دل کھو لکر

نمایان تھا چہرے سے آثار خشم
کہ ہو ساتھ شیدا کے جنگ آزما
جفا پیشہ ہے مثل چرخ کہن
تو اوسکی بلا ہے نہین اوسکو باک
خرابی ہو پھر زیر چرخ بلند
نکر ساتھ شیدا کے ہرگز ستیز
روان کیجیو سوے افراسیاب
عقب سے یہ لایا ہے قارن شتاب
کرون تجھسے پیکار کل اے جوان
شہنشہ نے پاسخ مہیا کیا
نہین چاہیے کچھ مجھے زینہار
جو رکھتا ہی تو میرے سے سرستم
کرون کشتہ میدان مین ہنگام جنگ
کرون ساتھ اوسکے مین تنہا ستیز
سو شاہ توران شتابان تو ہو
یہ چاہا کہ ہو کام تیرا تمام
کہ تن ہو کہین اور کہین سر ترا
کہ وقت سحر اے شہ ذوالکرام
کمک سے شہنشہ کو ہی عار و ننگ
گیا سامنے مثل شیر عرین
بہم گرم کشتی ہوے مثل شیر
بپا کر دن و پشت پٹکا وہین
کہ شیدا کے اسب و تن کو ای مردان
گیا پیش سالار توران دیار
کیا ماجرا جنگ کا سب عیان
سعادت نظر سے ہوئی ناپدید
کمر چست باندھی پئے کارزار
نمایان وہان رنج و تشویش ہوا
نہ ہرگز کیا جان کا کچھ خطر

سوا بحر خون عرصہ رزمگاہ / سوا لشکر ترک آخر تباہ
یہ چاہا کہ دیکھے دلیرانہ جان / بزور آوری ہمرزم نے موڑی عنان
نہ میدان مین اک گرد توران بچا / جریدہ سپہدار توران رہا
گیا آخرکار افراسیاب / سوئے ریگ آمو بحال خراب
سلف ہو کے خسرو نامجو / لکھا فرد فتح کاؤس کو

گرفتار آوردن شہزادہ ہوم افراسیاب

رہائش کیخسرو و کشتہ شدن افراسیاب و مراجعت کیخسرو از توران بایران

گیا ریگ آمو سے افراسیاب / گریزان سوئے کشور چین شتاب
بھیجا عجز خاقان نے بھیجا وہین / زر و گوہر و گنج و تاج و نگین
وہان پر بھی خسرو تعاقب کنان / شتابی سے پہونچا بہ فوج گران
فرستادہ پیشکش لیکے جب / گیا پیش خسرو بفرط طرب
کہا تب یہ خسرو نے خاقان اگر / کرے شاہ توران کو چین سے بدر
تو بہتر ہے ورنہ وہ ہوگا تباہ / رہیگا نہ ملک و سریر و کلاہ
فرستادہ پھر پیش خاقان گیا / پیام شہنشہ مفصل کہا
یہ گفتار سنکر ہوا پر خطر / کیا شاہ توران کو وہین بدر
گیا چین سے پھر سوئے مکران زمین / عقب اوسکے پہونچا شہ پاک دین
وہان سے بھی لی راہ دشت فرار / کہ تا اب اقامت نہ تھی زینہار
جہان جا کے بیٹھا تھا شاہ افراسیاب / پہونچا تھا وان خسرو کامیاب
بنا لی کہین اوسنے جائے قرار / کہ تھا اسکو خوف شہ نامدار
تلف فوج ترکان ہوئی سربسر / گرفتار اوسکے ہوئے بہت نامور
نہ یکتن رہا شاہ توران کے پاس / نہ ہمدم تھا کوئی بجز بیم و یاس
لگا پھرنے تنہا بصد اضطراب / پریشان و تنہا و بیخور و خواب
سوئے شہر بردع کوئی غار تھا / کہ تاریک مثل شب تار تھا
رہا جا کے وان شاہ برگشتہ بخت / نہ لشکر نہ کشور نہ افسر نہ تخت
ستم سے زمانے کے ناشاد تھا / شب و روز سرگرم فریاد تھا
فریدون کی تھا نسل سے اک عزیز / ملکزادہ ہوم صاحب تمیز
سر اکمن کوہ نزدیک غار / اقامت گزین تھا وہ لیل و نہار
سنی شب کو آواز افراسیاب / اوتر کوہ سے ہوم آیا شتاب
جدھر سے کہ آتی تھی ہر دم صدا / ادھر کو دیے کان اوسنے لگا
سنا یہ کہ کوئی بترکی زبان / یہ کہتا ہے با چشم تر ہر زمان
کہ ای شاہ توران و چین و ماچین / کہان ہے ترا تخت و تاج و نگین
کہان وہ دلیری و جاہ و حشم / فلک نے کیا تجھپہ جور و ستم
کہ تنہا بیابان مین آیا تو آہ / بہ غار تاریک لایا پناہ
یقین اوسنے جانا کہ افراسیاب / کرے ہے فغان با دو چشم پر آب
یہ تھا اوسکی بیداد سے دردمند / کہ پہونچا تھا کچھ اوسکو اوس سے گزند
پئے انتقام اوسنے باندھی کمر / کیا صبر تا صبح ہو جلوہ گر
ہوئی صبح تابندہ جب آشکار / تو آیا وہین ہوم نزدیک غار
پکارا کہ ای شاہ افراسیاب / دعا میری یکسر ہوئی مستجاب
خدا نے ترے پاس بھیجا مجھے / کہ بر لاؤن مقصد کرون خوش تجھے
تو آ غار تاریک سے باہر اب / یہ سنکر وہ نکلا بفرط طرب
اوسے ہوم نے خوب بھینچا تنگ / لگایا بزور ایک مشت آنکر
ہوا وہ سراسیمہ و پر الم / لگی ہوم نے کشتی وہان پھر جم
کیا شاہ توران کو زود سخت / دلے تھا گرفتار تیرہ بخت
نہ ہرگز گیا پیش کچھ زور دست / کیا پنجہ پر زور نے اسے پست
اوٹھا ہوم نے اوسکو بیگاہ مین / کیا پھر گرفتار از روے کین
زمانیکا ہرگز نہین اعتبار / کسیکا نہین چرخ گردندہ یار
کرے نامدار اکدم مین تباہ / کرے سر بلند اونکو یون پست آہ
تضرع کنان ہو کے بولا وہ یون / مرا دست و بازو کبھی بستہ کیون
بھلا مجھسے کیا تجھکو پہونچا ضرر / کہا ہوم نے تو ہے بیداد گر
جہاندار نوذر سے شہ نامدار / سیاوش سپہدار عالی تبار
جوانمرد اغریرث پہلوان / سوا انکے تھے اور شہزادگان
مرے سب بزرگان فرخ نہاد / کہ تھی نامدار و فریدون نژاد
اونہین قتل تونے کیا بیگناہ / نہ آیا تجھے رحم زینہار آہ
ترے جور سے مین گریزان ہوا / سوئے کوہ و صحرا شتابان ہوا
وگر نہ مجھے بھی تو کرتا ہلاک / کہ ہرگز خدا کا نہ تھا تجھکو باک

رہا آکے بالاے کوہ بلند کہ تا مجکو پہونچے نہ تجسے گزند
دعائین مین کرتا تھا ہر صبحدم کہ برباد ہو تیرا جاہ و حشم
سے ہے کچھہ نہ تیرا نشان دہر مین کہ تا جاکے آباد ہون شہر مین
جو چاہون تھا مجکو خدا نے دیا تجھے اب گرفتار میرا کیا
ذرا کر حقیقت تو اپنی عیان کہ کیونکر تبہ ہوکے آیا یہان
بیان ماجرا اوسنے یکسر کیا نشان خسرو نامور کا دیا
شتابان ہوا ہوم فرخندہ خو سو تاجور سے لیکے بدخواہ کو
وہ بولا کہ تو مجکو یان قتل کر نہ لیجا حضور شہ نامور
پذیرا نہ اوسنے کیا یہ سخن کشان لیگیا پیش شاہ زمن
ہوا شاد کیخسرو ارجمند کیا لطف سے ہوم کو سربلند
سر افراسیاب جفا پیشہ کا کیا تیغ بران سے شہ نے جدا
ستمگار کر شیوہ کینہ ور کہ تھا قید مین اوسکو بھی [illegible]
کیا کشتہ خنجر آبدار ادا پھر کیا شکر پروردگار
کہ تیری عنایت سے اے ذو الکرام لیا بدسگالون سے اب انتقام
جو تسخیر سب ملک توران ہوا تو خسرو نے پھر قصد ایران کیا
ہوا حکم یون رستم گرد کو کہ توران مین تو اے یل مجو
عمل اپنا کر شوکت و شان سے بد اندیش ہون دور توران سے
بفتح و ظفر پھر شہ پاکدین ہوا رونق افزای ایران زمین
جہاندار کاوس کشور کشا ز روے مسرت گیا پیشوا
خوشی سے بغلگیر باہم ہوے برنگ گل تازہ خرم ہوے
کہا یون بامداد لطف کریم میسر ہوی ہمکو فتح عظیم
مخالف سے خون سیاوش لیا ہوی جمع خاطر بفضل خدا

رحلت نمودن کیکاوس از جہان فانی بملک جاودانی و بر تخت نشستن کیخسرو

جہان مین بجز ذات پروردگار نہین ہے کسیکو بقا زینہار
کہ ہووے گدا یا بادشاہ و وزیر کسیکو نہین ہے قضا سے گزیر
جہاندار کاوس انجم حشم شتابان ہوا سوے ملک عدم
چہل روز کیخسرو نامدار رہا غمسے کاوس کے سوگوار
سر تخت شاہنشہی بعد ازان ہوا مثل خورشید جلوہ کنان
کیا تازہ اورنگ پر جب جلوس تو حاصل ملک نے کیا پایبوس
ہوا ہفت اقلیم پر حکمران ہوا اوسکی بخشش سے خرم جہان
رعیت نوازی جہان پروری حقائق شناسی کرم گستری
ندی ہاتھہ سے شاہ نے زینہار رکھا عدل سے کام لیل و نہار
میسر ہوی خلق کو ایمنی ہوے شہ کی دولت سے مردم غنی
پس از مرگ کاوس تا ہفت سال رہا حکمران شاہ فرخ خصال
عبادت پہ مصروف پھر دل ہوا سو حق پرستی وہ مائل ہوا
امور خلافت سے رکھا نہ کام کیا اہلکارونکو مالک تمام
ہوا جبکہ تنہا شہ نامدار عبادت مین مشغول لیل و نہار
بزرگان ایران گئے پیش شاہ یہ بولے کہ اے خسرو دین پناہ
نہ کیا رہو تخت شاہی سے دور کیا چاہیے سلطنت کے امور
کرو حق پرستی مین شب کو بسر کرو کار دنیا بوقت سحر
لگا کہنے خسرو ہوا اب مین پیر نہین کچھہ تمناے تاج و سریر
یہی آرزو ہے مری شام و سحر کہ دار الفنا سے کرون مین سفر
کرون سلطنت کا مین کیا کار و بار کہ مائل نہین دل ادھر زینہار
دلیران و گردان و ایران زمین ہوے سنکے دلگیر و اندوہگین
طلب رستم و زال و زر کو کیا مفصل یہ احوال اونکو لکھا
یہ سنکر وہ ایران مین آئے دوان گئے پیشوا جملہ نام آوران
بیان نامدارون نے پھر یون کیا کہ اے پہلوانان کشور کشا
خدا جانے خسرو کو اب کیا ہوا کہ اورنگ شاہی سے تنہا ہوا
مقرر کیا ہے جدا اک مکان شب و روز رہتا ہے خسرو وہان
ہمین اوس مکان مین نہین بار ہے نہین اوسکو ہمسے سروکار ہے
ہوے اس حقیقت سے آگاہ جب ہوا رستم و زال کو رنج تب
شتابان ہوے سوے شاہ جہان کیا آگے بیرون پردہ فغان
شہنشہ نے آواز سنکر شتاب کیا اوس مکان مین انھین باریاب
یہ پوچھا کہ کس طرح آئے یہان وہ بولے کہ اے بادشاہ جہان
تری سنکے غفلت ہوا ہمکو غم دوان آئے ہیں ہم بادل پر الم

کہا شہ نے یون کہ ای پہلوان دلیر
ہوا مین تو دنیا و دولت سے سیر

مجھے قصد یزدان پرستی ہے اب
عبادت مین مشغول ہون روز و شب

غرض جہد و کوشش ہی یہ ہے مدام
کہ تا جمع ہو زاد راہ عدم

یہ پاسخ دیا پھر کہ ای بادشاہ
جو ہے خواہش توشہ زاد راہ

تو خیرات ہر روز و شب کیجیے
فقیران و مسکین کو زر دیجیے

عبادت سے بہتر ہے شاہ جہان
تو جو ہے لازم سو سب مردمان

وہ لو لا کہ مردم سے نفرت ہے اب
سنی غیب سے یہ صدا مینے جب

کہ نزدیک تر آئے ایام مرگ
مہیا تو کر سامان ہنگام مرگ

نصیحت ہوئی جب نہ کچھ کارگر
تو خواہش سے ہے رستم و زال زر

ولیکن یہ کہنے لگا زال گرد
کہ مین بھی ہون شاہا بہت سالخورد

یہ ہی آرزو جی ہے یون چاہتا
کہ زنہار ہو مین نہ تجھسے جدا

ترے ساتھ مین بھی ہون ای شہ نشین
کرون یاد ذکر جہان آفرین

شہنشہ نے سنکر یہ پاسخ دیا
کہ جاے دگر یا اسی مین جاونگا

کرون حق کو تفویض جان اس طرح
ہوئی غیب سے شب ندا جس طرح

یہ سنکر وہ دونون یلے نامور
برآمد ہوے وان سے با چشم تر

اونھین دیکھکر جملہ ایرانیان
لگے کرنے فریاد و شور و فغان

یہ زاری سے فریاد سنکر وہین
برآمد ہوا خسرو پاکدین

ہر اک کی شہنشہ نے کی دلدہی
کہا یون نہ غم سے کرو دل تہی

نہین چاہیے اسقدر درد و رنج
کہ ہے رفتنی یہ سرا سپنج

بھلا اب ہین شاہان پیشین کہان
جہان وہ گئے ہم بھی جاوین وہان

یہ کہکر وہین خیمہ باہر کیا
شبستان سے سو بیابان گیا

ترک کردن کیخسرو دولت دنیا را و تاج و تخت شاہی بلہراسپ سپردن و خود در یک چشمہ رفتن و از انجا غائب شدن

جہاندار خسرو نے روز دگر
کیے جمع ایران کے سب نامور

عطا کی اونھین نعمت بیکران
ہر اک کو جہان مین کیا کامران

فقیران مسکین جو تھے شہر مین
کیا اونکو شہ نے غنی دہر مین

بداد و دہش شاہ گیتی فروز
رہا دل سے مصروف تا ہفت روز

کیا شہ نے پھر ترک جاہ و حشم
رہا کچھ نہ دنیا و دولت کا غم

ہوا اس سے فارغ شہ نامجو
دیا تاج و اورنگ لہراسپ کو

ہوا گرد گودرز اوسکا وزیر
کہ تھا دانش آگاہ وہ مرد پیر

کیا گیو کو شہ نے سالار فوج
کہ دیکھا اوسے لائق کار فوج

کیا ملک تقسیم پھر سربسر
ہوا صاحب ملک ہر نامور

لگا کہنے پھر خسرو پاکدین
کہ ای سرفرازان ایران زمین

سمجھتا ہے لہراسپ اب بادشاہ
اطاعت کرو اوسکی شام و پگاہ

فریبرز سے بھی یہ شہ نے کہا
کہ فرمانبری تو بھی کیجیو سدا

ہوے یکسر آشفتہ ایرانیان
یہ گفتار لائے زبان پر کہان

فریبرز ہے پور کاؤس کے
سپہدار لہراسپ داماد ہے

جو ہو وہ ہی پور فرخندہ بخت
تو پہونچے نہ داماد کو تاج و تخت

سنی جب یہ گفتار ایرانیان
کیا یہ سخن زال نے تب بیان

کہ خسرو نے لے جسکو کہا بادشاہ
یہ لازم ہے ہمکو کہ شام و پگاہ

کرین بندگی اوسکی جون بندگان
یہ کہا کیا پیش خسرو بیان

کہ گر خاک کو تو کرے سرفراز
تو ہم سر جھکاوین ز روی نیاز

کہا شہ نے جب کوئی ہو دادگر
خرد مند و آزادہ و صاحب ہنر

شجاع و کریم و خلائق نواز
سزاوار شاہی ہے وہ سرفراز

یہ لہراسپ اولاد ہوشنگ ہے
ہوا اوس سے با داد و فرہنگ ہے

کیا ہے سمجھکر اوسے شہریار
کہ ہے باذل و عادل و ہوشیار

یہ تعریف لہراسپ فرخ نہاد
بزرگان ایران ہوے سنکے شاد

پرستار ہے شاہ عالی تبار
دلیران و گردان کی اختیار

لگا کہنے خسرو یہ لہراسپ کو
کہ جا اب تو سوے شہر اے نامجو

مجھے خواب مین چشمہ آیا نظر
شتابندہ ہوتا ہون اب اودھر

وہان جا کے دونگا مین جان حزین
یہ کہکر روانہ ہوا بس وہین

جب آئے گیا خسرو نامجو
تو رخصت کیا رستم و زال کو

ہوے وقت رخصت وہ گریہ کنان
ہوا پیشتر لے کے خسرو روان

پے بیژن و گیو و گودرز بھی
وہ گستہم و طوس و فریبرز بھی

نہ رخصت ہوے راہ سے زینہار
گئے ہمرہ خسرو نامدار

سر چشمہ پر بیدم کہ خسرو گیا
تو وان غسل شاہ جہان نے کیا
کہا سب سے وقت جدائی ہے اب
خدا سے تجھے آشنائی ہو اب
سو خانہ یہان سے روان ہو شتاب
کہ ہو گی یہان بارش برف و آب
چلی باد صرصر بہت تند و سخت
ہوئے بیخ سے کندہ یکسر درخت
یہ کہکر گیا چشمہ آب میں
نشان پھر نہ شہ کا ملا خواب میں
ہوا جبکہ خسرو وہان ناپدید
تو سب نامداران ہوئے ناامید
پھرے وان سے ناچار گریہ کنان
فریبرز نے پھر کہا یونکہ ہان
توقف ذرا کر کہ کھاویں طعام
فرود آئے پھر نامداران تمام
مگر گرد گودرز فرخ سیر
رہے ان اوس مکان ہم کہ پھر ایتھیں
طعام الغرض سب نے کھایا وہان
گئے خواب میں پھر وہ گردنکشان
نمایان ہوا ابر تاریک تر
ہوئی بارش برف پھر اسقدر
کہ یکسر ہوا کوہ و صحرا سفید
ہوا بلکہ روئے زمین ناپدید
فریبرز گستہم و طوس جوان
پل گیو اور بیژن پہلوان
سوا اونکے بھی اور وہان نامور
گئے مر وہ شاہ تھے جس قدر
تہ برف یکبارگی دب گئے
لیے سے جہان عدم سب گئے
کہیں منتظر گرد گودرز تھا
نہ زنہار کوئی وہان جب گیا
پھر اوس نے بھیجا کسیکو اودھر
کہ بیجا ہے نام آوری کی خبر
وہ آیا تو کیا دیکھتا ہے وہان
کہ مردہ ہیں سب زیر برف گران
ہے رسم و آئین چرخ بلند
کہ گاہے رکھے شاد گہ دردمند
کسیکو نہیں ہے جہان میں قرار
پھرے ہے سدا گردش روزگار

جلوس لہراسپ شاہ بر تخت شاہی

اب آتا نہیں کسی سے کو لہراسپ شاہ
کہ زیبندہ ہے جسکو تاج و کلاہ
رکھا سر پہ لہراسپ نے تاج زر
سریر شہی پہ ہوا جلوہ گر
ہری بات سے رسم کیخسروی
رکھا خلق کو خوش لیسے شکوہی
کیا ایسا لطف و کرم عدل و داد
بزرگان ایران ہوئے شاد شاد
جہاندار کے چار فرزند تھے
دلیر و شجاع و خردمند تھے
ملکزادہ شیدسپ اور اردشیر
ہنرمند و دانا شجاع و دلیر
یہ دونون تھے دختر سے کاؤس کی
کہ لہراسپ کے ساتھ خوبی تھی
دو فرزند تھے اور خاتون سے
خبردار آداب و قانون سے
ملکزادہ گشتاسپ مرد دلیر
دلاور جوان شاہزادہ زریر
ولیکن تھا ہشیار بہتر میں
ہوا خیر گشتاسپ ہر چار میں
وہ تھا لائق تاج و فرماندہی
نمایان تھی چہرے سے فرشہی
دلیر و زبردست مغرور تھا
دل شاہ سے اسلیے دور تھا
موافق نہ تھا شاہ سے زینہار
رکھے تھا ادب سے شاہا جار نجوار
خفا ہو کے اک روز مرد جوان
گریزان ہوا سوئے ہندوستان
زریر دلاور کو شہ نے کہا
کہ بھیجا سواران جنگ آزما
اگر گشتاسپ کو لاتے یہان
شتابان ہوا پھر زریر جوان
یہ دھر کو نشانیدہ گشتاسپ تھا
اودھر کو تفحص کنان یہ گیا
ملا اوسکو گشتاسپ انجام کار
زریر اوس سے بولا کہ اے نامدار
سمند غریبت کی پھیر و عنان
یہان سے ہوا اب سکو ایوان
لگا کہنے گشتاسپ اے ناجچو
نہیں سیر ہی پیش پدر آبرو
کرے ہو وہ توقیر کاؤسیان
نہیں جیسا اور ہے کیسہ پہلوان
ولیعہد اپنا کرے مجھکو گر
تو حاضر ہوئیں پہلے پیش پدر
وگرنہ کہیں پھر نکل جاؤں گا
نہ زنہار پیش پدر آؤں گا
زریر دلاور نے پاسخ دیا
کہ ہوں میں کفیل آپکے کام کا
پھر پھر آن کے دو دونوں جوان
خوشی سے سو خانہ آئے دو جوان
سنی شہ نے گشتاسپ کی جب بات
نہ ہرگز کیا اوس نے کچھ التفات
جو آیا نظر شاہ نا مہربان
تو ناچار گشتاسپ جنگی جوان
سو روم تنہا گریزان ہوا
شتابیدہ طرف بیابان ہوا
زریر دلاور لیکر آن شاہ
گیا اوسکے دنبال اک سپاہ
گیا دور تک وہ تفحص کنان
ولیکن نہ پایا کہیں کچھ نشان
سو خانہ ناکام آیا زریر
سو روم سیہ چارہ مرد دلیر
غریبانہ گوشے میں کرکے قیام
لگا صرف اوقات کرنے مدام
متاع و زر و مال جب ہو چکا
تو پھر سکے دیوان قیصر گیا
کہا میں دبیر و نویسندہ ہوں
یہان چاکری کا میں جویندہ ہوں
کہا اہل دفتر نے یون کے جوان
نہیں ہے نویسندہ درکار یان
کرے گر توقف تو پھر تیرے نام
مقرر کوئی رفتہ رفتہ ہو کام

وہ رکھتا تھا قوت ایک ورز کا   سو خانۂ ساربانان گیا
وہیں مہتر ساربان نے طعام   کھلا کر کیا خرم و شاد کام
ہوا جب وہ گشتاسپ ان کامیاب   گیا پھر سو آہنگران شتاب
کسیسے اوسے وہاں تھکے یان   حوالے کیا تیک آہنگران
غضبناک آہنگر اوسے ہوا   کہ نقصان اوسکا سراسر ہوا
غرض وان سے گشتاسپ نالان گیا   سو دشت با چشم گریان گیا
کھلایا طعام اوسنے لیجا کے سیر   لگا کہنے دہقان سے مرد دلیر
کہ نسل فریدون سے ہون ای جوان   اقامت گزین ہو نہین [illegible]
لگا کہنے یہ سرور ارجمند   تو اور یہین ہون بکچہ [illegible]
یہ کہکر لگا رہنے دہقان کے گھر   وہان اوسنے کی ایک مدت بسر
یہی رسم تھی قیصر روم کی   کہ دختر شہ کشور روم کی
فراہم وہان ہوتے تھے شاد و شاد   جوانان خوش رو و فرخ نہاد
کتابون تھی اک دختر شہریار   ہوئی جبکہ بالغ ہیئت گلعذار
بولائے جوانان عالی گہر   ملکزادگان خجستہ سیر
اوسے خواب آیا تھا شبکو نظر   کہ یکجہ وہ خوش شہر سے باکر و فر
نصیبہ نہین ہے اوسکے ایران کا تخت   سرا جعفت ہے گا وہ فرخندہ بخت
ندیکھا جوان کوئی اوس شکل کا   کہ جسکا تصور کتابونکو تھا
اوسے دختر نے دستۂ گل دیا   سحرگاہ پھر یہ منادی کیا
وہ دہقان گشتاسپ فرخ جوان   ہم شہر مین آ کے تھے ناگہان
کہ مجلس مین قیصر کی آؤ چلو   کہ شاید نصیب اپنے ور دختہ ہو
لگی الغرض جان وہ دونون جوان   کہ وہ بزم آراستہ تھی جہان
لگی کہنے دایہ سے وہ ماہ رو   کہ تھی اوس جوان کی مجھے جستجو
اوسنے دستۂ گل حوالے کیا   گئی پھر شبستان مین وہ مہ لقا
خدا جانے کیا اوس جوان کی ہے ذات   نہین مجھکو معلوم ذات و صفات
کہا یون کرشمے خدا پر نظر   جو چاہے کرے داد و وا و گر
لگا اپنے پھر قیصر نامور   کرو خوب تحقیق اسباب
کیا پیش گشتاسپ فرخ خصال   ہو سے جا کے اوس سب حال
ہوا حال سنکر سبھی مرزبان   کیا پیش قیصر مفصل بیان
کیا غرض پھر مرزبان نے بھی   عیان اوسکے رشتے کی خوشی

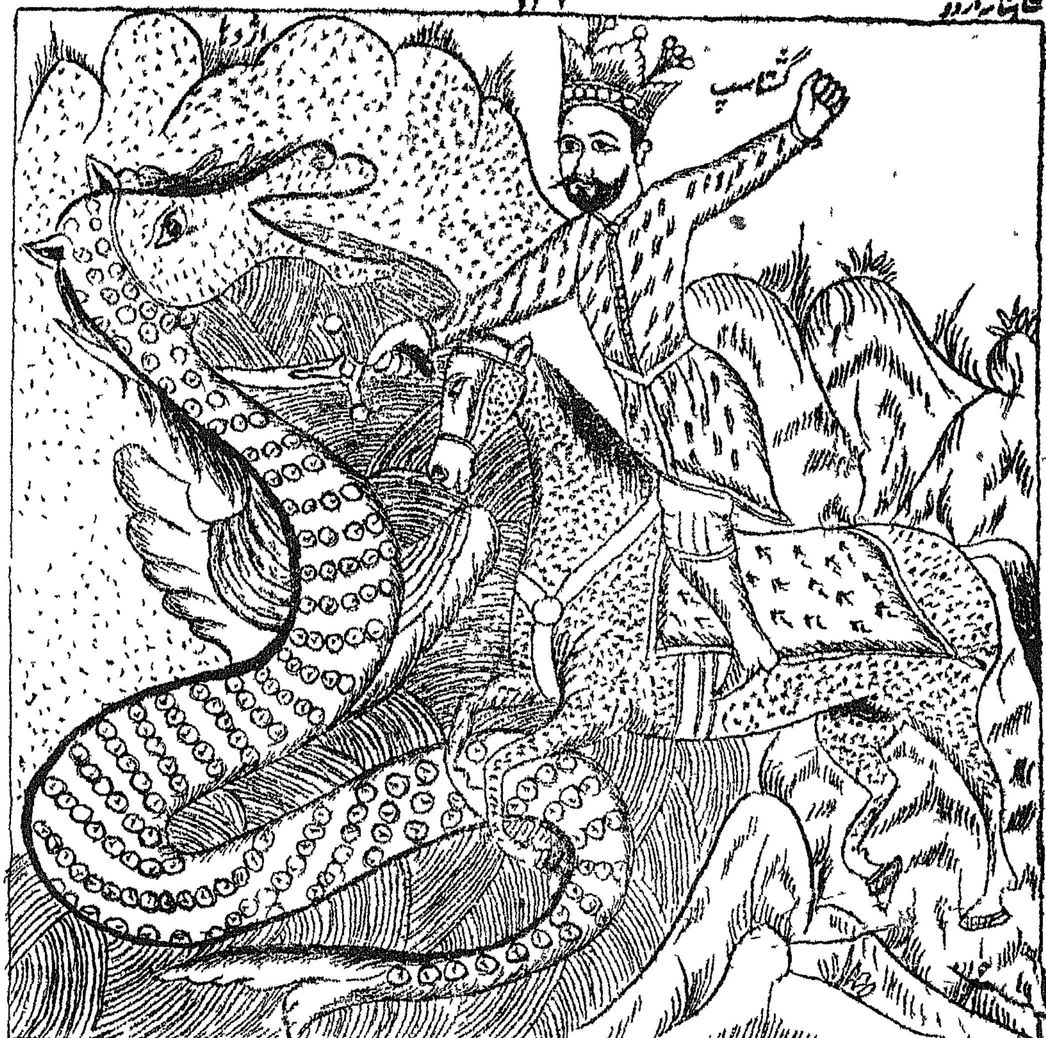
ببستان غریبان دیجارگان   ارادہ کیا جاکری کا وہان
کہا پھر یہ گشتاسپ نے اے جوان   یہین ہے یہین خواہش ساربان
کہا جا سکا وہ کیسے کہ   ہر اک کام مین خوب محنت کرو
بزور اوسنے مارا وہ پتھور تیک   کہ سندان شکستہ ہوئی او تیک
بہت وہ کیے دشنام ازردگین   کیا دور دکان سے اپنے وہین
کیا رحم دہقان نے یہ دیکھ کر   وہ گشتاسپ کو لیگیا اپنے گھر
کہ تو کون ہے کیا ہے تیری نژاد   یہ بولا وہ دہقان فرخ نہاد
کیا کار دہقان نے اختیار   نہین کچھ غم گردش روزگار
گرشتہ کی نسل ہون مین   ولے ہون ستم دیدۂ چرخ دون
پھری آخرش گردش روزگار   ہوا یاور اقبال انجام کار
جو ہوتی تھی بالغ بصد لطف تب   مہیا وہ کرتا تھا جشن طرب
جسے چاہتی دختر نازنین   اوسے شوہر اپنا وہ کرتی یہین
شہ روم نے تب بصد انبساط   مہیا کیا ایک جشن نشاط
جو دیکھے کتابون نے سب یکبار   نہ آیا پسند اوسکو اک نامدار
نظر مین نہ آیا ترے شہر مین   نہین اوسکے رو کش کوئی دہر مین
شہ روم نے پھر بھی ارو دگر   دکھائے کتابون کو سب نامور
دگر بار پھر بات کو وقت خواب   نظر اوسکو آیا وہ عالیجناب
کہ ہان جشن مین آج آوین سبھی   مسافر بھی اور مردم شہر بھی
منادی کی دہقان نے سنکر صدا   جوانمرد گشتاسپ سے یون کہا
کہ شاید دولت آوے نظر   نہ میسر ہے جمعیت و کر و فر
سوے شاہ گشتاسپ فرخ سیر   پڑی جبکہ اوس نازنین کی نظر
یہ کہکر وہین دختر دلستان   ہوئی پیش گشتاسپ وہ جان
غضبناک سنکر ہوا بادشاہ   لگا کہنے یون کھینچکر سرد آہ
یہ چاہا کہ دختر کو کیجیے ہلاک   ولیکن امیرون نے بخوف و باک
مناسب نہین عہد کا توڑنا   نہین خوب آئین سے منہ موڑنا
کہ یہ کون ہے ذات ہے اسکی کیا   تفحص وہین مرزبان نے کیا
وہ بولا کہ لہراسپ کا ہون پسر   خفا باپ سے ہو کے آیا ادھر
نہ زنہار قیصر نے باور کیا   کہا قیصر نے پھر خواب کا
نہ کچھ عذر یاران بیش ہر گر گیا   بندھا عقد گشتاسپ دختر کا

نہ ہرگز دیا شہ نے کچھ مال و زر
گذر کر گئے دریا سے گشتاسپ شاہ
غرض قوت ہر روزہ نیچے تھا
ہوئے وہ جوان اونکے بھی خواستگار
کہ بیٹھے ہیں اک گرگ خونخوار ہے
ہوا اوس سے ہرگز نہ عہدہ برا
گیا سنکے حیرت میں وہ نامجو
کہ تنہا دلیرانہ ہر صبحدم
گر اوس سے تو خواہان امداد ہو
گذرباں بھی ہمراہ اوسکے گیا
پذیرا کیا مرد نے یہ سخن
گذرباں و مرین بھی ہمرہ گئے
طرح شیر کی گرگ نے دوڑ کر
گذرباں و مرین ثناخواں ہوئے
وہ کہنے لگا کشتہ تھا یہ کام
ادا بیٹے کی شرط اسنے بادشاہ
وہاں گرگ کشتہ جو آیا نظر
کہا شہ نے اہرن سے یوں بولا زار
ہوا دل میں اپنے وہ اندیشہ ناک
کہ تنہا دلیرانہ ہو جنگ جو
یہ سنکے حضور اوسکے اہرن گیا
تو لاکر کیے تیار اب اے جوان
ہوا نعرہ زن مرد کشور کشا
سکے جب ہل تیر اسنے رہا
دہن میں گیا اژدہا کے دو دان
وہ دندان تیز اوسکے کندہ کیے
وہ دندان دیے قیصر روم کو
جو وہ اژدہا کشتہ آیا نظر
لیے جشنے یہ کارنمایاں کیا

گیا بلکہ دونوں کو گھر سے بدر
شکار ایک کرگ گوزر کا پگاہ
پراگندہ خاطر تھا و لگیر تھا
کہ تھے اقربا ے شہ نامدار
رسانندہ رنج و آزار ہے
تلافی نکچہ کر سکا میں ذرا
کہ کیونکر کرون قتل اوس گرگ کو
سو دشت جاتا ہے بیرنج و غم
ملا دے تہ خاک و خون گرگ کو
یہ گشتاسپ سے جاکے اونسے کہا
دلیرانہ رو ورد کر پیلتن
وہ لیے راہ میں خوف سہ سہ گئے
وہیں نیچہ مارا جو آخر پسر
بہت دل میں مسرور و شاداں ہوئی
کہ اپنا کرون آشکارا یہ نام
مجھے دیجے اب دختر نیک نام
تو حیران رہا قیصر نامور
کہ ہے کوہ میں اژدہا بد دہان
کہ کیونکر کرون اژدہا کو ہلاک
کیا کشتہ گشتاسپ نے گرگ کو
بیان اوس سے اپنا کیا مدعا
کہ تا قتل ہو اژدہا بد دہان
مقابل ہوا آنکر اژدہا
ہوا اژدہا خستہ سر تا بپا
وہیں لیکے پھر ایک سنگ گران
خوشی سے وہ اہرن کو لا کر
تعجب میں آیا شہ نامجو
تو اہرن سے کہنے لگا تاجور
تو ہرگز نہیں قاتل اژدہا

کہا یوں کہ گشتاسپ فرخ ہمم
گذرباں کو اک حصہ دیکر درم
وہ دو دختر شہر روم کی تھی حسین
جو اونکا مرین و اہرن تھا نام
کیا ملک کو اوسنے تکبر تباہ
کرے تو اسے قتل گر اے جوان
گذرباں نے اک روز اوس سے کہا
کرے ہے شکار ایک گور کلان
ہوا شاد مرین یہ سنکر سخن
کہا اے نامور گر مرا ہو تو یار
سو گرگ جنگی شتابان ہوا
گیا سامنے گرگ کے وہ جوان
دلاور جوان نے یک ضرب تیغ
کہا پھر یہ مرین نے اے نامدار
حضور شہ روم مرین گیا
نہ باور کیا شاہ نے زینہار
پھر الیفا سے وعدہ کیا باخوشے
اگر کشتہ ہو مجھ سے وہ اژدہا
گذرباں احوال گشتاسپ کا
یقین ہے کہ گشتاسپ ہو خونباک
لگا کہنے گشتاسپ عالی تبار
گیا اور لایا وہ خنجر وہیں
دہن سے وہ ہردم تھا آتش فشاں
وہیں خنجر تیز پھر زود تر
کیا خستہ مغز سر اژدہا
وہ پیش شہ اہرن آیا دوان
نہ باور کیا پھر سخن زینہار
کہ یہ کام ہے دیو کا بیگمان
وہ بولا کہ اے سرور انجمن

گئے دونو ویرانہ میں لاجرم
سو خانہ لاتا تھا وہ ذوالکرم
یہ پیکرہ خورشید رو مہ جبین
یہ مرین سے بولا شہ ذوالکرم
گیا میں کئی بار لیکر سپاہ
تو پھر دون تجھے دختر دلستان
کہ گشتاسپ داماد سلطان کا
دلیر و تنومند ہے وہ جوان
گیا پیش نام آور پیلتن
تو ہو شاہد مدعا ہمکنار
نہ زنہار دل میں ہراساں ہوا
تو دیکھا کہ ہے شیر سے بھی کلان
دو پارہ کیا گرگ کو بیدریغ
تو نام اپنا مت کیجیو آشکار
کہا گرگ اوس کو قتل سینے کیا
گیا سنکے [illegible] شہ نامدار
وہ دو دخت پیر پیکرہ ... دی
تو حاصل ہو دل کا تیرے مدعا
بیان پیش اہرن مفصل کیا
کہ جسنے اژدہا کو بھی دم میں ہلاک
کیا اک خنجر تیز دندانہ دار
یہ کھلکر گیا سوے کوہ بریں
خدنگ افگنان تھا یہ مرد جوان
سر تیر و گشتاسپ نے باندھکر
نشان اژدہا کا نہ ہرگز رہا
کیا ماجرا اژدہا کا بیان
گیا جانب کوہ ہو کر سوار
نزدیکیان سے ہوا کوئی یہان
نہ زنہار تو اب جو میان [illegible]



کہ تھی شرط جو کچھ ہوئی وہ ادا
غرض ہو گیا اہرن نام جو
کہ ہے قاتل گرگ و مار سیاہ
گشتاسپ داماد تیرا کلان
غرض اہرن وا ذریبی جو تھا پاس
یہ سنکر شہ روم کہنے لگا
ہنوز جسکے جنگل سے گاہ رہا
سپہدار سالار لشکر کیا

شتابی سے کر تو بھی وعدہ وفا
کیا کتخدا دختر خرد کو
ملکزادہ گشتاسپ با عز و جاہ
شجاع و دلاور بہادر جوان
کیا گرگ اور اژدہا کو ہلاک
مجھے روز اول یہ معلوم تھا
پلنگان و شیران و گرگ اژدہا

بیان کی یہ گفتار اہرن جب
کتابون کی استاد تھی پاکزبان
گئی وہ کتابون کی ماں کے حضور
جو ہرن و اہرن کا یاور ہوا
کیا بون کی ماں نے یہ قصہ تمام
کہ زیر سپہر برین جز کیان
کیا شہ نے گشتاسپ کو پھر طلب

ہوا قیصر روم ناچار تب
یہ آواز سے لگی کہنے وہ سیم تن
لگی کہنے یون با فراوان سرور
تو پھر مدعا اونکا یکسر ہوا
کیا غرض یقین شہ ذو الکرام
نہیں کوئی ہرگز دلاور جوان
بصد جاہ و شوکت زہے رکیب
فزون مرتبہ پایہ بر تر کیا

جنگ کردن گشتاسپ با الیاس والی خزر و گرفتار کردہ آوردن الیاس را از میدان پیش قیصر روم

ہوا جبکہ گشتاسپ سالار فوج / ہوئے تابع حکم سردار فوج
لکھا پھر یہ نامہ شہ خزر کو / کہ اب خزر سے دست بردار ہو
شہ کشور خزر الیاس شاہ / کہ رکھتا تھا ساتھ اپنے جنگی سپاہ
سپہ لیکے آیا سو ملک روم / سپہ وہ کہ فولاد ہو جس سے موم
سو لشکر خزر آیا دوان / ہوئی گرم پیکار جنگ آوران
ہوا کشت و خون دشت مین اسقدر / کہ صحرا ہوا بحر خون سر بسر
پکارا یہ میدان مین آن کر / کہ الیاس رکھتا ہی ہمت اگر
دلیرانہ الیاس آیا وہین / ہوا ساتھ گشتاسپ کے گرم کین
تو الیاس ہرگز نہ قایم رہا / زمین پر گرا زین سے ہوکر جدا
ہوا قید میدان مین الیاس جب / گریزان ہوا لشکر خزر تب
غرض ملک تسخیر یکسر کیا / بہت گنج قیصر نے وانسے لیا
وہان آگے از بسکہ لطف و عطا / زیادہ کیا رتبہ گشتاسپ کا
سپہدار گشتاسپ نے ایک روز / کہا شاہ سے ای شہ نیک روز
یہ سنکر وہین پیش سلطان روم / لگے کہنے یون نامداران روم
نہین خوب لہراسپ کی ساتھ رزم / مناسب نہین ملک ایران کا عزم
کہ ہی شاہ لہراسپ شیر اژدر / عیان اوسکا احوال ہی سر بسر
دلیران ایران کو یارا کہان / کہ ہون ساتھ میری ستیزہ کنان
کہ تسخیر ایران مین جاکر کرون / تجھے صاحب تخت و افسر کرون
سو شاہ لہراسپ نامہ لکھا / یہ مضمون تھا اوسمین شہ نے کیا
اگر نصف ایران و تاج و کلاہ / مجھے دے تو ہو صلح ای بادشاہ
ہوا لیکے قالوس نامہ روان / گیا جبکہ وہ پیش شاہ جہان
یہ کہنے لگا پھر شہ نامجو / کہ تسخیر کر کے فقط خزر کو
کہا یون فرستادہ سے بعد ازان / حقیقت فراجنگ کی کر بیان
یہ سنکر کیا نامہ بر نے بیان / کہ قیصر کا داماد ہی اک جوان
کہ بیشے مین اک گرگ خونخوار تھا / اور اک کوہ پر تھا وہان اژدہا
پھر الیاس خزر یکہ ہنگام جنگ / اوٹھا زین سے لایا جوان بیدرنگ
مشابہ ہی کسکے وہ جنگ آزما / کہ جسنے یہ کار نمایان کیا
یہ جانا جہاندار لہراسپ نے / کہ برپا کیا فتنہ گشتاسپ نے
نکرتا اک پہلوان پر غرور / کہ یہ بات ہی عقل و دانش سے دور

نہ محکوم تنہا تھی اوسکی سپاہ / شہ روم سمجھے تھا پشت پناہ
مہیا تو کر ورنہ سامان جنگ / جو سنکر خاطر ہو کر بیدرنگ
حقیقت یہ سنکے ہوا خشمگین / کیا قصد پیکار از روی کین
اودھر بھی گشتاسپ لیکر سپاہ / بفرمان قیصر ہوا کینہ خواہ
سر و پہلو و سینہ تھا وقت جنگ / نثار عمود و سنان و خدنگ
سپہدار گشتاسپ مرد دلیر / دوان کر کے گھوڑے کو مانند شیر
تو ہو ساتھ میرے سپاہان گرم جنگ / نہ ہرگز کری جنگ مین کچھ درنگ
جو گشتاسپ نے نیزہ یکزور سے / کمر بن کیا بند الیاس کے
گرفتار کر کے وہ جنگی جوان / اوسے لیگیا پیش قیصر کشان
گیا مرزتک پھر تعاقب کنان / شہ روم با شوکت و فرشان
پھر آخر سے پھر بفتح و ظفر / سو روم آیا بصد کر و فر
کیا بلکہ مختار یکسر امور / جوانمرد کو بانشاط و سرور
تک و ساز اب سوی ایران کرو / نبرد آزما شاہ ایران سے ہو
کہ لہراسپ ہے بادشاہ عظیم / وہ رکھتا ہی گنج و سپاہ عظیم
جوان دلاور ہوا خشمگین ÷ / شہ روم سے پھر یہ بولا وہین
مری جنگ کی تاب اوسکو نہین / کہان ہے یہ طاقت جو ہو گرم کین
ہراسان ہین گر روم کے نامدار / تو ارشاد ہو مجکو ای شہریار
کہا جبکہ گشتاسپ نے یہ سخن / تو شادان ہوا سرور انجمن
کہ ہی ساتھ تیرے مجھے عزم جنگ / نہین جنگجوئی مین ہرگز درنگ
کرون ورنہ ایران کو یکسر خراب / تو ہوئے گرفتار رنج و عذاب
بجالا کے آداب نامہ دیا / ہنسا پڑھ کے لہراسپ کشور کشا
ہوا قیصر روم مست غرور / ہوا فہم و دانش سے یکبار دور
کہ الیاس کا ملک کیونکر لیا / اوسے قید قیصر نے کیونکر کیا
دلیر و تنومند گشتاسپ نام / بنا ہاتھ سے اوسکے [illegible] کام
دلیرانہ دونونکو بیخوف و باک / کیا اوس دلاور نے جاکر ہلاک
یہ پوچھا جہاندار نے پھر کہ ہان / یہ بیٹھے ہین جتنے یلان اسپہان
نظر کر کے اونسے سبھی زیر سیر / کہا اسکے ہمشکل ہے وہ دلیر
شہ روم کو نامہ کا پھر جواب / لکھا یون کہ ای شاہ والا خطاب
ہزارون ہین یان گرد شمشیر زن / نبرد آزما یان ہین لشکر شکن

نہیں خرز ایران نہ الیاس ہم
تو اندازہ سے رکھتہ باہر قدم
بدستور پہونچا شتابی خراج
ہے ورنہ تیرا یاد اورنگ و تاج
یہ نامہ نویسندہ جب لکھہ چکا
تو قابو میں گو شہ نے رخصت کیا

طلبیدن لہراسپ گشتاسپ را از روم و تفویض نمودن تخت و تاج بہ گشتاسپ و بیاد خدا مصروف بودن

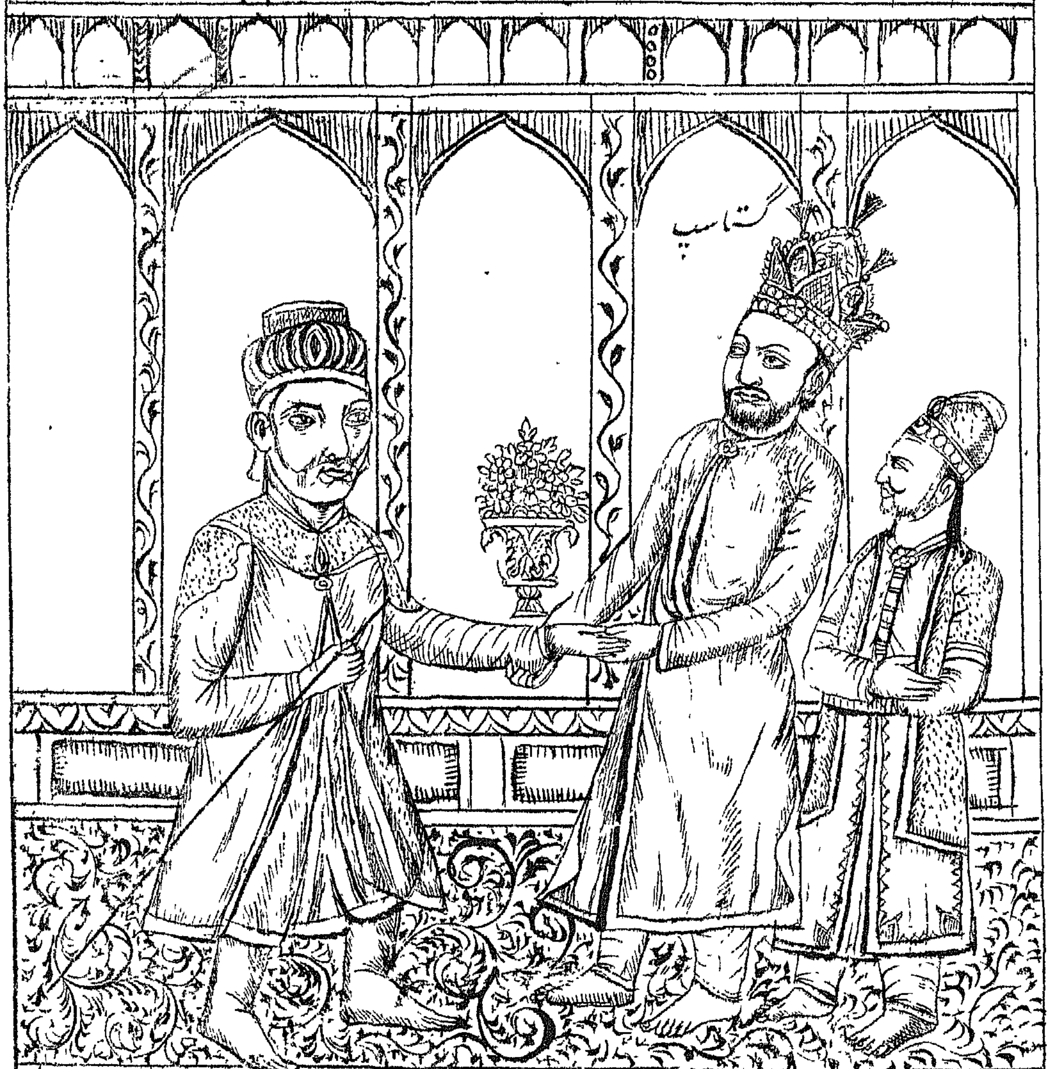
برادر جو گشتاسپ کا تھا زریر
کہا اوس سے لہراسپ نے ای دلیر
تو جا پیش قیصر فرستادہ وار
یہ کہنا تو ہے اوس کہ ای شہریار
تو کر صلح ہم سے نہو کینہ خواہ
کرینگے نہ ہم جو اوس تاجگاہ
تو پھر پاس گشتاسپ کے آئیو
سخن تو یہ پیغام پہونچائیو
کہ بیٹے تری قدر جانی نہ آہ
ولی ہو نہیں اب جہاں میں عدو خواہ
تری یاد میں کیا پریشاں ہوں میں
بہت اپنے دل میں پشیماں ہوں میں
خطا میری اب سر بسر کر معاف
کدورت سے کر آئینہ دل کا صاف
روانہ ہو اب سوے ایران دیار
کہ ہے شوق دیدار میں بیشمار
ہوا سیر میں افسر و تخت سے
تو فیروز ہو یاری بخت سے
ارادہ یہ ہے معتکف ہو کے اب
کروں یاد یزداں میں ہر روز و شب
رکھوں سر پہ تیرے کلاہ شہی
مبارک تجھے تخت و تاج شہی
بحکم شہنشاہ آفاق گیر
سو ہم ایران سے آیا زریر
کہا جبکہ قیصر سے پیغام شاہ
لگا کہنے تب قیصر کینہ خواہ
مجھے شاہ دی نصف ایران اگر
تو پھر صلح البتہ ہو ہمدگر
دگرنہ مصمم ہی یہ خواہش جنگ
مہیا ہے تیغ و سنان و خدنگ
شہ روم نے جب یہ پاسخ دیا
وہ رخصت ہو اپنے مکاں میں گیا
گیا پیش گشتاسپ پھر وقت شب
کہا اوس سے پیغام لہراسپ سب
پیام پدر سنکے ہو شاد شاد
ملکزادہ گشتاسپ فرخ نہاد
کتابوں کو لیکر شتابان ہوا
رواں سوے اقلیم ایران ہوا
جو نزدیک پہونچا وہ سالار دہر
گئے پیشوا نامداران شہر
گیا جبکہ لہراسپ کے روبرو
اوٹھا تخت سے تب شہ نامجو
پسر اور پدر ہو کے پھر ہمکنار
ہوے مثل ابر بہار اشکبار
وہیں پھر جہاندار فیروز بخت
بٹھا ایک تخت اپنے پہلوے تخت
لگا کہنے گشتاسپ سے ای پسر
تو اس تخت زریں پہ ہو جلوہ گر
وہ بیٹھا وہاں جب تو سب تاجدار
بحکم شہنشاہ عالی تبار
ہوے اوسکے محکوم و فرمان پذیر
دلیران و گردان امیر و وزیر
جہاندار لہراسپ فرخ خصال
جہاں میں رہا ایکصد بیست سال
کہا شہ نے گشتاسپ سے بعد ازاں
کیا میں نے اب ترک کار جہاں
مجھے کام کچھ سلطنت سے نہیں
تو ہے مالک تخت و تاج و نگیں
یہ کہکر قبائے شہی دور کر
لباس فقیری کیا زیب بر
نہ زنہار دل میں رہی حب جاہ
گیا پھر سوی بلخ لہراسپ شاہ
کیا اوس نے نوبہار بلخ میں آکر مکاں
پرستش گہ خلق تھا کعبہ سان
کسی حجرے میں وہ ان صفا دل
بہ یزداں پرستی ہوا مشتغل

نشستن گشتاسپ بہ تخت و پیدا شدن اسفندیار

ہوا معتکف جبکہ لہراسپ شاہ
تو بیٹھا سر تخت گشتاسپ شاہ
شہنشہ بفضل خدائے کریم
جہاں میں ہوا بادشاہ عظیم
شہان جہاں بھیجتے تھے خراج
حضور خداوند اورنگ و تاج
ولے چین و ماچین کا فرمانروا
کہ ارجاسپ تھا نام اوس شاہ کا
نکرتا تھا زنہار فرمانبری
کہ محکوم تھی اوسکے دیو و پری
غرض فوج پر اپنے مغرور تھا
بہت اپنے نزدیک وہ زور تھا
سوا اسکے تھا صدر ارزان
ہمیشہ تھے محکوم شاہ جہاں
جہاندار گشتاسپ تھا دادگر
نہ تھا کام جز داد شام و سحر
نگہبان عدل و کرم گستری
شب و روز مصروف دین پروری
کتایون سے پیدا ہوے دو پسر
تو اسفندیار و پشوتن دگر
رکھا نام اسفندیار ایک کا
دگر طفل کا نام پشوتن رکھا
ہوے دونوں شہزادے پر فن جب
سکھائے ہنر شاہ نے اونکو سب
جو جاماسپ اوس شہ کا دستور تھا
وہ علم سماوی میں مشہور تھا
منگا کر گیاہ بیابان زرہوش
اوسے دیگ میں ڈال اور کر کے جوش

بچھایا پھر اسفندیار او سمین لا | آ جب سے وہ رویین بدن ہو گیا
بہت زورمند و جوانمرد تھا | جہاں میں بمردانگی فرد تھا
ہوا ختم رستم کا احوال رزم | بس اب دل کو ہے رزم دیگر کا عزم

وہی گرد رویین تن اسفندیار | کہیں پور شاہنشہ نامدار
یہ لکھتا ہے فردوسی نامدار | کہے ہیں اشعار اسی ہزار
لکھوں جنگ اسفندیار جوان | کروں کارنامہ جوان کا بیان



رسیدن زردشت آتش پرست در حضور گشتاسپ شاہ و خود را به پیغمبری آشکار کردن و آمدن گشتاسپ شاہ در دین او و لشکر کشیدن ارجاسپ شاہ ماچین و چین بر ایران و محاربۂ عظیم رو دادن و از دست اسفندیار کارنمایان بظہور رسیدن و فتح یافتن گشتاسپ و رواج دادن اسفندیار دین زردشت را در عالم

کوئی گرد تھا ایک زردشت نام | خبردار علم فلک سے تمام

وہ آیا حضور شہ دین پناہ
کیا ایکدن یہ عمل آن کے
غرض اصل وس شجر کا بیان کیجیے کیا
ہوا شاد گشتاسپ فرخ نہاد
یہ زردشت بولا کہ اندیشہ کیا
ہوا خواہش دل سے اوسکا مرید
دکھاؤن تجھے معجزے اب یہان
اگر میں کبھی پہ ہون نامہربان
مرے پاس آتے ہیں اکثر ملک
تو کر اوسکے آئین کرے اختیار
کیا تھا جو زردشت نے آشکار
گیا یا لئے بالاے نہ آسمان
کہا ایک ترک نے اوسنے اے تاجدار
لکھا شاہ نے نامہ ارجاسپ کو
پڑھا شاہ گشتاسپ کا نامہ جب
سنا ہے یہ شاہا تو بیدین ہوا
تجھے اوسنے گمراہ آکر کیا
ترا باپ بیدار و یزدان پرست
کہ بیدینی اب تونے کی اختیار
سپہ ورنہ کھینچون پس بکیدوا
ذرا اپنے نامے کو پڑھ مجھ سے
پڑھا جبکہ مضمون نامہ تمام
سمجھتا ہے کیا کیجیے عزم جنگ
زریر اولا وے تب یون کہا
ہوا شادمان شاہ کشور کشا
کرو نہین تجھے کشتہ زخم کین
یہ نامہ جو پہونچا تو سالار چین
جہان لشکر چین پہونچا تھا
سنا جب خبر شاہ گشتاسپ نے

بیان شہ سے کی اپنی آئین و راہ
کہ گشتاسپ نے آکر ایوان کے
کہ برگ و ثمر اوسکا جو کھاتا تھا
زیادہ ہوا اور بھی اعتقاد
کرون جا کے میں چارہ لہراسپ کا
عقیدت کا ہر رو زردشت تھا مرید
عیان مجھ پہ ہے راز ہفت آسمان
تو دوزخ نصیب اوسکی ہو بیگمان
عیان مجھ پہ کرتے ہیں یہ ازفلاک
تو مقبول ہو پیش پروردگار
وہی اوسکا مذہب کیا اختیار
خدا کو بھی میں دیکھ آیا وہان
ترا ہے مددگار پروردگار
کہ میں نے تو اب دست بردار ہو
سپہدار ارجاسپ سمجھا یہ تب
پذیرندہ تازہ آئین ہوا
تبہ کار بیتر اسر اسر کیا
اور افسوس ہے تو شیطان پرست
نہ گمرہ ہو بہی خدا از نہار
کرون ملک ایران کو یکسر تباہ
تو آبا زید رسم و رہ جلو سے
تو دستور گشتاسپ جاما نام
نہین چاہیے اسمین ہرگز درنگ
کہ جنگ آزمودہ نہین ہے شاہا
لکھا پاسخ ارجاسپ کے نامے کا
نہ تو ہونہ لشکر نہ ما چین و چین
ہوا پڑھکے مضمون بہت خشمگین
نہ رہتا تھا برگ و شجر کا نشان
کہ کھینچی ادھر فوج ارجاسپ نے

کیا راز آتش پرستی عیان
ہوا ایک پیدا درخت بلند
نصیب اوسکی ہو وے تھا علم فلک
پھر آئی خبر پیش گشتاسپ شاہ
غرض بلخ سے آیا جب پیش شاہ
کہا شہ سے زردشت نے آکے تب
جسے چاہو تم اوسکو بھیجو ادہر
جہان بادشاہا بالطاف رب
مرے واسطے شہ نے دی اشتاکتاب
غرض شہ نے سن قول زردشت کا
کئی دن کے بعد اوسنے پھر کیا
کبھی شاہ گشتاسپ عالی گہر
کر اب شوق سے عزم تسخیر چین
وگرنہ ملاؤن تہ خون و خاک
کہ زردشت نے شہ کو گمرہ کیا
ترے پاس پہونچا ہے شور تخت
کیا کیش و دین تونے اپنا تباہ
پی پاس وین تجسے ہون کینہ خواہ
ترا ہے جو پیغمبر بد سیر
لکھا دوستانہ یہ نامہ تجھے
روانہ ہوے لیکے نامہ وہ دیو
یہ بولا کہ لکھیے بجلد جواب
لگا شاہ سے کہنے اسفندیار
تعینات ہو ساتھ میرے سپاہ
اوٹھائے تو کسواسطے رنج راہ
غرض نامہ طیار جب ہو چکا
سپہ لیکے وہ مین پی کارزار
نگر تا تھا غارت فقط کینہ جو
تب آیا سپاہ گران لیکے شاہ

ہوا معتقد اوسکا شاہ جہان
ثمر اوسکا مطبوع و خاطر پسند
فزون عقل ہوتی تھی بیشبہ و شک
کہ ہے سخت بیمار لہراسپ شاہ
تو پھر وہ شہنشاہ کیوان کلاہ
رسول خدا ہو تمہیں اے نیک فر
سو گلستان بہشت برین
نظر مین مری عرش کرسی ہے سب
ہوئی نازل اے شاہ گردون جناب
تو اب ترک دین اپنا یکسر کیا
ہوئی اوسکو ہر طرح خوشحالی شہا
نہ پھیرے ہے تھا فرمان اوسکے سر
تو ہوسا تھا ارجاسپ کے رزم کین
کرون تیغ کین سے تجھے مین ہلاک
دیا مین پاسخ نامہ پھر یہ لکھا
کہ ہے سخت بد کیش و بد رو و تند خو
یس پیش زنہار دیکھا نہ آہ
سنا سب نے تجھکو کہ اے بادشاہ
اوسے اپنے اقلیم سے کر بدر
کر دیا عمل یہ تو ادین و دنیا تجھے
شتابی گئے پیش کیہان خدیو
کہا سنکے زردشت نے یون شتاب
تجھے کیجیے رخصت سوئے کارزار
کہ ہون ساتھ ارجاسپ کے کینہ خواہ
شتابی سے ہو بخویون لیکر سپاہ
تو پھر شہ نے دیوونکو رخصت کیا
روانہ ہوا سوے ایران دیار
جلاتا تھا ہر کاخ و ہر قصر کو
دلیران جنگ آور و کینہ خواہ

سواران جنگی تھے شش صد ہزار / نبرد آزمایان خنجر گذار
خرد مند جاماسپ شہ کا وزیر / صطرلاب اوسی مین تھا بے نظیر
کہ ہے فتح کسکی یہ روز وغا / وہین دیکھکر اوسنے ظاہر کیا
دلیران ایران بہت ہون ہلاک / پھر آخر بالطاف یزدان پاک
صف آراستہ بعد ازان ان ہوئی / بہم رزم جنگی نمایان ہوئی
پسر شاہ لہراسپ کا اردشیر / کہ تھا وخت کاوس وہ دلیر
کیے قتل اوسنے کئی نامدار / ہوا کشتہ پھر آپ انجام کار
ہوا جبکہ وہ کشتہ تیغ تیز / گیا پور جاماسپ بہر ستیز
گیا پھر وہین جنگجوے دلیر / ہوا نامور نستوہ پور زریر
ہوا جبکہ نستوہ جنگی ہلاک / زریر دلاور ہوا خشمناک
کئی پہلوان اور کئی دیوزاد / مقابل ہوے آگے مانند باد
شتابان ہوا پھر سوار دلیر / سو شاہ ارجاسپ مانند شیر
ہوا تب خروشندہ سلطان چین / گرامی نامداران ترکان چین
اوسے حسب شوکت و شان کرون / بہت گنج و زر دیکے شادان کرون
کیا دیو نے زخم و وہین رہا / ہوا قتل وہ مرد جنگ آزما
دلیران ایران سے کہنے لگا / کہ ہے کوئی مرد نبرد آزما
وہین سنکے بولا یہ اسفندیار / کرون جاکے مین دیو کا کارزار
اگر دیو خونخوار کو کرکے پست / تو دے لشکر چین کو مین شکست
پھر اتنے مین لشکر مین غوغا اٹھا / کہ اس دیو نے حشر برپا کیا
یہ سنکر ملک زادہ اسفندیار / وہین اسپ شبدیز پر ہو سوار
کہا ہو نہین روئین تن اسفندیار / نہین تاب دیونکو یہ زینہار
روان کی وہین دیو سرکش نے تیغ / سو نامدار جہان سپر سے تیغ
کیا زخم نیزہ رہا دیو پر / سنان نے کیا بس جگر سے گذر
جدا کرکے سر جسم ناپاک سے / جوان نے کیا بستہ فتراک سے
مدد کو گئے سوے اسفندیار / یہ کہنے لگا اونسے اے نامدار
یہ کہکر سپہدار اسفندیار / عقب اوسکے دونون وہ جنگی سوار
ہوا حملہ آور بہ فوج گران / زد و کشت باہم ہوئی خونفشان
گریزان ہوا اوان سے سلطان چین / ہوئے سب پراگندہ ترکان چین
کہ جانبخشی اے شہ کرے تو اگر / تو آتش پرستی کرین سر بسر

پے لشکر چین بہ تیغ و تبر / سواران ایران سے تھا بیشتر
لگا اوس سے کہنے شہ نامدار / صطرلاب مین دیکھ اے ہوشیار
کہ خویش و برادر مرے روز جنگ / بہت کشتہ ہون زیر تیغ و خدنگ
ملین مجھے ہووے فتح و ظفر / گریزندہ ہو فوج چین سر بسر
دلیران ایران گرد ان چین / ہوے گرم پیکار از روے کین
دلیرانہ آیا سوے حربگاہ / سواران چین سے سوار زرہ خواہ
برادر جو اوسکا وہ شیداسپ تھا / سو زنگہ بعد اوسکے گیا
کیے اوسنے ترکان خونخوار قتل / ہوا آپ بھی آخر کار قتل
کیے غرق خون مرد خنجر گذار / نہ جانبر ہوا آپ بھی زینہار
روان کرکے گھوڑا سوے رزمگاہ / ہوا گرم کین مثل مار سیاہ
جوانمرد نے کھینچکر تیغ کین / کیے قتل دیوان و ترکان چین
صف فوج کو چیر کر سر بسر / گیا جبکہ نزدیک وہ نامور
دلیرانہ اب گرم پیکار ہو / کرے جو کوئی قتل اوس دیو کو
وہین سپہ رنگ ایک مرد دلیر / ہوا آنکہ ہم نبرد زریر
زریر دلاور ہوا کشتہ جب / ہوا پر الم شاہ گشتاسپ تب
جو اس پور سے جاکے ہو جنگجو / ملا دے تہ خاک دشمن کو
جہانگیر گشتاسپ نے ہو کے شاد / کہا یون کہ اے پور فرخ نہاد
تو سر پہ ترے افسر زر رکھون / تجھے تخت شاہی حوالے کرون
شہ ایران ہوے کشتہ ایرانیان / نہین ہے تاب اقامت یہان
دلیرانہ آیا دوان سوے دیو / لبان پر بر زبان کر غریو
جو ہین ساتھ سب نبرد آزما / کشندہ ہون دیوان خونخوار کا
دلیرے وہ تیغ ہنگام جنگ / پکڑلی دلاور نے اور بیدرنگ
ہوا کارگر نیزہ آبگون / گرا خاک پر دیو سرکش نگون
شتابان ہوا نیزے مین پور زریر / اور اک گرد فرشیدورد دلیر
کہ آؤ چلو سوے ارجاسپ شاہ / کرو اوسکے لشکر کو یکسر تباہ
شتابان ہوے سب سالار چین / جہاندار گشتاسپ بھی پھر بہ زین
کیا قافیہ لشکر چین کا تنگ / رہی پھر نہ ارجاسپ کو تاب جنگ
گرفتار آئے بہت سرکشان / یہ کہنے لگے ہو کے زاری کنان
کیا رحم گشتاسپ شہ نے یہین / پھر آیا وہان شاہ روے زمین

پڑا تھا جہان کشتہ جنگی زریر
ادھر سب سے شاہ آفاق گیر
ہوا نعش پر اوسکی نوحہ کنان
کہا یون کہ اے سرفراز کیان

ہوئی تلخ اب زندگانی مجھے
دریغا کہ یون کشتہ دیکھون تجھے
اوسے رکھکے تابوت مین پہلوان
شہنشہ ہوا سوے خیمہ روان

لگا کہنے دستور سے شہریار
کہ میدان مین کشتگان کا شمار
شمار اوسنے جب کشتگان کا کیا
ہوا آشکارا کہ وقت وغا

ہوئے کشتہ ایرانیان سی ہزار
از انجملہ تھے ہشتصد نامدار
جب آیا سو نعش ترکان چین
تو نکلا سہ چند اسکے گردان چین

ہوئے قتل میدان مین یکصد ہزار
ہزار و صد و شصت و سہ نامدار
میسر ہوئی جب کہ فتح و ظفر
ہوا شاد شاہنشہ نامور

دیا دین زردشت کو پھر رواج
جہاندار نے از سر ابتہاج
دلیری و مردی و اسفندیار
ہوا دیکھکر شاد وان شہریار

اوسے شاہ نے تخت و افسر دیا
خوشی سے ولیعہد اپنا کیا
کہا پھر کہ اے پور عالی گہر
سپہ ساتھ لے کر تو باندھ اب کمر

جہان مین با آئین و طرز نکو
مروج تو کر دین زردشت کو
ہوا شاہ سے رخصت اسفندیار
سوے روم پہلے گیا نامدار

شہر روم محکوم وہ وہین ہوا
پذیرندہ دین آئین ہوا
رکھا ژند و استا کو بالاے سر
اطاعت مین بہبود آئی نظر

گیا پھر سو ہند اسفندیار
جہان مین یہ آئین کیا آشکار
پھر آیا سوے چین پہلوان
ہوئے لوگ وان کے پرستش کنان

گیا جس ولایت مین اسفندیار
گیا جس طرف نامۂ نامدار
ہوئے سب وہان کے فرمان پذیر
رعایا و شاہ و امیر و وزیر

گئی ہر طرف ژند و استا کتاب
نہ آئی کسیکو یہ زنہار تاب
کری حکم سے اوسکے جو انحراف
کسینے نہ ہرگز کیا یہ خلاف

سپہدار نے پھر یہ نامہ لکھا
سو شاہ گشتاسپ کشور کشا
کہ خرد و کلان نے ز روی طلب
پذیرا کیا دین زردشت سب

ہر اک ملک مین مردم خاص و عام
ہوئی گرم آتش پرستی تمام
یہ سنکر ہوا شاہ گشتاسپ شاد
کہ حاصل ہوئی جان و دل کی مراد

قید کردن گشتاسپ اسفندیار را باغوای گرزم پہلوان تشریف آوردن در سیستان

جہاندار نے ایک کی انجمن
بٹھے آگے حاضر سران زمن
کوئی ایک تھا گرزم پہلوان
ندیم شہنشاہ گیتی ستان

ولے تھا وہ بدخواہ اسفندیار
لگا کہنے شہ سے کہ اے شہریار
سنا ہے کہ اسفندیار جوان
سپہ لیکے ساتھ اپنے فوج گران

غرور اوسکو ہے زور سر پنجہ پر
کہ ہم ہیچ اوسکا نہین غیر سر
رکھے ہے وہ دل مین خیال تباہ
ارادہ یہ اوسکا ہے شام و پگاہ

کہ تجھکو کرے آن کر بان اسیر
ترا چھین لے تاج و تخت و سریر
سنا تھا جو بیٹے وہ ظاہر کیا
جو تھے بھید جی مین وہ سب کہہ سنا

ہوا سنکے آزردہ گشتاسپ شاہ
نہ اول ہوا پھر سو بزمگاہ
گیا اک قلم صبر و آرام و خواب
رہا روز و شب وہ بصد اضطراب

طلب کر کے پھر اپنے دستور کو
لگا کہنے شاہنشہ نامجو
کہ جلدی تو جا پیش اسفندیار
پیام ان شہ کا اوسکو اے نامدار

وہ جاماسپ دستور شاہ جہان
گیا پیش اسفندیار جوان
دیا پھر پیام شہ نامدار
لگا کہنے پھر وہ ہین اسفندیار

سنے کل کی شب آپ با نظر
کہ ہے خشمگین آپ سے میرا پدر
وہ بولا کہ ہے یہ سبب اے ہوا خواہ
جو اکبر ز فتنہ کہا یون شتاب

کہ کیا واسطہ میری تقصیر کا
ہے آشفتہ شاہ کشور کشا
کیا اپنی سر اک کو آتش پرست
کیا سر بلندان عالم کو پست

ہوئے میری شمشیر سے سرگران
پرستندہ پادشاہ جہان
نہ کی میری خدمت پہ ہرگز نظر
ہوا خشمگین آہ یون تاجور

سمجھتا ہون اپنا جگہ وہ آج
حقیقت مصلحت سو کر آشکار
وہ بولا یہ بہتر ہے اے نامور
کہ حاضر ہو چلکر حضور پدر

لگا کہنے یہ سنکے اسفندیار
کہ انکار دیگا مجھے شہریار
وہ بولا کہ بہتر ہے جو ہو پدر
نہ پھر اوسکے فرمان سے زنہار سر

ملکزادہ رکھتا تھا فرزند چار
پسر گرد وہین تھا بہمن نامدار
دوم پور مہر نوش نامور
سیوم آذر کرد و فرخ سیر

چہارم تھا نوش آذر نامجو / ہنرمند دانا و فرخندہ خو
غرض گرد بہمن کو اسفندیار / بجاہ و حشم کرکے مختار کار

روانہ ہوا سوی گشتاسپ شاہ / سہ فرزند کو ساتھ لے اور سپاہ
گیا جب حضور شہ نامدار / ہوا تب گرفتار اسفندیار

اسے قید کرکے گیا پھر روان / شہنشہ نے سوی در گنبدان
ستونہای سخت آہنی کے چار / ستونوں سے باندھا اور استوار

سنا جبکہ بہمن نے یہ ماجرا / بصد رنج و غم بلخ میں تب گیا
وہاں سے تب سو در گنبدان / ہوا بھائیوں کو وہ لیکر روان

گیا الغرض پیش اسفندیار / ہوا باپ کا مونس و غمگسار
گذر جب گیا روزگار دراز / تو گشتاسپ شاہنشہ سرفراز

ہوا بلخ سے عازم سیستان / کہ آئین تازہ کرے واں عیان
جو نزدیک پہونچا وہ فرمانروا / تو آیا تہمتن وہیں پیشوا

کیا اختیار اوسنے آئین شاہ / مروج کیا ملک میں دین شاہ
رکھا زند و استا کو بالائے سر / کیا اوسکو رنجہ واں زود تر

کیا بعد ازان شاہ کو میہمان
رہا شاہ گشتاسپ دو سال واں

رسیدن کہرم پسر ارجاسپ با فوج سنگین در بلخ و لہراسپ را کشتن و بلخ را فتح کردن و آمدن گشتاسپ از سیستان و آمدن ارجاسپ برای امداد پسر و شکست خوردن گشتاسپ

سنی شاہ ارجاسپ نے یہ خبر / کہ اسفندیار یل نامور

بفرمان گشتاسپ آفاق گیر / میان در گنبدان ہے اسیر
گیا ہی سوی سیستان بادشاہ / نہیں بلخ کے شہر میں کچھ سپاہ

یہ سنکر ہوا شادمان شاہ چین / کیا پھر وہین عزم پیکار و کین
سپہدار کہرم تھا اوسکا پسر / اوسے با سپاہ گران آنکر

سوی بلخ اوسنے روانہ کیا / وہاں اسفندیار کوئی سرگر نہ تھا
کہ کہرم ہوا آن کینہ خواہ / گئے مردمان پیش لہراسپ شاہ

کہا یوں کہ اے بادشاہ جہان / نہیں کوئی سردار لشکر یہان
مناسب ہے اب تجھکو سروری / کہ زیبندہ ہے تمکو سرلشکری

یہ کہنے لگا وہ شہ نیکنام / کہ جیتے جی یہ دوران پہنچی ہے کام
سروکار کچھ سروری سے نہیں / مجھے کام سرلشکری سے نہیں

بہت عذر لایا وہ فرخندہ کیش / ولے عذر ہرگز گیا کچھ نہ پیش
مکان عبادت سے لہراسپ شاہ / گیا لاجرم جانب رزمگاہ

سپہ شاہ کے ساتھ تھی یکہزار / فزون اس سے ہرگز نہ تھا اک سوار
ہوا اول وہیں فوج کہرم ہوئی / دلیرانہ پھر جنگ باہم ہوئی

جو لہراسپ آیا سوی کارزار / کیے کشتہ ترکان چین بیشمار
سواران بلخی نے وقت وغا / کیا قافیہ تنگ بدخواہ کا

سپہدار کہرم ہوا خشمگین / لگا کہنے اے ابلہان چین
بہم کینہ آور ہیں جنگی سوار / اودھر یکہزار اور ادھر صد ہزار

ولیکن نہایت تعجب ہے یان / کہ پڑتے ہیں لہراسپ پر نوجوان
یہ یکسر ہوئی حملہ آور سپاہ / کسی سو سواران لہراسپ شاہ

لیا گھیر لہراسپ کو بس وہین / ہوا گرم بازار پرخاش و کین
ہوا آخر کشتہ لہراسپ شاہ / زمین پر گرا خسرو دین پناہ

ہوا جبکہ لہراسپ بیحد جدا / تو پھر چینیوں نے دوپارہ کیا
ہوا بلخ میں چینیان کا دخل / کیا چینیوں کا اسیر اور قتیل

شکستہ ہوئے یکسر آتشکدہ / کیا زند و استا کو آتش زدہ
زنان شبستان گشتاسپ شاہ / ہوئیں قید یکسر بحال تباہ

ولے بھاگ کر اس زن گشتہان / شبستان ہوئی جاے بیتاب خون
گئی پیش گشتاسپ با چشم تر / کہا ماجرا بلخ کا سربسر

ہوا سنکے غمناک شاہ جہان / یہ رستم سے بولا کہ ای پہلوان
یہی وقت یاری و امداد کا / شہنشہ کو رستم نے پاسخ دیا

کہ بالفعل شاہا تو کر عزم جنگ / عقب تیر پہونچا ہمین بیدرنگ
ہوا شاہ گشتاسپ ہمرہ ان / سو بلخ پہونچا دہاں سے دوان

سپہدار ارجاسپ بھی لیکے فوج / روانہ ہوا چین سے مانند موج
ہوا ملتفت کہرم نامور / ہوا اپنے آگے سے پیش سپر

جو ارجاسپ آیا بفوج گران
مقصر ہوں خدمت سے میں لاجرم
سیہ سے لگا کہنے پھر تاجور
سپہ لیکے آیا سوے رزمگاہ
ہوئی پھر صف آراستہ سر دو سو
ہوا گرم صحرا میں بازار جنگ
ہوا لشکر چینیاں چیرہ دست
غرض شاہ گشتاسپ عالی تبار
مضطر لاب میں دیکھا ای نامور
تو حاصل نہو فتح و ظفر پھر وہیں
کہ اسفندیار جہانگیر کو
بحکم جہاندار آفاق گیر

ہراساں ہوئی فوج ایرانیان
مجھے رکھے معذور با صد کرم
بلا سے نہ آیا تہمتن اگر
کہ تا لشکر چین سے ہو کینہ خواہ
دلیران جنگی ہوے جنگجو
ہزاروں ہوے سر جدا بیدرنگ
دلیران ایران کو پہونچی شکست
ہوا جا کے قائم سر کوہسار
کہو کس طرح سے ملے ظفر
تبہ ہوویں یکدست ترکان چین
مرا نامہ لیجا کے اے نامجو

سو اسکے رستم نے نامہ لکھا
ہوا خشمگین خسرو ارجمند
جہان آفریں اب ہمارا ہے یار
شہ چین بھی لیکر سواران چین
خروشان ہوا کوہ و دشت و دمن
ہوا دامن دشت دریاے خون
گریزاں ہوے جبکہ ایرانیان
وہ جاماسپ تھا شاہ کا جو وزیر
گذارش کیا اوسنے ای شہریار
یہ ظاہر کیا جبکہ جاماسپ نے
دژ گنبداں ہی سے یہاں لا شتاب

کہ کچھ کام درپیش ہے یاں شہا
نہ آیا وہ سے عذر بیجا پسند
یہ کہکر ہوا شاہ ایران سوار
مقابل ہوا آنکے بس وہیں
کہ لرزندہ جس سے ہوا کوہ قاف
درفش سواران ایران نگون
تعاقب کو سنکے گئے چینیان
لگا کہنے اوس سے شہ بے نظیر
جو ہو گرم پیکار اسفندیار
کہا تب اوسے شاہ گشتاسپ نے
توقف کو مت دو دیو جا شتاب
روانہ ہوا لیکے نامہ وزیر

رہائی یافتن اسفندیار از بند گران

بحکم گشتاسپ شاہ و آمدن ہمراہ جاماسپ از دژ گنبدان بحضور پدر و بعنایات شاہی کامران بودن و فرستادن گشتاسپ اسفندیار را بجنگ ارجاسپ و فتحیاب بودن اسفندیار و گریختہ رفتن ارجاسپ و داخل شدن گشتاسپ در بلخ

گیا جب وہ پیش شہ نامدار
دیا نامہ شاہ شہزادے کو
گرفتار زنجیر کرکے گیا
تو اب والی ہیں وہ کر بغض و کیں
وہ یانتک گرفتار آہن میں تھا
تو جاماسپ نے اوسکو باکر و فر
پھر اپنے جرائم کا ہو عذر خواہ
تجھے سونپ دوں تخت ایران زمین
پھر اسفندیار جوان کو رواں
پے جنگ جیجا وہ اسفند یار
ہوا سامنے اوسکے وہ دو قدم
سلے جسم اوسکا سلامت ہا

لگا کہنے شہزادہ جنگجو
رکھا مجھپہ بیداد ناحق روا
یہ زنہار وقت شکایت نہیں
دم مخلصی اوسکو غش آگیا
مع چار فرزند والا گہر
لگا کہنے ای پور باغ و جاہ
کروں پھر میں طیار عات جان فریز
کیا سو ہی اعدا بفوج گران
اور اک پہلوان نام تھا گرگسار
وہ رویین بدن مثل شیر غرندہ
کہ روئیں بدن وہ جو الگر

کہ ہی گرزم پہلوان پور شاہ
دیا سنکے جاماسپ نے یہ جواب
غرض یکی جاماسپ نے اوسکو پند
جب آیا وہ پھر ہو شہ دل فگار
دیالا کے گشتاسپ سے بلا
مرے ملک سے خصم کو دور کر
یہ فرما کے اور کرکے گرزم طلب
تو ارجاسپ نے جب سنی یہ خبر
مقابل ہوئی دو صف کارزار
کئی گرگسار ڈالا در کے تیر
شتاب اوسنے اور اسکو کمند

حضور ملکزادہ اسفندیار
کہ کہنے سے جسکے مجھے بیگناہ
کہ اے نامدار شہ یا جناب
کیے دور یکدست آہن کے بند
اور اوسکے ہوا دل کا جیسا قرار
بہت مہربان شاہ اوس پر ہوا
الم سے چھوڑا مجکو مسرور کر
کیا قتل اوسکو بخشم و غضب
روانہ کیا گھر میں اپنا پسر
پے جنگ آیا نکل گرگسار
ہوے پار جوشن کو یک تخت چیر
کیا گردن خصم کو اوسمیں بند

گرا پشت سے واسطے گرگسار / اوسے کھینچکر جلد اسفندیار
کیا اپنے لشکر مین لاکر اسیر / پھر آیا بے جنگ با تیغ و تیر
سوی یمین یکصد و نبت تن / ہوے کشتہ از بازوے صف شکن
گیا وہ اونہے کہرم بوقت ستیز / ہنر دیکے ارجاسپ کرکے گریز
پھر اوس جا سے کر عزم اسفندیار / لگا کاٹنے سر بسمت یسار
کیے تیغ سے کھیت شصت و پنج / جدا سر دلیرون کے بیدرد و رنج
ہوے جنگ سے گرد ترکان زبون / وہ میدان بس بن گیا بحر خون
ہوئی فوج ارجاسپ شہ کی تباہ / گریزان ہوئی چھوڑ کر رزمگاہ
ظفریاب گردان ایران ہوے / گریزان سواران ترکان ہوے
رہی جبکہ تاب ثبات و قرار / شہ چین ہوا رہ نورد فرار
بفرمان اسفندیار جوان / ہوے گرد ایران تعاقب کنان
بہت ترک کھینچے تہ تیغ کین / ہوئی لالہ گون خون سے وانکی زمین
لیا منہ مین ترکون نے پھر برگ کاہ / حضور جوانمرد لائے پناہ
ہوا مہربان اوس پہ اسفندیار / پھر آیا حضور شہ نامدار
بصد شوکت و حشمت و عز و جاہ / ہوا داخل بلخ گشتاسپ شاہ
لگا کہنے پھر شاہ فرخ تبار / کہ اے مرد روئین تن اسفندیار
تری بہنونکو لیگیا شاہ چین / تو پھر اوس سے ہو جا کے اب گرم کین
چھوڑا کر اونھین قید سے لا یہان / نہ تاخیر کر ہو شتابی روان
قسم ایزد پاک کی اے پسر / کہ آوے تو جسدم بفتح و ظفر
کرون ترک دنیا و دولت وہین / عبادت کرون ہو کے گوشہ نشین
حوالہ کرون تجکو تخت شہی / زر و گنج و دیہیم و فرماندہی
یہ سنکر دلاور نے پاسخ دیا / مبارک تجھے تخت و افسر شہا
ترا ہو نہین اک بندہ جان نثار / نہ خواہندہ افسر زرنگار
بفرمان شاہنشہ دین پناہ / شتابی ہون ارجاسپ سے کینہ خواہ
نہ توران مین چھوڑون نہ چین نہ یہان / کرون شاہ ارجاسپ کو سخت خوار
چھوڑا لاؤن انہین خواہرونکو شتاب / باقبال شاہ ثریا جناب
کہا شاہ نے آفرین مرحبا / شب و روز یاور ہو تیرا خدا
لگا کہنے شہ سے پھر اسفندیار / کہ یون عرض کرتا ہی اب گرگسار
کہ ہو تجکو بھی قید سے مخلصی گر / تو خدمت کرون تیری شام و سحر
جہان قصد تیرے ہین عجزان زہا / سجا لاؤن نہین شرط خدمت سدا
جہاندار نے اوسکو کرکے طلب / کہا یون زروے نشاط و طرب
کیا قید سے تجکو ہمنے رہا / ادا کیجیو تو بھی رسم وفا
حضور جوانمرد اسفندیار / تو رہیو شب و روز خدمتگذار
پھر آتا ہون اپنے قلم کی عنان / اور آتا ہون اب بسر ہفتخوان

رفتن اسفندیار جانب دژ روئین براہ ہفتخوان برای رہائی ہمشیرہای خود

رہا جب ہوا قید سے گرگسار / تو پھر مرد روئین تن اسفندیار
اوسے لیکے اپنے مکان مین گیا / رہا وہ بصد مصروف لطف و عطا
کہا یون کہ صدق ارادت سے گر / رہے تو مرے پاس شام و سحر
کرے راست گوئی بیان اختیار / تو ہر دم فزون ہووے عز و وقار
تجھے ملک ترکان سے اک ملک دون / ترے تن سے ورنہ جدا سر کرون
وہ بولا کہ خبر سے اسکی زینہار / نہین کچھ مجھے کام لیل و نہار
کرون صدق دل سے پرستندگی / بجا لاؤن رسم رہ بندگی
لگا کہنے اوس سے یہ اسفندیار / کہ سوے دژ روئین اے گرگسار
بتا کونسی راہ سے ہون روان / کہ پہنچون نہین آرام سے جلد وان
وہ بولا کہ اک راہ ہے خوبتر / کہ ہے کس قدر آباد اے نامور
سہ ماہہ مسافت رکھے ہے وہ راہ / بخوبی گذر جاوے اوس سے سپاہ
کم آباد ہے اوسکی راہ دگر / ملے میوہ و آب سے بیشتر
دو ماہہ مسافت ہے اے نامدار / نہین کچھ بھی خوف خطر رہنما
سوم ہفت روزہ ہے اے ارجمند / ملے سخت وہ راہ سے پر گزند
اور اوس راہ کا نام ہے ہفتخوان / کسے ہے یہ قدرت کہ جاوے وہان
ہر اک منزل اوسکی ہے پر خوف و بیم / جہان جادوان رہتے ہین عظیم
کہیں شیر و گرگ اور کہیں اژدہا / ہو جنگ سے جسکے کوئی رہا
زن ساحرہ مدبر و شور بخت / بیابان و سیمرغ و سرمای سخت
گذر اوس بیابان مین دشوار ہے / کہ ہر گام پر رنج و آزار ہے
یہ بولا جوانمرد اسفندیار / کہ مجکو نہین کچھ خطر زینہار

شتابندہ ہو نہیں سوئے ہفتخوان ‏ کروں دفع ہر اک بلا کو وہان
یہ کہنے لگا یون کہ ای پہلوان ‏ رہ ہفتخوان سے تو واقف ہو زبان
یہ گفتار سنکر خوش آئی نہین ‏ کیے بستہ پھر دست و بازو وہین
کہا مینے جو کچھ ہو باطل نہین ‏ مرے قید کرنے سے حاصل نہین
گیا راہ سے تو گریزان نہ ہو ‏ مرے دیکھنے کا تو قوت و زور کو
یہ کہکر گیا پیش شاہ زمین ‏ ہوا شہ سے رخصت یل پیلتن
غرض کر پشوتن کو سالار فوج ‏ روانہ ہوا وہ ہمین مانند موج
گئے اپنی سرحد سے جس دم گذر ‏ تو اک دشت پر ہول آیا نظر

یہ کہکر بلائی مے خوشگوار ‏ ہوا مست مخمور جب گرگسار
دلیر و قوی زور سے گو ہزار ‏ تو جا بند سنو گا تو نے زنہار
وہ کہنے لگا ہو کے گریہ کنان ‏ کہ میری خطا کیا ہے ای پہلوان
وہ بولا نہیں تجھپہ خشم و غضب ‏ تجھے اسلیے مینے باندھا ہے اب
کہ کیا کیا دلیری ہو مجھسے عیان ‏ سمجھ بھی کرون طی رہ ہفتخوان
سواران جنگی لیے دس ہزار ‏ خزانہ بھی شہ نے دیا بیشمار
کف و کتف بستہ جو تھا گرگسار ‏ رکھا ساتھ اوسے اسپ پر سوار
وہ تھی اولین منزل ہفتخوان ‏ کرون میں حقیقت اوسکی بیان

احوال منزل اول راہ ہفتخوان

وہ صحرا جو دیکھا تو اسفندیار ‏ لگا پوچھنے یون کہ ای گرگسار
بلا آویگی آج در پیش کیا ‏ وہ بولا کہ اے مرد زور آزما
دو کرگدن جنگی ستمگار ہین ‏ قوی ہیکل و سخت خونخوار ہین
سواروں سے روئین تن اسفندیار ‏ یہ بولا کہ جب گرگ ہون آشکار
یہ کہکر زور دلیری وہ مرد ‏ ہوا دشت پر خوف مین رہ نورد
لگے اسقدر زخم پیکان تیز ‏ کہ خستہ ہوئے گرگ وقت ستیز
دلیرانہ آکر مقابل ہوئے ‏ سوئے فتح پیکار مائل ہوئے
جوانمرد نے پھر یہ اوس سے کہا ‏ کہ باقی کوئی اور بھی ہے بلا
نہیں آج کچھ اور خوف و خطر ‏ بعیش و طرب کیجیے شب بسر

کہ ہنگام پیکار بیخوف و باک ‏ کریں پہلوئے پیل دانتوں سے چاک
تو کیجو بارش تیر تم کیجیو ‏ نہ زنہار فرصت ذرا دیجیو
نمایاں ہوئے گرگ خونخوار جب ‏ کیا تیرباران سواروں نے تب
وہیں کھینچکر تیغ زہر آبدار ‏ پشوتن جوان اور اسفندیار
کیا قتل گرگوں کو انجام کار ‏ ہوا دیکھ حیرت زدہ گرگسار
وہ بولا کہ بس تھے یہی گرگ دو ‏ سو تونے کیے قتل او جنگجو
غرض تا ان فرود آئی ہنگام شام ‏ لگے پینے صہبائے گلگوں کا جام
ہوئے بعد ازان مائل خواب ‏ بسر کی بخوبی وہ آرام شب
ہوا مہر رخشان جو وقت سحر ‏ تو وہ انسے روانہ ہوئے پیشتر

احوال منزل دوم راہ ہفتخوان

دلاور نے یوں راہبر سے کہا ‏ کہ ہے راہ میں آج کیا کیا بلا
کہ ہین پیل سے بھی سطبر و بلند ‏ مبادا تجھے اونسے پہونچے گزند
پشوتن لگا کہنے ہم تم بہم ‏ کریں حملہ شمشیر کر کے علم
دلیرانہ پھر کھینچکر تیغ کین ‏ دو پارہ کیا شیر نر کو وہین
سنے اوس دلاور نے بیخوف و بیم ‏ کیا تیغ بران سے اوسکا دو نیم
اقامت گزین ہو کے باصد خوشی ‏ مے نوشگوار اوسنے ان نوش کی
وہ بولا کہ اک اژدہا ہے دمان ‏ مقابل ترے آئیگا ای جوان
ہوا سنکے یہ بات اندیشہ مند ‏ لگا کہنے پھر سرور ارجمند
نہ تاخیر کو دخل ہر گز دیا ‏ شتابی شہ گردون مرتب کیا

وہ بولا وہین گرگسار ای جوان ‏ دو شیران خونخوار رہتے ہین یان
نمایاں ہوئے جب وہ شیر عرین ‏ تب اسفندیار جوان وہ وہین
ولیکن ہوا اوسکو مانع جوان ‏ گیا آپ سوئے ہزبران دوان
ہوا کشتہ جب نر تو پھر مادہ شیر ‏ ہوئی ہم نبرد جوان دلیر
مظفر ہوا جبکہ اسفندیار ‏ تو لایا بجا شکر پروردگار
طلب کر کے پھر راہبر کو کہا ‏ کہ فردا تجھے پیش کیا آئیگا
دراز و سطبر و درشت و دژم ‏ دہن سے ہے آتش فشان دمبدم
کروایک طیار گردونہ یہان ‏ کہ ہو وے زبان ارابہ روان
کیے تعبیہ تیر و تیغ و سنان ‏ رکھا ایک صندوق بھی بعد ازان
کیے لیتے اسپان تازی نژاد ‏ کہ تھے تیز رفتار مانند باد

احوال منزل سوم از راہ ہفتخوان

دم صبح گردونہ پہ ہو کر سوار
کیا در کو صندوق کے وہ میں بند
وہ گردون صندوق و پایان ہم
زبس بکے ہو گرد ونکو اوگلا دیا
کیا زخم شمشیر بران رہا
بفضل الٰہی ہوا تندرست
مے لعل گون نوش کی بعد ازان
زن سحر ساز ایک بیٹھی ہے وہان
ہوا پیشتر یہ روز چہارم روان
کہیں راہ میں ایک تھا سبزہ زار
زن خوبرو ایک آئی وہان
تو اب غول کی بند سے کر رہا
وہ بولی گیا ہی برا سے شکار
وہین کر کے اوسکو اسیر کمند
کیا کھینچکر تیغ اوسکو دو نیم
سو فوج اسفندیار جوان
کیا غول نے زور ہر شیشہ پر
مظفر جوان دلاور ہوا
کیا غول کو بینی کیونکر ہلاک
کہ جس سے رہائی ہو دشوار تر
وہ بچے بھی ہین اوسکی نسل و پیوند
وہ بولا بتائید یزدان پاک
روانہ ہوا صبح اسفندیار
تب آیا وہ سیمرغ گردن فراز
دلے اوسمین کھچی تھی تیغ و سنان
ہوئی کارگر جبکہ تیغ و سنان
نکل وہین صندوق سے مثل شیر
جو دیکھا تو بچے ہراسان ہوے
لگا کہنے یون بعد ازان گرگسار

روانہ ہوا گرد اسفندیار
کہ تا اژدہے سے نہ پہنچے گزند
لیا کھینچ اوس اژدہے نے بدم
رہی کچھ نہ طاقت جو ہو گرم کین
دوپارہ ہوا وہ سیہ اژدہا
توانا و خرم دل و چاق و چست
لگا کہنے یون ہبر سے کہ ہان
اور اک غول ساتھ اوسکے ہی نوجوان

احوال منزل چہارم ازراہ ہفتخوان

اقامت گزین وہان ہو نامدار
کیا آگے یون جب نے بیان
حضور آپ کے رکھ مجکو صبح و مسا
دلے آتا ہی جلد وہ نابکار
کیا بستہ محکم بزنجیر و بند
نمایان ہوا پھر غضب عظیم
دہن سے ہوا وہین آتش فشان
نہ غالب ہوا اوس تنو مند پر
معین بخت و اقبال یاور ہوا
زمین کو کیا جسم سے اوسکی پاک
نہ جا نبر ہو ہرگز تو اے نامور
درشت و قوی بازو و بلند

احوال منزل پنجم ازراہ ہفتخوان

دلیرانہ گردونہ پہ ہو کر سوار
کیا اوسنے چنگال وہین پر
ہوا او چنگال سے خون ان
ہوئی پارہ منقار حلق و زبان
ہوا نعرہ زن پہلوان دلیر
وہین آشیان کو گریزان ہوے
ششم منزل اے سرور نامدار

دلے تھا وہ صندوق میں جلوہ گر
وہ آیا جو مانند ابر سیاہ
ہوئی کارگر جبکہ تیغ و سنان
نکل وہین صندوق سے وہ دلیر
ہوا ایک بیہوش جنگی جوان
سپاس خداوند جان آفرین
تو کیفیت منزل چارمین
لگا کہنے منکر یہ اسفندیار
اغرض کر کے ترتیب بزم خوشی
کہ یون ختم اک شہ کی اے نامدار
یہ گفتار سنکر دلاور جوان
یہ سمجھا یقین وہ جوان پہلوان
وہ جادو سے پھر بنگئی پیرزن
جہان جسسے تاریک سا ہوا
شتابان ہوا کھینچکر تیغ مرد
وہ غول سیہ کار انجام کا
دلاور نے پھر اپنے ہبر سے کہا
وہ بولا کہ اے آفرین مرحبا
غرض ایک سیمرغ خونخوار ہے
تجھے اور تیری ہی جتنی سپاہ
وہان جبکہ پہونچا دلاور جوان
کہ گردونکے پہیا ازبسکے تھین
ہو جب کہ چنگل جو تلوار سے
ہوا اوسکے تن سے روان جوئے خون
کیے زخم شمشیر بران تک ہا
جوانمرد کے بازو و دست سے
کہون کیا کہ سیمرغ ہے کسقدر

پڑا اژدہا سے وہ زم جب نظر
تو ماہی سے تیرہ ہوا تا بماہ
تو عاجز ہوا اژدہا سے دمان
خروشان ہوا مثل غرندہ شیر
تو کی نوشدارو وہین نوش جان
وہ لایا بجا خرمی سے وہین
بیان کر اور اوسنے کہا بخیر ہین
علاج اوسکا آسان ہے اے ہو دلاور
وہ اسفندیار جوان پہلوان
خوشی سے ہوا گرم بادہ کشی
بیابان مین لایا مجھے دیو سار
یہ بولا کہ وہ غول اب ہے کہان
کہ ہے ساحرہ یہ زن نوجوان
ہوا پر غضب مرد شمشیر زن
سیہ غول پھر آشکارا ہوا
ہوا غول کے پیش سے ہم نبرد
ہوا کشتہ تیغ زہر آب دار
کہ دیکھا تماشا مری جنگ کا
دلے پیش آویگی کل وہ بلا
مکان اوسکا بالائے کہسار ہے
کریگا وہ سیمرغ سبکو تباہ
کرون تیغ بران سے اونکو ہلاک
کہ سیمرغ مسکن گزین تھا جہان
سر قلعہ کوہسار پر وہین
تو بکڑا اوسے اوسنے منقار سے
زمین پر گرا ہو کے پست و زبون
کہ سیمرغ کو بس دوپارہ کیا
ہوئی آفرین خوان سپہ سر بسر
گذرنا وہاں اوسنے ہے دشوار تر

بہت بارش برف و باران کی ویران
چلے باد تند ایک جوان پہلوان

تبہ ہو سیہ بخت پہونچے گزند
یہ سنکر ہوئی فوج اندیشہ مند

لگے کہنے مردم کہ اے نامدار
خدا سے نہیں کر سکے کارزار

مناسب یہی ہے کہ اس پھر چلو
تن و جان و ہر یاں نہ برباد ہو

وہ کہنے لگا میں نہ ہرگز پھروں
رہ ہفتخوان طی یہ ہمت کرون

مگر پانے پھر جاؤ تم شوق سے
شتابان سوئے خانہ ہو ذوق سے

نہیں فوج درکار کچھ زینہار
مددگار میرا ہے پروردگار

یہ سنکر پیران سپاہ دلیر
لگے کہنے اے شاہ آفاق گیر

نہ ہووین جدا تجھ سے ہم زینہار
کریں جان و تن تجھ پہ کیسر نثار

وہ بولا پھر وان کر کے فتح و ظفر
تو بخشوں تمہیں ملک و گنج و گہر

سر و رشتم سرور نامور
وہانسے ہوا عازم پیشتر

احوال منزل ششم از راہ ہفتخوان

ہوا روز جب رفتہ رفتہ تمام
کیا متصل کوہ کے تب مقام

لگی چلنے جب تند باد اسقدر
کہ حاضر وہ لشکر ہوا سر بسر

ہوئی بارش برف بھی [illegible]
رہی تین دن ایک آفت وہان

نہاں زیر کہسار لشکر ہوا
تردد سے ناچار لشکر ہوا

سپاہ سپہدار اسفندیار
رہ عجز سے ہوکر وان اشکبار

لگے مانگنے یہ دعا سب وہیں
کہ اے خالق آسمان و زمین

شتاب اپنی مند و نیہ تو رحم کر
کہ ہو یہ بلا دفع اب سر بسر

کیا لطف نے سبکو یزدان نے شاد
ہوئی آیت قلم دور وان برف و باد

بجا لائے پھر شکر پروردگار
سپہدار بولا کہ اے کرگسار

بفضل خدائے جہان آفرین
رہی باقی اب منزل ہفتمین

یہان پیش آویگی اب کیا بلا
وہیں راہبر نے یہ پاسخ دیا

کہ ہے راہ میں ریگ تفتہ تمام
ہوا گرم چون شعلہ ہے صبح و شام

زمین گرم ہے جون تف آفتاب
نہیں ہے کہیں اسمیں یک قطرہ آب

نہ ہرگز گرے خاک پر سبزہ جا
نہ طائر اڑے وان نہ ہووے ہوا

غرض یہ خرابی ہے تا سی گروہ
سوا اسکے ہے راہ گردون شکوہ

ڈر رو میں آنا ہے محکم اس سبب
کریں ہمدگر کوشش اگر سو برس

نہ منصور و فیروز ہوون زینہار
دلیران ایران و توران دیار

سہیں ہو غلہ و علف و گیاہ
سپاہ گران ہووے آخر تباہ

تو ہرگز نہ رکھ اب قدم پیشتر
سو خانہ عطف عنان یاں سے کر

احوال منزل ہفتم از راہ ہفتخوان

دلیر یہ جوا ہمرہ اسفندیار
نظر کرکے سوئے خداوندگار

ہوا عازم منزل ہفتمین
ہر اک گام پر سرد پائی زمین

وہیں راہبر سے یہ بولا جوان
نہیں تا گیا تشنہ کا یان کہیں پر نشان

سراسر تھی باطل تری گفتگو
یہ سنکر وہ بولا کہ اے نامجو

ترا بخت فرخندہ یاور ہوا
اثر برف کا اسمیں ہے یہ ہوا

وہاں سے جو لشکر گیا پیشتر
تو اک بحر ذخار آیا نظر

ہوا پر غضب دیکھ کر نامدار
کہا راہبر سے کہ اے نابکار

تو کہتا تھا ہرگز نہیں قطرہ آب
جلا دیگی سبکو تف آفتاب

عبث تو نے پہونچایا کے بیم و گزند
کیا فوج کو میری اندیشہ مند

خجل ہوکے کہنے لگا کرگسار
کہ ہوں تجھسے آزردہ اے نامدار

کیا وعدہ پیمان رزو جفا
گرفتار زنجیر مجکو کیا

سخن آگے تیرے دروغ ایکیا
کیا میں نے اسواسطے آشکار

کرے تاکہ عطف عیان یانسے تو
بر آوے مری دل کی پھر آرزو

رہائی ہو یعنی مری بند سے
غرض فضل و لطف خداوند سے

توقع تو یہ ہے کہ میری خطا
معاف اب ہو یکسر رزو عطا

ہنسا پھر سپہدار عالیجناب
اوسے بند سے دی رہائی شتاب

گذر بحر زخار سے [illegible]
کیا خیمہ باشوکت و فروشان

وہانسے وہ قلعہ ایک فرسنگ تھا
کہ تسخیر کا جسکے آہنگ تھا

سپہدار جنگی یہ بولا وہین
کہ تدبیر تسخیر حصن متین

بتا اب تو مجکو ای کرگسار
دیا اوسنے پاسخ کہ ای نامدار

اگر تم دو صد سال کوشش کرو
نہ ہرگز وہ حصن متین فتح ہو

وہ بولا کرون فتح اگر اسمین
مین گھوڑیکو دوڑا کے میدان مین

کرون سر جدا شاہ ارجاسپ کا
دلیرانہ لون کینہ لہراسپ کا

زن و دختر و خواہر شاہ چین
کرونگین گرفتار از روئے کین

یکایک یہ سنتا وہ شوربخت
کہی اوسنے شوخی سے گفتار سخت

ہوا پر غضب سنکے سالار دہر
ہوئی شعلہ خیز آتش خشم و قہر

بہ یک زخم شمشیر زہر آبدار — قلم کی وہین گردن گرگسار
گیا شب کو لیکر کئی پہلوان — سو قلعہ اسفندیار جوان
بنایا وہ روئین و آہن سے تھا — نہین نام تھا وان گل و خشت کا
سہ فرسنگ بالا و پہنا جبل — ہوا دیکھ حیران جوانمرد دل
کوئی چارہ دیکھا نہ تسخیر کا — نہ پایا وہان کام تدبیر کا
یہ بولا کہ کہتا تھا سچ گرگسار — کہ یہ دز تو تسخیر ہو زینہار
ادہا کر سبب سے نہ آیا یہان — دریغا کہ محنت گئی رائیگان
میسر ہوئی کچھ نہ راحت مجھے — ہوئی حاصل آخر ندامت مجھے
غرض ہوکے مایوس وان سے پھرا — غمین خاطر و دل پراگندہ تھا
ہوا ایک سے روئیش و پیچ و چار — یہ کہنے لگا اوس سے اسفندیار
کہ کیفیت دز کو آکر بیان — وہ درویش بولا کہ ای پہلوان
سپاہ گران ہو درون حصار — نبرد آزمایان خنجر گزار
سدا غلہ پیدا ہو وان بے حساب — رکھا ہین بہت خیمہ و جو و آب
نہین ان کو کوئی خیمہ مطلوب ہے — مہیا ہے اس دز مین لشکر کئی
گذر مردم غیر کا وان نہین — ولے یون ہے حکم سپہدار چین
کہ آوے کہین سے ہو بازارگان — تو آنے دو اوسکو یہان بیگمان
یہ سنکر ہوا شاد اسفندیار — کیا آپ شہ تن سے یون آشکار
کہ جاتا ہو ہمین سنکے بازارگان — درون دز روئین ای پہلوان
تو رہنا خبردار شام و پگاہ — کہ تیرے سے ہوا ہے یکسر سپاہ
نہ ہونا تو زنہار اندیشہ مند — ولے جبکہ ہو دز مین آتش بلند
تو لے وقت لیکر سپہ بے خطر — دلیرانہ آنا در قلعہ پر
زد و کشت وان آنکے کیجیو — جدا تن سے ترکون کی سر کیجیو

رفتن اسفندیار بلباس سوداگران در دز روئین و کشتن ارجاسپ و کہرم پسر اورا و فتح یافتن

مہیا وہین کرکے یکصد شتر — گیا جانب کاروان زیب بر
وہ اشتر تھے دیبای رومی سے بھر — وہ اشتر سراسر لعل و یاقوت و در
وہ ہشتاد اشتر کہ باقی رہے — سو ہر اک پہ صندوق دو دو رکھے
صد و شصت گردان جنگ آوران — کیے مرد جنگی نے اونمین نہان
ہوئے ساربان صد یل کینہ جو — نبرد آزمایان پرخاش جو
غرض اسطرح سے لیے سو حصار — گیا مرد روئین تن اسفندیار
سنا شاہ ارجاسپ نے ناگہان — کہ آیا ہی ایران سے اک کاروان
کہا جا بجا ہر گذربان کو — کہ زنہار اس سے مزاحم نہو
جو پہونچا در قلعہ پر کاروان — نہ ہرگز مزاحم ہوئے پاسبان
گیا پھر وہ سوداگر ارجمند — خوشی سے درون حصار بلند
یہ ارجاسپ کو جاکے بھیجا پیام — کہ ای شاہ نامی آور و ذو الکرام
رہ دوستی با متاع گران — مسافت کو طے کرکے آیا یہان
یہ ہے خواہش بندۂ خاکسار — کہ آوے حضور شہ نامدار
دیا شاہ نے حکم آوے یہان — گیا پیش ارجاسپ بازارگان
متاع گران پیشکش کی وہین — ہوا خرم و شاد و سالار چین
کہا نام کیا اوسنے پاسخ دیا — کہ خراد ہے نام میرا شہا
یہ پوچھا کہ اے مرد بازارگان — تو ایران کی ہمسے خبر کر بیان
کہ کس مصلحت مین ہین لیل و نہار — جہاندار گشتاسپ و اسفندیار
یل گرگساران سپہدار تھا — سلامت ہے یا قتل اوسکو کیا
دیا اوسنے پاسخ کہ ای بادشاہ — ہوئی منقضی مدت پنج ماہ
کہ ایران سے عازم ہوا ہین ادھر — نہین ہے وہانکی مجھے کچھ خبر
ولیکن یہ تھا راہ مین اشتہار — کہ یہ عزم رکھتا ہی اسفندیار
سر آوے مری رہ ہفتخوان سے ادھر — ہنسا شاہ ترکان یہ سنکر خبر
کہا یون کہ کیا تاب اسفندیار — رہ ہفتخوان سے کرے جو گذار
وہ جہاندار رخصت ہوا بعد ازان — کیا شہ نے ہنگام رخصت بیان
کہ یان آئیگا چاہیے جس وقت تو — مزاحم نہوئیگا دربان کبھو
غرض لیکے بازار مین اک مکان — لگائی دکان پر متاع گران
لگے آنے ہر جنس کے مشتری — ہوا گرم بازار سوداگری
دلاور کی دو خواہر مہروش — شہ چین کے مطبخ مین تھین آبکش
سنی یہ خبر جبکہ دونون نے وان — کہ آیا ہے ایران سے بازارگان



سو کار روان وہ شتابان ہوئین
وہ بولا کہ ہون مرد بازارگان
وہ بولا کہ ہون مرد بازارگان
لگین اوس سے کہنے کہ ای نامور
تمھاری رہائی کو مین آیا یہان
گیا ایکدن وہ جوان پیش شاہ
کہ کشتی تباہی سے نکلے اگر
کہا اوسنے جو اونسے بعد ازان

یہ جواد سے آگے بیان ہوئین
نہین تھی واقف حال شاہ یلان
لیا اوسکو پہچان آواز سے
کرین کچھ عیان از خلوت ہو کر
کسی سے نہ یہ راز کیجو عیان
لگا کہنے اے شاہ گیتی پناہ
کرون جشن ترتیب مین زود تر
غرض شہ سے مجلس مین جو فرد
کہ مسکن گزین تھے جہان وہ ہمگان

کہ احوال گشتاسپ و اسفندیار
یہ کہکر ہوا تند اور خشمگین
بہنگام شب پیش اسفندیار
جوان نے بھی پہچان اونکو لیا
وہ بیچاریان شاد و خرم ہوئین
تباہی مین آیا تھا بے اعجاز
عنایت سے پھر ایزد پاک کی
یہ سنکر لگا کہنے ارجاسپ شاہ
نہایت سے تنگ ہے شہ نامدار

تجھے گر ہے معلوم کر آشکار
وہ بیچاریان روتی پھر کر گئین
گئین پھر وہ سیمین بر و مہ عذار
طلب کر کے خلوت مین اونسے کہا
گئین پھر وہ در مطبخ شاہ چین
قبول اوسنے کی تھی گھڑی مین نیاز
کنارے پہ کشتی مقصد ملی
کہ محفل مین آوینگے ہم صبحگاہ
یہ لطف شہی سے ہون امیدوار

بلندی پہ ہون قلعہ کی خیمہ زن
وہاں پھر سراپردہ کرکے بلند
سوار و رونق افزاے بزم طرب
شہ چین و یکدست ترکان شتاب
پشوتن نے دیکھا تو لیکر سپاہ
خروشندہ پھر ہو کے مانند شیر
وہ مجلس مین تھا بسکہ مست شراب
کہ لیکر سواران تو پنجہ ہزار
سواران چین اور پنجہ ہزار
تو لیکر صد و شصت مردان کار
بہت کشتہ و خستہ ترکان ہوئے
یہ کہکر گئین سرو لالہ عذار
خروشان ہوا جاکے مانند شیر
گئے خنجر آب گون کا تیغ
زن و دختر و خواہر و شاہ چین
کیے قتل گردان چین بیشمار
وہ کہرم پسر شاہ ارجاسپ کا
گیا جبکہ کہرم درون حصار
دلیران توران و گردان چین
زبون آخر کار ترکان ہوئے
لگا کہنے کہرم سے اسفندیار
وہ مرد توانا و چست و دلیر
کیا تیغ سے پھر سر اوسکا جدا
حضور اوسکی حاضر جو ترکان ہوئے
سران نواحی توران و یار
نہ کوئی رہا چین مین اکنا مدار
زمان پر ہوا ارجاسپ شاہ
لکھا نامۂ فتح گشتاسپ کو
تو بالفعل ہو وان اقامت گزین

کردن ایک ترتیب ان انجمن
خوشی سے وہ ہوا گر ارجمند
گئے نامداران بھی ساتھ اوسکی
ہوئے مست مخمور پیکر شراب
در دژ پہ آکر ہوا کینہ خواہ
کہا مین ہون اسفندیار دلیر
یہ سنکر گیا سو خانہ شتاب
کہ اب جا بدخواہ سے کارزار
تعین جا بجا تھے درون حصار
جوانمرد رویین تن اسفندیار
جو باقی رہے سو گریزان ہوئے
سو منزل گرد اسفندیار
اوٹھا خواب سے تب وہ شاہ دلیر
رہا رزم باہم کیے بیدریغ
گرفتار ساتھ اوسکی دو بہنین یا
یکایک وہان یہ ہوا آشکار
پشوتن کے تھا ساتھ جنگ آزما
ہوا گرم جنگ اوس سے اسفندیار
ہوئی بسکہ وان کشتہ تیغ کین
سراسیمہ وانسے گریزان ہوئے
کھڑا کیا ہوا اے کہرم نامدار
ہوئے گرم پیکار مانند شیر
خوشی سے وہان حکم پھر یہ دیا
تو وہ مورد لطف احسان ہوئے
ہوئے اگے محکوم اسفندیار
نہ توران مین کوئی رہا شہریار
رکھیں اپنے مشکوئین باغ و جا
ہوا شاد وہ شاہ فرخندہ خو
[illegible]

کردن روشن آتش بفرط خوشی
ہوا محفل آراے عیش و نشاط
طعام لطیف و مے در رود جام
ہوئی روشن آتش وہان انزالعدن
وہاں جسکو پایا اوسے بیدریغ
ہوا شاہ ارجاسپ کو آشکار
سپہدار کہرم کہ فرزند تھا
سپاہ گران لیکے کہرم گیا
سپہ پیش ارجاسپ کمتر رہی
گیا وقت شب سوے ایوان شاہ
گئین وہ وہین پیش جوان انجمن
دلیرانہ وہ مرد جنگ آزما
لگے کرنے باہم وہین کارزار
ہوا کشتہ ارجاسپ انجام کار
پھر اوس نے پھر وہ دلاور جوان
کہ بدخواہ نے ہوکے پرخاش جو
سنی جب آواز حیران ہوا
پشوتن بھی دنبال کہرم گیا
در دژ ہوا غرق خون سربسر
ولیکن نہ زنہار کہرم ہٹا
مے ساتھ ہوا آکے گرم ستیز
پکڑ کر کمر بند کہرم وہین
کہ جو کوئی حاضر ہو یان آنکہ
بہت دن رہا قلعے مین نامور
ہوا اوان جو کوئی نہ فرمان پذیر
سپہ کو بصد لطف جود و عطا
وے دختر و خواہر و شاہ چین
یہ اسفندیار جوان کو لکھا
[illegible]

شہ چین نے پروانگی اوسکو دی
دم صبح شہ از سر انبساط
مہیا تھا سامان عشرت تمام
کہ وہ سنگھا جسکا ہو سونچا دخان
کیا کھینچکر قتل برندہ تیغ
کہ آیا در دژ پہ اسفندیار
اوسے شاہ ارجاسپ نے یون کہا
ہوا جا پشوتن سے جنگ آزما
ہوئی جب دلاور کو یہ آگہی
دلیرانہ چین سے ہوا رزم خواہ
دیا اوسکو مشکوے شہ کا نشان
سو خوابگاہ شہ چین گیا
سپہدار ارجاسپ اسفندیار
مظفر ہوا گرد اسفندیار
سوے در قلعہ آیا وہان
کیا کشتہ اس شاہ ارجاسپ کو
وہین جانب دژ شتابان ہوا
ہوا گرم بازار پرخاش کا
پڑی نعش پر نعش ادہر اودہر
دلیرانہ میدان مین قائم رہا
یہ سنکر مقابل ہوا شیر مرد
دلاور نے ٹپکا بروے زمین
کرون آدہ یہ لطف و کرم بیشتر
مسخر ہوا ملک چین سربسر
تو بس قتل اوسکو کیا یا اسیر
دلاور نے گنج فراوان دیا
سراک پور کے کی حوالے وہین
کہ اے نامدار خبردار آزما
[illegible]

مسخر کیا ملک توران و چین
یہاں بیم و اندیشہ ہرگز نہیں
نبرد اسپ آزردہ ای تاج بخش شاہ
کہ تجھ سے ہے نسبت روز و شام و نگاہ

آمدن اسفندیار در ایران و ملازمت کردن با پدر

دگر بارہ جب نامۂ پہلوان
رہ ہفتخوان سے پھر اسفندیار
تو بس عیش وہیں پایا تمام و کمال
بزرگان ایران گئے پیشوا
کیا آفریں اور کی یہ دعا
اوسے ہاتھ سے اپنے پھر کر دیا
کیا گشت جب طرح ارجاسپ کو
کہ گفتار ستان ہوئے اعتبا
برابر تھا کرسی پہ اسفندیار
بظاہر ہوا خوش شہ ارجمند
چو دیکھی پسر نے بھی شہریار
کہ بیٹے کیا قتل ارجاسپ کو
اوٹھائی بہت خدمت و رنج سخت
کہا اوس نے یہ سنکے از رہ پند
سپاہ اکرے پھر گرفتار بند
کہ تجھکو میں تیرے سر تاج
کریگا تو شاہی لیں مرگ شاہ
کہا انکی دن وقت مستی مے
جو کچھ کام اس جا نفشانی کیا
بظاہر یہ جو تھی پہلوان
طلب کرکے جاماسپ کو اپنے پاس
کہا ہے کس طرح مرگ اسفندیار
زبر دست ہے مرد اسفندیار
دلے پہلوان رستم نامدار
بہت کرکے تعریف اسفندیار
یہ کہکر لیے سر ان سپاہ
کہا میں نے یہ رستم گرد کو
اطاعت سے پھیرا ہی سر اور اب

روانہ ہوا سوئے ایران دیار
تلے برد کے دب گیا تھا غبار
وہاں سے جو نزدیک ایوان گیا
کہ عالم ستان ہیوش صبح و مسا
کہی آپ بھی بادشہ [illegible]
تو کہہ مجھ سے تا دل مرا شاد ہو
سحر گہ مفصل کروں آشکار
جوانے حضور شہ نامدار
ولیکن ہوا دل میں اندیشہ مند
ہوا سخت آزردہ اسفندیار
بفرمان شاہنشہ نام جو
کہا شاہ بخشے مجھے تاج و تخت
کہا یوں کہ ای مہر ارجمند
روا رکھے پھر شاہ تجھ پر گزند
تو ہے صاحب حکم و سالار فوج
کہ ہے وارث تخت و تاج و کلاہ
کہ ساری خدائی کو معلوم ہے
نہ ہرگز کسی پہلوان نے کیا
ہوا او وہیں منصرف شاہ جہان
کہا یوں کہ ای مرد اختر شناس
یہ سنکر خردمند نے ایکبار
کسیکو نہیں طاقت کارزار
کریگا اوسے کشتہ انجام کار
لگا کہنے اوس سے کہ ای نامدار
تامل کرکے بولا شہ دین پناہ
کہ اب جلد ہے میرا مرد کار زار
یہ کہتا ہی نخوت سے سر [illegible]

وہاں جبکہ پہونچا وہ فرخ نہاد
گیا جبکہ نزدیک شہر پدر
تو آیا جہاندار گشتاسپ بھی
کیا آپ تب جشن نشاط
کہا شاہ نے بیٹے پہلوان
وہ بولا کہ اے شہ ہوں میں سست تر
جہاندار گشتاسپ نے روز دگر
مفصل کہا قصۂ ہفتخوان
نہ ہرگز دیا اوسکو دیہیم و تخت
کہا یوں جو تھی مادر مہربان
گرفتار تھیں اوسکی ان خواہران
پر ایفا وعدہ میں یا ن قصور
تو یہ بات ہرگز زبان پر نہ لا
پدر کے ہی تارک پہ تاج شہی
نگر اضطراب آ کے دل بیقرار
خوش آئے [illegible] یہ پندر اونسے نہار
کیا قتل دشمن کو ای بادشاہ
دلے حیف ایفائے وعدہ نہ ہو
سنے دل میں ناخوش ہوا شہریار
ذرا دیکھ احوال اسفندیار
نظر کر یہ گردش مہر و ماہ
جہانگیں ظفر مند و فیروز ہو
ہوا شاہ شادان یہ سنکر سخن
مبارک تجھے تخت و تاج شہی
کہ گشتہ ہوا شاہ لہراسپ جب
نہ آیا مرے ساتھ ہرگز ادھر
کہ ہے کابل و زابل و نیمروز

پدر شاہ نے تب کہا آ یہاں
جو دی تھی جہاں بار شش ہفت باب
تو وہ میں بجا ہے کہ شہ نامور
فلک گیر ہو کر بغیظ [illegible] شے
ستے جام سے از رہ انبساط
بیان کر ذرا قصۂ ہفتخوان
کہوں کیا میں ای شاہ گردوں جناب
سر تخت زریں ہوا جلوہ گر
کیا ماجرا جنگ کا سب بیان
کہ تھا شاہ کو اوس سے دستور تخت
حضور اوسکے جا کر یہ بولا جوان
رہا کر کے لایا میں انکو یہاں
تو کہنے لگا کہ انصاف سے یہ دور
کہ ہو یہ گمان شاہ کشور کشا
دے فی الحقیقت ہی تجکو شہی
کہ آخر ہوا شاہ گشتاسپ پیر
اوٹھا ہو کے دلگیر اسفندیار
رکھا میں نے ناموس تیرا نگاہ
نہ تو نے کیا اے شہ نیکخو
یہ گفتار آئی بہت ناگوار
تو کرتے ہے راز فلک آشکار
کہا یوں کہ ای شاہ گیتی پناہ
مسخر کرے ہفت اقلیم کو
وہیں ایک ترتیب کی انجمن
کہ زیبا ہے تجکو کلاہ شہی
ہوئیں دختران و زنان [illegible]
نہ لی اتنی مدت میں میری خبر
عطا کر وہ کشور غضب سے سوز

تہمتن ہے القصہ لیل و نہار
کے دل میں کینہ ہے اسبات کا
جو اسنے کہا شاہ نے بعد ازان
وہ بولا کہ میں پہلے اے بادشاہ
عوض اسکے گزیم کے کہنے سے آہ
کرون قصہ ہفتخوان یاد کر
زن پیر جادو وہ غول سیاہ
وہ سختی سرما وہ باران برف
گذرتا جہان سخت میں ان گیا
کہ پیمان سے پھرتے نہیں زینہار
حوالے کیا پھر تجھے تخت و تاج
اگر میں کرون فخر شایستہ ہے
شہنشاہ نے پھر یہ پاسخ دیا
کمر بستہ حاضر تھے جون بندگان
بڑا حیف ہے سخت ہے عار و ننگ
تصرف میں اب نصف ایران کھینز
شتابندہ ہون پھر سوے سیستان
شتابان ہو تو لیکے گنج و سپاہ
زوارہ فرامرز کو بھی نہ چھوڑ
نہیں جاے اندیشہ کچھ زینہار
کیا قتل ارجاسپ کو روز جنگ
کریگا تو اک دم میں اوسکو اسیر
دلاور جوان نے دیا یہ جواب
بہا نکا لے تربیت کردہ ہے
بہت اوسنے کار نمایان کیے
زبون تر ہے نزدیک یزدان پاک
مگر تجکو اندیشہ کچھ اور ہے
نہیں خوش تا ہو سنے پیمان شکست
بزرگونکی خدمت میں حاضر رہا

شہا گو سے کیخسرو نامدار
نہایت تردد ہے صبح و مسا
کہ جا لیکے لشکر سوے سیستان
ہوا شاہ ارجاسپ سے کینہ خواہ
کیا قید مجکو بحال تباہ
تو پھر راست ہون ہوتن سر بسر
کیے کشتہ بیٹے بفضل الٰہ
وہ طغیانی و جوش دریاے ژرف
شہنشاہ کا حکم لایا بجا
شہان فلک قدر عالی وقار
پدر نے ترے از سر ابتہاج
بزرگی مجھے آج بایستہ ہے
کہ گفتار تیری ہے یکسر بجا
یل زال اور رستم پہلوان
کہ ہو نامور تو و فیروز جنگ
سر خلافت کا دعوا کرین
کرون جنگ رستم سے میں بیگمان
تہمتن سے ہو جاے اب رزمخواہ
بد اندیش کے سر کو جلدی سے توڑ
کہ تو ہے جہان میں یل نامدار
دز روئین آخر لیا بیدرنگ
تجھے پھر میں دونگا یہ تاج و سریر
کہ رستم کو ہرگز نہیں ہے یہ تاب
ہمارے بزرگون کا پروردہ ہے
زبون نامداران توران کیے
کہ ایسے دلاور کو کیجے ہلاک
کبھا اسے بھی شاہا کوئی طور ہے
یہ بہتر کہ شہ قول کا ہو درست
نکوئی مرے ساتھ اوسنے کیا

براہ اطاعت وہ آتا نہیں
مناسب ہے اب یہ کہ اسفندیار
تہمتن کو یا کشتہ کر یا اسیر
شہ چین کو وقت وغا دی شکست
کیا کشتہ اب بیٹے ارجاسپ کو
وہ گرگان جنگی و شیر ژیان
وہ سیمرغ آیا جو بہر ستیز
کرون گر بیان میں تو ہو بیدرنگ
بہانے کو مت کام فرما شتاب
بھلا روم میں تو نے شاہنشہا
کیے بیٹے اب کار ہاے کلان
مناسب ہے یہ اور لائق تجھے
دلے سخت غم ہے کہ ہر صبح و شام
اور اب سرکشی سے کی اختیار
ترے آگے اس طرح شام و سحر
لگا کہنے یون گرد آفاق گیر
وہ بولا کہ تیرا ہی دیہیم و تخت
گرفتار کر رستم و زال کو
نہ رکھہ بد سگالان کا نام و نشان
کیا ہفتخوان فتح تو نے تمام
نہیں تاب رستم جو ہو ہم نبرد
قسم زند و استا کی اے پیلتن
جو مجسے کرے آکے میدان جنگ
سنا ہے کہ رستم یل نامدار
نہ ایرانیان دیکھتے روے تخت
مخالف ترا تھا اگر پور زال
مجھے تو نے بھیجا ہے سوے سیستان
یہ گشتاسپ بولا کہ سن پہلوان
نہ لا درمیان عذر اے نامور

مجھے کچھ بھی خاطر میں لاتا نہیں
کرے رستم گرد سے کارزار
تو پھر آکے لے مجسے تاج و سریر
لیا ملک یکسر اوسے کر کے پست
کہ شادان ہو شاہنشہ نامجو
وہ کافر بلا اژدہاے دمان
تو کھینچا اوسے بھی تہ تیغ تیز
روان شل و سیادل خارہ سنگ
رہ طاعت سے کرتے مجھے کامیاب
کیا کشتہ اک گرگ و اک اژدہا
ملاتے تہ خاک و خون دشمنان
کرا اورنگ و دیہیم اب کے مجھے
کہ کاؤس خسرو کے آگے مدام
نہیں حکم لاتے بجا زینہار
کرین سرکشی رستم و زال زر
کہ دیجے مجھے آپ تاج و سریر
نہ بد دل ہوے سرو نیک بخت
تصرف میں لا ملک اقبال کو
کہ ہو پھر کوئی کینہ آور وہان
بلند اس جہان میں ہو تیرا نام
تو ہے شیر کش گروہ ہے شیر مرد
کہ ہو تم میں نہ زنہار پیمان شکن
کرون میں زبون اسکو بیدرنگ
رہا پایان شب روز خدمتگزار
تہمتن نکرتا اگر کار سخت
تو مہمان ہوا کیون تو اوسکا دو سال
مرے حق میں ہے بد سگالی نہان
بلا سے اگر رستم پہلوان
تمنا ہو اورنگ و افسر سے گر

رہ سیستان نے بفوج گران
گرفتار رستم کو کر جا کے وان
پیادہ ہے او لا یہان کر کے بند
پڑی ہو گردن میں اوسکی کمند
کہ عبرت ہوا اورونکو پھر زینہار
نہ کوئی کرے سرکشی اختیار
وہ بولا کہ اے بادشاہ جہان
بہانہ تو کرتا ہے بس بیگمان
یہ مقصد ہے تیرا کہ ہوجائے دور
رہون میں نہ یہان تیرے حضور
مبارک ہو اور تاج افسر تجھے
جہان ہی رہی بس ایک گوشہ مجھے
یہ کہکے جوان ہو کے چین بجبین
شتابان ہوا سوے خانہ وہین
لگا کہنے جاماسپ سے شہریار
کہ جا زود تر پیش اسفندیار
خبر لا کہ اوسکا ارادہ ہے کیا
یہ سنکر وہ دستور دانا گیا
کہا جا کے جب اوس نے پیغام حال
وہ بولا کہ اے مرد فرخ خصال
جو کچھ مصلحت ہو وہ مجھسے بتا
خردمند نے تب یہ پاسخ دیا
بجا لا شتابی سے حکم پدر
نہ کر کچھ زنہار اسے نامور
وہ بولا کہ بہتر بفرمان شاہ
سوے سیستان ہو روانہ پگاہ
حضور شہنشاہ کشورستان
گیا جا کے جاماسپ نے یہ بیان
کہ راضی ہے روئین تن اسفندیار
بجنگ یل رستم نامدار
ہوا شادمان شاہ گردون جناب
گیا پھر وہ پیش کتایون شتاب
کتایون سے بولا شہ نامجو
کہ اسفندیار جوان گرد کو
کرون میں نے رخصت سوے سیستان
لیے جنگ رستم بفوج گران
رضامند ہے گرچہ وہ نامور
ولیکن تسلی ذرا تو بھی کر
کہ رستم کو جب لا او کرکے اسیر
تو بخشونگا میں پھر اوسے تاج و سریر
کتایون ہوئی سنکے اندوہگین
جوان سے کہا جا کے اوسنے وہین
زبردست ہے رستم نامدار
نہ کر قصد رزم اوس سے او زینہار
نہ جا اوسطرف ہرگز اے ہوشمند
ذرا گوش سے جان تو سن میرا پند
کتایون سے بولا یہ اسفندیار
کہ رستم سے ڈرتا نہیں زینہار
ولی قصد بیکار اوس سے نہ تھا
کہے ہے وہ نکو خواہ سرکار کا
کرون کیا کہ اب یون ہے فرمان شاہ
کہ ہون رستم گرد سے کینہ خواہ
پذیرا کیا بیٹے اس بات کو
اگر ہو بد اقرار انکار ہو
تو پھر مردمی سے نہایت ہے دور
بجا لاؤن نا چار حکم حضور

رفتن اسفندیار بطرف سیستان بعزم قید کردن رستم و بیان سوال و جواب

سحرگاہ اسفندیار جوان
ہوا شہ سے رخصت سوے سیستان
دیا شاہ نے لشکر و گنج و زر
ہوا وہ شتابان بصد کر و فر
وہ اشتر روان تھا جو پیش قطار
گیا بیٹھ وان اور پھر زینہار
نہ وان سے اوٹھا اور نہ ہلا وہ تب
کیا قتل اوسکو ز روے غضب
لگے کہنے مردم ہوئی فال بد
مبادا کہ پیش آئے کچھ حال بد
مناسب یہی ہے کہ اب ایک بار
سوے خانہ پھر چلیے اے نامدار
وہ بولا یہ موقع ہے اور ہے بجا
ولیکن جہاندار کشور کشا
کہیگا کہ لایا بہانہ جوان
یہ کہکر روانہ ہوا پہلوان
گیا تا سمن سیستان وہ جب
روانہ کیا اوسنے بہمن کو تب
کہ لے آئے یان رستم گرد کو
گیا جبکہ وان بہمن نامجو
تو پھر زال نے با فراوان سرور
ادب سے جھکا یا سر اوسکے حضور
لگا کہنے یون بہمن نامدار
کہ آیا ہے روئین تن اسفندیار
کیا ہے طلب رستم گرد کو
یہ بہمن سے سنکر یل نامجو
گیا پیش رستم کہا ماجرا
لگا کہنے وہ مصلحت اب ہے کیا
وہ بولا کہ ہو شاد اے پہلوان
یہ ہے ہم کمر بستہ پیش کیان
تو جا شوق سے پیش اسفندیار
بجا لا کے رسم و رہ انکسار
اوسے پشت گشتاسپ لائی کہ ہر
تکلف سے ہو ملاقی اوسکی تو کر
گیا جبکہ یہ زال سے یہ بیان
گیا ساتھ بہمن کے وہ پہلوان
وہ پہونچی کنارے پہ دریا کے جب
لگا کہنے بہمن تہمتن سے تب
توقف کنان ہو گیا نامور
کرون باپ سے اپنے جا کر خبر
یہ کہکر گیا بہمن نامدار
کہا جا کے یون پیش اسفندیار
کہ رستم دلیر و جوانمرد ہے
مروت میں اور خلق میں فرد ہے
خبر سنکے آنیکی تیری یہان
مرے ساتھ آیا ہے وہ پہلوان
گیا پھر سپہدار اسفندیار
جریدہ سوے رستم نامدار
اور تب خوش سے رستم پہلوان
جھکا کر سر عجز جون بندگان
جو کچھ شرط خدمت تھی لایا بجا
پھر آغاز کی یہ دعا و ثنا

کہ اے وارث تخت و تاج کیان
بسر فرازان گیتی ستان

تری قد پہ زیبا قبائے شہی
ترے سر پہ شایان کلاہ مہی

وہ ہے نیک طالع جو تیری حضور
پرستش کنان ہو بفرط سرور

کرے سرکشی تجھسے جو شور بخت
شتابی گرفتار خواری ہو سخت

ہمیشہ جہان مین تو فیروز ہو
طرح مہر کے عالم افروز ہو

یہ آئین و رسم و ادب دیکھکر
ہوا شاد وان سرور نامور

فرود آ کے گھوڑے سے اسفندیار
ہوا رستم گرد سے ہمکنار

لگا کرنے رستم کی پھر یون ثنا
کہ اے نامور گرد زور آزما

سزاوار تحسین و صد آفرین
جہان مین تو اوسکا ہو یاور معین

قوی اوسکی ہو پشت لیل و نہار
نہووے اوسے کچھ غم روزگار

وہ بولا کہ مجکو سرافراز کر
تو رونق فزا ہو چلکے مرے گھر

پذیرا نہ اوسنے کیا زینہار
ولے اپنے لشکر مین اسفندیار

وہین رستم گرد کو لے گیا
وہان جا کے رستم سے کہنے لگا

یہ ہے حکم گشتاسپ شاہ دلیر
کہ رستم کو لے آؤ کرکے اسیر

بس اب تو بھی راضی ہو اس بات پر
کہ وان لیجاؤن تجھکو پابند کر

پہونچکر حضور شہ کامگار
کرون مین رہا تجکو اے نامدار

نہ اک دم رکھے شہ گرفتار بند
نہ پہونچاوے ہرگز تجھے کچھ گزند

رہا سنکے خاموش وہ پہلوان
کیا پھر سپہدار نے یہ بیان

کہ راضی نہین ہے اگر بند پر
تو بس ہو چکے رخصت تو جا اپنے گھر

یہ لایا زبان پر یل پیلتن
کہ کیا اے سرور انجمن

لبان شہنشاہ فرخندہ خو
مرے گھر تو مہمان ذرا چلکے ہو

جو کچھ مجھسے فرمائے تو بعد ازان
بجا لاؤن فرمان ترا بیگمان

وہ بولا کہ آیا تھا یان شہریار
بطور دگر اے ستودہ شعار

ولیکن مین آیا بعزم دگر
بھلا کیونکہ مہمان ہون اپنے گھر

اگر بھیجے فرمان سے پھر جائے تو
سر جنگ ازرہ کین آئے تو

تو مین کسطرح کھاؤن نان و نمک
کرون تجھسے پیکار زیر فلک

تجھے بند کرکے نہ لیجاؤن گر
تو کیا قدر پاؤن حضور پدر

وہ بولا کہ زنہار مین بھی یہان
نکھاؤنگا اب اے سپہدار نان

سپہدار نے پھر دیا یہ جواب
کہ پی اور دے مجکو صہبائے ناب

طلب کرکے پھر جام مینا وہین
کیے نوش باہم کئی ساتگین

تہمتن یہ بولا کہ رخصت ہو اب
کہون ان سے جاکے احوال سب

جو کچھ مصلحت دی مجھے زال زر
گزارش کرون مین یہان آنکر

جوان سے کہا یون کہ آنا شتاب
یہان بھیجنا صاف ورنہ جواب

سو خانہ رستم جو رخصت ہوا
تو بشوتن نے اندیشہ اوسدم کیا

کہا اے سپہدار آفاق گیر
کیا کیون نہ رستم کو تو نے اسیر

نہایت زبون بخت بیجا کیا
کہ دشمن کو یون ہاتھ سے جانے دیا

لگا کہنے اوس سے یہ اسفندیار
کہ پھر آدیگا رستم نامدار

لگا کہنے بشوتن کہ اے شیر گیر
زبردست ہے وہ سوار دلیر

یہ اب مصلحت ہے کہ اے نامدار
نہ ساتھ اوسکے ہو رنجہ مجبور پا

مبادا کہ پھر کارزار ہو
نبرد سے وہ گرد دور دوار ہو

ہوا اس سخن سے وہ اندیشہ مند
گیا سوچ مین سرور ارجمند

گیا رستم گرد جب اپنے گھر
یہ قصہ کہا زال سے سر بسر

کہا زال نے یون کہ اے نامدار
ملکزادہ اپنا ہے اسفندیار

سحر اوسکی خدمت مین پھر جائیو
نہ وسواس دل مین ذرا لائیو

کسو بھیجے سپہدار عالی گہر
شتابان ہوا گرد روز دگر

اوسے لیگیا آگے اسفندیار
کیا خوب رستم کا عز و وقار

وہ بولا کہ ہے منتظر زال زر
قدم رنجہ فرما تو اے نامور

کیا اوسنے انکار اور یون کہا
کہ اے پہلوان تو بھی یا لینے بنا

مرے ساتھ بیٹھ شہ ارجمند
روان ہو تو ہوکر امیدمند

کہا اوسنے اے گرد فرخ شیم
تو رکھ مجھپہ مصروف لطف و کرم

کہ مین کام تیرے بہت آؤنگا
سدا تیری خدمت بجا لاؤنگا

کیے تیغ نے کار نمایان مدام
کیا پست گردان توران تمام

جہان مین سرافراز گردان ہو تمہین
نگہدار شاہان ایران ہو تمہین

کیا دشمنون نے جہان سے پاک
کیا سرکشان جہان کو ہلاک

مروت سے کرتا ہون اب انکسار
نہین ورنہ تجھسے خطر زینہار

یل پیلتن سے یہ سنکر سخن
ہوا خشمگین سرور انجمن

یہ چاہا کہ رومی غضب بیدریغ
تہمتن پہ کھینچے رہا زخم تیغ

ولیکن تحمل کیا اور ہنسا
یہ سنکر تہمتن سے کہنے لگا

مشقت بہت تو نے کی بیشتر
سو رستم بیٹھے ہیں پیوستہ ہم
سنا میں نے اے رستم نامور
رکھا زال کو پھر نہ ایوان میں
ہوا ناپاک و بد شکل دیکھا اوسے
وہ مردار کھا کر ہوا جب کلان
بزرگوں کی پیری جو کی چاکری
یہ سنکر ہوا تند وہ پیلتن
نہیں ہو یہ گفتار اے نامور
بزرگان تھے واقف تر سر بسر
نریمان جنگی تھا ہوشنگ سے
مری مان بھی تھی دختر مہراب شاہ
دلیران ایران زمین چند بار
پذیرا نہ زنہار سے میں کیا
دلیری پہ اپنی نہ مغرور ہو
کئی شاہ کھینچے تہ تیغ تیز
وہ دیو سپید اور اکوان دیو
چھوڑایا شہنشاہ کاؤس کو
کئی بار دی میں نے اوسکو شکست
نکر جنگجوئی جو کچھ ہے تمیز
یہ چاہے تھا اوسدم کہ وان سے بلیغ
ستم گر روا رکھے مہمان پر
فلک رتبہ ہو گرچہ تو لیک ہے
تو کرتا ہے روز و شب چاکری
کیا ایک عالم کو آتش پرست
تو شب [illegible] تھا مرا ہفتخوان
ہوا [illegible] وان [illegible] کو [illegible] گا [illegible] تھا
[illegible] تھے اگر وہ ہزار
کرون کیا [illegible] پہ [illegible]

پس آرام سے بیٹھ مے نوش کر
یہ کہکر گیا بیٹھ بیرنج و غم
کہ ہو نسل سے دیو کی زال زر
وہیں چھوڑ آیا بیابان میں
تو سیمرغ نے بھی نہ کھایا اوسے
تب آیا وہ پھر جانب سیستان
تو حاصل ہوا رتبۂ سروری
زبان پر یہ تندی ہی لایا سخن
سزاوار شاہان عالی گہر
اور آگاہ ہے خوب تیرا پدر
زبون شیر نر جسکی تھا جنگ سے
خداوند تمکین و اعزاز و جاہ
کیا چاہتے تھے مجھے شہریار
نہ خواہان ہوا افسر و تخت کا
کیا تو نے بس کشتہ ارجاسپ کو
کیا قتل دیوؤں کو وقت ستیز
کہ تھا گرد عالم میں جنکا غریو
یل گیو گستہم اور طوس کو
کیا پیش اوسکا نہ کچھ زور دست
نکھو رائگان اپنی جان عزیز
تہمتن کو اب کھینچے زیر تیغ
تو لطف و مروت سے ہے دور تر
پرستندہ پادشاہان کے
شہی میں نے کی بلکہ پیغمبری
کیا میں نے گردن فرازوں کو پست
کہان اسقدر تھا ترا ہفتخوان
فقط [illegible] گر [illegible] تھا
و دلیران جنگی و مردان کار
کہ ہو [illegible] راقم جہان

کہا پھر سنو سے دست چپ بیٹھ تو
ہوا پھر سپہدار چین پر جبین
سیہ چہرہ وہ چہرہ ہوئے سفید
کہ کھا جائیں اوسکو کہیں جانور
وہیں پاس بچے کے وہ لیگیا
پسر ایک بھی سام رکھتا تھا
تو پیدا ہوا زال ہی بعد ازان
کہ حرف پراگندہ و ناسزا
تو ہے طفل بے عقل نادان ابھی
کہ ہے پشت سے سام کی گرد زال
سمجھ اے سپہدار انجم حشم
کہ ضحاک تھا اوسکا پنجم پدر
یہ کہتے تھے رکھ سر پہ تاج شہی
دگرنہ پہونچتی تجھے کب شہی
تو مانند میرے دلاور نہیں
شکستہ کیا میں نے وہ ہفتخوان
ملائے وہ دم میں تہ خون و خاک
سپہدار توران تھا افراسیاب
کیا میں نے خاقان چین کو اسیر
سپہدار جنگ آور و کینہ جو
ولیکن یہ سوچا کہ ہو میہمان
یہ بولا کہ میں نے کہے حرف نرم
جو کی بندگی تو نے شام و پگاہ
کہ ایران سے تا رود توران چین
سنان زرہ روئین ای نامدار
وہ بولا سنو ہفتخوان دو ہزار
وہ دیوان جو خونخوار جنگ آوران
نہ ساتھ اوسکے سو تھی تجھے تاب جنگ
کہ کینے سے عدل گستر نے جب

یہ سنکر لگا کہنے اے نامجو
خفا ہو کے رستم سے بولا وہیں
ہوا دیکھکر سام اوسے ناامید
ہوا ایک سیمرغ کا وان گذر
کھلاتا تھا مردار سے بچے وسا
اوسے لاجرم پھر پذیرا کیا
کہ اب فخر کرتا ہے اتنا یہان
تو زنہار اپنی زبان پر نہ لا
نہیں تجکو زنہار کچھ آگہی
نریمان ہی تھا سام فرخ خصال
کہ میں یعنی یکدیگر تم اور ہم
جہانگیر شاہنشہ نامور
تو کر ملک ایران میں شاہنشہی
میسر نہ آتی یہ فرماندہی
دلیری و گردی میں ہمسر نہیں
نگذرے جہان فیل و شیر ژیان
کیا شاہ مازندران کو ہلاک
کسیکو نہ تھی جنگ کی جسکی تاب
مری تیغ بران سے ہے آفاق گیر
ہوا پر غضب سنکے اس بات کو
یہ گرداب سے یعنی آیا یہان
تو کیون مثل آتش کے ہوتا ہے گرم
تو حاصل ہوا تجکو یہ عز و جاہ
مروج کیا تازہ آئین و دین
نہ تھا حصن مازندران استوار
گئے تھے ساتھ جنگی سوار
کہ میں نے کیے کشتہ تنہا وہان
گریزندہ ہوتا تو بس بیدرنگ
رکھا سر پہ لہراسپ کے تاج سب

دلیران نہ ہرگز رضامند تھے
وہین بیٹے معقول سبکو کیا
تو مت ناز کر تاج لہراسپ پر
یہ مقدور ہرگز کسیکا نہین
کسی سے سنے ہین اتبک نہین
سخنہا سے دشوار کہکر اوٹھا
مری کر کے دیکھو انجام کار
سپہدار نے سن دیا یہ جواب
مجھے جسقدر قوت و زور ہے
جو دیکھا یہ تیور ہی اسفندیار
سپہدار نے یہ کہا ابدا زان
سوار و سلاح تیرا مجھے
کہون جا کے شہ سے یہ ہے تجھ بتا
تو ہی گرچہ زور آور و شیر مرد
توکل دیکھنا کوشش کارزار
کرون تخت زرکار پر جلوہ گر
چلون پھر تری ساتھ نزدیک شاہ
سخن پھر زبان پر یہ لایا جوان
ملک کے خوان جب آگے رکھا
کہ اس جام سے سیر ہوتا نہین
ہوئے دام حیرت مین مردم اسیر
جو ہو سند پر راضی اسے ہو گھمند
مصاحب جو تیرے ہین اون سے ذرا
چلون مین ترے ساتھ ہو بند پا
وہ بولا کہ جسطرح کہتا ہے تو
بھلا کس لیے کام ایسا کرون
یہ سنکر لگا کہنے جنگی سوار
تری بزم سے کچھ نہین خوف جان
سمجھ دل مین ای فرخ اسفندیار

بزرگان ایران خرسند تھے
نہ زنہار پر خاش ہونے دیا
نگر فخر آئین گشتاسپ پر
کہ میری طرف دیکھے از روی کین
قیامت ہو گر ہو نہین جنگ خیز
ہوا یہ نہ مقدور اک گرد کا
فروتر کیا شہ نے میر وقار
کہ ای رستم اتنا نہ کھا پیچ و تاب
رکھے تھا کہان شاہ کاؤس کے
تو حیران ہو رستم نامدار
کہ ای گرد تو آج مہمان ہی یان
بلاؤنگا کل ایکدم مین تجھے
کرونگا نہین تجھے بند پھر بلا
دلے مجھسے ہرگز نہ ہو ہم نبرد
کہ آؤن جو پیدا مین ہو کر سوار
رکھون نہین ترے سر پہ دیہیم زر
دلاؤن تجھے تخت تاج و کلاہ
کہا تا کجا گفتار ای پہلوان
تو رستم نے اکدم مین خالی کیا
رکھا لا کے تاس کلان پھر وہین
مرخص ہوا پھر وہ گرد دلیر
تو جانپر تری کچھ نہ آوے گزند
سہم لگے اب تو بھی کر مشورا
حضور جہاندار کیوان لوا
پذیرا مین کرتا پرا ہے نہ موجب
کہ اس دہر مین جس سے بدنام ہون
کہ دیوان خونخوار و مردان کار
ولیکن یہ اندیشہ ہی ہر زمان
کہ اب صلح بہتر ہے یا کارزار

یہی تھی تمنا سے خرد و کلان
ہوئی جبکہ ہم پا ورای نامدار
کرے بند مجکو یہ چاہے ہی تو
ہوا کودکی سے مین دنیا مین پیر
ہوا استند مین پیش کاؤس شاہ
کہ مجلس مین کوئی کری مجکو بند
غرض ساتھ تیرے نہو کینہ جو
نہوا اب ثنا خوان کاؤس شاہ
یہ کہکر وہین ہوکے خندہ کنان
یہ ہنسکر کہا ہی یہ ترک ادب
خوشی سی مے لاکے گون نوش کر
سو شاہ لیجا کو نہین کر کے بند
مری مردمی تجکو معلوم ہو
کہان تونے دیکھی دلیری کی جنگ
تو بس پشت زین سے اوٹھا کر تجھے
رکھون پیشکش گنج تیری حضور
جو مین گرد ہون اور تو شہریار
کہے اب کہا ہے تا آئے جوین
بلاتے تھے جسدم کہ جام شراب
کہ آتی تھی جسمین شراب ایکمین
لگا کہنے یہ سرور نامجو
وگرنہ ہوا آمادہ کارزار
پذیرا کرے میہمانی اگر
وگرنہ کرون صبحدم آکے جنگ
یہ فرمانا گیا شہ کہ بس ٹل گیا
نہین جنگ سی تیری مجکو خطر
جو بیٹے کیے کشتہ ہنگام کین
کہ ہو کشتہ گر وقت پیکار تو
ہوا سال خوردہ تو گشتاسپ شاہ

فریبرز ہو بادشاہ جہان
ہوا شاہ لہراسپ تب شہریار
یہی ہے ترے باپ کی آرزو
ولیکن سخنہا نے نادلپذیر
کلہ گوشہ تھا جسکا تا اوج ماہ
اگرچہ وہان تھے بہت زورمند
یہ تندی و تیزی نکر مجسے تو
مرے زور و سرپنجہ پر کر نگاہ
فشردہ کیا پنجہ پہلوان
کہ زور آزمائی کرون تجسے اب
شتابان ہو پھر شہ چلے اپنے گھر
نہ پہونچاؤن جانپر تری کچھ گزند
وہ بولا کہ اے مرد پیکار جو
نہ پہونچے تجھے باد گرز و خدنگ
سو زال زر و وہین لاؤن تجھے
بجا لاؤن خدمت بفرط سرور
نہ دنیا مین کوئی رہے تاجدار
کہ اب ورزشی یعنی گذرے دو پاس
تو دیتا تھا رستم یہ اوسدم جواب
پیالے لگا پینے وہ پیل تن
کہ کر مصلحت زال سے جا کے تو
دیا اوسنے پاسخ کہ اے نامدار
قدم رنجہ فرماوے تو میرے گھر
نہ لاؤن تری جنگ مین کچھ درنگ
نہ پابند رستم کو یہ کر سکا
کہ ہے باندھ لینا ترا سہل تن
تو زنہار ہو کے برابر نہین
تو ہو پیش شاہان سرافراز مرد
تو ہی وارث تخت و تاج و کلاہ

ترا دشمن جان ہے تاجور
تجھے کیلیے اوسنے بھیجا ادھر

گر تو کشتہ ہووے مرے ہات سے
نہیں آگہی تجکو اس بات سے

نہو کارفرما جدائی کو تو
نکر پہلوانی مرے روبرو

گر نہ اپنی جا پر تو مست کھڑا ہوا
نہ بدنام کر مجکو بہر خدا

وہ بولا کہ دیتا ہے تو کیا فریب
نظر میں ہے میری فراز و نشیب

حضور پدر لیجاؤن باندھکر
کرون یا تجھے قتل وقت سحر

پسر کو برادر کو اور باپ کو
تو آپ اسکے پیدا نہیں ہی کینہ جو

کہ آنکھون سے دیکھیں ترا حال زار
کرین غم سے ماتم وہ لیل و نہار

لگا کہنے رستم کہ اب کیجے کیا
نہیں چارہ گر آئی تیری قضا

بوقت وغا آئیگا نظر
کہ ہون نوحہ گر اسکے پور و پدر

یہ کہکر سوئے خانہ رستم گیا
حضور پدر یون گزارش کیا

کہے ہے بہر کینہ اسفندیار
نہیں اور چارہ بجز کارزار

کہے زال نے پھر سخنہای پند
لگا کہنے تب رستم ارجمند

کہ نالائق و سخت کہکر مجھے
کہا کچھ دیا اوسنے تجھے

نہیں صبر کی تاب اب زینہار
کرون جنگ ساتھ اوسکے اگلے ناما

یہ سنکر کہا چشم کو اوسنے تر
لگا پوچھنے تب یل نامور

کیے کس لیے تو نے دیدے پر آب
دیا زال زر نے اوسے یہ جواب

کہ گر کشتہ ہو تو بہنگام جنگ
تو خانہ خرابی ہو پھر بیدرنگ

جو ہو کشتہ اسفندیار جوان
تو سونام بد پیش اہل جہان

رکھیں پھر کیان ہمسے کینہ سدا
تہمتن نے سنکر یہ پاسخ دیا

تو کر اپنی خاطر سے اندیشہ دور
کہ جیتا پکڑ لاؤن اسے حضور

کرون پیشکش اوسکے پھر گنج زر
اطاعت سے پھیرون نہ زنہار سر

لگا کہنے سنکر وہ مرد کہن
کہ ہرگز زبان پر نہ لایہ سخن

وہ اسفندیار جہان پہلوان
دلیر جہانگیر و کشورستان

زبون جسکے آگے ہے فغفور چین
جہان میں کوئی اوسکا ہمسر نہیں

تو کہتا ہے میدان میں جب جا نہیں
اوسے پشت زین سے اٹھا لاؤن میں

سیہ ہی عقل سے دور ای مرد گرد
سمجھ لیں اپنے تو ... سال خورد

جنگ رستم و اسفندیار و کشتہ شدن اسفندیار

گیا صبحدم رستم پہلوان
پے جنگ اسفندیار جوان

تہمتن نے جسدم کہ پہنی زرہ
تو پھر زال نے اوسکی باندھی گرہ

زوارہ کو سالار لشکر کیا
زوارہ سے یون زال زر نے کہا

کہ ہر وقت تو یاوری کیجیو
تغافل کو وان راہ مت دیجیو

شتابان ہوا جبکہ وہ پیلتن
لگا تب دعا کرنے مرد کہن

کہ یارب تو اسکا مددگار ہے
سوا تیرے کون اسکا اب یار ہے

زوارہ سے بولا یل نامور
کہ تو ساتھ لشکر کے رہ زود تر

یہ کہکر اکیلا وہ جنگی سوار
روانہ ہوا سوے اسفندیار

یہ لشتوین نے جانا اوسے دیکھکر
کہ آتا ہے بہر صلح نامور

لگا کہنے یون پیش اسفندیار
کہ رستم سے کر جلد اسے نامدار

سو شہ بعد گو نہ لطف و عطا
تو لیجا تہمتن کو بے بند یا

وہ بولا کہ لا جوشن ای نیکمرد
کہ ہے ساتھ رستم کے عزم نبرد

کہا اوسنے تجکو ہے عزم ستیز
مرا دل ستیزہ سے ہے ریز ریز

دو مرد دلاور جو ہون رزمجو
خدا جانے پھر غرق خون کون ہو

ہوا اسکے پر درد دل مرد کا
ولے کچھ نہ زنہار پاسخ دیا

تہمتن نے پھر اوس جوانمرد کو
یہ بھیجا پیام اسے یل نامجو

مرے ساتھ گر تجکو ہے عزم جنگ
تو ہو کر سوار اب تو آ بیدرنگ

یہ لشتوین سے بولا وہ اسفندیار
کہ تنہا ہے ... رستم نامدار

مجھے بھی ہے اب لازم ای شیر مرد
کہ جاؤن تمہیں تنہا برائے نبرد

تو استادہ ہو دور لیکر سپاہ
کہ رستم سے میں جا ہونگا رزمخواہ

ولے دیکھنا جبکہ ہو وقت تنگ
کرو مجھیں اشارہ تو پھر بیدرنگ

مدد میری تم کیجیو آن کر
یہ کہکر زرہ کرکے پھر زیب بر

دلیرانہ شبرنگ پہ ہو سوار
گیا جانب رستم اسفندیار

تہمتن نے اوس سے کیا یہ بیان
کہ کمتر ہے میری سپہ ای جوان

بہت ہیں سواران ایران دیار
ولے چاہتا ہون تمہیں یون اکیلا

کہ ایرانی اور سیستانی بہم
کرین جنگ گردانہ بیرنج و غم

کہ جوہر ہم ہر ایک کا آشکار
یہ رستم سے بولا پھر اسفندیار

کہ ہون کشتہ کیون لشکر ہر دو سو
فقط ہوویں ہم تم بہم رزمجو

مدد کو نہ آوے کوئی زینہار
ہوا عہد و پیمان بہم استوار

ہوے گرم کین ہر دو شیر ژیان
ہوا کارزار بہ تیغ و سنان



شکستہ ہوئے نیزے پھر بید یغ
لیا پھر دلیروں نے گرز گران
پکڑ کر دوال کمر بعد ازان
پراگندہ دل شیر مردان ہوئے
جدا ہو کے دونوں نے پھر دم لیا
لگے سو دلیران ایران گیا
یہ سنکر وہیں پور اسفندیار
کہ ہو جو کوئی مرد جنگی سوار
دلیرانہ اوس سے ہوا گرم جنگ
نہ ایوام ہرگز سمجھنا مجھے

لگے کرنے باہم رہا زخم تیغ
ہوئے زرہ جوشن پیل دمان
لگے زور کرنے وہ جنگ آوران
زبون سخت اسپان و گردن ہوئے
نہ کچھ زور دوان بیش ہرگز گیا
وہاں جا کے کہنے لگا نا سزا
جوانمرد نوشادر نامدار
وہ مجھسے کرے آنکر کارزار
دلے خاک و خون میں ملا بیدرنگ
کرون غرق خون ایکدم میں تجھے

شکستہ ہوئیں تیغ بھی سر بسر
گرے گرز بھی ہاتھ سے ایکبار
کیا زور گرچہ رہ کین سے
زرہ پارہ اور چاک برگستوان
زوارہ کو تھا جنگ میں کچھ صبر
کہ اے نامدارو اگر مرد ہو
پے کینہ خواہی شتابان ہوا
وہیں گرد ایوام زور آزما
زوارہ پھر اتنے میں آیا دوان
پھر اک گرز مارا جو بالا سے سر

نہ اک زخم ہرگز ہوا کارگر
رہے کام سے دست دونوں کا
ولیکن نہ کوئی ہلا زین سے
ہوئے سست گردان جنگ آوران
خروشان ہوا مثل غرندہ ابر
تو ہمت فوج زابل سے پیکار جو
طرح شیر نر کے خروشان ہوا
کہ تا گرد تھا رستم گرد کا
لگا کہنے سید انہیں کر فغان
ہوا کشتہ نوشادر نامور

جوانمرد مہر پوش پہلوان
فرامرز اوسکے مقابل ہوا
وہین پیش اسفندیار جوان
دو فرزند تیری ہوے کشتہ اب
نبرد یک نام آوران زمین
کہ سوگند جان و سر شہریار
کیا جسنے اب جنگ مین ارتکاب
اونھین شوق سے قتل کر تو یہان
یہ کہکر ہوے پھر وہ مشغول جنگ
وہ لے تیر اسفندیار جوان
لگے زخم کاری جو اوس تن تنگ
زوارہ ہوا دیکھکر دردمند
سبو سے بلندی گیا نامدار
جہان مین تہمتن زور کا تھا شہرہ
ترا زور بازو گیا اب کہان
پیادہ ہوا آپ مانند شیر
یہ چاہے تھا اسفندیار جوان
کہ رکھتا ہون پھر عزم پیکار مین
کہ احوال معلوم ہے سب ترا
وہ بولا کہ جاری ہے گر تن سے خون
غرض رزمگہ سے وہ جنگ آوران
کیا اونکے تابوت کو پھر روان
ولیکن یہ تھا ماجرا آج کا
سرشت اوسکی ہے آہن و سنگ سے
ولیکن نہ کوئی ہوا کارگر
یقین ہے کہ جانبر نہو وقت شب
گیا جبکہ اونکے نزدیک زال
کہا یہ کہ ہنگام پیری یہ غم
کیا بستہ زخمونکو مرہم لگا

دگر پور اسفندیار جوان
فرامرز نے قتل اوسکو کیا
کیا جاکے بہمن نے یکسر بیان
سپہدار سنکر ہوا پر غضب
سزاوار نفرین ہے پیمان شکن
نہین ہے مجھے آگہی زینہار
کرون اوسکو قتل اور اسیر عذاب
کہ تیرے گنہگار ہین بیگمان
دلیرانہ لیکر کمان و خدنگ
کہ آئے پیاپے سو پہلوان
سوار دلاور تب آیا اوتر
گیا وہین پیش یل ارجمند
لگا کہنے تب ہنسکے اسفندیار
تری تیغ بران سے کانپی تھا دیو
کہان ہے ترا اب وہ گرز گران
گیا پھر جنگ آزمائی دلیر
زوارہ نے ہو وے ستیزہ کنان
نہین تجھسے کچھ سست بردا مین
سراپا ہے زخمی بدن اب ترا
ولیکن نہین تن ہوا کچھ زبون
ہوئی شام کو سب کے خانہ روان
سو شاہ گشتاسپ کیوان نشان
خدا جانے کل پیش کیا آئیگا
مجھے اوسکی اندیشہ ہے جنگ سے
کسی سے نہ عاجز ہوا نامور
مبادا رہے زندہ گر بہ غضب
اور آئے تہمتن کا دیکھا یہ حال
ہمارے نصیبو نمین تھا یہ ستم
تہمتن نے پھر زال سے یون کہا

دوان کرکے شبدیز کو بیدرنگ
نہ کشتہ ہوے صرف دو نامدار
کہ لشکر نے زابل کو بھیجو تپاک
تہمتن سے بولا کہ ای بدنشان
ہوا سنکے غمگین و شرمندہ سخت
لیے جنگ بیٹے نہین کچھ کہا
برادر کو اور پور کو باندھکر
وہ بولا لبفرمان یزدان پاک
خدنگ یل رستم نامدار
ہوا اوس سے مجروح و ریش و فگار
ہوا رخش پھر سوے خانہ روان
یہ دیکھا کہ بس خستہ ہے پہلوان
کہ افسوس ای گرد جنگ آزما
کہان ہے تری تیغ زہرآبدار
زوارہ نے گھوڑے پہ انجام کار
کہا یون کہ ای گرد اسفندیار
کہ اتنے مین رستم نے اوس سے کہا
مجھے کیا تصور کیا تو نے آپ
اگر اب بھی راضی ہو تو بیدریغ
ہوا روز آخر اب ای نامور
ہوا غمسے بیٹونکے اسفندیار
لکھا یون کہ ای خسرو پاکدین
پشوتن سے کہنے لگا بعد ازان
بہت زخم شمشیر و گرز گران
کیا تیر سے اوسکو آخر زبون
ادھر تھا تردد مین اسفندیار
کہ مجروح و خستہ ہے سرتا بپا
برادر پدر مادر و پور و زن
کہ روئین تن اسفندیار ہے

شتابان ہوا سوے میدان جنگ
ہوئے قتل ایرانیان بے شمار
کیا آکے ایرانیان کو ہلاک
نہین ہے یہ آئین گردنکشان
لگا کہنے پھر رستم نیک بخت
نہین تھی یہ خواہش میری رضا
ہوا لے کردن تیرے اے نامور
کرونگا عوض اونکے تجھکو ہلاک
نہوتا تھا کچھ کارگر زینہار
تن رخش و جسم دلاور سوار
پیادہ رہا رستم پہلوان +
بدن سے تہمتن کے خون ہے روان
زبون ہوکے میدان سے تو بس گیا
کہان ہے ترا تیر پہلو گزار
کیا رستم نامور کو سوار
تری ساتھ آیا ہو نہین کارزار
زوارہ سے مت ہو نبرد آزما
تہمتن سے بولا سپہدار تب
تو بہتر ہے اسے رستم نامور
کرون جنگ پھر تجھسے وقت سحر
نہایت پریشان دل و بیقرار
ترے حکم سے مجکو چارہ نہین
کہ آدم نہین رستم پہلوان
رہا بیٹے اوس پر کیے اکجوان
ہوا جوشن کالبد غرق خون
اودھر پہلوان رستم نامدار
جراحت یہ اوسکے تاسف کیا
لگے رونے سب مردم انجمن
مقابل نہین جسکے عفریت و شیر

قوی بازو و سخت ہے زورمند
مرا تیر سندان سے کرتا گذر
اگر زور کرتا مین کہسار پر
نہ وہ سنگ ہو پشت زین سے بلا
ہوئی جنگ موقوف ہنگام شام
کہ پھر ہاتھ آوے نہ میرا نشان
تو پھر آ گئے ایوان مین اسفندیار
جو ہوتا یہان آج وہ شیر مرد
بلاؤن مین ناچار سیمرغ کو
تو پر کو مرے تو جلانا ضرور
تو سیمرغ حاضر ہوا آن کر
ستمگار کمبخت اسفندیار
ہوئے گرم پیکار انجام کار
یہ سیمرغ بولا کہ ہے کیا خطر
پیا خون کو اور ملے اپنے پر
لگا کہنے سیمرغ سے نامجو
وہ بولا کہ ہے وہ یل ارجمند
سو ہفت خوان یہ جوان جب گیا
تو گر اوس جوان سے ہے دور تر
کہین دور جاوے تو اسفندیار
وہ بولا کہ اے رستم نامدار
غرض نخل گز اک نیستان مین تھا
بنا اسکا تو اک دوشاخہ خدنگ
کرے جو کوئی کشتہ اوس مرد کو
ولے کور کرنیسے اوسکے ضرر
وہان بیٹھے بحکم خدا
وہ سیمرغ رخصت ہوا بعد ازان
لگانے دو پیکان زہر آبدار
کہ میدان مین آیا سوار دلیر

تنومند مانند نخل بلند
نہ ہرگز ہوا اوسپہ کچھ کارگر
تو پر کندہ کرتا اوسے ای پدر
کہون کیا کہ اس قوت زور کا
وگرنہ مرا کام کرتا تمام
کرے جستجو گرچہ جنگی جوان
کرہی ہمکو یکسر گرفتار و خوار
تو بدخواہ کی ساتھ کرتا نبرد
نہ ہے اوس سے ہون چارہ جو
کہ فی الفور ہونچگا تیری حضور
گزارش کیا یون کہ ای زال زر
ہوا آکے پرخاش کا خواستگار
بہم رستم گرد و اسفندیار
کرون چارہ اسکا مین از روی ہنر
ہوے زخم اچھے وہین سربسر
کہ اے شاہ مرغان ہمدردگار
توانا و گردنکش و زورمند
مرا جفت ہان ایک سیمرغ تھا
تو بہتر ہے اے رستم نامور
کریگا ہمین باندھکر سخت خوار
مرے ساتھ چل رخش پر ہو سوار
تہمتن سے سیمرغ نے یون کہا
سحر جاکے میدان مین ہو گرم جنگ
وہ رنج و بلا سے رہا پھر نہ ہو
نہ پہونچے ذرا شوقسے کور کر
یہ سنکر ہوا خوش وہ زور آزما
گیا سیستان سے سوا آشیان
ہوا فتح و نصرت کا امیدوار
یل نامور رستم شیرگیر

مری تیغ بران تھی خارا شگاف
نہ مغلوب آیا بد اندیش ہاے
پکڑ کر کمربند اسفندیار
کوئی دیو اور کوئی جنگی ستور
بس اب تاب پیکار مجکو نہین
کہا زال زر نے یہ سنکر سخن
کرون کیا کہ ہے اندرون سوے غور
نہین اسقدر فرصت الیوا اب
کیا اوسنے وعدہ یہ مجسے کہ ہان
بلندی پہ کر آتش افروختہ
مجھے کسلیے اب کیا تونے یاد
نیاز اوس سے ہمنے کیا بیشتر
ہوا رستم و رخش مجروح و ریش
طلب رخش و رستم کو کر کے وہان
ہوا رستم و رخش پھر تندرست
یقین ہے اگر تو مرا ہووے یار
مجھے اور تجھے ہے یہ قدرت کہان
مقابل جو ساتھ اوسکے آکر ہوا
یہ سنکر ہوا زال گریہ کنان
بتا کوئی تدبیر بہر خدا
گذر کرکے دریا سے بیرنج و غم
کہ اک شاخ لیجا تو اب توڑ کر
پھر اوس تیر کو ای یل نامدار
نہین خوب ہے قتل اسفندیار
یہ خاصیت اوس کی ہے کہ ہان
پھر آئے وہ دونون ہین پیش زال
جوانمرد رستم نے پھر بیدرنگ
نہ تابان ہوا تھا ہنوز آفتاب
ہوا نعرہ زن مثل پیل دمان

سنان توڑتی تھی دل کوہ قاف
نکچھ زور بازو گیا پیش ہاے
کیا زور ہر چند پہ زینہار
کہین مینے دیکھا نہین زینہار
نکل جاؤن ناچار تو پھر کہین
کہ گر تو نکلجا ہی اے پیلتن
یل نامور برزدے پیل زور
کہ اوس پہلوان کو کرون تاب طلب
جو پیش آوے مشکل کوئی ناگہان
جو سیمرغ کا پر کیا سوختہ
وہ بولا کہ ای مرغ فرخ نہاد
نہ آیا سر رستم وہ کینہ ور
بلا وقت پیری پہ آئی ہے پیش
جو دیکھا تو ہے خون بدن سے روان
توانا و زور آور و چاق و چست
تو ہوگئے زبون گرد اسفندیار
کہ ہون ساتھ اسکے ستیزہ کنان
تو سیمرغ ہرگز نہ جان بر ہوا
کہا یون کہ گر رستم پہلوان
تو دام غم و رنج سے کر رہا
گئے اک نیستان مین دونون بہم
اسے راست کر رکھکے تو آگ پر
رہا کر سوے چشم اسفندیار
خرابی ہے قاتل کی انجام کار
تمنا ہوا وک فگن کی جہان
ہوا زال مسرور و شادان کمال
مرتب کیا اک دوشاخا خدنگ
حریف جفاکیش تھا گرم خواب
کہ پھر وہ اسفندیار جوان

ذرا خواب نوشین سے بیدار ہو
مرے دل مین تھا وقت شب یہ گمان
ندا دی کہ احوال اسکا ہے کیا
بسوی تہمتن پشوتن گیا
سوا اسکے اک زخم کاری تھا
دلیری سے اسکی مجھے ہے خطر
خفا ہو پشوتن پہ اسفندیار
نہین زخم کا اب اثر زینہار
تجھے آج خستہ کرون اسقدر
مرے جسم پر اے یل نامور
کہ مت رزمجو ہو سر صلح آ
ستم سے نہ پھر عذر سر گز کرون
وہ بولا کہ اب آشتی دور ہے
مرے قید کر لیجیے اب در گزر
تجھے پیشکش ہے دون زر وے نیاز
خدا کو بھی فرمان سے ہے حکم شاہ
وہ بولا کہ اے گرد آفاق گیر
تو ہو گرم پیکار اے پہلوان
تہمتن نے اوس دم یہ مانگی دعا
پذیرا یہ کرتا نہین رہنما
عقوبت نہ رکھ پھر تو مجھ پر روا
رکھا ہاتھ سر کو زمین پر نگون
ولیکن نہ ہر گز گرا اے جوان
یہ دیکھا تو تشویش مین تھے وہین
کیا چارہ چشم اسفندیار
نہ تنہا ہوا زال زر شاد کام
کہ دنیا مین خونریز اسفندیار
جہان آفرین مہربان یار ہو
بہ وزد گردش اسفندیار

کہ آیا پھر اب رستم جنگجو
کہ جانبر نہوویگا یہ پہلوان
نگاہ اوسنے زخمون کو بستہ کیا
تو رستم یہ بولا کہ دیکھے ہے کیا
پشوتن نے جا کر جوان سے کہا
مناسب ہے اب یون کہ اے نامور
گیا دو وہین میدان مین ہو کر سوار
ترا باپ شاید کہ ہے سحر کار
کہ ہو نوحہ گر زال زر دیکھکر
نہ ہر گز کرے تیر تیرا اثر
تو بخش از سر لطف میری خطا
تری ساتھ پیش شہنشہ چلون
اگر زندگی تجکو منظور ہے
عوض اسکے لے مجسے تو گنج زر
تو کر رحم اے سرور سرفراز
زیادہ ترا ہے رستم کینہ خواہ
نہ دی جان با تاج و سریر
یہ کہکر وہین لیکے تیر و کمان
کہ کرتا ہون عاجزی یا خدا
کیا چاہتا ہے مجھے سخت خوار
نہ کر مجھسے ثابت گناہ و خطا
روان اسکی آنکھون سے تھی جو خون
ہوا مین نہ زنہار نالہ کنان
ہوئے سخت غمناک و اندوہگین
ہوا کچھ نہین فائدہ زینہار
ہوئے خرم و شاد مردم تمام
نہ زندہ رہے دیر تک زینہار
شب و روز تیرا مددگار ہو
گیا زال اور رستم نامدار

اوٹھا سنکے آواز اسفندیار
کہون کیا مین کاری کھایا ہے زخم تیر
وہی رخش ہے پایا ہے رخش نو گر
رکھون ہو نہین وہ دارو جان
کہ دیر و زمین چابک ہے پہلوان
تو پرخاش کو دل سے کر اپنے دور
تہمتن سے بولا کہ اے پہلوان
گیا اوسنے جا دو وہ پھر تندرست
وہ بولا کہ جیمین نہین کچھ یہ ہوس
کرونگا تجھے کشتہ انجام کار
مرے گھر ذرا چلکے مہمان ہو
کرے لطف یا قتل یا مجکو بند
تو پابند ہو کر مرے پاس آ
در بیبہا تاج گوہر نگار
کہا اوسنے بیہودہ گو دیو کر
تجھے لیچلون دست و پا باندھکر
ہوا پر غضب سرور کینہ جو
کیا سوی رستم روان ایک تیر
زر و گوہر و تاج و گنج و کنیز
تو پاوے سو میرا کہ ہون بے نیاز
یہ کہکر کیا تیر کو روان
پکارا تہمتن کہ ہنگام جنگ
تو اک تیر کھا کر ہوا درد مند
کیا اپنی آنکھون کو غم سے پر آب
تہمتن گیا پھر حضور پدر
ولے زال بولا کہ اے نامور
تری جان کا ہے خطر اب مجھے
وہ بولا کہ میری نہین کچھ خطا
ہوئے دونون جا کر وہان عذر خواہ

پشوتن سے بولا کہ اے نامدار
تعجب کہ ہے ہوشمند و دلیر
شتابی سے اب جلد لا تیر پر
کہ ہر زخم کی پل مین ہو چارہ ساز
ہوا تھا تو کل خستہ اے ناتوان
تہمتن سے کے ساتھ آشتی ہے ضرور
ہوا تھا تو کل خستہ اے ناتوان
کہ آیا تو میدان مین پھر چابک و چست
اوٹھا یہ خیال اپنے دل سے تو بس
گزارش یہ کرتا ہون مین بار بار
کہ ایوان مرا رشک بستان چین
جو چاہے کرے خسرو ارجمند
تہمتن نے اوسکو یہ پاسخ دیا
کنیزان سمن طلعت و گلعذار
نہین چاہتے مجکو یہ گنج و زر
کہ بخشے تجھے تخت و افسر پدر
کہا یون نکر اور کچھ گفتگو
بطرز پسندیدہ و دلپذیر
خوشی سے مین دیتا ہون ہر ایک چیز
مخالف کی آنکھین ہین خونرنگ
سو چشم اسفندیار جوان
شکست کھائی تجھسے نے خدنگ
رکھا زمین پہ سر تو نے اے ارجمند
اسے لیکے سو نیمہ شتاب
یہ دی زال زر کو تو نے خبر
یہ اختر شناسون نے دی ہے خبر
رکھے رنج سے دور ایزد تجھے
کیا جو کچھ اوس کینہ جو نے کیا
وہ بولا نہین کچھ تمہارا گناہ

لکھا تھا یہی کلک تقدیر کا | مٹے کیونکہ لوح جبین کا لکھا
مرا پوتا ہے بہمن نوجوان | اسے اب تو اے رستم پہلوان
سکھا پہلوانی کے ساری ہنر | بتا رسم دولت اوسے سربسر
تہمتن نے دو من پذیرا کیا | ز روی نشاط و مسرت گیا
رکھون اسکے تارک پہ تاج و کلاہ | کر دن شہ اوسی بعد گشتاسپ شاہ
یہ پشوتن سے بولا پھر اسفندیار | کہ گور و کفن کا ہوں اب خواستگار
روانہ ہو تو سوی گشتاسپ شاہ | یہ کہہ جا کے اے خسرو دین پناہ
مجھے تو نے بھیجا پی قتل یان | ہوئی تیری دولت سے برباد جان
ہوئی باری اب تیری حاصل مراد | تو کر سلطنت شوق سے شاد و شاد
ولیکن بروز جزا بیگمان | کرے داوری داور داوران
مری مان سے کیونکہ کہ ہووے صبور | کری دل سے اپنے غم و رنج دور
نہیں فائدہ گریہ سے زینہار | قضا پر کسیکا نہیں اختیار
کہا پھر وہین کھینچکر سرد دم | کہ گشتاسپ سے مجکو پہنچا ستم
کیا طائر جان نے پرواز پھر | ہوا نالہ و گریہ آغاز پھر
لگے رونے پشوتن و بہمن وہان | ہوئے رستم و زال گرم فغان
اودھر لیکے تابوت اسفندیار | وہ پشوتن گیا سوے ایران دیار
اودھر سے آئے بہمن کو دائی کہہ | یل نامور رستم و زال زر
زوارہ یہ بولا کہ اے نامدار | یہ بہمن ہے فرزند اسفندیار
کیا باپ کو اسکے تو نے ہلاک | دل اسکا نہ ہوگا کینہ سے پاک
برادر بھی اسکے ہوئی قتل مرد | عجب کیا جو وہ تجسے ہو ہم نبرد
مناسب نہ تھی تربیت اسکی یان | کہ بدخواہ اپنا ہے یہ بیگمان
زوارہ کو رستم نے پاسخ دیا | کہ لادین وصیت نہ کیونکر بجا
جو پشوتن حضور شہ نامدار | گیا لیکے تابوت اسفندیار
ہوا شاہ گشتاسپ نالہ کنان | لگیں کہنے رو رو کے یون خواہران
نہ رستم نہ سیمرغ نے زال زر | کشندہ ہی تو پور کا اے پدر
روا رکھکے جان پسر پر ستم | عبث ہی یہ پھر تجکو اندوہ و غم
خجالت سی تھا بادشہ سر فرو | کہ نفرین تھی ہر سمت سے شاہ کو
پشیمان ہوا شاہ عالی تبار | کیا نعش کو دفن انجام کار
لکھا نامہ رستم نے پھر شاہ کو | کہ ہون بھیجتا ای شہ نامجو
حضور سپہدار اسفندیار | کیا میں نے جون بندگان انکسار
بہت اوسکو دیتا تھا مین پند نیز | یہ کہتا تھا ہردم کہ اے نامجو
چلون پیش سلطان کشور کشا | نہ ہرگز جوان نے پذیرا کیا
نہین چارہ تقدیر سے زینہار | ہوا وہ جو ہونا تھا انجام کار
کیا تربیت پور کو اسکے اب | ہنر اور آداب سکھلائے سب
جو کچھ حکم ہو مجکو لاؤن بجا | کہ ہون بندۂ شاہ کشور کشا
جو نامہ پڑھا شاہ نے سربسر | تو پشوتن سے کہنے لگا تاجور
کہ یہ ماجرا کر مفصل بیان | وہ بولا کہ ای بادشاہ جہان
تہمتن ہی اس امر مین بیخطا | درست و بجا ہے جو اوسنے لکھا
اوسے پند کی میں نے بھی چند بار | اثر کچھ نہ ہرگز ہوا زینہار
نہ آیا وہ ہرگز جہالت سے باز | لگا کہنے پھر شاہ گردن فراز
اجل نے اوسے سخت جاہل کیا | یہ کہکر تہمتن کو نامہ لکھا
کہ رکھ جمع خاطر تو ای نامدار | نہیں تیری تقصیر کچھ زینہار
یہان آئیو جب کرون مین طلب | روان کر تو بہمن کو بالفعل اب
تہمتن نے بہمن کو [illegible] | روانہ کیا سوے ایران دیار
ہوا دیکھکر شاد فرمان روا | ولیعہد بہمن کو شہ نے کیا
یہ قصہ تو مین کر چکا اب بیان | شغاد لعین کی لکھون داستان

تولد شدن شغاد پسر زال از بطن کنیزک و کشتہ شدن رستم از دست او و خرابی خانمان

لکھے ہے یہ فردوسی بے نظیر | کہ آزاد سرو ایک تھا مرد پیر
یہ کہتا تھا وہ پیر مرد سترگ | کہ سام و نریمان تھے میری بزرگ
اوسے قصۂ خسروان یاد تھا | کہا اوسنے مجسے یہی ماجرا
کہ رستم سے اسفندیار جوان | ہوا اسطرح سے ستیزہ کنان
کہی بعد ازان داستان شغاد | کہ تھی مرو آزاد کو خوب یاد
پھر اوس قصہ کو نظم میں نے کیا | غرض اسطرح سے ہے یہ ماجرا
کہ زال اک کنیزک پہ مائل ہوا | اور اک اوس سے فرزند حاصل ہوا
رکھا زال نے نام اوسکا شغاد | نجومی یہ بولا کہ اے خوش نہاد

یہ طفل نگون بخت جب ہو جوان — کری خانمان سب تبہ بیگمان
بری اسکی طینت نہیں ہو وہ تر — بسوی نکوئی تو ہو پر آبسر
وہانکا جو تھا شاہ نیکو سیر — قرابت وہ رکھتا تھا با زال زر
اوسے ایک دی دختر دلستان — کیا کتخدا اوسکو با عز و شان
سپہدار کابل سے بولا شغاد — کہ ہی بادشاہ خجستہ نہاد
قرابت پہ میری نکی کچھ نظر — لحاظ اوسنے بس کم کیا سر بسر
یہ بولا کہ مجھکو ذرا اب بتا — کہ ہی قتل کی اسکے تدبیر کیا
کرون جا کے رستم سے تیرا گلا — غضبناک ہو کر یہان آئیگا
وہان سے کھٹکے تیغ و سنان و تبر — سر چاہ خس پوش کر سر بسر
غرض شاہ کابل سے وہ شور بخت — لگا کرنے اک ذکر گفتار سخت
سپہدار کابل ہوا تند و گرم — وہ بولا کہ آتی نہین تجکو شرم
کہے ہی یہی رستم شیر زاد — کہ میرا برادر نہین ہی شغاد
برادر جو تیرے ہین دارا حشم — تجھے جا کر وہ نسی سمجھتے ہین کم
کہا یون کہ نالائق و ناسزا — سپہدار کابل نے مجکو کہا
چلون شہر کابل مین لیکر سپاہ — کرون قتل اوسکو بحال تباہ
سو شہر کابل شتابان ہوا — سپہدار کابل ہراسان ہوا
برہنہ سر و پا ہو گریہ کنان — یہ بولا کہ اے نامدار جہان
سر رحم آیا یل نامدار — کیا شاہ کابل کا افزون وقار
شغاد نگون بخت نے بعد ازان — کہا یون کہ ہین چاہ کندہ جہان
لگا کرنے تعریف نخچیرگاہ — کہا پھر کہ ہی گرد باغ و چاہ
زوارہ کو ساتھ اپنے لیکر گیا — شغاد سپہدار بھی ساتھ تھا
سو جب گیا رستم نامور — کہ خس پوش تھی چاہ کندہ جدھر
نئی خاک کی وان جو کچھ آئی بو — سو شہ رخش صبا گام کو
ہوا گرم پھر رخش جون شیر مست — ولیکن گرا چاہ مین گر کے جست
دوبارہ کہ آیا جو پھر باد پا — تو پھر دوسرے چاہ مین جا پڑا
ملے رخش نے جست کی لنسے بھی — نہ آیا نظر پھر بھی رستے بھی
ہوا پارہ پارہ سراپا بدن — ہوا سخت درماندہ وہ پیلتن
ہوئی دشمن جان جب یہ جفا — دغا سے یہان قتل مجکو کیا
ترے کام کے خاطر آیا یہان — کہ ہو وے فزون تیری توقیر و شان

مناجات کی زال زر نے وہین — کہ یا کردگار جہان آفرین
ہوا جبکہ القصہ جسدم جوان — کیا زال نے سوی کابل روان
ہوا جبکہ کابل مین داخل شغاد — تو اوس شاہ نی تب عجب مراد
حضور یل رستم کینہ خواہ — سدا باج بھیجتا تھا کابل کا شاہ
ہوا مین تہمتن سے ناشاد اب — نہ آئی اوسے شرم ہی یہ غضب
نہ بھیجین یہ رستم سے ہون کینہ خواہ — کرون قتل اوسکو بحال تباہ
کہا اوسنے یون اے شہ نیکو ور — دل آزردہ ہون جسسے ہین ایکدور
تو یان ایک طیار کر صید گاہ — اور اوس مین کندہ کر چند چاہ
نگون بخت نے جس طرح سے کہا — سپہدار نے اوس طرح سے کیا
کہ مین ہون سپہدار عالی گہر — تری ذات مجھسے نہین خوبتر
نہین یاد کرتا تجھے زال زر — نہین پوچھتا گاہ تیری خبر
نہین نسل سے سام یل کی تو ہی — نہین کچھ تری زینہار آبرو
ہوا اسکے دلگیر و پر غم شغاد — حضور تہمتن گیا بد نہاد
دیا اوسنے بوسہ سر و چشم پر — کہا اوسنے اندیشے کو دور کر
کرون تجکو کابل کا پھر شہریار — یہ کہکر وہین رستم نامدار
ہوا آگے حاضر زر و نیاز — پیادہ حضور یل سرفراز
ہوئی مجھسے مستی مین صد ہا خطا — تو کر عفو از راہ لطف و عطا
اوسے شاہ کابل نے مہمان کیا — بجا بندگی لا کے شادان کیا
وہان بیچلو رستم گرد کو — غرض ایکدن وہ شہ کینہ جو
کہ مشغول صید افگنی چلکی ہو — یہ سنکر وہین رستم نامجو
ہوے حیلہ سازی سے لیکر روان — سوے دشت دونون شقاوت نشان
غرض شاہ کے پاس جسدم گیا — تو پھر رخش نے وان توقف کیا
ہوا رستم پہلوان خشمگین — جھکا رخش پر تازیانہ وہین
ہوا خشمگین و پیش رخش سوار — کہ تھے چاہ مین خنجر آبدار
وہان بھی لگے زخم تیغ و تبر — ہوا چاک وہ خستہ بدن سر بسر
کنوین سات اسطرح سے تھے وہان — گیا گر وہ آخر ہوا ناتوان
یہ سمجھا تہمتن کہ بے اشتباہ — ستمگر شغاد اور کابل کا شاہ
لگا کہنے منہ کر کے سوے شغاد — کہ تھا بھائی تیرا مین ای بدنہاد
مرے ساتھ کیون تونے کی یہ دغا — مجھے کسلیے ہائے ضائع کیا



وہ بولا کہ تیری سزا تھی یہی
تہمتن یہ بولا کہ اے حیلہ گر
کہ کاؤس و کیخسرو و کیقباد
جو پوچھو تو ہیں یاں رہا دیر تر
شغاد نگون بخت سے پھر کہا
تو پہر چھا دے خدنگ و کمان
پس تحمل گرچہ چھپا مہ نہاد
تہمتن سے پھر جان رخصت ہوئی
ولیکن سوا ایک باقی رہا
لگی رونے رستم کی ماں زار زار

بہت تو نے خونریزی خلق کی
تنک تو شمار و گرو تو اپنے سر
گئی بادشاہان فرخ نہاد
بس اسباب نیک کرتا ہوں میں بھی سفر
سوا وہ کہ چاہے تھی چکھ پنہا
کہ ایسی رہو ہیں رستہ و پایان
سوا اشتہ لیکن درخت شغاد
توقف کی اک دم نہ فرصت ہوئی
سو وہ سیستان میں اشتابی گیا
یہ بولی کہ دنیا سے انجام کا

سپہدار کابل نے پھر یوں کہا
سدا کون قائم ہے زیر فلک
دلیران و گرد و گش و نامجو
فرامرز جنگی دلاور جوان
ورے تا نہ بخشش نہیں اسے صحیح
دیا اوسنے پس کمان خدنگ
گیا وہ وہیں رستم نے شکر خدا
زوارہ بھی لیکر سوار ہمراہیان
کہا اوسنے یہ ماجرا سر بسر
ہزار و نہصد و نہ و سالہ

کرانیب شغاد تجھے دوں بلا
جہاں میں رہو نہیں بھلا اب تلک
گئے اس جہان سے مر کے رو برو
مرا کینہ لے تجھے آکر یہاں
و فرزندوں نے چھڑا مجھ کا اب
وہیں اوسنے مارا اوسے بیدریغ
کہ جو چاہے اپنا کینہ لیا
ہوئے چاہ میں کشتہ خرد و کلان
یہ سنکر سوا زال زر نوحہ گر
گیا اور باقی رہا رنج و درد

فرامرز نے سخت ماتم کیا — غرض زال زر سے پھر یون کہا
کہ جا تو سو کابل کو لیکر سپاہ — سپہدار کابل سے ہو کینہ خواہ
فرامرز جنگی ہوا پھر روان — سوئے شہر کابل بفوج گران
ڈرے شاہ کابل ہراسان ہوا — سو کوہ و ہامون گریزان ہوا
فرامرز کو جب ہوئی آگہی — کہ ہے شاہ سے شہر کابل تہی
گیا لاجرم جانب صیدگاہ — جہان پہلوان سب ہوئے تھے تباہ
بیان کیجئے کیا صورت کشتگان — نہ تھا نام کو گوشت غیر استخوان
دد و دام کھاتے تھے ہر صبح و شام — بیابان مین گوشت ان کا تمام
زوارہ کے اور رستم گرد کے — وہ لیکر گیا استخوان دشت سے
کیے دفن زابل مین جاکر وہین — پھر آیا وہ کابل مین از روئے کین
ہوا گرم پیکار کابل کا شاہ — ہوئی فوج کابل سراسر تباہ
گرفتار پھر شاہ کابل ہوا — مظفر سپہدار زابل ہوا
فرامرز نے اوسکو از روئے کین — کیا ہاتھ سے قتل اپنے وہین
سوئے شاہ گشتاسپ آتا ہون پھر — خبر شاہ ایران کی لاتا ہون پھر

رحلت شاہ گشتاسپ بملک جاودانی و جلوس بہمن پسر اسفندیار بر تخت سلطنت ایران و لشکر کشیدن طرف سیستان و بعد جنگ بسیار فرامرز را قتل نمودن

کہا شاہ گشتاسپ نے ایک روز — کہ یہ نامور بہمن نیک روز
کلاہ مہی کے سزاوار ہے — سوا اسکے شاہی کا حقدار ہے
ہوا کشتہ اسکا پدر بے گناہ — اسے چاہیے تخت و تاج و کلاہ
یہ کہکر بٹھایا اوسے تخت پر — رکھا سر پہ بہمن کے دیہیم زر
کیا پھر پشوتن کو اوسکا وزیر — کہ تھا دانش و فہم مین بینظیر
ہوا پھر روان سوئے ملک عدم — شہنشاہ گشتاسپ کیوان علم
جہان مین وہ شاہ ہمایون خصال — رہا حکمران یکصد و بیست سال
جہاندار بہمن شہ نامور — ہوا تخت شاہی پہ جب جلوہ گر
لگا کرنے داد و دہش صبح و شام — ہوئے خرم و شاد ہر خاص و عام
ارادہ کیا پھر زروئے غضب — کہ زال و فرامرز سے جاکے اب
لیا چاہیے کین اسفندیار — سواران غرض لیکے یکصد ہزار
ہوا عازم سیستان بادشاہ — جو نزدیک دریا کے پہنچی سپاہ
یہ پیغام بھیجا سوئے زال زر — کہ آیا ہون مین بہر کین پدر
بیابان مین اب لیکے تیغ و سنان — کرون بہر خون از سر کین وہان
فرستادہ نے جا کے جب پیش زال — کہا یہ تو سنکر ہوا پر ملال
کہا زال نے پھر عبث ہے یہ کین — کہ رستم کی تقصیر مطلق نہین
ہوا اب جو رونق فزا تاجور — کرون پیشکش اوسکے گنج و گہر
مرا قتل منظور ہے اب اگر — تو حاضر ہون پھیرون نہ زنہار سر
یہ کہکر بہت مال اوسکو دیا — فرستادہ پھر ہوکے رخصت گیا
ہوا پیش بہمن ثنا خوان زال — مفصل کیا شاہ سے عرض حال
کہ عذر اطاعت جو سن نامدار — نہین کچھ ارادہ اوسنے سنا
ہوئی آتش قہر شاہی فزو — کہ سرکش بنایا ذرا زال کو
ہوا جانب شہر بہمن روان — وہین پیشوا زال آیا دوان
گیا زال کے گھر شہ نامدار — زر و گنج وان سے لیا بیشمار
یہ پوچھا فرامرز ہے اب کہان — وہ بولا کہ اے بادشاہ جہان
گیا ہے فرامرز بہر شکار — ہوا پر غضب سنکے یہ شہریار
کیا پھر وہین زال کو اسیر — لگا عاجزی کرنے وہ مرد پیر
کہ اے شاہ میری ہے تقصیر کیا — اگر ہے تو رستم کی کچھ ہے خطا
نہین زندہ اب رستم نامدار — کہ تو جس سے لے کین اسفندیار
برائے خدا ہے سپہ اب رحم کر — مری عاجزی پر ذرا کر نظر
کہ مین آج ہون کمترین بندگان — پیادہ ہوا تیر کے آگے دوان
روا دار کچھ نہ بیداد و انصاف کر — کہ رستم نے تجکو سکھائے ہنر
ہوا بہمن آشفتہ سن گفتگو — رکھا زال کو بند از روئے کین
یہ سنکر فرامرز جنگی ہوا — سپہ لیکے آیا پئے کارزار
سواران ایران و زابلستان — ہوئے [illegible] ستیزہ کنان
رہا تین دن گرم بازار جنگ — بشمشیر و گرز و سنان و خدنگ

بروز چہارم چلی باد سخت / ہوئی تیرہ گردان ابل کی بخت
ہوئی چشم تیرہ پڑی سر پہ خاک / ہوئے پہلوانان جنگی ہلاک
دلیران ایران تھے فیروز شاد / کہ انکے سپہ پشت تھی تہ بتا
ہوئے حملہ آور جو ایرانیان / گریزان ہوئی فوج زابلستان
ولیکن فرامرز جنگ آزما / دلیرانہ میدان میں قائم رہا
ہوا شیر جنگی نہ رو بہ مزاج / یہ سمجھا کہ بس روز آخر ہے آج
اوٹھایا نہ پاؤں دروسوسے خیلگاہ / کہ تا شاہ بہمن سے کینہ خواہ
مرے پہلوان انکے تھے سخت یا / دلیری نہ کام آئی کچھ زینہار
سپاہی بہوے سوار و اسیر / دلیران ایران پر برسائے تیر
ہوا خستہ توسن فرامرز کا / پیادہ ہوا وہ نبرد آزما
دلیرانہ پھر کھینچکر تیغ کین / کیے قتل گردان ایران زمین
فرامرز خستہ ہوا بعد ازان / یہانتک ہوا خون سے بدر روان
رہا ہوش اوسکو نہ کچھ زینہار / ہوا پھر گرفتار انجام کار
سر دار کھینچا اوسے پھر وہین / شہنشاہ بہمن نے از روے کین
کیا حکم پھر بہمن زر نے بہ غضب / کرو مردم شہر کو قتل اب
وہ پشوتن کہ دستور تھا شاہ کا / شہ نامور سے یہ کہنے لگا
نہیں مردم سیستاں کی خطا / روا رکھو نہ زنہار اونپر جفا
رہا زال کو بھی تو کر بند سے / کہ کینہ تھا رستم کی فرزند سے
بجا لائے سب شکر پروردگار / کہ حاصل ہوئی فتح امی شہریار
یہ گفتار سنکر زر و ہی عطا / رہا بند سے زال زر کو کیا
بدستور پھر اوسکو با عز و شان / کیا شاہ نے حاکم سیستان
بفتح و ظفر خسرو دین پناہ / گیا سیستان سے سوے تختگاہ

رحلت بہمن از جہان فانی بملک جاودانی

شبستان میں ایکدن رات کو / گیا تھا شہ بہمن نامجو
پڑا تھا کہیں راہ میں اژدہا / شہنشہ کو ناگاہ اوسنے ڈسا
فسون نے نہ سر کرلیا کچھ اثر / نہ زنہار چارہ ہوا کارگر
یہ سمجھا وہین بہمن نامدار / کہ اپنا اب آخر ہوا روزگار
ہما اوسکی دخت خردمند تھی / دیا اوسکو اورنگ و تاج شہی
وہ تھی حسن میں رشک شمس و قمر / تصرف میں لایا تھا اوسکو پدر
مگر رسم آتش پرستی یہ تھی / کہ منکوحہ کرتی تھی دختر کو بھی
غرض اوس پہ پیچھے رہ کو حمل تھا / جہاندار بہمن نے پھر یون کہا
کہ جب اوس سے پیدا ہو کوئی پسر / کلاہ شہی اوسکی ہو زیب سر
وصیت یہ کرکے سوی عدم / شتابان ہوا شاہ انجم حشم
جہان میں بعہد عز و جاہ و جلال / شہی شاہ بہمن نے کی ہفت سال
ہما دخت بہمن بجاے پدر / سر شہی پہ ہوئی جلوہ گر

بر تخت نشستن ہما دخت شاہ بہمن

کیا اوسنے آغاز جود و سخا / فقیروں کو یکسر تونگر کیا
سپہ کو دیا گنج و زر بے شمار / کیا خلق میں عدل لیل و نہار
ہوا بعد نہ ماہ پیدا پسر / حوالہ کیا دایہ کو زود تر
کہا یوں کہ بیجا کہیں اسکو دور / تو کر پرورش با نشاط و سرور
ولے پیش مردم یہ ظاہر کیا / کہ ہوتے ہی پیدا پسر مر گیا
ہوا القصہ ہفت ماہہ وہ جب / کیا پھر اوسے اونسے اکدن طلب
یہ سوچی ہما اپنے دل میں کہ گر / رہے شہر میں یہ ہمایوں پسر
مبادا کہ وہ وقت ہوں یان نامردان / خلل میری شاہی میں ہو بیگمان
اوسے ایک صندوق میں بند کر / کئی رکھکے یاقوت و لعل و گہر
کہا محرمان سے یہ ہنگام شب / بہا دو اسے جاکے دریا میں اب
بجا مردمان لائے حکم ہما / دریا جا کے صندوق کو پھر بہا
وہ صندوق دریا میں وقت سحر / کہیں ایک گازر کو آیا نظر
نکال اوسکو گازر نے لے لیا / کنارے پہ لاکے اوسے وا کیا
وہ مال اور وہ طفل فرخ نہاد / جو دیکھا تو گازر ہوا شاد و شاد
خوشی سے اوسے پیش زن لیگیا / کہا اوس سے لا شکر ایزد بجا
ہوا فوت دیروز تیرا پسر / عوض اوسکے یہ طفل رشک قمر
دیا غیب سے ہمکو ایزد نے آج / تو ہو مائل بہجت و ابتہاج
یہ دولت جو اوسکو میسر ہوئی / تو پھر زوجہ مسرور و خوشتر ہوئی
رکھا طفل کا اوسنے داراب نام / کیا دل میں اندیشہ خاص و عام
کہ تحقیق ہو اس کا کسی کو اگر / مبادا کہ کچھ مجکو پہنچے ضرر
تو اس شہر سے جای دیگر گیا / زن و کودک و مال لیکر گیا

وہ داراب خوشرو ہی خوش شکل تھا
فدا گاذری کا نگر تا تھا کام
کہے تھا کہ مجکو خدا نے دیا
ولے تھی اوسے یہ خبر کچھ نہین
اوسے فہم و ادراک تھا اس قدر
بفرط خوشی آنکر ایک روز
وہ بولا کہ ہون مفلس و مستمند
زن گاذر اوس دم ہوئی بیقرار
مشقت لگا کرنے وہ صبح و شام
زن گاذر اک روز بیٹھی تھی شاد
حقیقت وہ صندوق دریا کی
در و لعل جو کچھ تھا اوسنے لیا
کہین قیصر روم از روی کین
ہلاکے کیا حکم اوسکو کہ ہان
ارادہ جنھین جا کر یکجا ہون یان
وہان جبکہ داراب فرخ گیا
تو کہنے لگی دل مین اپنے ہما
لکھا یون کہ اوسکو تھی پرورش
شتابان لیے جنگ قیصر ہوا
جو داراب کے پاس خیمہ تھا
گرا می طاق رہیو ذرا ہوشیار
سر بار آئی آوازیا نے یہی
کہا اگلے پھر یون کہ اے نامدار
نہ زنہار تھی مردمان کی صدا
جو داراب اوٹھکر وہان سے گیا
کہ دریا کے گاذر کے ہاتھ آیا وہ
نہ صندوق مین تھا کچھ بین بہا
اوسے خلعت و اسپ و خیمہ دیا
سپہدار نے قصۂ داراب کا

دلیر و جوان مرد و زور آزما
گریزندہ اس کام سے تھا مدام
عجب طفل نالائق و ناسزا
کہ ہوویگا یہ شاہ روئے زمین
کہ اوستاد حیران رہا دیکھکر
لگا کہنے گاذر سے وہ نیک روز
کہان سے مین لاؤن یراق و سمند
دیا ایک یاقوت اسنجام کار
سبہر سلوانی کے سیکھے تمام
وہان آگیا داراب فرخ نہاد
سنی جب ہوئی اوسکو دلکو خوشی
تصرف مین سب مال اپنے کیا
شتابان ہوا سوئے ایران زمین
فراہم کرو لشکر بیکران
تو حاضر شتابی سے وہ ان سب گیا
تو وہ لیگیا اوسکو پیش ہما
کہ ہے یہ عجب شوکت و شان کا
مواجب بھی اسکا زیادہ کیا
فرود اک بیابان مین لشکر ہوا
تو یہ زیر طاق شکستہ گیا
کہ خفتہ ہے یان شاہ ایران بیا
سنی رشنواد دلاور نے بھی
تلے طاق کی خفتہ ہے اک سوار
یقین ہے کہ تھی غیب سے یہ ندا
تو وہ طاق ٹوٹا ہوا گر پڑا
لگا ایک صندوق اے نیک فر
کئی لعل و یاقوت تھے بے بہا
کیا اوسپہ صدقہ لطف و عطا
جو پوچھا تو اوسنے مفصل کہا

زبون تھے تمام اوس سے ہمدرد کلان
کھیلو تا تھا اک یار چید یا تجھ سے
کہ سیارا نہین کرتا ہر ایک سے ام
بٹھایا جو مکتب مین اراب کو
جو کچھ علم تھا یاد اوستاد کو
خدا نے لیا علم مین مجکو یاق
ہوا سنکے دلگیر وہ ذو الکرام
اوسنے بیچکر ایک گھوڑا لیا
نہ ٹھہرے تھا گھر مین ذرا نوجوان
یہ بولا مرا ماجرا کر بیان
یہ سمجھا جو انکو فرخ نہاد
سمجھ کیا دل مین عزم سفر
حضور ہما سے حجستہ نہاد
یہ بھیجا پیام اوسنے تجھ پاس بھیجا
ہوا سنکے داراب سے سرور رشنواد
کہ رکھتی تھی جا کر نگہ دیکھکر
عیان اگلے رخ سے ہے فرکیان
ہوا جبکہ لشکر فراہم وہان
ہوا ناگہان سے وہ باران وہان
گیا خواب مین جبکہ داراب وہان
نگہدار اسکا تو رہیو یہان
یہ ہر دم سے بولا کہ لاؤ خبر
کہ وہ طاق شکستہ ہے سر بسر
وہ بولا کہ لاؤ جوانکو یہان
حقیقت لگا پوچھنے رشنواد
جو کھولا تو اوس مین سے پایا مجھے
کہا ماجرا سب مفصل بیان
کہا پھر کہ گاذر کو لاؤ یہان
رکھے پھر وہ یاقوت پیش نظر

نہ تھا اوسکی ہمسر کوئی نوجوان
وہ گاذر تھا دلگیر اس بات سے
پھر اوسکو سکھائی کمان صبح و شام
کہ تا سیکھے علم شناسیدہ جو
شتابی سے سیکھا وہ فرخندہ خو
وئے اب ہو سلاح و ساز و یراق
تو پھر اوسنے وہ روز کر یا بالمقام
جو کچھ چاہیے تھا مہیا کیا
بیابان مین پہنچا تھا صید انگستان
کیا اوسنے راز نہفتہ بیان
کہ ہو نہین پسر مرد عالی نژاد
کہ حاصل ہو ہیبت کرید فر
سپہدار نامی تھا اک رشنواد
کہ مردان جنگی و جنگ آزما
روانہ ہوا پھر سو رشنواد
پڑی جبکہ اوس سپہدار کی نظر
نژاد کیان سے ہے یہ نوجوان
تو پھر رشنواد دلاور جوان
گیا ہر کوئی خیمہ کے درمیان
تو آئی ندا غیب سے ناگہان
کہ بہمن کا فرزند ہے یہ جوان
لگے مردمان سب کہنے دیکھکر
جسے دیکھکر دلمین گذرے نظر
اوسے آگے سب لیگئے تو وہان
لگا کہنے داراب فرخ نہاد
خوشی سے وہ گھر اپنے لایا مجھے
سپہدار سنکر ہوا مہربان
اوسے جا کے لے آئے پھر مردمان
سپہدار نے اوسکو پہچان کر

کہا اپنے دل مین کہ ہے بیگمان
جو روز دگر قیصر کینہ خواہ
تو قیصر سے اب جا کے ہو گرم جنگ
بہر شام سیدان نے وہ تاجور
بہت آفرین کی جوان مرد پہ
ہوا پھر بہم گرم بازار کین
گیا تیر لیکر جوان جس طرف
ہراسان ہوے سب سر رومیان
جدھر حملہ آور ہوا کینہ جو
سو روم پھر چلیے ناچار اب
بفضل خدا فتح پاوینگے ہم
ہوے آکے میدان مین گرم ستیز
ہزاران دلیران سے غرق خون
کہ یان آنکے مین پشیمان ہوا
غرض صلح کرکے وہین پھر گیا
ہما کو لکھا قصہ داراب کا
کیا پھر طلب اوسنے داراب کو
جہانبین بصد جاہ و حشمت ہما
ہوا بعد ازان جلوہ گر تخت پہ
بہت خلق پر لطف و احسان کیا
کہا پھر یہ اوسنے بلطف و طرب
شعیب دلاور سپہدار تھا
ہوا وہین لیکر سپاہ گران
رہی جنگ قائم سہ روز و شب
ہوا لشکر تازیان سب خراب
سپہ لیکے آیا شہ فیلقوس
دلیران ایران ہوے سخت کوش
نہ تنہا ہوی کشتہ تیغ و تیر
پذیرا کیا اوسنے دینا خراج

پسر شاہ بہمن کا یہ نوجوان
سپہ لیکے آیا سوے رزمگاہ
یہ سنکر گیا وہ جوان بیدرنگ
سوے خیمہ آیا بفتح و ظفر
ہوا جاوہ گر جب کہ روز دگر
گلستان ہوا خون سے روے زمین
میان قمرہ اوٹھ گئی صف کی صف
لگے کہنے باہم یہ پیر و جوان
پریشان کیا لشکر روم کو
کہ ہرگز نہین تاب پیکار اب
تصرف مین یہ ملک لاوینگے ہم
ہوئی ایک برپا وہان رستخیز
ہوا لشکر روم آغشتہ خون
پریشان ہوا سخت حیران ہوا
سوے روم فرمانروا روم کا
وہ یاقوت بھیجا حضور ہما
حضور اوسکے آیا جو وہ نامجو

فزونتر کیا رتبہ داراب کا
تو بولا یہ داراب سے رشنواد
ہزار رومیون سے نبرد آزما
دلیری یہ داراب کی رشنواد
تو لیکر سپاہ گران پھر گیا
ہوا نزد داراب ہر چار سو
سر شام تک وان رہی کارزار
عجب نوجوان آج تھا ہم نبرد
وہ ہے بچہ فیل یا شیر نر
لگا کہنے قیصر کہ بیدل ہو
ہوا جب سحر مہر جلوہ کنان
جہانگیر داراب مرد دلیر
تعقب رومیو نکا نہ زنہار گام
جو کچھ چاہیے سمجھے اب کیجیے
مظفر ہو داراب فرخ نہاد
ہما نے یہ سمجھا کہ ہان بیگمان
تو وہ وہین ہما نے بصد ابتہاج

جلوس اسپ بہمن بر تخت ایران

سپاہ و شعیب کو شاہان کیا
تو کر پیشہ گاذری ترک اب
سپاہ عرب کا وہ سالار تھا
شتابان ہوے لشکر سیستان
بروز چہارم شعیب عرب
دلیران ایران ہوے فتحیاب
خروشان ہوے سر دو سو توپ کو
کیے رومیون پراگندہ ہوش
زن و بچہ بھی اوسنے اوالہم
کہ تا قیصر ہے یا شاہ گنج و تاج

طلب کرکے گاذر کو پھر زود تر
لیا ایک سپاہ گران پھر یہین
سواران تازی تھے صد ہزار
ستیزندہ پھر ہر دو لشکر ہوے
ہوے کشتہ سیدان مین وقت غا
شہنشاہ داراب نے بعد ازان
بہم ہر دو لشکر ہوے کینہ خواہ
شہ فیلقوس اور لیکر سپاہ
شہ فیلقوس آنکے قلعہ بند
دیا شاہ داراب کو سب شمار

وہ رتبہ کہ شایان داراب تھا
کہ لیکر سپہ اوسے خجستہ نہاد
بہت فوج کو قتل اوسنے کیا
ہوا دیکھکر دل مین مسرور و شاد
سوے رزمگہ مرد جنگ آزما
طرح شیر نر کے ہوا رزمجو
گئے پھر سوے خیمہ انجام کار
مقابل نہین جسکے یان کوئی مرد
کہا پھر یہ قیصر سے اے تاجور
سحر حملہ یکبار کی ہم کرد
تو پھر رومیان اور ایرانیان
ستیزندہ سیدان مین تھا مثل شیر
یہ ناچار قیصر نے بھیجا پیام
نہ پرخاش پھر خدا سے کیجیے
جب آیا تو شادان ہوا رشنواد
مرا نور دیدہ ہے یہ نوجوان
حوالے کیا تخت زرین و تاج
رہی سی و دو سال فرمانروا
جہاندار داراب فرخ سیر
عنایت کیا خلعت زر و زر
شتابان ہوئی سوے ایران زمین
یہ سنکر جہاندار گردون وقار
نیازد دم تیغ کین سے ہوے
سب اسباب لشکر کا غارت کیا
کیا جانب روم لشکر روان
ہوئی بحر خون یک قلم رزمگاہ
گریزان ہوئی فوج قیصر و قلا
کہ سیدان مین تھا اوسکو ...
زر و گنج و دینار و زرہ و ناکسا

کسی نے کہا اے شہِ والاکرام
شہ روم کی دخت ناہید نام
پری چہرہ اور غیرت ماہ ہے
سزاوار ہمسری شاہ ہے
گیا وہ وہین پیغام شاہ جہان
کہ بھیجے مجھے دختر دلستان
شہ روم نے باد دل پڑھا
کیا دخت کو شاہ سے کتخدا
جہاندار گیتی ستان بعد از آن
ہوا روم سے سکو ایران روان

آزردہ شدن داراب شاہ از بوی دہن ناہید دختر والی روم و فرستادن بخانہ پدرش و پیدا شدن اسکندر

ہوا شہ جو ناہید سے ہمکنار
تو آئی نہ بو اوس دہن خوشگوار
ہوئے چارہ گر اوسکے دانشوران
ہوئی دور لیکن نہ بوے دہان
ہوا اوس سے ناشاد داراب شاہ
ہوا پھر نہ زن کا بھی خواہاں شاہ
شبستان مین اوسکے نہ ہرگز گیا
سو فیلقوس اوسکو رخصت کیا
غرض حاملہ تھی وہ رشک قمر
ولیکن نہ داراب کو تھی خبر
شہ روم فرزند رکھتا نہ تھا
عیان حمل اوسکا نہ ہرگز کیا
ہوا جبکہ دختر سے پیدا پسر
کیا اوسکو قیصر نے اپنا پسر
سپاس خداوند لایا بجا
سکندر رکھا نام اوس طفل کا
سکندر تھا مانند رستم دلیر
جوانمرد و زندہ دل آفاق گیر
حکیموں کا وہ تربیت کردہ تھا
کوئی علم باقی نہ اوس سے رہا
ہنر اوسکو ازبسکہ تھی خوب یاد
وہ علم و ہنر مین ہوا اوستاد
ارسطو کو دانا سے فرخ سیر
لقب تھا جس نامور کا پسر
کہ تھا عقل و دانش مین مشہور عام
سکندر کا ہمدرس تھا صبح و شام
یہ قصہ بیان کا یہان چھوڑیے
سمند قلم کی عنان موڑیے
بس اب آئیے اپنے بار دگر
سو شاہ داراب فرخ سیر

رحلت داراب شاہ از جہان و جلوس دارا بر تخت سلطنت

کیا شاہ نے جبکہ ناہید کو
مرض سے قیصر نام جو
تو اک اور چاہی زن گلعذار
ہوئی وہ جہاندار سے ابتدا
غرض نو مہینے گئے جب گذر
ہوا بطن سے اوسکے پیدا پسر
ہوا شاد دل شاہ داراب کا
ملک اوسکا نام دارا رکھا
دلیر و خردمند دارا ہوا
ولی جب وہ بارہ برس کا ہوا
تو پھر شاہ داراب کشورکشا
روانہ ہوا سوے دار البقا
رہا چاردہ سال اور چار ماہ
نگہبان عالم شہ دین پناہ
کیا سر پہ دارا کی پھر تاج زر
سر تخت بیٹھا بجاے پدر
فزون جاہ تھا مہر و مہ ماہ سے
بدستور داراب ہر شاہ سے
لیا قیصر ناسور نے خراج
دیا اوسکو سرتاج نے خراج
سو شاہ اسکندر شاہ ہوا مین
اوسے تخت پر اب بٹھاتا ہون مین

نشستن اسکندر بر تخت روم بجای فیلقوس و لشکر کشیدن سوی ایران بجنگ دارا

گیا فیلقوس اس جہان سے گذر
سکندر کے سر پر رکھا تاج زر
فقط روم مین گرچہ تھا حکمران
سکندر ہوا بادشاہ جہان
ارسطو جو دانشور بے نظیر
ہوا شاہ کشورستان کا وزیر
ارسطو فلاطون کا شاگرد تھا
خردمند دانا و صاحب ذکا
بافزونی لشکر و ملک و مال
سکندر رہا نہین تھا فرخندہ حال
فرستادہ دارا کے ایران گیا
یہ پیغام لایا کہ باعث ہے کیا
جو اتبک نہین تو نے بھیجا خراج
مناسب ہے یہ جلد پہونچا خراج
ندی ہاتھ سے راہ و رسم پدر
ہماری اطاعت سے مت پھیر سر
سکندر نے سنکر یہ پاسخ دیا
شہ فیلقوس اب جہان سے گیا
جو دیتا تھا ہر سال تجکو خراج
دلے مجھسے مت ہو تو خواہان باج
خدا نے دیا مجکو جاہ و حشم
سر چرخ پہونچاؤنگا مین علم
مرے پاس ہے لشکر بیکران
زر و زور و شمشیر گیتی ستان
مجھے عزم یہ ہے کہ اب ہی با مجھ
مسخر کرون ہفت اقلیم کو
یہ لازم ہے تجکو تو بھیجے خراج
ہے ورنہ تیرا یہ اورنگ و تاج

خبردار کرتا ہون تجھکو خبر
چلا لیکے اقصای ایرانکی سمت
سکندر جہاندار گیتی ستان
سکندر نے بھیجا یہ تجھکو پیام
تو آیا ہے کیون کرکے سامان رزم
اگر خواہ ناخواہ ہے عزم جنگ
لگا کہنے دارا سے فرخ نہاد
نگر ہے تو اسکندر نامور
سکندر نہین ہے خردمند
پیالا اٹھا صہباے گلفام کو
وہ بولا کہ اے خسرو نیک نام
لگا کہنے ہنسکر شہ نامجو
رکھے لاکے خوان صبح و وقت شام
رہے دو وہین اسکندر نامدار
عقب اوسکی دارا نے بھیجے سوار
سکندر نے چارون وہ جام طلا
کیا لینے معلوم یہ جاسکے وان
کہ میرا جہان آفرین یار ہے

سپہ لیکے آیا بصد کر و فر
چلے شیر جیسے نیستان کی سمت
پہنکر لباس فرستادگان
کہ تجھکو نہین ملک سے تیرے کام
نہین ہو نہین کچھ تجھے امان گم
تو یان بھی ہے جو تیغ و خدنگ
ترا نام کیا اور کیا ہے نژاد
کہ آیا ہے یان لیکے پیغام
کہ اسطرح آوے ہے لشکر کہ
وہ لے پاس اپنے رکھا جام کو
یہ ہے ملک مین اپنے آئین عام
کہ کل جام تم لیکے اٹھو ردو
سکندر بھی کھانے لگا وہ طعام
یہ سمجھا کہ راز اب ہوا آشکار
دلیران پرخاش جو یک ہزار
نہ دیوانہ دکھلا کے اور یون کہا
کہ دارا کے پاس فوج گران
شب و روز میرا مددگار ہے

ہوا ایلچی لیکے نامہ روان
یہ دارا کو جس وقت پہونچی خبر
گیا پیش دارا کے فرخ تبار
ارادہ یہ ہے سیر دنیا کرون
فرا ملک سے اپنے ہے مجکو راہ
جو شوخی سے پیغام اوسنے کہا
یہ چہرہ یہ قامت یہ شوکت یہ شان
وہ بولا کہ میرا وہان کیا شمار
طلب شہ نے پھر جام و مینا کیا
یہ دارا نے پوچھا کہ یہ کیا کیا
کہ پھر بازلیں اوسکو کرتے نہیں
غرض اوسنے وان سے لی راہ چار
کسی نے سکندر کو پہچان کر
شتابی سے اوٹھکر ہوا اسپ ران
شب تیرہ تھی راہ گم کر گئے
کہ حق مین ہے میرے بہتر یہ حال
ولے ساتھ میری نہین تاب جنگ
غرض جنگ بیکار پائی قرار

سکندر ادھر سے سپاہ گران
وہ جمجاہ بھی فوج کو جمع کر
کہا جاکے دارا سے اے شہریار
مہ و مہر سان گرد عالم پھرون
کہ گندون شتابی سے لیکے سپاہ
تو حیرت مین دارا ایران گیا
جہان مین رکھی کون ہے خبر کیان
بہت مجھسے ہین چاکر شہریار
فرستادہ کو بھر کے ساغر دیا
تہی کرکے ساغر جو تو نے رکھا
فرستادہ کو دیکے پھر ساتگین
ہر اک جام زر تھا جواہر نگار
جھکایا طرف گوش دارا کی سر
طرف اپنے لشکر کے آیا دوان
وہ ناکام ناچار بیکس گئے
یقین ہے کہ دارا سے لون ملک گا
میسر مجھے فتح ہے بیدرنگ
نہ ٹھہری ہے ہمت اشتی نہان

جنگ کردن دارا با سکندر سہ مرتبہ و شکست خوردن ہر سہ بار و ظفر یافتن سکندر

ہوا مہر رخشان جو روز دگر
خروشان ہوئی نای ترکی وہان
ہوئے سینے وقف خدنگ و کمان
ہوا آٹھوین روز دارا تباہ
گئے رومیان بھی تعاقب کنان
دگر بار کرکے فراہم سپاہ
ولیکن نہ اقبال یاور ہوا

دو لشکر مقابل ہوئے آنکر
گیا بوق کا آسمان پر فغان
ہوئے غرق خون مرد جنگ آوران
پریشان ہوئی اوسکی پھر سپاہ
ہزارون ہوئے کشتہ ایرانیان
سکندر سے دارا ہوا کینہ خواہ
تباہ و پراگندہ لشکر ہوا

ادھر تو سکندر صف آرا ہوا
ہوئے رزم جو کینہ خواہان بہم
رہا سات دن گرم بازار کین
گریزان وہ دارا فرخ صفات
میسر ہوئی فتح و نصرت ہوئی
سپہ لیکے آیا سوم بار پھر
ہوا آکے ہر بار دارا خراب

ادھر گرم پیکار دارا ہوا
کیے تیغ برندہ نے سر قلم
گئی موج خون تا بہ چرخ برین
گیا تا لب رودبار فرات
تو حاصل سکندر کو فرحت ہوئی
ہوا آکے گرم پیکار پھر
سکندر تو آخر ہوا فتحیاب

رواج دادن سکندر سکہ خود در ایران رسیدن دارا مرتبہ چہارم برای جنگ و باز تباہ شدن

ہوا جب مظفر بفضل خدا
کیا شہ نے ایرانیونکو تمام
سکندر یہ کہتا تھا ہر ایک سے
نہین غیر مین وارث تخت ہون
تمہین لطف و شفقت سی شاد کرون
جو دارا سے ایرانی دیکھا وہان
اور اب یون ہوا ہی یکسر دلیر
فریب اوسکے مت کھائیو زینہار
وہ مرہم موافق جو دارا سے تھے
جہاندار دارا پھر آیا ادھر
ہوئی تیغ رانی وہان اس قدر
سواران ایرانی وقت وغا
نصیب اوسکے پھر کبھی ہو نہ جی
سکندر جو دنبال اوسکے گیا
جو آتا تھا پیش شہ دادمین
تو دون ملک ایران سراسر تجھے
بزرگان و گردان ایران بیا
وہ بولا نہین لائق سروری
لکھا فور ہندی کو یون بعد ازان
یہ دارا کو اوسنے لکھا پھر جواب
جو پہونچی خبر پیش شاہ جہان
کیے بند پھر چار سو رہگذر
کہ نام ایک ظالم کا تھا ماہیار
کوئی ذنکو ہوگا گرفتار بند
کہ ہو شاہ اسکندر نامدار
کہین تا ہمین رات کو ایکبار
جو ہنگام فرصت جو آیا نظر
لگے زخم کاری تو پھر تا بحور
یا پھر شہنشاہ عالیجناب

سکندر جہاندار کشورکشا
بصد گونہ لطف و کرم شادکام
کہ بیگانہ تم مت سمجھنا مجھے
جوانمرد ہون در جوان بخت ہون
شب و روز ہون احسان کرتا ہون
لگے جانے ہر روز ایرانیان
نہین گردش چرخ سے کچھ گزیر
وگرنہ کریگا تمہین سخت خوار
یہ دارا سے اوسوقت کہنے لگے
پہ جنگ اسکندر نامور
کہ صحرا ہوا جوئے خون سربسر
دلیران سپہ فراوان گیا
شکستہ فوج ایران کی شاہ ہوئی
تو وان کی بھی زنہار دارا رہا
زن و بچہ لٹتے تھے پھر اوسکو دلیر
مبارک ترا تخت و افسر تجھے
یہ دارا سے اب بولے کہ اے شہریار
کرون جو سکندر کی فرمانبری
کہ ہون مین ستمدیدہ آسمان

ہوا مالک تخت و تاج کیان
تکتا تھا دارا یہ لطف و عطا
تمہارا ہون شہزادہ ای مرزبان
رہو شاد تم جمع خاطر رکھو
یہ سنکر حضور جہانگیر شاہ
یہ بولا کہ ای مرزبان بیشتر
تمہی نے کہے یہ نہین گفتگو
زن و بچہ ہون سبکے گرفتار بند
کہ ہم جیسون ہون پھر بسی خوار
سکندر بھی آیا بفوج گران
بشمشیر و خنجر سے پیکار تھا
ولیکن بچے دارا برگشتہ بخت
گریزندہ ہوکر بحال خراب
زن و بچہ و طفل ایرانیان
سکندر نے پڑھکر یہ پاسخ دیا
یہان ہین جاؤن قرین ظفر
سکندر سے جاکر ملاقات کر
غم جان نہین مجکو زنہار ہے
کوئی یار میرا جہان مین نہین

کیا سکہ ایران مین اپنا روان
سکندر نے ساتھ اونکے جو کچھ کیا
کہ ہون پشت دارا سے بیگمان
اطاعت مری جان و دلسی کرو
ہوے آگے حاضر سران سپاہ
زبون ہمتے تھے رومیان سربسر
جو کرتا ہی اسکندر کینہ جو
بہت تمکو پہونچیگا اوس سے گزند
کرین عہد اسے شاہ گیتی پناہ
ہوے گرم پیکار جنگ آوران
قیامت کا وان گرم بازار تھا
ہوا دہ پراگندہ و خوار سخت
گیا سوی اصطخر دارا شتاب
ہوئی قید سب فوج رومیان
اگر تو سے پاس آوی شہا
کرون ملک گیری جو سوے دگر
کہ پھر ملک قابو مین رہے سربسر
ہوئے طاعت رومیان عار ہے
تو پھر خدا ہو مدد و معین
کہ پہونچا یہان آپکو تو شتاب
کہ دارا کو ہے عزم ہندوستان
ستم پرور و بد نہاد و شریر
کیا اوس نے لشکر ہوا سب تباہ
شہنشاہ کو کیجیے زیر تیغ
خداوند نعمت پہ جور و جفا
فقط تھی وہی دو لعین نابکار
رہا دو سے نے کیا زخم تیغ
کہ دارا کو ہی کیا قتل یان
کہ پہونچا جہاندار گیتی ستان

کشتہ شدن دارا از دست وزیران و نکاح دخت دارا با سکندر

سواران جنگ آزما بھیجکر
اور اوس سرکا تھا جو کہ یار
کہ اب پھر گیا اس سے چرخ بلند
فرو شتر ہمارا ہے عز و وقار
جدا اپنے لشکر سے تھا شہریار
تو پھر ایک نے شاہ کے سینہ پر
گرا پشت زین سے وہین خاک پر
ہو مقتل شاہ دارا شتاب

سپہدار دارا کے تھے دو وزیر
لگے کہنے باہم کہ اقبال شاہ
یہی مصلحت ہے کہ اب بیدریغ
رکھا الغرض ظالمون نے روا
نہ تھا پاس دارا کے کوئی سوا
روان تیز خنجر کیا بیدریغ
خبر کی سکندر کو یہ بعد ازان
ہنوز اوسکے قالب مین باقی تھی جان



سکندر نے گھوڑے سے وہین اوتر — رکھا اپنے زانو پہ دارا کا سر
کیے چشم سے اپنی آنسو رواں — ہوا درد سے اوسکے نالہ کناں

سکندر کو دیکھا جو بالین پر — تو سینے سے کی آہ دارا نے سرد
سکندر یہ بولا کہ اے تاجدار — نہ تھی یہ تمنا مجھے زینہار

کہ دیکھون تجھے اس طرح سرنگون — تن خستہ ہے ترا یا غرق خون
بہانے مین لیجاؤن اب اپنے گھر — تجھے مہد زرین مین کر جلوہ گر

کرون چارہ سازی تری زخم کی — جو حاصل شفا ہو تو باصد خوشی
بٹھا تجکو ایران کے پھر تخت پر — شتابان یہان سے ہون سو دگر

سنا بیٹے مان سے کہ یعنی بہم — پسر اک پدر کے ہین تم اور ہم
مجھے اسلیے درد و غم ہے ترا — کہ تو ہے حقیقی برادر مرا

کشندونکو تیرے کرونمین ہلاک — ملاؤن سر اک کو تہ خون و خاک
یہ کہکر لگا رونے پھر زار زار — ہوا درد و غم سے بہت بیقرار

سکندر سے دارا یہ کہنے لگا — کہ زاری و گریہ سے کیا فائدا
گذر اب گیا چارہ سازی کا ہی — مرا کام لیکن ہوا بس تمام

خدا نے کیا تجکو شاہ جہان — تو کر بادشاہی بصد فر و شان
شہا تیری گفتار شیرین ہے اب — غم و درد سے ہوا دور اب

بآرام جاتا ہون سوے عدم — تو رہ اس جہان مین بجاہ و حشم
وصیت کرونمین تجھے کچھ اگر — پذیرہ ہو تو اے تاجور

سکندر یہ بولا زروے صفا — کہ لاؤن ترا حکم یکسر بجا
لگا کہنے دارا کہ اے بادشاہ — مرا ننگ و ناموس رکھنا نگاہ

مری دختر اک روشنک نام ہے — پری چہرہ مہوش گل اندام ہے
اوسے عقد مین اپنے لانا ضرور — اگر بطن سے اوسکی پیدا ہو پور

تو اسفندیار اوسکا رکھیو تو نام
کہ قائم رہے دین لہراسپ شاہ
رکھے اپنے دین پہ سکندر کا ہات
ہوئی چشم دارا کی جس وقت بند
پیادہ ہوا پیش تابوت شاہ
بزرگان ایران ثنا خوان ہوے
سوہا در روشنک بعد ازان
روان آؤ اوس نے باہوش گم کیا
جہاندار بر طبق آئین و دین

مری روح کو کیجیو شاد کام
رہ و رسم و آئین گشتاسپ شاہ
لگا کہنے دارا ہی فرخ صفات
لگا رونے اسکندر ارجمند
کیا لاکے مدفون سو دخمہ گاہ
دل و جان سے محکوم سلطان ہوے
کیا نامہ بر روشنک نامہ دان
حضور جہاندار کشورکشا
ہوا کتخدا ساتھ اوسکے وہین

نہ برہم کوئی رسم ہو زینہار
سکندر سے دارا نے جو کچھ کہا
کر نصیحت ہوئی تجھسے جان حزین
کیا چاک جامہ ہوا نوحہ گر
سر دار کھینچا پھر از رو کین
سکندر نے مرہون احسان کیا
لکھا روشنک کو بیان ہیچ ہیچ
پرستار سا تھا اوسکی تحسین گلبدن
رہا شہر ایران مین یکچند شاہ

بلحوظ رکھنا تو لیل و نہار
سکندر نے یکسر بجا بر کیا
نگہدار تیرا ہو جان آفرین
اوسے مہد زرین مین پھر ڈالکر
کشندوں کو دارا کے شہ نے وہین
بلطف و کرم سب کو شاداں کیا
کہ جون شمع روشن کرے بزم کو
زر و گوہر و لعل تھے بیشمار
سو شہ نے پھر اوسکے کھینچی سپاہ

رفتن اسکندر طرف ہندوستان و حاضر شدن کید ہندی

شہ ہند تھا کید اک نامور
کہا مردمان ذکی در پیش ایک
حضور اوسکے پھر کید ہندی شتاب
کہ ایوان بلند اور دری کلان
دوم شب یہ دیکھا کہ ہے جلوہ گر
اوسے کھینچتے ہین بہم مرد چار
تو دیکھا کہ ماہی ہوئی جلوہ گر
شب پنجم اک شہر آیا نظر
ششم شب رفو سو پایا جو ہنگام شب
سوا اندھے وہ جان ہین لیل و نہار
شب ہفتم ای پیر [illegible] گزین
سحر ہشتمین شب کو آئے نظر
نہ کم اسپ ہوتا ہے انکا ذرا
وہ کھاتی ہے تیشیر بھی لاغری [illegible]
بیان کیجئے تعبیر خواب
تو فرزانہ [illegible]
خرد مند دانا و عاقل لبیب
[illegible] آتش [illegible]

اوسے خواب پر ہول آیا نظر
خردمند و صاحب دل و ہر فن ایک
گیا اور کہا اپنا یکدست خواب
اور اک خرد سوراخ بھی ہے وہان
کوئی نوجوان ہے اورنگ پہ
ولے پارہ ہوتا نہین زینہار
گر ہزاران ہوا اوسکو وہ دیکھکر
کہ ہین کو روان مردمان سبھی
نظر ایک آیا مجھے شہر تب
شب رفو ہشتم ہین سنجیدہ وار
نظر اسپ آیا کہ ہین دو دہن
دو ہیں آب مین اک تہی سر پہ
نہم شب نظر مجکو پیہ پڑا
ولے فربہ گو سالہ کا ہے بدن
کہ دلیے مری دور ہو اضطراب
غرض خواب تہی [illegible]
فقط ایک [illegible] غریب
[illegible] سرد [illegible] گرم آب

حکیمون سے پوچھی جو تعبیر خواب
بیابان مین رہتا ہے مہران نام
کہا یون کہ اے شہ فرخ سیر
اور اک پیل ست اگر اوسکا تمیز
سوم شب مجھے خواب آیا نظر
شب چارم اک شخص ہے تشنہ لب
عقب اوس کے گریندہ ہی کہ سحاب
لبان بسیاران مین مصرف کا
کہ زنجیر مین ایک قسم سا امان
اوٹھین ٹکھکر کے سلطان اور اس
وہ کھاتا ہے دو نو سے آب گیاہ
تھی گو وہ [illegible]
کہ اک گاو مادہ ہے گوسالہ آ
دہم شب کو اک چشمہ آیا نظر
وہ بولا کہ اے اسکندر نامدار
[illegible]
کہ اگر اوسکو [illegible] کے لب لب
غرض [illegible] پاس ہے چار چیز

کسی سے کچھ بہتر آیا جواب
کہیگا وہ تعبیر سارا تمام
شب اول آیا مجھے یکہ نظر
گیا پھر نکل ہے سوراخ مین
کہ کرپاس ہے اسے بخیہ سیہ
وہ آیا کنارے یہ دریا کے جب
روانہ ہوئی وان کی ماہی زاب
نہین کم ہو کچھ بھی زینہار
ور آپھی بٹے ہین جو بعضے کسان
خبر لیتے آتے ہین سر اوسکے پار
ولیکن نہین اوسکو [illegible] کی راہ
نہین [illegible] اوسکے کنارے بھی تر
کہ گوسالہ کا شیر لیل و نہار
کہ لب اوسکے ہین خشک اطراف تر
تری ملک مین آئیگا ایکبار
کہ اندر شناسی مین ہے بے نظیر
[illegible]
کہ [illegible] اے شاہ والا تمیز

تو دینا سکندر کو یہ ہر چار
دیا مرد درویش نے یہ جواب
وہ ہاتھی ہے اسکندر نامدار
یہان سفلہ اک بادشہ آئیگا
اوسے کھینچتے ہین جو وہ مرد چار
جو ہو دا ایک آئیگا یان بعد ازان
حکیمون کا مذہب کرے آشکار
وہ تشنہ جو آیا نظر پھر تجھے
گرزیدہ خلق اوس سے یان ہوئیگی
زمانہ اک آوے کہ سود و زیان
ششم شب جو پھر تجھ کو آئے نظر
زمانہ اونھین سخت حیران کرے
کہ آوے زمانہ اب اس طور کا
وہن مین ہر اک چیز کو بیچیے
زمانہ کوئی آوے اسطرح کا
تہیدست کو تو بھی سیری نہ ہو
حریص اتنے دنیا مین ہوون عیان
جو اوس چشمہ سے آب چشمہ کو لین
بڑی عقل و فرہنگ سے سربسر
کبھی فیض اوسکا نہو گا عیان
یونہین تازہ اک عہد پھر آئیگا
سکندر ہے اس عہد کا بادشاہ
کیا سینے ہندوستان مین گذر
ارادہ نہین اور جز چاکری
کہ ہر ایک دنیا مین ہے بیمثال
غرض چار چیزین کہ تھین بے نظیر
سکندر نے دیکھی جو وہ دلربا
گیا کید پھر تاجور کے حضور
سکندر سے پھر کید رخصت ہوا

تجھے ملک بخشے گا وہ تاجدار
کہ ہے پہلے ونکی یہ تعبیر خواب
تری شہر سے جو کرے گا گذار
خرابی ترے ملک مین لائیگا
کرون اوسکی تعبیر مین آشکار
کریگا وہ آئین موسی زبون
کرین اوسکا آئین سب اختیار
گرزیدہ ماہی سے اور آب سے
یہ خواب چہارم کی تعبیر تھی
نہ زنہار سمجھین ذرا مردمان
کہ لطف کچھے تھی اچھے بھلاونکی خبر
تمسخر سے ہر ور سے نادان کرکر
کہ لطف و مدارا نہو وے ذرا
نہ اک حبہ محتاج کو دیجیے
دو حصہ توانگر ہو لینے شہا
فزونتر ہو خواہش تہیدست کی
کہ سکین ہی خواہش کھین زیر زبان
تو آئے نہ پیاسا نہ دوست مین
رہیگا وہ سلطان عالی گہر
نہوئیگا نیکی و دین نشان
کہ ہوگی نہی فوج افسر نیا
کہ ہے وہ شہنشاہ عالم پناہ
ملاقات بہتر ہے ای تاجور
کرو مین دل و جان سے فرمان بری
نہین دوسری ای شہ خوشخصال
قدح اور دختر طبیب وزیر
کیا ساتھ اپنے اوسے کتخدا
شتر بار در سے لیکے با صد سرور
قرین نشاط و مسرت ہوا

کہا کید ہندی نے یہ بعد ازان
کہ وہ خانہ دنیا ہے ای نامور
یہ پھر تو نے دیکھا جو ہر روز و گر
سوم شب جو کرپاس آیا نظر
کہ دہقان آتش پرست آئیگا
پھر اس ملک مین دین ایزد نیک
پھر اس ملک مین اہل دین آئیگا
رسول خدا ایک آئیگا یان
شب پنجم آئے جو کوزان نظر
کرے کو چشمہ کسان دو زنگا
زمانہ اک آوے کہ دانشوران
جو دیکھا شب ہفتم اب دو سر
دو حیدان ہو ہر ایک کو حرص آز
جو دیکھا شب ہشتم ای مرد نیک
تہیدست اک حصہ ہو وجہان
نہم شب کو دیکھا جو تو نے شہا
دہم شب جو آیا نظر تجکو خواب
زمانہ جو بعد اسکے ہوگا عیان
رعایا نپائیگی اوس سے پناہ
زمانہ کریگا یونہین انقلاب
مآل اوسکا ہوگا یہ ای نوجوان
سکندر کا نامہ یہ پہونچا وہین
لکھا کید ہندی نے پھر یہ جواب
کرون پیشکش تیرے اب چار چیز
تری پاس آون رہ نیاز
سو شاہ بھیجین خوشی سے شتاب
پیا ہاتھ سے دریا کے وہ جام
دیا تب سکندر کو گنج و گہر
سفر ہند سے ہوا پھر روان

کہ تعبیر ہر خواب کیجے عیان
اور اوس مین وہ سوراخ ہے تیر اکھر
کہ اک مرد بیگانہ ہے تخت پر
سمجھ تو خدا اوسکو ای نامور
رواج اوسکا دین پہلے یان پائیگا
حکیم خردمند یونانی ایک
رہ حق پرستی وہ پھیلائیگا
کریگا ہدایت بلب تشنگان
کہ محفوظ کوزے ہین سب سربسر
نہ فہمیدہ ہو کچھ اونھین زینہار
سراسر ہون محتاج بیدانشان
یہ تعبیر اوسکی ہے ای نامور
یہ چاہے کہ سب دست کر کے دراز
کہ پرہین وہ خم اور خالی ہو ایک
زر و سیم برسانے گر آسمان
کہ کھاتی ہے وہ شیر گوسالہ کا
کہ اک چشمہ ہے خشک گرد اوسکی آب
اوسی عصر مین ہوگا اک حکمران
جہان ظلم سے اوسکے ہوگا تباہ
رہیگا اسیطرح عالم خراب
نہ لشکر نہ سلطان کا ہوگا نشان
کہ ہو آنکے ہو وہ آفرین
کہ اے بادشاہ ثریا جناب
تو رکھنا اونھین جان و دل سے عزیز
ترے لطف سے تا کہ ہون سرفراز
ہوا شادمان شاہ عالیجناب
ہوا وصل سے اوسکی دلشاد جم
سکندر نے بخشا اوسے سربسر
سکندر جہاندار گیتی ستان

رفتن اسکندر در قنوج و لشکر کشیدن فور بادشاہ قنوج بجنگ سکندر و کشتہ شدن او و فتحیاب شدن اسکندر

سکندر نے نامہ لکھا فور کو
لکھا کیا ہوا کیا ہے اتنا غرور
نہین تجھسے مجھکو خطر زینہار
دلیرانہ میدان مین ہون نہ مخوار
سواران جنگی تھے اسی ہزار
سکندر کے ہمراہ تھے چل ہزار
غرض تھے حضور شہ نامدار
سواران جنگی تھے ستر ہزار
نہ ہمراہ تھے صرف جنگی سوار
سکندر نے مرہم یہ لیکر وہین
ارسطو کو کر کے طلب زود تر
شکم اوسکا یکدست خالی رکھا
وہ اسپ و سوار اوسنے قایم کیا
تو داب خوب سی اسمین آتش لگا
کسو سپہر زرین اک بار
بنائے پہر اوس طرح کے ہزار
جو دیکھا وہ گردون و اسپ و سوار
وہین مردمان نے کیا آشکار
حقیقت سے اوسکے ذرا زینہار
اودھر سے جو افواج نے یکبارگی
سواران ہندی و پیلان مست
بہا شام تک گرم بازار جنگ
سحرگاہ پہر خوب جنگی سوار
اودھر تو ہے جنگ آور و پہلوان
جو پہر فوج ہو گرم بازار کین
مناسب ہے ای شہ سرفراز

کہ تو آ کے حاضر مری پاس ہو
تو مت آپکو اسقدر کھینچ دور
مرے پاس ہے لشکر بیشمار
کرون لشکر و ہیان کو تباہ
ازانجملہ ایرانیان سی ہزار
نبرد آزمایان خنجر گذار
سواران ہندوستان دہ ہزار
جوانان جنگی و مردان کار
کہ پیلان جنگی بھی تھے نہ ہزار
کہ پیلان سرکار جنگی نہین
ہوا چارہ جو جسنے دانا کو
سراسر اوسے نفط سے بہر کیا
کہ اسپ و گردون بہر باد پا
ارسطو کا وہ حکم لایا بجا
اوڑا او وہین گردون و اسپ و سوار
نہ تاخیر کی جنگ مین زینہار
ہوا پس وہین فور حیران کار
کہ یہ توپخانہ ہے ای نامدار
نہ واقف تھے ازبسکہ ہندی سوار
عقب سے جو گردون کے وان آگ دی
گریزان ہوئے کھا کے شکست
سر و سینہ تھا وقف تیغ و تفنگ
سپہ لیکے آیا بے کارزار
اودھر مین ہون مرد دلیر جہان
تو ہووے ہلاک اک عالم وہان
کہ ہم تم ہون تنہا ہم رزم سان

لکھا اوسنے پاسخ کہ ای تاجور
نہ رکھتا تھا مردی و مردانگی
ہنو مجھسے خواہان فرمانبری
یہ سنکر ہوا پر غضب آن شاہ
دلیرانہ مصر و سواران روم
سوا اسکے تھی ہند کی فوج بھی
نکل فور ہندی بھی قنوج سے
پئے کینہ خواہی تھے یکدل تمام
یہ پیلان جنگی جو آئے نظر
مخالف کے ہاتھی ہین جنگ آزما
ہنر وہین اوسنے کیا آشکار
وزیر خردمند نے بعد ازان
ہوا جبکہ میدان مین گردون روان
وہ آتش لگی اوسمین جسدم وہان
ہوا تیرہ رو سپہر بلند
ہوا گرم بازار پیکار روان
خبر لانیوالون نے پوچھا کہ ہان
حکیمون نے اوسکو مہیا کیا
ہوئی سوی گردون وہ حملہ کنان
جو پہر سے بہر نفط روشن ہوئی
فراہم وہ کر کے پہر فوج کو
ہوئی جنگ موقوف ہنگام شب
سکندر نے اوسکو یہ بھیجا پیام
ہزاران سواران پیکار جو
لب آب جیسے اپنے دلمین برا
کرے جسکو میدان مین فیروز بخت

کیا کشتہ دارا کو تونے اگر
اطاعت تری کیسے ہندی نے کی
کہ رکھتا ہون مین عزم جنگ آوری
گیا سوی قنوج لیکر سپاہ
کہ فولاد ہو جنکی ہیبت سے موم
شہنشاہ عالم نے جا کر وہی
مقابل ہوا شاہ کی فوج سے
نبرد آزمایان جو پائے نام
تو فوج سکندر ہوئی پر خطر
بھلا کسطرح جنگ کیجے شہا
بنایا اک آہن کا اسپ و سوار
کیا ایک طیار گردون کلان
ارسطو یہ بولا جوان سے کہ ہان
خروش عظیم اک اوٹھا ناگہان
ہوا دیکھکر خوش شہ ارجمند
لگے کشتہ و خستہ ہونے جوان
یہ کیا ہے کرو میرے آگے بیان
یہ اسباب ہے رزم و پیکار کا
نہ ہرگز کیا دل مین کچھ خوف جان
زمین یکقلم مثل گلخن ہوئی
سپہدار ہندی ہوا رزمجو
دلیران گئے پہر سو خیمہ سب
کہ تو ہی شجاعت مین مشہور عام
ہوئے کشتہ و خستہ کل ہر دو سو
کہ ضایع ہون کیون بندگان خدا
وہ ہو مالک کشور و تاج و تخت

سپہدار ہندی نے بھیجا جواب
کہ بہتر ہوا اے شاہ عالیجناب
جدا ہو کے لشکر سے میدان میں آ
اکیلا ہوں میں تجھ سے جنگ آزما

ادھر سے سکندر بصد مثل شیر
ادھر سے گیا فور ہندی دلیر
وہیں کھینچکر فور ہندی نے تیغ
روان کی سو بادشہ بیدریغ

ولیکن ہوئی کارگر زینہار
نگہدار تھا شاہ کا کردگار
کیا شاہ نے جبکہ وقت ستیز
رہا فور زیر زخم شمشیر تیز

دو پارہ ہوا کتف سے تا کمر
گرا فور ہندی نگون خاک پر
مظفر ہوا خسرو ارجمند
کہ تھا یار اقبال و بخت بلند

جو تھے نامداران ہندوستان
طلب شہ نے انکو کیا بعد ازان
دلاسا بہت دیکے ان سے کہا
کہ اندیشہ مت کیجیو تم ذرا

کدورت فور ہندی نہ میں پیشتر
مراعات و الطاف ہر یک پر
ہوا نے تحسین کر کے ہندوستان
سبھو دیگر ہو میں یا نسے روان

پرستنگر ہوئے سربسر نامدار
ثنا خوان شاہنشہ کامگار
سنتھا سے شیر پیشہ خسرو نے ہو
وہیں لیکے قلعہ میں شاہ کو

دو گنج و لعل و گہر و اکیا
نشان خسرو دادگر کر دیا
زر و سیم کرم شاہ نے سربسر
عنایت کیا انکو وہ گنج زر

سدرک ایک سردار کا نام تھا
کہ سالار تھا فور کی فوج کا
بٹھایا اوسے تخت زرکار پر
کیا یعنی قنوج کا تاجور

رفتن سکندر بزیارت مکہ معظمہ و آمدن در مصر و از مصر طرف ملک اندلس رفتن

سکندر جہاندار عالم پناہ
رہا شہر قنوج میں تین ماہ
کسینے کیا شاہ سے یون بیان
بنایا خلیل اللہ نے اک مکان

کہ کعبہ ہے نام اسکا مشہور عام
پرستشگہ خلق بیت الحرام
زیارت کی سکندر نے ہو کر آرزو
روانہ ہوا خسرو نامجو

سماعیل مرد خجستہ سیر
کہ گذرا ہے پیغمبر نامور
نبیرہ تھا اوسکا جو نصر قتیب
شریف اوس ملک کا تھا وہ خوش نصیب

سکندر جب پہونچا تو با صد سرور
وہ نصر قتیب اوسکے آیا حضور
سکندر نے نذر و نیاز اوسکو دی
بہت اوسکی تعظیم و تکریم کی

زیارت کو پھر ساتھ اوسکے گیا
پیادہ جہاندار کشورکشا
سماعیلیان پھر ہوئے دادخواہ
کہ نسل جراغنہ نے اے بادشاہ

لیا چھین ہمسے حجاز و یمن
تو ہو داد رس زیر چرخ کہن
شہنشاہ عالم نے پھر زود تر
جراغنہ کی اولاد کو قتل کر

سماعیلیان کو حجاز و یمن
دیا اور وہیں بادشاہ زمن
سو کشور مصر وانسے گیا
ملا آن کے بادشہ مصر کا

سکندر رہا مصر میں ایک سال
ہوا لشکر شاہ آسودہ حال
روانہ ہوا مصر سے بعد ازان
سو ملک اندلس آیا دوان

زن ہوشمند ایک قیدافہ نام
پری چہرہ و رشک ماہ تمام
سپہدار اقلیم اندلس تھی
رکھے سر پہ تھی تاج فرماندہی

فراوان تھا اوسکا حشم اور جاہ
گیا ایلچی بنکے وان بادشاہ
گیا جبکہ اسکندر نامجو
تو پہچان اوسنے لیا شاہ کو

سکندر سے بولی زن ہوشیار
تو ہی شاہ اسکندر نامدار
مرے جنگ سے ایسے تابی نہین
شہنشاہ پاسخ یہ بولا وہاں

کہ میں بندہ شاہ آزادہ ہوں
سکندر نہیں ہوں فرستادہ ہوں
شہ جہاندار کرکے طلب
سکندر نے دی ہاتھ میں اوسکے [illegible]

سکندر ہوا دیکھ کر سہگیں
ہوا رنگ چہرہ کا پران وہیں
دلاسا بہت دیکے وہ سیمتن
یہ بولی کہ اے بادشاہ زمن

کہیں اور اسطرح مت جائیو
بلا سر پہ اپنے تو مت لائیو
کہ پہچان نہ ہرگز ہوا آفتاب
ہے تجھ پادشاہان عالیجناب

مگر خاطر اپنی تو رکھ جمع یان
نہ ہرگز کرون راز تیرا عیان
تو آسیب پہونچا نہیں کچھ تجھے
[illegible]

اگر کینہ ہو کچھ تو کر دل سے دور
تو سوگند کر یاد میرے حضور
کبھی ہرگز نہ تجھسے کرے کچھ ریا
[illegible]

لگا کہنے پھر شاہ کیوان علم
کہ دین اور ایمان کی مجھکو قسم
ترا میں بد اندیش ہرگز نہیں
تو رکھ جمع خاطر کو اے نازنین

نہ دون ہاتھ سے رسم و راہ وفا
کرون تجھکو مہر و لطف و عطا
یہ قیدافہ بولی کہ اے تاجور
مرے گھر تو کر آج شب کو سحر

سکندر ہوا اوس سے رخصت طلب — رہا واں تو تا وقت ہنگام شب
بہت تحفے اوس ماہ وش نے دیے — سکندر نے یکسر نہ پائے لیے
وہاں سے غرض بادشاہ زمان — پھر آیا سوئے خیمہ شاہ جہان

داستان قصد نمودن سکندر بہ راہے

سیر جہان و رفتہ رسیدن در ظلمات و محروم برگردیدن از انجا و طیار نمودن سد سکندری

یہ تھا لیکن قصہ شہ نامور — کہ سیر جہاں سے کچھ بہرہ ور

کیا غور پر شاہ سکندر نے گشت — بہت دیکھے معمورۂ کوہ و دشت
ہر اک ملک و کشور میں شہر میں — کیا سکہ اپنا رواں دہر میں

گیا جب طرف شاہ کشور کشا — یہی دل سے نذرانہ کا کو لکھا
کہ ہرگز نہیں مجکو آہنگ رزم — ہر اک سے ہے صلح و مدارا کا عزم

ملاقات مجسے کرو آن کر — کی مولا کی ہیکو نہ پہونچے ضرر
بہت شاہ حاضر ہوئے پیش شاہ — جو کوئی نہ آیا ہوا وہ تباہ

بہت قطع کی راہ پست و بلند — کسی جا ہوئی شہ کو بیم و گزند
تب شہ کا لشکر سوا پیشتر — عجائب غرائب بھی آئے نظر

پھر اوس ہفت اقلیم میں بادشاہ — کہ تھا یاور اقبال فضل الٰہ
جو طے کرچکا سب وہ خشک و تر — تو پہونچا وہاں خسرو نامور

کٹ رہ تھا مارا کا یعنی جہان — کیا مرحبا ان سے پیدا بیان
پس کوہ ظلمات ہے سر بسر — وہاں چشمہ ہے اسے شہ نامور

کرے نوش جو کوئی چشمہ کا آب — تو عمر ابد سے ہو وہ کامیاب
شہ نامور نے سنی جب یہ بات — کیا پھر وہیں قصد آب حیات

سپاہ اور سو ہیگے دو ہزار — لیے ساتھ اپنے دلاور سوار
سفر کا لیا ہم چل روز کا توشہ کر — روانہ ہوا خسرو نامور

خضر ہو سے ظلمات تھا رہنما — خضر سے شہ نامور نے کہا
مرے پاس دو لعل ہیں اے خضر — کہ ہوا ایک سے روشنی جلوہ گر

عیاں آگ کر دونوں سے لعل کو — تو پھر یار و گر شد [illegible]
دیا خضر کو لعل انجام کار — کہ اک نور جس سے ہوا آشکار

رکھا او سے لعل ہو [illegible] — اگر ہو وہ مادہ سے ایک ہراس
خضر سے تھا لی کشان پیش پیش — عقب اوس کے تھا شاہ فرخندہ کیش

[illegible] — سوا پھر سے آیا وہ دریا نظر
جدا ہو گئے خضر سے ناگہان — چلا راہ بہت خضر نے گم [illegible] روان

سنی چشمے [illegible] — خضر پھر سے چشمہ [illegible] گیا
وہاں جا کے آب بقا نوش کر — پھر آیا سوئے لشکر شہ خضر

اندھیرے [illegible] — پیدا ایک سے [illegible] کی روشنی آشکار
پہ لشکر شہ سے ظلمات نمایان [illegible] — بہت خاطر شہ پریشان ہوئی

کہ پیاسا میں اک شب [illegible] — سپہ کو دو تین [illegible] آئی صدا
کہ اوٹھا دے جو سنگریزے [illegible] — نہ لیویں تو [illegible]

اور [illegible] — تو دونوں [illegible] پشیمان [illegible]
کسی نے لیے سنگریزے اوٹھا — کسی نے کہا دل میں کیا فائدا

پھر آٹھ دن شاہ لیکن کہیں — [illegible] چشمہ آب حیوان نہیں
ہوا سخت حیران و عاقبت کمال — لگا کہنے تب شاہ فرخ خصال

نشیبوں چاہئے [illegible] آب بقا — [illegible] ظلمات ہوا پایا خدا
تو میں دن ہوئی روشنائی عیان — ہوئے شاد و خرم دل [illegible]

سو سنگریزے پڑہی جیب [illegible] — [illegible] افسوس [illegible] وہ بیسر
لگے کہنے ہو کر پشیمان بہم — کہ افسوس ہے اوٹھا لائے یہ کم

[illegible] جو ہر [illegible] یواقیت — [illegible] اوٹھائے نہیں
جب اوس روشنی میں گئے بیشتر — تب اک شہر آباد آیا نظر

ہوئے ساکن شہر حیران تمام — لگے کہنے یوں مردم خلق عام
کہ اتنے ندیا [illegible] ہوا زنہار — کبھی فوج بیگانہ کا یاں گزار

یہاں آئی کس راہ سے یہ سپاہ — یہ [illegible] بزرگان گئے پیش شاہ
غرض شہ کی خدمت کی لاکر بجا — لگے کرنے یکسر دعا و ثنا

کہ وہ وقت ہوگی تیرے آنے [illegible] — یہاں [illegible] جب تک [illegible] جہان
لگا کہنے یوں شاہ کشور کشا — عجائب ہے اس شہر میں خیر کیا

وہ بولے کہ اے شاہ فرخندہ بخت — عجائب ہے اس شہر میں دو درخت
ہمیں عالم غیب کی سب خبر — اور احوال آئندہ کا سر بسر

سمجھتا نہیں کوئی اونکی زبان
وہ دو قوم ہیں پُر گزیدہ عجب
یہ سنکر طلب کرکے دانا سے شہر
تو اس راز کو مجھسے کر آشکار
ملے چار دہ سال یا تاج و تخت
لگا کہنے دلمین کہ شیر فلک
ہوا شاہ حیرت سے گریہ کنان
جو پوچھا تو دانا نے یہ آیا جواب
کہ باقی رہی عمر کمتر شتاب
سکندر یہ بولا کہ اے ہوشیار
خردمند نے مدعا شاہ کا
نہ خورشید تکو سکھے نہ ماہ [illegible]
بتائی جو تھی اون درختون نے راہ
مشہور سکندر ہوے دادخواہ
وہ پہ سال لاتے ہیں لشکر ادھر
سکندر نے پوچھا کہ صورت ہے کیا
زبان تیز دندان مثل گراز
ہو سو دہن اور اک گوش بستر کرین
یہ سنکر لگے کہنے اے بادشاہ
کرتا پاہین ہم اس بلا سے نجات
یہ سنکر ہوا اون اقامت گزین
بنا ایک دیوار سے بلند
نبے ہر دو سو سے اک استوار
وہ سد سکندر بنا جب ہو گی
شتابی سے خاقان گیا پیشوا
پھر یونان میں پہونچا شہ ملک گیر
حکومت تھی اون شخص کی سند میں
شہر گنگ ہوا اون توقف کنان
بیابان میں تھا ایک کوہ بلند

وسلے جو خردمند و عالم پیر تھا
آدھے میں تھا اک بادہ اور ایک شہر
گیا وان سکندر شہنشاہ دہر
وہ بولا کہ [illegible] آتا ہے [illegible]
[illegible]
ہوسے منقضی [illegible]
یہ عالم سے کہنے لگا بعد ازان
فلان راہ سے جاکر پہنچے شتاب
شب و روز کرتے لیتے یاد خدا
یہ دلمین تھا ہو اپا یکبار
درختون نے [illegible] کیا
پھر آوے نہ زندہ رہے آرزو
روانہ ہوا وہ سے طرف کو شاہ
لگے کہنے اے شاہ گیتی پناہ
بہت اوسے ہوا پہنچے ہیں ہمکو ضرر
بیان ہر دو [illegible] کیا
قد اونکا ہے چون [illegible]
وہ گوش گر بستر ہے چادر [illegible]
تو شاہ جہان ہو بفضل الہ
ہماری رہائی ہو [illegible]
سکندر جہاندار آفاق گیر
کہ ہو راہ یاجوج و ماجوج بند
فراہم تھے کاریگران دیار
خلائق کو آسودگی تب ہوئی
زر و مال و نعمت بہت لیگیا
کئی دن ہوا اون اقامت پذیر
کہ تھا فور کا جانشین ہند مین
[illegible] ہوا اسو سے بابل روان
وہان جب گیا وہ شہ ارجمند

وہ سمجھیں نہ تھی اونکی آوازہ کو
سخن رحمت سے ہوئے تابہ شام
درختون سے جاکر سنی یہ صدا
کہ ہے یہ سکندر شہ نامور
کرے پھر سفر [illegible] ملک لقا
کہ مجھکو [illegible] بخت شہی
کہ پوچھا ان درختون سے [illegible]
ملے مثل [illegible]
سنا تھا جو عالم نے [illegible]
کہ اقلیم میں روم کو جائیے
یہ آواز آئی کہ [illegible]
گیا [illegible] وفات
جو اک شہر میں جا پہونچا [illegible]
وہ دیوان ہیں یاجوج ماجوج نام
[illegible]
کہ چون چہرہ ماہ تابان [illegible]
وہ چشمہ اونکی ہیں [illegible]
کرے کوئی کسطرح اونکا شمار
تو بیچارگان کا ہو [illegible]
[illegible] ہم اس شہر کو چھوڑ کر
حکیمون نے تدبیر پوچھی وہیں
بیان [illegible] آہنگران سخت کوش
دیا پھونک پھر کوہ کو سر بسر
پھر اوس شہر میں شاہ [illegible]
کئی دن رہکا شاہ [illegible]
پھر آیا سوے سند شاہ جہان
بہت پیشکش مال [illegible] کیا
ہوا دشت بابل سے خیمہ زن
[illegible] اک پھر آیا نظر

کرین آشکارا وہ ہیں راز کو
جو تا دہ ہے کرتا ہے شب کو کلام
سکندر نے دانا سے پھر یوں کہا
پھر اگر وہ عالم [illegible]
ہوا پر الم [illegible] فرمان روا
کرون چار سال اور فرمانبری
کہ پہونچنگا لشکر میں [illegible]
بس اک گوشہ میں [illegible]
کیا عرض [illegible] شہ نامور
غرض جاکے وان [illegible]
شہر و سے گذرے دم میں [illegible]
ہوا [illegible] غمگین شہ نیک ذات
تو یا تشنہ شہر آگئے وہان
کہ سخت اوسے [illegible]
غرض اک جہان [illegible]
[illegible]
[illegible] جام خون
[illegible]
برائے خدا کوئی تدبیر کر
چلین پھر وہ سرور نامور
وہ بولے کہ اے شاہ [illegible]
کرین طرف دیوار میں [illegible]
ہوئی بند یاجوج کی رہگذر
روان [illegible] پہونچا [illegible]
روانہ ہوا وان سے [illegible]
گیا پیشوا سند کا حکمران
[illegible] پھر سکندر گیا
[illegible] شہزادہ شاہ زمین
[illegible]

سوا اوسکے تھے کان دونون کلان
لگا کہنے وہ پیش شاہ جہان
شہنشاہ کیخسرو خوش سیر
کھینچی اونکی صورت ہر دیوار پر
کہ ہین مردم آبی آتے یہان
وہ رہتے ہین پانی مین لیل و نہار
حضور شہنشاہ گیتی قدر
سکندر نے کی مہربانی کمال
یہ کیخسرو نامور کا ہے شہر
عمارت کو سارا ... سیر کیا
وہ جا جا وہ سب دیکھ آگے چلا
سکندر جہانگیر گیتی فروز
کہ پہنچا درختان گیا تھا جہان
گیا بعد ازان اس جگہ سے گذر
رہا زیست مین باقی اب یکسال
شہنشاہ فرزند رکھتا نتھا
ولیکن ... اور سبکو ہلاک
ارسطو نے پڑھکر لکھا یہ جواب
تو ہر ایک کو ملک تقسیم کر
ارادہ نہ کوئی کرے رزم کا
جداگانہ ہر اک کو سلطان کیا
نہ باہم کرین قصد کینہ فساد
ہوا بعد ازان ناگہان کے سکندر
وزیرون سے اپنے دم واپسین
بٹھانا اوسے روم کے تخت پر
کیا ... سکندر اوسکو وصیت
سپاہ و حکیم و امیر و وزیر
رہین جا وداعی سرا سے نہیچ

بکار لائے اوسکو ہین جو رمان
کہ اک شہر کہنہ ہے نزدیک یان
وہ افراسیاب شہر نامی ہے
یہ سنکر لگا پوچھنے تاجور
وہ لاتے ہین ہر صبح ماہیان
جسے روز آتے ہین پانی بکنار
گرفتار آئے وہ ہشیار ہو
دیا اونکو از رہ الطاف مال
کہ محکوم تھے جسکے شاہان دہر
... منزل ... کیخسرو نے زر لیا
وہان اوسکو گم کردہ لشکر ملا

سکندر نے اوس شخص سے یون کہا
عجائب ہین ایوان رنگ بہار
ولایت ستان سے تیر پہلوان
کردہ شہر آباد ہے پائین
پکاتے ہین اس شہر مین آنکہ
سکندر نے بھیجے سوار دلیر
تھے ... سا لشکر و اور سپاہ
کہا یہ کہو جا کے ... شہر کا
تہ ہر مکان گنج زر ہے نہان
لگا اسکندر ہاتھ اسباب و مال
سکندر نے دست کرم وا کیا

وفات یافتن اسکندر بادشاه

یہ آئی تھی جسکو ندا اوسکے شب
کہ بیٹھے تو منزل نیم سے وہ بہتر
قریب ہے تیرے دولت کا بہت زوال
یہ ناچار شہ نے ارادہ کیا
کہ خفیہ سے عالم کے ہو ... پاک
کہا اسے تاجدار ... جناب
کہ تا ملک مین ... شام و سحر
ہے بے خلل روم صبح و مسا
پھر اک عہد نامہ رقم وان کیا
رہین ملک مین آباد و نشاد
جہاندار اسکندر ارجمند
یہ بولا شہنشاہ ... تہ زمین
اطاعت سے دست ... اوسکے سر
اوسے بادشہ روم کا سمجھ
... توجہ کر سب سفیر و کبیر
نہیں ہر وفادار اونکا گنج
سکندر کی آخر ہوئی داستان

کہ شاہی کرون چار دہ سال مین
گئے سیزدہ سال اب تک گذر
حضور شہنشاہ عالم ستان
کہ جتنے ہین شہزادہ کیان
سکندر کو پوچھ کہ مرکز رہتا
مناسب نہین قتل شہزادگان
... مشغول کار
کیا ملک تقسیم شہ نے تمام
کہ جسکو ملا ملک اب جسقدر
ہے بادشہ نامداران تمام
ہوا جبکہ بیمار شاہ جہان
کہ ... اندرون ... تنگ
... مگر گشت ... زمین
یہ کہکر ہوا رہ نورد عدم
بہشت گریہ و شور نالہ کیا
گذر یا شہنشاہ عالی تبار
اب آتا ہون مین ... کا بیان

بیان کر حقیقت یہان کی ذرا
کہ اک سکا بین تھے نقش و نگار
سوا اسکے گذرے جو نام آوران
یہ ... وہ لایا زر ... یہان
اوسے کھاکے جاتے ہین بیش و کمتر
کرین تاکہ ... اونکو اسیر
حقیقت سے اونکی خبردار تھے
وہ بولے کہ اے شاہ کشور کشا
یہ سنکر شہنشاہ نے جاکے وان
کہ تھا سر ... از رہ ... خیال
کیا گنج لشکر کو ... عطا
لگا کہنے اس طرح سو ایک روز
رہون شاد با جاہ و اقبال مین
رہا ... مین خوش ... گھر
بہت تھے ملکزادہ کیان
کہ ہین آپکو بادشاہ جہان
ارسطو سے دانا کو ... لکھا
... بلطف و شفقت سے شاہ
نہ ہنگامہ ... ہو ... ہوشیار
... لکھکے فرمان ہر اک کے نام
... قانع ہر اک
ملوک طوائف رکھا اونکا نام
ارسطو سے دانا بھی آیا وہان
ہوا ... شکست
... اوسکو ... طبق ... زمین
سکندر جہاندار انجم حشم
... رہا شاہ کا
جہان مین نہ دائم ... نہان

ملکزادہ ہاے خجستہ نہاد
سکندر نے اونکو دیا ملک جب
کہ مین ونکو اشکانیان خاص و عام
لکھے ہین کہ جز نام اشکانیان
کہ یعنی دو صد سال با تاج و تخت
کیا اونکو ساسانیون نے تباہ

ذکر سلطنت اشکانیان

لگے رہنے وان او تنا بان ۂ سب
ملوک طوائف کہتے ہین اونکا نام
نہین ہے تواریخ مین کچھ بیان
رہے اس جہان مین وہ فرخندہ بخت
لیا چھین اونسے وہ تاج و کلاہ

رکھا سر پہ ہر اک نے تاج شہی
وے پیر مرد خجستہ نہاد
نہ احوال ہرگز سنا جنگ کا
کہ پھر اقبال کا اونکے آیا زوال
ہوے مالک ملک ساسانیان

کہ تخم کیان سے تھی جنکی نژاد
ہوے جلوہ گر وہ بہ تخت شہی
سخن سنج فردوسی پاک ذات
لیس تناہی شہنامہ مین ہے لکھا
نہ ہرگز رہا تخت نے ملک و مال
کرون آگے احوال اونکا بیان

داستان بیان احوال ساسانیان و ولادت اردشیر بابکان فرزند ساسان

کوئی پور زادا تھا ساسان نام
گزیران سو ہند ساسان ہوا
وہ از بسکہ مسکین و بیچارہ تھا
سپہدار کابل شہ نامدار
خوشی سے ہی پیل دمان پر سوار
لگا پوچھنے بابک ہوشیار
دگر روز پھر خواب آیا نظر
کہ پیری بزرگون کا آئین ہے
سپہدار بابک نے پھر یہ کہا
کہ مسکن گزین یہ جوان ہے کہان
شبان کے جو ہمراہ ساسان گیا
خطر سے نہ ساسان نے پاسخ دیا
نکوئی کرونگا مین تیرے ساتھ اب
جو نام و نژاد آشکارا کیا
ہوئی حاملہ دخت سیمبر
قضا آئی ساسان کی پھر ناگہان
سپہدار بابک نے با صد طرب
دلیر و قوی نام ہے اردشیر
سپہدار بابک نے اوسکو لکھا
خداوند غفار ہے درمیان
لکھا یون کہ اے نامدار جہان

پرستار زادا تھا ساسان نام
بہت دلمین اپنے ہراسان ہوا
شبان نے اوسے وہین چاکر رکھا
جوانمرد و بابک خجستہ شعار
یہ کہتا ہے شہ سے کہ اے شہریار
یہ رکھتا ہے کیا نام اے نامدار
کہ آتش ہے افروختہ سر بسر
یہی اپنی رسم و رہ دین ہے
کہ ہے اس جوانمرد کا نام کیا
وہ کہو کہ کابل مین پیش شبان
تو ساسان کو پہچان شہ نے لیا
لبونکو نہ ہرگز وہان وا کیا
تو اظہار کر مجھسے احوال سب
تو بابک نے لطف و مدارا کیا
ہوا اوس سے پیدا پری پوش پسر
ہوا سوے ملک عدم وہ روان
ہنر ہاے شاہانہ سکھلائے سب
کہ دارا کی ہے نسل سے وہ پسر
کہ ہے اشتیاق اوسکے دیدار کا
کہ مین اوس جوانکو رکھون شادمان
وہ کیسیجو کہ ہو لائق خسروان

سکندر ہوا گرم پیکار جب
وہان سے ہوا سوے کابل روان
چرانے لگا بکریان سر بسر
بہنگام شب دیکھتا کیا ہے خواب
مبارک ہوا اورنگ شاہنشہی
اوسے مرد دانا نے یہ پاسخ دیا
وہی شخص کہتا ہے سب کہ ہان
یہ سنکر زروی نشاط و طرب
لگے کہنے مردم کہ ساسان ہے نام
ہوا قصہ کوتاہ بیدار جب
یہ خلوت مین بولا شہ ذوالکرام
لگا کہنے بابک کہ زنہار یان
وہ بولا کہ دارا کا ہون مین پسر
اوسے اپنی دخت پری چہرہ دی
ہوا شاہ بابک بہت شادکام
جوان طفل پاکیزہ پیکر ہوا
شہ ملک رے ایک تھا اردوان
اقامت گزین شہر کابل مین ہے
یہان بھیجدے تو جو ہے نامور
جو بابک نے یہ نامہ اوسکا پڑھا
تو رکھا اوسے خوشدل و ارجمند

جہاندار دارا ہوا کشتہ تب
گیا شہر کابل مین پیش شبان
لگا کرنے اوقات ساسان بسر
کہ اک مرد ذیشان عالیجناب
ہمایون سے جسکے تاج فرماندہی
کہ ساسان ہے نام اس جوانمرد کا
کرو آگے آتش پرستی بیان
ہوے گرم آتش پرستی وہ سب
لگا پوچھنے پھر شہ ذوالکرام
کیا شاہ بابک نے اوسکو طلب
تری ذات کیا ہے ترا کیا ہے نام
نہ اندیشہ کو راہ دے اے جوان
مرا نام ساسان ہے اے نامور
کیا کتخدا اوسکو با صد خوشی
رکھا بابکان اردشیر اوسکا نام
خردمند دانا دلاور ہوا
خبر اوسکو پہونچی کہ اک نوجوان
ہوا اوسکے مشتاق سلطان رے
کرون تربیت اوسکی شام و سحر
سکور سے جوان کو روانہ کیا
کسی طرح اوسکو نہ پہونچے گزند

گیا جب یہان اردشیر جوان
شہ اردوان کے پسر تھے چہار
یہ بولا کہ بیٹے یہ ہار اشکار
تو حامی ہوا اپنے فرزند کا
بصد رنج و اندوہ و غم ناگزیر
گل گلشن حسن گلنار نام
گئی وقت شب پیش مرد جوان
بہت اختلاط اوس جوان نے کیا
ہوا اوسسے ہمخواب انجام کار
لگی کہنے اکدن کہ ای نامجو
ہوا دیکھکر شاد وہ نامدار
سحر اردوان نے سنی جب خبر
شتابندہ ہو مثل باد سحر
نمایان ہوے غیب سے مرد دو
یہ سنکر ہوئی جلد وان سے روان
کہ تھوڑے سے تھے یان سوار آنکے
فرود آکے ناچار اوس چشمہ پر
ہوا اردوان سخت اندوہگین
شہنشاہ عالم ہوا کروفر
سپہدار بہمن تھا پور کلان
سپہدار صطخر کو تھا گمان
ہوا اوسکا نام ہے اردشیر
تو لا شہر صطخر [illegible] بجا ہیچ
کہ اوس نام کا اک دلاور جوان
خدا نے دیا اوسکو تیر و بخت
ہمین اقامت گزین تھا جوان
منادی جو القصہ پہونچا وہان
ہوا اوسنے دیکھا سے گھر لیکیا
وہ [illegible] دل و جان خادمین [illegible]

تو شادان ہوا دیکھکر اردوان
وہ جاتا تھا ساتھ اوسکی شہر شکار
خیانت لگا کرنے وہ آشکار
ہوا اوس جوان پر بہت خفا
طویلے مین رہنے لگا اردشیر
حوالے تھا اوسکے خزانہ تمام
کیا ماجرا عشق کا سب بیان
ولے باز آئی نہ وہ دلربا
بر آئی مراد دل بیقرار
مجھے یان سے لیکر گریزندہ ہو
دو اسپ صبا گام پر ہو سوار
ہوا دل مین اندوہگین اردشیر
گریزندہ ہو پہونچی اک چشمہ پہ
یہ بولے تو قصد نہ یان ہم کرو
گئے سوئے اصطخر پارس دوان
روان اوسکے پیچھے ہوئی فوج [illegible]
باندوہ و غم رات کی وان بسر
یہ اختر شناسون سے پوچھا [illegible]
تجھے ہاتھ سے اوسکے پہونچیگا ضرر
کیا سوئے اصطخر اوسکو روان
ہوئی خواب مین یہ بشارت نہان
سزاوار ہے سیم و زرین سریر
بہت اوسکی تعظیم و تکریم کر
غریبانہ آیا ہے کسے یہان
نصیب اوسکی ایرانکا ہے تاج و تخت
بتایا تھا ہر اک کو نام و نشان
بتایا ہر اک نے نشان جوان
بہت عز و اکرام اوسکا کیا
کرین اسکی فرمانبری یک قلم

رکھا اوسکو مثل پسر
شکار ایک مارا جوان نے وہان
غرض بحث باہم ہوئی بیشتر
کیا پھر آخور سپاہان او
پرستار رکھتا تھا اک اردوان
نظر اوسکو آیا کہین اردشیر
بصد شوق وہ [illegible]
سخنہای مکر و فریب اسقدر
وہ گلنار [illegible]
یہ گوہر زر و سیم و لعل و گہر
یہان سے وہ دونون گریزان ہوئے
کہین پہلوان جنگی جوان
یہ [illegible] تھے یان اسپ فرود آئیے
ہو شہر صطخر اب جاؤ تم
[illegible] اردوان سوار
[illegible] باندوہ وہ [illegible]
گئے جب بہم پہ سوار اردوان
کہ ہین کس طرح طالع اردشیر
کرے قتل یہ تیری نسل کو
کہ ہوئے بیا وسے قوی اردشیر
ہوا وار داک مرد فرخ نہاد
کرے ملک ایران مین فرماندہی
ہوا خواب سے صبح بیدار جب
خبر اوسکی پہونچا وسے شتاب
کرین اوسکی توقیر و تعظیم ہم
وہان جسقدر تھے صغیر و کبیر
خبر پہونچی جا کے حاکم سے جب
بزرگان اصطخر کو کر طلب
غرض اردشیر جوان سے کہا

لگا کرنے الطاف تمام [illegible]
تو بس وہین پوشش اردوان
کہین اردوان نے یہ پائی خبر
کیا سخت بیقدر و حیران [illegible]
بہت نازنین دلبر نوجوان
ہوئی دام الفت مین اوسکی اسیر
ہوئی اوسکی خواہان ہم بستری
وہ لائی زبان پر کہ [illegible]
حضور اوسکے [illegible]
خزانے سے لائی وہ زیبا قمر
غرض مثل صرصر شتابان ہوے
کیے اونکے دنبال وہین روان
[illegible] کھڑے جا [illegible]
وہان آکے جلد پہونچا [illegible]
گئے تب یہ اوکو ہوا آشکار
[illegible]
کیا جا کے احوال [illegible]
وہ بولے کہ شاہا یہ مرد [illegible]
ہوا سنکے غمگین بہت نامجو
شتاب اوسکو لے آؤ کرکے [illegible]
دلیر جو اک مرد دارا نژاد
نصیب اوسکے ہے تخت و تاج شہی
منادی یہ کی شہر مین اوسنے تب
کہ اوس ترک کہان ہے وہ عالیجناب
اطاعت گزین خلق ہو یک قلم
ہوئے تھے تمام اوسکے فرمان پذیر
وہ آیا حضور اوسکے مضطرب
کہا یون کہ طاعت کرو سب اوسکی
کہ جاکر ہین ہم تو ہو فرمان روا

ہوا سپہر جبکہ عازم ہوا ہی بادشاہ | دی جانفشانی ہی حاضر سپاہ | تھو وارث ملک و تاج و سریر | ہست اوسنے شنا اردوان ہوا اردشیر

جلوس اردشیر بابکان بن ساسان بر تخت سلطنت اصطخر پارس

سنے جب سپاہی سب ہرزہ ماں | کہ ہو پادشاہ اردشیر جوان
مہیا کیا ایک زریں سریر | اگر اوسپر ہوا جلوہ گر اردشیر

رکھا سر پہ [illegible] سیم گوہر نگار | کمر بستہ حاضر تھے سب نامدار
ہوا خطبہ و سکہ شہ اردوان | یہ مشہور [illegible] بعد ازان

ہو ملک سے گئے بھیجی اب سپاہ | وہان بھیجے اردوان کو تباہ
شہ اردوانکو جو پہونچی شکست | تو فرمانروایان ہر جا ہوئی پست

نہ لائی کوئی پھیر تاب جنگ | تصرف میں سب ملک آ بے درنگ
پھر آخر میں پہونچا یہ [illegible] | کہ بہمن شہ اردوان کا پسر

ادھر لیکے آیا وہ فوج گران | ارادہ ہوا [illegible] سپہ گران
یہ لشکر وہیں لیکے شتنگی سپاہ | روان [illegible] بہمن ہوا بادشاہ

ادھر سے تباک ایک گرد دلیر | سپہ لیکے آیا سوے اردشیر
اوسے عہدنامہ دیا شاہ کا | ادھر سے وہ چلا ان ملک گیا

صف آرا ہوئی جبکہ ہر دو [illegible] | نہ کوئی ہوا شاہ سے رزمجو
ولاور تباک اور یکہ سپاہ | ہوئی شامل لشکر بادشاہ

یہ بہمن کو جس وقت پہونچی خبر | تو غمگین ہوا بہمن نامور
لکھا اردوان کو یہ احوال سب | کیا بہر امداد لشکر طلب

شتابان ہوا جیسے کارزار | سو لشکر شاہ عالی وقار
تباک دلاور بفرمان شاہ | مقابل ہوا اوسکے لیکر سپاہ

ہوئی گرم کین جبکہ فوج تباک | ہوئی تیر تیغ سے بہمن ہلاک
خدنگ ایک ناگاہ آکر لگا | کہ بہمن کو [illegible] کیا

پھر اوسکی سپہ اور سران سپاہ | ہوئی چارکس شاہ گیتی پناہ
اوسی غمین شہ نے [illegible] کیا | زر و سیم و گنج و دوا سر دیا

جہاندار عازم ہوا بعد ازان | بشہر سپاہان باساہ گران
شہ اردوان جمع کر کے سپاہ | ہوا لشکر شاہ سے کینہ خواہ

جوانان جنگی و مردان مرد | سے تا چہل روز گرم نبرد
لگی چلنے پھر باد نصرت [illegible] | [illegible] لشکر اردوان

ہوا یار بخت شہ ارجمند | غرض جنگجویان فیروزمند
ہوئی [illegible] | کیے قتل گردان جنگ آوران

سپہ اردوان کی گریزان ہوئی | خراب و تباہ و پریشان ہوئی
شہ اردوان زندہ آیا اسیر | [illegible]

ولیکن بحکم شہ کامگار | ہوا کشتہ تیغ زہر آبدار
پسر چار اوسکے گرفتے بجو | سپہدار جنگ آور [illegible]

ہوئے دو گرفتار اور دو جوان | گریزان ہوے سوے ہندوستان
مظفر ہوا خسرو ذوالکرام | مسخر کیا ملک ایران تمام

بیان نام ساسانیان و بالاجمال ذکر سلطنت آنہا

ہوا [illegible] لنسب شہ اردشیر | چہل سال تھا تاج و زریں سریر
ہوا ملک ایران کا پھر [illegible] | سپہدار شاپور [illegible]

رہا سی و دو سال فرمانروا | سپاہ و رعیت کو راضی کیا
شہ اور مرد جوان بعد ازان | ہوا [illegible] تخت [illegible]

پسر تھا وہ سلطان شاپور کا | کہ یکسال و نہ ماہ حاکم رہا
پھر اوسکا پسر تھا جو بہرام نام | رہا حکمران [illegible] سال [illegible]

پسر شاہ بہرام کا بعد ازان | ہوا مالک تخت با فروشان
ولے نام اوسکا بھی بہرام تھا | رہا [illegible] و سال فرمانروا

ازان بعد بہرام [illegible] ہوا شاہ | کہ تھا یعنی وہ ابن بہرامیان
باقبال و دولت ہوا بادشاہ | [illegible] سلطنت [illegible]

ہوا بعد ازان نرسی اوسکا پسر | خداوند داور نگاہ [illegible]
نصیب اوسکے نہ سال [illegible] | [illegible] اقبال [illegible]

پھر اوسکا پسر اورمزد [illegible] | ہوا مالک ملک و تاج و سریر
[illegible] سال [illegible] رہا [illegible] | [illegible] شاپور [illegible]

ازان بعد شاپور اورمزد نام — جہان جسکو انصاف سے شادکام
سر تخت بیٹھا بجاہ و جلال — رہا زیب اورنگ ہفتاد سال

پھر اک بھائی سلطان شاپور کا — شہ اردشیر نکوکار تھا
رکھا سر پہ دہ سال تاج شہی — نصیب اسکے شاہی ہوئی پنج سال

پسر شاہ شاپور کا بعد ازان — کہ شاپور تھا نام فرخ جوان
ہوا زینت افزائے تخت شہی — رہا چاردہ سال با تاج و تخت

ہوا پور شاپور پھر پادشاہ — جہاندار بہرام با عز و جاہ
ہوا مالک شہر و ملک و مال — میسر ہوا اوسکو بست و دو سال

پھر اوسکا پسر یزدگرد جوان — ہوا سندآرا بصد عز و شان
جہانبین جہاندار فرخندہ بخت — رکھا کام عدل و کرم سے سدا

ہوا بادشہ پھر جو بہرام گور — خداوند ملک خداوند زر
سر سلطنت بجاہ و جلال — دلیر و جوان ہنرمند نامور

پھر اوسکا پسر یزدگرد جوان — اٹھارہ برس تک رہا حکمران
رہا شصت و سہ سال فرمانروا — جوانمرد و فرخندہ خو ذوالکرام

دو سال اوسکی سلطنت بعد ازان — برادر ہوا شاہ کا حکمران
ہوا بعد ازان جانشین پدر — قباد جوان پھر بجاہ و جلال

رہا یازدہ سال وہ حکمران — ہوا بادشہ پھر بلاش جوان
سپہدار سلطان فیروز نام — سر تخت بیٹھا بجا [illegible]

ہوا سندآرای شاہنشہی — چہل سال کی اوسنے فرماندہی
نصیب اوسکو تھی سلطنت چار سال — سپہدار ہرمزد والا گہر

بسر کر شب عیش جاہ و جلال — رہا سندآرا چہل و ہشت سال
ازان بعد کسری شہ دادگر — جہاندار پرویز خسرو بنام

ہوا ملک ایران کا پادشاہ — ولیکن رہا حکمران چند ماہ
ازان بعد نوشیروان کا پسر — سپہدار شیرویہ اوسکا پسر

ہوا جلوہ فرمائے تخت شہی — [illegible] ہشت سال اوسکی [illegible]
ہوا اوسکا پسر خسرو ذوالکرام — رہا تخت پر چھہ مہینے دلیر

[illegible] شاہ قیصر دیا کو ہفت ماہ — میسر رہا تاج و تخت و کلاہ
ہوا بعد ازان جلوہ گر تخت پر — دو شش [illegible] زیب دیہیم و تخت

مگر اونکو [illegible] — رہا حکمران تا بہ [illegible]
ہوا بادشہ آخرش اردشیر — شہزاد فرخ خجستہ جوان

سپہر ہفت آذر تا چار ماہ — میسر رہا تاج و تخت و کلاہ
ہوا بعد سلطان پوران دخت — شہ نامور یزدگرد جوان

ہوا سندآرا سے فرماندہی — نصیب اسکے ہوا شاہی ہی
ازان بعد فرزند نوشیروان — رہا وہ بھی حکمران بیست سال

بپرویز خسرو کا فرزند تھا — جہاندار سلطان کشور کشا
ہوا مالک مملکت بعد ازان — سوم سے کم و کاست [illegible] لکھا

کیا اپنے خنجر سے [illegible] — کہ بس اسکے ہے نام ساسانیان
غرض یزدگرد و خجستہ خصال — برآئندہ آسمان و زمین

جو شمشیر خانی میں [illegible] تھا — ہوا شاد ہمت سے آزاد دل

خاتمۂ کتاب

سپاس خدائے جہان آفرین — ہوا گلشن آرزو تازہ تر
ہوئی مشکل آسان ہوا شاد دل — ہوئی ہمت و شادمانی نصیب

کہ نقش [illegible] ہوا بار دہ — برآئی [illegible]
ہوا کہ ہر کامرانی نصیب — یہ نامہ جہان میں رہے یادگار

[illegible] — [illegible]
نہیں ہے کسیکو ثبات و قرار — شہ نامہ پادشاہ زمن

ازین نظم دلکش ہوا اختتام — [illegible] ہوا نام
خرد [illegible] قدردان سخن — جہان میں رہے جبتلک ہے جہان

الٰہی شہنشاہ والا [illegible] — [illegible]
سر تاجداران گردون [illegible] — [illegible]
ابو نصر اکبر [illegible]

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ والمنہ کہ اس زمان میمنت توامان میں کتاب مستطاب [illegible] تاریخ سلاطین ایران و توران دیار [illegible] شمشیر خانی [illegible] شاہنامہ اردو [illegible] بتصحیح [illegible] مطبع اقبال مطلع معروف [illegible] واقع [illegible] باہتمام [illegible] بالکمال [illegible] صاحب [illegible] طبع خاص و عام ہوا

۱۔ اردو نظم

ACC. NO. ۱۲۵۷۳۸

منشی لشنشر دیال

شاہین ماہ ۱۱ اردو

Date No Date No

For Binding
19/6/74

TIME

Maulana Azad Library
ALIGARH MUSLIM UNIVERSITY

RULES:—

1. The book must be returned on the date stamped above.
2. A fine of Re. 1-00 per volume per day shall be charged for text-books and 10 Paise per volume per day for general books kept over - due.